انبیاءِ کرام علیہم السلام کے حالات وواقعات کا مستند ترین مجموعہ

قصص الانبیاء

Marfat.com

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

قصص الانبیاءؑ

مصنف

قاری شہزاد رسول قادری

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ اُردو بازار ○ لاہور
042-7352795 - 7124354

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

85017

نام کتاب : قصص الانبیا

مصنف : حافظ قاری شہزاد رسول قادری

تعداد : 1100

ناشر : چوہدری غلام رسول
میاں جواد رسول

طباعت : زاہد بشیر

قیمت : روپے

پروگریسو بکس فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

ملنے کے پتے

اسلام بک ڈپو ۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-8452688

پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 7352795-7124354

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وکائنات	۷
۲	بیان پیدائش حضرت آدمؑ	۱۶
۳	بیان قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام	۱۸
۴	بیان عزازیل علیہ اللعنۃ کا	۲۶
۵	بیان حضرت شیثؑ علیہ السلام	۴۳
۶	بیان حضرت ادریسؑ کا	۴۴
۷	بیان حضرت نوحؑ کا	۴۸
۸	بیان حضرت ہودؑ کا	۵۸
۹	بیان شداد لعین کا	۶۳
۱۰	بیان حضرت صالحؑ کا	۶۷
۱۱	بیان حضرت ابراہیمؑ کا	۷۱
۱۲	بیان حضرت ابراہیم کے آتش کدہ سے نکلنے کا	۸۷
۱۳	بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں سکونت اختیار کرنے کا	۹۱
۱۴	بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مراجعت کا	۹۸
۱۵	بیان حضرت اسمعیلؑ کا	۱۰۲
۱۶	بیان تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۰۸
۱۷	بیان حضرت لوط علیہ السلام	۱۱۷
۱۸	بیان حضرت اسمعیل علیہ السلام	۱۲۵
۱۹	بیان حضرت اسحٰق علیہ السلام وحضرت یعقوب علیہ السلام	۱۲۶
۲۰	بیان حضرت یوسف علیہ السلام	۱۳۲
۲۱	بیان حضرات اصحاب کہف	۲۰۹
۲۲	بیان حضرت شعیب علیہ السلام	۲۱۶
۲۳	بیان حضرت یونس علیہ السلام	۲۱۹
۲۴	بیان حضرت ایوب علیہ السلام	۲۲۹
۲۵	بیان رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنا احوال سکندر ذوالقرنین کا	۲۴۰
۲۶	بیان فرعون علیہ اللعنۃ	۲۵۳
۲۷	بیان عوج بن عنق	۲۶۰
۲۸	بیان پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۶۳
۲۹	بیان ہجرت مصر حضرت موسیٰؑ اور ملاقات حضرت شعیب علیہ السلام	۲۷۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	نمبر
۳۰	بیان مراجعت مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۷۷
۳۱	بیان غرق ہونا دریا میں فرعون اور اسکی قوم کا	۳۰۳
۳۲	بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور جانے کا اور ان کی قوم کے گئوشالہ پوجنے کا	۳۰۸
۳۳	بیان گئوشالہ پرستی قوم بنی اسرائیل اور سامری کی	۳۱۳
۳۴	بیان قارون کے ہلاک ہونے کا	۳۱۹
۳۵	بیان عامیل مقتول بن سلیمان کا	۳۲۴
۳۶	بیان ملاقات حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام	۳۲۸
۳۷	بیان وفات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام	۳۳۳
۳۸	بیان عابد ابن باعور اور حضرت یوشع بن نون اور بنی اسرائیل کا	۳۳۷
۳۹	بیان نبوت طالوت علیہ السلام	۳۴۳
۴۰	بیان خرقیل ابن ثوری علیہ السلام	۳۴۳
۴۱	بیان الیاس ابن یاسین	۳۴۵
۴۲	بیان حضرت خظلہ علیہ السلام	۳۴۷
۴۳	بیان حضرت شموئیل علیہ السلام کا	۳۵۲
۴۴	بیان عداوت طالوت کی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ	۳۵۲
۴۵	بیان نبوت حضرت داؤد علیہ السلام کا	۳۵۵
۴۶	بیان مبتلا ہونا میں حضرت داؤد علیہ السلام کا	۳۵۶
۴۷	بیان مسخ ہونا بعضے بنی اسرائیل کا حضرت داؤدؑ کے عہد میں	۳۷۱
۴۸	بیان طالوت کے بادشاہ ہونے کا	۳۷۳
۴۹	بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا حضرت داؤد کے ہاتھ سے	۳۷۵
۵۰	بیان حضرت عزیز علیہ السلام کا	۳۷۹
۵۱	بیان حضرت زکریا علیہ السلام کا	۳۸۰
۵۲	بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام کا	۳۸۴
۵۳	بیان حضرت شمعون علیہ السلام کا	۳۸۵
۵۴	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا	۳۸۹
۵۵	ضیافت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کی	۳۹۲
۵۶	حضرت سلیمانؑ کی ملاقات چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ	۳۹۴

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	نمبر
۵۷	بیان حضرت سلیمان کا اور خبر لانا ہدہد کا بلقیس کی شہر سبا سے	۳۹۷
۵۸	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام شہر صیدوں میں جانا اور بادشاہ عنکبود کا مارا جانا	۴۰۷
۵۹	بیان حضرت سلیمان ؑ کا مبتلا ہونا رنج میں بعض سہو اتقصیرات کی وجہ سے	۴۱۰
۶۰	بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام	۴۱۷
۶۱	بیان تولد حضرت عیسی علیہ السلام	۴۲۰
۶۲	بیان ملاقات حضرت عیسی علیہ السلام کا جمجاہ بادشاہ کے سر بوسیدہ سے اور گفتگو کرنا	۴۲۹
۶۳	بیان وفات حضرت مریم علیہا السلام کی اور حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان پر جانا	
۶۴	بیان نور محمد ﷺ کا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں آنے کا	
۶۵	بیان بادشاہ ابرہمہ ملعون و مردود کا	
۶۶	بیان جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن ابن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہمہ کے	
۶۷	ذکر احوال عبداللہ والد رسول خدا اور بعض باتیں آنحضرت کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں	
۶۸	بیان تولد ہونا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا	
۶۹	بیان عبدالمطلب کا پیدائش رسول خدا کے ان کرامات کا جو انہوں نے دیکھی تھیں	۴۵۴
۷۰	بیان حضرت حلیمہ دائی جنہوں نے دودھ پلایا رسول خدا کو	۴۵۷
۷۱	بیان جانا آنحضرت کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور آمنہ کا راستہ میں فوت ہونا اور ہمراہ جانا آنحضرت کا ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہب سے راستے میں	۴۶۶
۷۲	بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک آنحضرت کا اور نکاح کرنا حضرت خدیجہ الکبری سے اور اقوال وافعال آنحضرت کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے تھے	۴۶۹
۷۳	بیان اسماء وخصائل حمیدہ آنحضرت سرکار کائنات ﷺ	۴۷۹

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	نمبر
۷۴	بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۸۳
۷۵	بیان اولاد آنحضرت ﷺ	۴۸۵
۷۶	بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا حضرت جبرائیل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔	۴۸۶
۷۷	بیان معراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۰۱
۷۸	بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی حقیقت کو اور یہودی کا مسلمان ہونا	۵۱۸
۷۹	بیان معجزات اور بزرگی اور خصائل حمیدہ آنحضرت ﷺ	۵۲۱
۸۰	بیان ہجرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم	۵۳۶
۸۱	بیان جنگ بدر الکبری	۵۴۰
۸۲	بیان احوال جنگ احد	۵۴۳
۸۳	بیان احوال جنگ بدر الصغری	۵۴۴
۸۴	بیان احوال جنگ خیبر	۵۴۵
۸۵	بیان وفات آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۴۶
۸۶	بیان فضیلت حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ	۵۵۲
۸۷	بیان فضیلت امام شافعیؒ	۵۵۳
۸۸	بیان فضیلت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ	۵۵۶
۸۹	بیان فضیلت حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ	۵۵۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تخلیق نوری محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کائنات

روایت کرتے ہیں محمد ابن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سنا ہے اپنے والد حضرت امیر المئومنین کرم اللہ وجہہ سے آپ نے فرمایا ہے کہ ایک روز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر رسول خدا سے عرض کیا یا رسول اللہ فداک ابی و امی مجھے خبر دیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا تھا۔ ہزار برس پہلے کہ ایک روز اس جہاں کا ہزار برس کے برابر ہے اس جہاں کے

کما قال اللہ تعالٰی وان یوما عند ربک کالف سنتہ مما تعدون

ترجمہ:۔ ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو۔ میرا وہ نور قدرت الٰہی سے عظمت اور بزرگی الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے اور تسبیح و طواف اور سجدۂ الٰہی میں مصروف رہتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بار ہزار برس تک عالم تجری میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو تیسری سے بہشت کو چوتھی قسم سے عالم ارواح اور ساری مخلوق کو تخلیق کیا اور ان چار میں

Marfat.com

سے چار قسم نکال کر تین قسموں سے عقل اور شرم و عشق پیدا کیا اور قسم اول سے عزیز و مکرم تر میرے تئیں پیدا کیا کہ میں رسول اس کا ہوں۔

لولاک لما خلقت الافلاک

کہ تجھ کو اے محمد ﷺ اگر میں نہ پیدا کرتا تو ہرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان و زمیں اور ساری مخلوق کو اور موافق اس حدیث کے

انا من نور اللہ والخلق کلہم من نوری

ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ عزوجل کے نور سے اور ساری مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا۔ اس کے بعد رب العالمین کا حکم ہوا قلم کو ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ترجمہ:۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ قلم نے چار سو برس میں **لا الہ الا اللہ** تک لکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قلم نے جو **لا الہ الا اللہ** تک لکھا تو عرض کیا یارب العالمین تو بے ماخذ ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے۔ پس جناب باری سے آواز آئی یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو لکھ **محمد رسول اللہ** ﷺ۔ جب یہ حکم ہوا ہیبت خطاب جل ثنانہ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا۔ تب قلم نے **محمد رسول اللہ** ﷺ تبھی سے قلم کا شگاف مسنون جاری ہوا قیامت تک اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کیے اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کئے اور ہر ستون کے اوپر اٹھارہ ہزار کنگرے بنائے ایک کنگرے سے دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیل ہیں۔ اور ہر ایک اتنا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے اس میں اس طرح سمائے کہ جیسے ایک انگشتری بیچ میدان کے ڈال رکھی ہے اس کے بعد چار فرشتے پیدا کیے ایک بصورت آدمی' دوسرا بصورت شیر' تیسرا بصورت گدھا' اور چوتھا بصورت گائے کے ہے' پاؤں ان کے تحت الثریٰ میں پہنچے ہوئے اور کاندھے ان کے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں۔ اور چلنے کے وقت جب قدم اٹھائیں ہر ایک قدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔ خدا کا حکم ہوا ان کو عرش اٹھانے کا تب ان چاروں نے زور کیا ہرگز عرش نہ اٹھا سکے۔ بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! میں نے تم کو ہفت آسمان و زمین کے جو کچھ بیچ ہے سب کا زور

Marfat.com

دیا عرش کو اٹھاؤ پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا سکے۔ عاجز ہو رہے پھر جناب باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھاؤ

سبحان ذیل الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمته والسیبته والقدرة والکمال والجلال والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لاینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکته والروح

ترجمہ:۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو بادشاہ اور عالم ملکوت کا صاحب ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور ذیشان ہے اور قدرت و کمال اور جلال اور بزرگی اور بڑائی کے لائق ہے۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس بادشاہ زندے کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا وہ طاہر اور بہت پاک ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور ارواحوں کا پروردگار ہے جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھا لیا۔ اور ایک روایت میں ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جب ان چار فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله الله اکبر ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

ترجمہ:۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ کے جو بزرگ ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ چاروں طرف عرش خدا کے تسبیح پڑھیں۔ اور طواف کریں اور مومن بندوں کے لئے آمرزش اور معافی چاہیں۔ قولہ تعالیٰ

الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویومنون به و یستغفرون للذین امنو ربنا وسعت کل شی ء رحمته و علما فاغفر للذین تابوا واتبعو اسبیلک وقهم عذاب الجحیم ۵

ترجمہ:۔ جو کہ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی پاکی اور خوبیوں کو بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے' اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری مہر اور علم میں سو تو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور

Marfat.com

چلیں تیری راہ پر بچا ان کو آگ کے صدموں سے۔ اور بعد اس کے، عرش کی نیچے ایک دانہ مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ تیار کیا بلندی اس کی سات سو برس کی راہ چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف یاقوت سرخ جڑا ہوا اور حکم ہوا قلم کو اکتب علمی فی خلقی و ما ھو کائن الی یوم القیامته

ترجمہ:۔ لکھ میرا علم موجودات میں اور جتنی چیزیں کہ ذرہ ذرہ بیچ موجودات کے ہونے والی ہیں۔ قیامت تک' پہلے لوح محفوظ پر یہ لکھا گیا۔

بسم الله الرحمن الرحیم○ انا الله لا اله الا انا من استسلم بقضائی ویصبر علی بلائی ویشکر علی نعمائی کتبته وبعثته مع الصادقین یقینا ومن لم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا سوائی ویخرج من سمائی

ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا۔ میں ہوں پروردگا سب کا نہیں کوئی معبود مگر میں ہی جو راضی ہے میری قضا پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے میری نعمتوں پر جو میں نے مقدر کی ہیں۔ پس شامل کروں گا میں اس کو صدیقوں میں اور جو راضی نہ ہو میری قضا پر اور صابر نہ ہو بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر لازم ہے اسے کہ طلب کرے رب کو سوا میرے نکل جائے تحت سما سے میرے بعد لکھنے کے لوح محفوظ خود جنبش میں آیا اور کہا کہ مثل میری ہستی میں کوئی نہیں اس واسطے کہ علم خدا کا مجھ پر لکھا گیا پس جناب باری تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آئی۔

یمحوا الله مایشاؤ یثبت و عنده ام الکتاب

ترجمہ:۔ مٹاتا ہے اللہ اور ثابت رکھتا ہے جس بات کو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز مقدر کی ہیں ہرگز ان میں تغیر و تبدل نہ ہو گا مگر چار چیزیں' رزق' موت' سعادت اور شقاوت۔ اور پھر اس مروارید کو حکم ہوا اے مروارید پھیل جا کما قال الله تعالٰی وسع کرسیه السموات والارض

ترجمہ:۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کشادہ ہوئی کرسی اس کی برابر ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور نام اس کا کرسی ہوا پھر اسی وقت نیچے کرسی کے اس دانہ یاقوت کا پیدا ہوا

Marfat.com

بعضوں نے کہا کہ وہ مروارید کا تھا۔ بلندی اس کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور چوڑائی بھی اسی قدر تھی۔ جب اس کی طرف دیکھا عزوجل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہو گیا اور بعد اس کے۔ صبانور جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کر کے حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ پر اس پانی کے موج مار کر کف نکالو اور ویسا ہی کیا بعدہ قدرت الٰہی سے آگ دھواں دھار پیدا ہو کر درمیان کرسی اور پانی کے ہوا پر معلق ہو رہا اور اسی دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے پانی' ایک پارہ سے تانبہ' ایک پارہ سے لوہا' ایک پارہ سے چاندی' ایک پارہ سے مروارید اور ایک پارہ سے یاقوت سرخ پیدا کیا اور اس پانی سے آسمان اول اور ایک پارہ سے تانبے کا دوسرا آسمان اور ایک پارہ سے لوہے کا تیسرا آسمان اور ایک پارہ سے چاندی کا چوتھا آسمان اور ایک پارہ سے سونے کا پانچواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے اس کف آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا۔ اسی جگہ پر کہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور جبرائیل' میکائیل' اسرافیل' عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلا دو' انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اس پشتہ خاک سے پیدا ہوئی۔ قولہ تعالیٰ

خلق الارض فی یومین

بنایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں اور روایت ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اللہ تعالیٰ نے زمین کو کس چیز سے بنایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کف آب سے۔ پھر پوچھا کہ وہ کف آب کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر پوچھا موج کس سے نکلی فرمایا پانی سے پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے۔ کہا صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی سبزی اس کے پرتو سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بلندی کوہ قاف کی کس قدر ہے فرمایا پانچ سو برس کی راہ اور گرداگرد اس کے کس قدر ہے فرمایا دو ہزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کے کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاند کی اور بعد میں اس کے کیا ہے فرمایا ستر ہزار علم ہیں اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں

Marfat.com

کہ آدم انکی تسبیح سے پیدا ہوئے ہیں۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ کہا صدقت یارسول اللہ ﷺ اور اس طرف کیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک اژدہا درازی اس کی دو ہزار برس کی راہ ہے اور یہ سارے عالم اس کے حلقہ میں ہیں۔ کہا صدقت یارسول اللہ ﷺ ساتویں زمین پر کون ہے فرمایا فرشتے سب اور چھٹی زمین کے کیا چیز ہے ایک گائے ہے ایسی کہ اس کے چار ہزار سینگ ہیں۔ اور ان کے ایک سینگ سے دوسرے سینگ کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور یہ سات طبق زمین اس کے دو سینگوں کے درمیان ہے۔ پھر پوچھا کہ وہ گائے کس پر کھڑی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک مچھلی کے مہرہ پشت پر اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور عمق اور گہرائی اس پانی کی چالیس برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے اور ہوا تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمان پر اور وہ سنگ آسمان سر پر ایک فرشتے کے اور وہ تاریکی پر اور وہ ہوا پر کھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق اور قدرت اس کی بے پایاں ہے اور ذات و صفات اس کی منزہ ہے نقصان اور زوال سے کہا سچ ہے یارسول اللہ ﷺ۔

اور روایت کی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ ہر آسمان پر حق تعالیٰ نے ایک نور پیدا کیا ہے اس نور سے بے شمار فرشتے پیدا ہوئے ہیں اور حکم ان پر تسبیح و تحلیل اور تقدیس و تعظیم کرنے کا ہے اگر اس سے ایک لحظہ غافل رہیں تو فی الفور تجلی سے خدائے جل شانہ کے جل بھن کر خاک ہو جاوئیں اور ان میں بعض کی شکل گائے کی ہے اور بعض کی صورت سانپ کی اور بعض کی شکل گدھا اور بعض کا نصف بند اوپر کا برف اور آدھا نیچے کا آگ ہے اور یہ سب کے سب جیتے ہیں اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

سبحان من الف بین الثلج والنار

میں تسبیح پڑھتا ہوں اس خدا کی جس نے ہمیں ترکیب دی ہے برف اور آگ سے نہ برف آگ کو بجھا سکتی ہے نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے اور یہ سب کی سب کوئی قیام میں ہیں کوئی رکوع میں کوئی سجود میں اور کوئی قعود میں قیامت تک اور قیامت کے دن سب کوئی عذر خواہی کریں گے اور پھر کہیں گے

سبحانک ما عبدناک حق عبادتک

ب اے پروردگار ہمارے ہم نے نہیں پرستش کی تیری جو حق پرستش تیری کا ہے۔

Marfat.com

اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کر کے روز یک شنبہ کو حاملان عرش کو بنایا اور دو شنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو تاریکی پنج شنبہ کو منفعت زمین اور جو اس میں ہے اور جمعہ کے دن آفتاب اور مہتاب اور سب ستاروں کو۔ اور ساتویں آسمان کو حرکت میں لایا اور ساتویں روز تمام جہاں سے فراغت کی۔

کما قال اللہ تعالٰی خلق السموات والارض وما بینھما فی ستتہ ایام

ترجمہ:۔ جیسا کہ حق تعالٰی نے فرمایا اللہ تعالٰی نے آسمانوں کو اور زمینوں کو اور جو بیچ اس کے ہے چھ دن میں پیدا کیا اور ایسا بڑا وہ دن ہے مصداق اس آیت کے

وان یوما عند ربک کالف سنتہ مما تعدون

ایک دن تمہارے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے مگر اللہ تعالٰی نے حکمت کاملہ سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں تعجیل نہ کریں اور صبر کریں مصداق اس کے

الصبر مفتاح الفرج

یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی' اور بعد اس کے تحت الثری ایک سبز پتھر کا نام ہے اور نیچے ثری کے دوزخ کو بنایا اس میں ایک سردار کہ اس کو مالک کہتے ہیں اور دوزخ اس کے تابع ہیں اور انیس فرشتے پیدا کر کے ان کو مالک کے زیر حکم کیا جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

علیہا تِسْعَۃَ عشر

ترجمہ:۔ کہ دوزخ کے اندر انیس فرشتے ہیں داہنے طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدھا قائم ہے اور ہر ایک اژدہے کی سر پر ایک ایک سانپ درازی اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو اگر دوزخیوں کو ایک چھینک مارے تو ستر ہزار برس تک درد سے اس کے لوٹیں اور فریاد و زاری کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے۔ اگر ستون اس کا حشر کے میدان میں ڈالا جائے اور تمامی مخلوقات جن و انس اسے ہلانا چاہیں تو ہرگز نہ ہلا سکیں'

Marfat.com

اور ان فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انہوں نے عرض کیا خدایا ہم بخوف آتش دوزخ میں نہیں جا سکتے تب رب العالمین کا حکم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک خاتم بہشت سے لا کر پیشانی پر ان کی مہر ثابت کر دی اور اس خاتم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تاکہ آتش دوزخ ان پر اثر نہ کرے' تب وہ انیس فرشتے برکت سے اس کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے اس زمانے سے قیامت تک دوزخ کے اندر رہیں گے' اور جو مومن داغ محمدی ﷺ پیشانی اور دل میں رکھے گا' بمصداق اس کے اولئک فی قلوبہم ترجمہ:۔ وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں ان کے ایمان تو ہرگز الم آتش دوزخ ان کو نہ پہنچے گا اور دوزخ کے ساتھ دروازے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لھا سبتعہ ابواب لکل باب منہم جزء مقسوم

ترجمہ:۔ دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک فرقہ بٹ رہا ہے' طبقہ اول جحیم' اور دوسرا جہنم' اور تیسرا سقر' چوتھا سعیر' پانچواں لظی' چھٹا ہاویہ' ساتواں حطمہ اور مروی ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام یہ آیت رسول خدا کے پاس لائے۔ قولہ تعالیٰ

فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشوات فسوف یلقون غیا

ترجمہ:۔ پھر ان کی جگہ آئے ناخلف انہوں نے قضاء کی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے آگے ملے گی انہیں گمراہی اور اسی وقت ایک زلزلہ زمین اور پہاڑوں پر آیا اور اس کے ساتھ ایک آواز آئی کہ رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہوا حضور ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آئی' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سات ہزار برس آگے آدم علیہ السلام کے ایک پتھر ستر ہزار من کا کنارے پر دوزخ کے پڑا ہوا تھا وہ پتھر پندرہ ہزار برس سے نیچے کی طرف چلا جاتا تھا' ابھی قعر حطمہ میں جا پہنچا یہ آواز اسی کی تھی حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ جگہ کس کی ہے' وہ بولے منافقوں کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ۔

منافق ہیں سب سے نیچے درجے میں آگ کے اور چھٹے درجہ میں دوزخ کے مشرکین

Marfat.com

رہیں گے۔ اور پانچویں درجے دوزخ میں بت پرست اور چوتھے درجے میں مے نوش اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجے میں جمود اور اول درجے میں عاصیان امت آپ ﷺ کے رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان الذین امنو والذین ھادوا والصابئین والنصری والمجوس والذین اشرکوا

ترجمہ:۔ جو لوگ مسلمان ہیں ہیں گنہگار اور جو یہودی اور صابئ جو کہ بت پرستوں سے ایک فرقہ ہے اور نصاری اور مجوس اور جو شرک کرتے ہیں' یہ چھ گروہ دوزخ میں رہیں گے اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے تک ستر ہزار برس کی راہ ہے' اور حدیث میں آیا ہے کہ قدرت الٰہی سے جب ہزار برس آتش دوزخ دہکائی گئی تو سرخ ہوئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سفید ہوئی' پھر ہزار برس سلگائی گئی تو سیاہ ہوئی قیامت تک ویسی ہی سیاہ رہے گی جیسا اندھیرے رات ہے' اور ایک پارچہ سنگ کہ جس کی چوڑائی پانچ سو برس کی راہ ہے دوزخ کے اوپر رکھا گیا ہے اور وہ قیامت تک رہے گا اور دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے اس کے نیچے ایک فرشتہ مچھر کی پشت پر کھڑا ہے اور اس کے نیچے مچھلی ایسی بڑی ہے کہ دم اس کی عرش سے لگی ہوئی ہے اور گائے فردوس اعلیٰ کی ستر ہزار سینگ اس کے ہیں زمین میں سخت گڑی ہوئی اس مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے اور گائے نے ارادہ کیا کہ جنبش کرے خدا تعالیٰ نے ایک مچھر کو پیدا کر کے اس کے سامنے رکھا اور مچھر نے اس کی ناک میں کاٹا اور اس گائے نے درد سے لغزش کی بعدہ مستقل ہوئی اب تک وہ مچھر اس کی ناک میں ہے قیامت تک وہ گائے اس کے خوف کے مارے نہیں ہل سکتی اگر وہ لغزش کرے تو سارا عالم زیر و زبر ہو جائے' اور شرح اس کی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قصہ میں لکھی ہوئی ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے رنگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا کہ تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور ایک حصہ کو زیر زمین لے گئی پیچھے اس کے آتش بے دود پیدا کر کے اس سے قوم جنات کو پیدا کیا جیسا کہ الٰہی نے فرمایا ہے **والجان خلقنہ من قبل من نار السموم**

ترجمہ:۔ اور جنات کو بنایا ہم نے آگ کی لو سے اور جنات سے جی بھر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر (علیہ السلام) بھیجا نام ان کا یوسف (علیہ السلام) تھا کہ ان کو شریعت بتلا دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کرے انہوں نے ان کو نہ مانا اور مار ڈالا' اور زمین پر ظلم و

Marfat.com

فساد کرنے لگے' تب حق تعالیٰ نے عزرائیل کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا انہوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ واللہ اعلم باالصواب

بیان پیدائش حضرت آدم علیہ السلام

راویان معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادہ الٰہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیت کریمہ **انی جاعل فی الارض خلیفتہ** اور ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا تب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا ایک مٹھی خاک ہر قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے لائیں حضرت عزرائیل علیہ السلام بحکم خداوندی ایک مٹھی خاک رنگا رنگ کی تمام روئے زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکم الٰہی درمیان مکہ اور طائف کے رکھی اور اللہ تعالیٰ نے باران رحمت اس مٹی پر برسائی اور اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا اس مٹی کے خمیر سے بنایا اور چالیس برس تک وہ قالب بے جان وہاں پڑا رہا جب عنایت الٰہی نے چاہا کہ ستارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر ظاہر ہو روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ بدن آدم علیہ السلام میں داخل ہو لیکن روح لطیف نے خاک کثیف میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ خطاب رب الارباب کا روح کو پہنچا **ادخل ایہا الروح فی ہذا الجسد** یعنی اے جان داخل اس بدن میں ہو' جب روح قالب میں آدم کے سر مبارک کی طرف سے داخل ہوئی' جس جگہ روح پہنچتی تھی بدن خاکی جو مانند ٹھیکرے کے تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح سینہ مبارک تک پہنچی تو حضرت آدم علیہ السلام نے اٹھنے کا ارادہ کیا وہیں زمین پر گر پڑے اس واسطے حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے **کان الانسان عجولا** یعنی انسان جلد باز اور اسی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام نے چھینکا اور الہام الٰہی سے کہا **الحمد للہ** اس کریم اور رحیم نے اپنی رحمت سے فرمایا **یرحمک اللہ** سب سے اول جلوہ رحمت الٰہی کا شامل حال حضرت آدم علیہ السلام کے ہوا اور **بھید سبقت رحمتی علی غضبی** کا ان کے طفیل سے نصیب بنی آدم کی ہوا بعد اس کے ایک فرشتہ بموجب حکم الٰہی کے ایک جوڑا مرصع فورا بہشت سے لایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ تشریف خلعت الٰہی سے مشرف کیا اور تخت عزت اور عظمت پر بٹھایا۔ نقل ہے کہ فرشتے ابتدائے پیدائش آدم علیہ السلام سے آپس میں کہتے تھے کہ جس کو

Marfat.com

خدائے تعالیٰ خاک سے پیدا کر کے مسند خلافت پر بٹھائے گا تو وہ ہم سے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز ہو گا اور ہم جو بارگاہ علام الغیوب میں دن رات رہتے ہیں علم ہمارا اس سے زیادہ ہو گا حق تعالیٰ نے بموجب آیت **علم ادم الاسماء** تمام چیزوں کے نام حضرت آدم کو الہام کر کے حکم کیا فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھو جب **انبئونی باسماء ھولاء ان کنتم صادقین** یعنی خبر دو مجھے ان چیزوں کے نام کی اگر تم سچے ہو تب فرشتے جواب سے عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے **سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم** یعنی تو پاک ہے اور نہیں علم ہمیں مگر جو تو نے سکھایا ہم کو اور تو ہی عالم اور دانا ہے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کمال ظاہر اور باطن سے آراستہ کر کے واسطے زیادتی تعظیم و تکریم کے ملائک و عظام کو جو آدم علیہ السلام کو تخت کے گرداگرد صف باندھے ہوئے مؤدب کھڑے تھے حکم کیا **اسجدو الادم فسجدوا الا ابلیس۔ ابی و استکبر و کان من الکافرین** ○ یعنی سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو حکم الٰہی کے سب فرشتوں نے بلا عذر و تکرار حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا اور ابدی ہو کر راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا۔ حضرت آدم بہشت میں رہنے لگے۔ طبیعت ان کی مشتاق جلیس ہمدم اور انیس محرم کی ہوئی تب حضرت آدم علیہ السلام پر خواب نے غلبہ کیا۔ وقت خواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کے پہلوئے چپ سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت پاکیزہ ان کے پاس بیٹھی ہے ان کی طبیعت ہمایوں اور صورت میموں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ حضرت حوا علیہا السلام نے کہا کہ میں تیرے بدن کا جز ہوں حق تعالیٰ سبحانہ نے تیری پسلی سے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ نقل ہے کہ حسن اور جمال حضرت حوا علیہا السلام کا اس قدر تھا کہ تمام عالم کی خوبی سو حصے تھے اس میں سے نوے حصے حسن حضرت حوا کو اور دس حصے باقی عالم کو عنایت فرمایا آدم علیہ السلام سجدہ شکر بجا لائے۔ جناب الٰہی نے ان کا عقد روبرو حاملان عرش اور ساکنان سموت کے باندھا اور دونوں کو حکم ہوا کہ اے آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام تم دونوں اس بہشت میں رہو اور سب میوے اس بہشت کے کھاؤ مگر اس درخت کے قریب مت جانا۔ یعنی گیہوں کے درخت میں سے کچھ مت کھانا۔ جب ابلیس

Marfat.com

لعین نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا۔ اس سبب سے آتش کینہ اور حسد اس کے باطن میں شعلے مارتی تھی اور وہ ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے اور آدم علیہ السلام کو وہاں سے نکالے پہلے تو طاؤس سے دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور پہلے ہم تم ایک مکان میں رہتے تھے۔ یہ التماس تجھ سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہنچا دے تاکہ میں اپنے دشمن سے بدلہ لے سکوں طاؤس نے اس بات سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ بات تو سانپ سے کہو تب شیطان سانپ کے پاس گیا اور اپنے فریب کے منتر سے فریفتہ کیا۔ سانپ اس کو منہ میں لے کر بہشت میں لے گیا۔ پھر ابلیس حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی پاس گیا اور رونا شروع کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا۔ تب شیطان نے کہا کہ تم کو نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تمہارے حال پر رونا آتا ہے اور تم اس بہشت سے نکالے جاؤ گے اور یہ بہشت کی نعمتیں تم سے چھین لی جائیں گی اور لذت حیات سے ذائقہ موت کا چکھو گے۔ ان دونوں کو اس کی بات سننے سے بہت غم ہوا۔ ابلیس نے کہا اگر تم میرا کہنا مانو تو میں تم کو ایک درخت بتاؤں اگر تھوڑا میوہ تم اس کا کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہو گے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھو گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا وہ کون سا درخت ہے۔ شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جس کے کھانے سے حق سبحانہ تعالیٰ نے منع کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہرگز مجھ سے نافرمانی خدا کی نہ ہو گی۔ جب شیطان نے قسم کھائی کہ تمہارا خیر خواہ ہوں **وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین** بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام اٹھ کر چلے گئے اور شیطان نے حضرت حوا علیہما السلام کی خدمت میں جا کر اسی طرح ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور سانپ نے شیطان کے کہنے پر گواہی دی حضرت حوا علیہما نے آدم علیہ السلام سے عرض کیا کہ سانپ تو خادم بہشت کا ہے اور وہ بھی موافق اس شخص کے یعنی شیطان کے گواہی دیتا ہے اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتی ہوں اگر کچھ خلل ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگیو اور نہیں تو تم دونوں تمام عمر بہشت کی نعمت چین سے کھایا کرنا۔

Marfat.com

بیان قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام

توبہ آدم علیہ السلام بہ شفاعت محمد مصطفےٰ ﷺ کی قبول ہوئی الہام ہوا اے آدم علیہ السلام تم اور تمہاری بیوی سراندیپ میں جا رہو تاکہ فرزند تمہارے پیدا ہوں' آدم علیہ السلام برضائے الٰہی خطہ ہندوستان میں آئے اور بود و باش اختیار کی ایک روز جبرائیل علیہ السلام ٹکڑے لوہے کے لے کر ان کی پاس آئے تاکہ ان کو آہن گری سکھلا دیں حاجت آگ کی ہوئی آواز آئی اے جبرائیل مالک (علیہ السلام) دوزخ سے مانگ لے۔ جب انہوں نے آگ لا کر آدم علیہ السلام کو دی گرمی و تپش سے ان کا ہاتھ جلا آدم علیہ السلام نے زمین پر ڈال دی وہ آگ سات طبق زمین کے چھید کر پھر دوزخ میں چلی گئی اور خبر ہے اسی طرح سات دفعہ دوزخ سے لائے پھر دوزخ میں جا داخل ہوئی آواز آئی اے جبرائیل علیہ السلام سات دریائے رحمت سے دھو کر اسے لاؤ تب ٹھہرے گی۔ اور کعب الاحبار نے لکھا ہے کہ جب جبرائیل آگ لانے میں عاجز رہے تب حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا آدم علیہ السلام کو انہوں نے پتھر چقمقاق جھاڑ کر آگ نکال لی اور جبرائیل علیہ السلام نے ان کو آہن گری سکھلائی اور آلات کھیتی کرنے کے درست کئے جبرائیل علیہ السلام نے ایک جوڑا بہشت سے بیل کا لا دیا۔ اور بعض نے کہا ہے دو گائیں عین البقر سے لادیں اور ایک مشت گندم بہشت سے لا دیا اور کہا تو اپنے ہاتھ سے زراعت کر کے اس سے اپنی غذا حاصل کر تب آدم علیہ السلام نے وہ دانہ زمین پر چھڑک دیا اور ہل جوتا جب بیل کج چلنے لگا تب حضرت آدم علیہ السلام نے اس پر ایک لکڑی ماری بیل نے کہا اے آدم مجھ کو تو کیوں مارتا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو اس دنیا میں نہ پھنستا۔ آدم علیہ السلام نے اس بات کو سن کر غصے میں آکر اس بیل کو چھوڑ دیا اور خود وہاں سے چل دیئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ بیل نے مجھے سرزنش کی۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا وہ رنج میں گرفتار رہے گا۔ اب تم کو رنج و عذاب برداشت کرنا ہے۔ تبھی نعمت کھاؤ گے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے دوسری دفعہ ہل جوتنا شروع کیا پھر بیل کجی کرنے لگا پالان گردن جس کو ہندی زبان میں جولا کہتے ہیں نیچے کر لیا اور کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت آدم نے اس کے لکڑی ماری تب بیل نے روبسوئے آسمان کیا اور رویا۔ پس آدم علیہ السلام نے اس کو دق ہو کر چھوڑ دیا اور چلے گئے پھر جبرائیل تشریف لائے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو۔ وہ بولے کہ بیل نے آزردہ ہو کر خدا کی درگاہ میں تضرع کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا

Marfat.com

خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا اور فرمایا کہ تم نے بہشت میں بھی ایسا ہی کیا تھا اب اس وقت تم پر اذیت ہو گئی اگر تم بیل پر سختی کرو گے تو پھر درست نہ ہو گا۔ تم جلد جاؤ اپنے کام میں مصروف رہو۔ میں بیلوں کی زبان پر مہر کر دوں گا تاکہ وہ بات نہ کر سکیں' تب اچھی طرح ان سے کام لو پھر آدم کھیتی کرنے میں مشغول ہوئے زمین پر گیہوں بکھیرا وہ بار لایا اور پختہ ہوا تب کاٹ لیا یہ سب سات گھڑی میں تیار ہو گیا۔ زمین نے کہا اے آدم مجھے معاف رکھو میں ضعیف ہوں وگرنہ اس سے جلدی تم کو گیہوں دیتی۔ آدم علیہ السلام نے جب گیہوں کو مل کر صاف کر کے کھانا چاہا تب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اول گیہوں کو پیس پانی کے ساتھ خمیر کر کے آگ میں سینک' تب حوا نے ان سے تعلیم پا کر اپنے ہاتھ سے پیس کر پانی کے ساتھ خمیر کر کے روٹی پکا کر آدم کے سامنے لا رکھیں۔ آدم علیہ السلام نے چاہا کہ کھائیں جبرائیل نے فرمایا کہ ذرا تامل کیجئے آفتاب غروب ہونے دو کہ تم روزہ دار ہو جب شام ہوئی آدم و حوا نے ساتھ مل کر روٹی کھائی پھر دوسرے روز جب اشتہا کھانے کی ہوئی تو آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک خال سیاہ سینے پر میرے نمودار ہے اور جلدی بڑھ گیا یہاں تک کہ ہفت اندام ان کے سیاہ رنگ ہوئے اور وہ ڈرے اور معلوم کیا شاید مجھ پر دوسری ذلت آگئی۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا تم دو روز روزہ رکھو تو اللہ تعالیٰ تم کو شفائے کامل بخشے اور ان روزوں کا نام بیض ہے کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ ہر مہینہ کی حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے فرض کئے تھے اور اس زمانے سے لے کر حضرت موسیٰ کے زمانہ تک اس پر عمل تھا۔ پس جب حضرت آدم نے خطہ ہندوستان میں آکر مسکن کیا تو حوا حامل ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنی بیٹے کا نام قابیل اور بیٹی کا نام اقلیمہ رکھا وہ نہایت خوبصورت تھی۔ پھر حوا حامل ہوئیں۔ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنے بیٹے کا نام ہابیل اور بیٹی کا نام غازہ رکھا مگر یہ خوبصورت نہ تھی۔ مروی ہے کہ ایک سو بیس بار جنی تھیں ہر دفعہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنتیں اور دوسری روایت ہے کہ ایک سو اسی بار جنی تھیں اور روایت کی گئی ہے کہ ہابیل ماں کے پیٹ میں بہشت میں تھے پیدائش ان کی دنیا میں ہوئی اس واسطے بہشت جائے پاک ہے نہ جائے آلودگی خون کی جب ہابیل اور قابیل دونوں بڑے ہوئے تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آدم علیہ السلام سے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ دونوں بھائیوں کو دونوں بہنوں کے ساتھ

Marfat.com

یعنی قابیل کی بہن کو ہابیل کے ساتھ اور ہابیل کی بہن کو قابیل کے ساتھ شادی کر دو۔ تب انہوں نے حال شادی کا اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر کہہ دیا۔ اس بات کو سن کر قابیل نے انکار کیا اور کہا کہ میری بہن اقلیمہ صاحب جمال ہے میں اس کو نہیں دوں گا' آدم علیہ السلام نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مان لے۔ اس نے کہا نہیں مگر تم ہابیل کو دوست رکھتے ہو اور یہ بسبب دوستی کے تم کہتے ہو پہلے جس نے عدول حکم اپنے ماں باپ کا کی وہ قابیل ہی تھا آخرش آدم نے بموجب حکم خدا کے قابیل کی بہن کی شادی ہابیل کے ساتھ کر دی اور قابیل کی بہن کی شادی ہابیل کے ساتھ کر دی۔ بعد اس کے قابیل نے حسد سے ہابیل کو کہا کہ میری بہن اقلیمہ کو طلاق دے تو میں اپنے خدمت میں رکھوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ یہ میری بیوی ہے میرے باپ نے اس کے ساتھ شادی کر دی ہے میں ہرگز اپنے والد کا حکم رد نہ کروں گا۔ اور خدا کا حکم بجا رکھوں گا۔ آدم علیہ السلام نے جب یہ ماجرا سنا واسطے تشفی خاطر دونوں بیٹوں کے یہ انصاف کر کے فرمایا کہ دونوں بھائی کوہ منیٰ پر دو قربانیاں کر کے رکھ دو۔ جس کی قربانی خدا کی درگاہ میں مقبول ہو گی اس کی بیوی اقلیمہ ہو گی۔ پس دونوں بیٹوں نے حسب حکم باپ کے کئی بکریاں لا کر ذبح کر کے کوہ منیٰ پر رکھ دیں۔ مصداق اس آیت کے۔

واتل علیہم نبا ابنی ادم بالحق اذقربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر

ترجمہ:۔ اور سنا ان کو تحقیق احوال آدم کے بیٹوں کا جب نذر مانی دونوں نے کچھ نذر پھر قبول ہوئی ایک ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے' غرض دونوں بھائیوں نے قربانی کوہ منیٰ پر رکھ کر دعا مانگی کہ یا الٰہی قربانی ہماری قبول کر وہیں آتش بے دود مثال سیمرغ نے آکر قربانی ہابیل کی جلا دی اور قربانی قابیل کی قبول نہ ہوئی' تب قابیل ہابیل سے بولا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا **قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ** ترجمہ:۔ قابیل نے ہابیل کو کہا میں تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا کہ قربانی تیری قبول ہوئی۔ ہابیل نے کہا

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ

کہ اللہ تعالیٰ قربانی قبول کرتا ہے پرہیز گاروں کی اگر تو ہاتھ چلاوے مجھ پر مارنے کو تو میں ہاتھ نہ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو صاحب ہے سارے جہاں

Marfat.com

کا' اب وہ کوہ منیٰ حاجیوں کا محل مناجات ہے قربانی اب تک اسی جگہ پر ہوتی ہے۔ آدم علیہ السلام کے زمانے میں کوہ آتش حاکم تھی جو چیز کہ انصاف کے واسطے اس پر رکھ دیتے غیب سے آگ آکر اسے جلا دیتی تو خدا کی درگاہ میں وہ مقبول ہوتی۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کے ایام میں حاکم کشتی تھی اس میں جھوٹ سچ معلوم ہوتا تھا۔ جو شخص ہاتھ اس پر رکھ دیتا متخاصمین میں سے اگر کشتی ساکن رہتی تو وہ شخص سچا ہوتا اور اگر ہلتی تو دروغ گو ہوتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں حاکم صاع تھا جو اس پر ہاتھ رکھتا اگر آواز نکلتی تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور اگر آواز نہ نکلتی تو وہ شخص سچا ہوتا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں حاکم زنجیر تھی آسمان سے لٹکتی ہوئی جو متخاصمین میں سے اس پر ہاتھ ڈالتا وہ زنجیر اس کے ہاتھ میں آجاتی وہ راست گو ہوتا اور اگر وہ نہ آتی تو جھوٹا ٹھہرتا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں حاکم سوراخ صومنہ کا تھا۔ متخاصمین پر کہ پاؤں اس میں ڈالتے اگر پاؤں اس میں نہ اٹکتا تو وہ شخص سچا ہوتا اور اگر پھنس جاتا تو وہ دروغ گو ٹھہرتا اور حضرت زکریا علیہ السلام کے زمانے میں قلم آہنی تھا۔ قلم کو حکم ہوتا کہ نام اپنا لکھ کر پانی میں ڈال دو اگر وہ پانی پر تیرتا تو وہ آدمی سچا ہوتا۔ اگر ڈوب جاتا تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور جب حضرت محمد ﷺ کا وقت پہنچا تب حق تعالیٰ نے ان سب احکام گذشتہ کو منسوخ کرکے گواہوں پر رکھا اور حضور ﷺ کو فرمایا۔ اے محمد ﷺ! جھوٹے اور سچے کو میں خوب جانتا ہوں جو سچا ہوگا اس کو جزا نیک ملے گی اور اگر کاذب ہوگا جزا اس کو بد ملے گی بمصداق اس آیت کے جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ:۔ یہ بدلہ ہے پورا جو عمل کرتے ہیں پس دنیا میں پس حاصل کلام ہابیل و قابیل دونوں بھائی کوہ منیٰ پر قربانی دے کر باپ کے پاس آئے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اے قابیل تیری بہن اقلیمہ اب ہابیل پر ہلال ہوئی اور تجھ پر حرام' قابیل نے اس بات کو سن کر اس کے مار ڈالنے کی تدبیر میں رہا اور وقت فرصت پر نگاہ رکھتا تھا کہ کیونکہ اس کو دفع کریں اور اس زمانے تک کسی نے کوئی خونریزی نہیں کی تھی مگر قابیل نے ہابیل کو ناحق مارا تھا۔ ایک روز قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں اس واسطے کہ تیری سب فرزند کہیں گے کہ قربانی ہمارے باپ کی قبول ہوئی تمہارے باپ کی نہیں۔ ہابیل نے کہا اے بھائی اس میں میری کیا تقصیر ہے۔ خدا عادل ہے۔ اچھا اگر تو مجھے مارے گا میں تجھ کو نہیں ماروں گا۔ اور میں خلاصی پاؤں گا وہ اس بات کے سنتے ہی اور بھی اس کا دشمن

85017

Marfat.com

جانی ہوا ایک روز اتفاق ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام حج کو گئے قضاء الٰہی سے ایک روز قابیل نے ہابیل کے بکری خانے کے پاس جا کر دیکھا اور وہ منگل کا دن تھا کہ ہابیل اس میں سوتا ہے۔ اس میں متردد ہوا کہ اس کو کس طرح سے مار ڈالوں قضاء الٰہی سے گریز نہ تھا۔ اس میں شیطان بصورت ایک شخص کے ایک سانپ ہاتھ میں لے کر سامنے قابیل کے آکر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر سانپ پر مارا سانپ مرگیا۔ اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ تب قابیل نے ابلیس لعین سے تعلیم پا کر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر ہابیل کے سر پر مارا ہابیل مرگیا اور وہ مردود خدا کی درگاہ میں عاصی و کافر ہوا۔ بعدہ گد اس پر آگرے۔ قابیل متروبد ہوا کہ اس کو کیا کرنا چاہئے۔ آخر اس لاش کو کاندھے پر لے کر گرد عالم کے پھرنے لگا جس زمین پر لہو اس کا گرا وہ زمین شور ہو گئی پس خدائے تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ اپنے دوست کی فضیحت کرے تب کوے کو بھیجا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَحَثُ فِيْ الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْأَةَ اَخِيْهِ

ترجمہ:۔ پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے بھیجے وہ دونوں آپس میں لڑے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا بعد اپنے چنگل اور منقار سے زمین کو کھود کر قبر کی مثال بنا کر اس میں اس کوے کو گاڑا چلا گیا۔ پس قابیل نے کہا۔

يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْأَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ

اے خرابی مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہو جاؤں برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں عیب اپنے بھائی کا پھر لگا پچھتانے۔ سورہ مائدہ میں تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے کوئی انسان نہیں مرا تھا کہ جس سے معلوم ہوتا کہ مردے کے بدن کو کیا کرنا چاہئے۔ قابیل ہابیل کو مار کر ڈرا کہ اس کا بدن پڑا رہے گا۔ تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے تب اس کو مانند پشتارے کے باندھ کر کئی روز لئے پھر آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا اس نے اس کو دکھا کر زمین کرید کر دوسرے مرہ کوے کو دفن کی تو اس نے دفن کرنے کا طور دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے کے حق میں دیکھی تب وہ اپنی جمالی سے پشیمان ہوا۔ اس نے کوے کا حال دیکھ کر قبر کھودی اور ہابیل کو دفن کیا بعدہ جانے کا قصد کیا اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی اے زمین قابیل کو داب لے۔ تب حکم الٰہی سے زمین نے اس کو زانوں تک

Marfat.com

داب لیا جب قابیل نے رو بسوئے آسمان کیا اور کہا خدایا! ابلیس بھی تیری درگاہ میں مردود ہے اس کو بھی زمین داب لیتی۔ آواز آئی اے ملعون ابلیس نے اپنے بھائی کی خونریزی نہیں کی تھی۔ وہ پھر بولا۔ خدایا میرا باپ بھی گندم کھا کر عاصی ہوا تھا اس کو بھی زمین میں دفن کر دیتے پھر جناب باری سے اس پر عتاب ہوا۔ اے مردود تیرے باپ نے قطع صلہ رحم کب کیا تھا جیسا کہ تو نے کیا۔ پھر قابیل کو سینے تک زمین نے دبا لیا جب اس نے کہا یارب قسم نے تیری کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میری توبہ اس کلمہ کی برکت سے قبول ہوئی جو میں نے عرش پر لکھا دیکھا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اس کلمہ کی برکت سے میری گناہ بخش دے۔ پھر ندا آئی اے زمین اس کو چھوڑ دو تب اس نے چھوڑ دیا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو سوار کی صورت پر قابیل کے پاس بھیجا اس نے اس کو نیزے سے مارا۔ پھر اللہ جل شانہ نے اس کو زندہ کیا' پھر مارا' پھر زندہ کیا اسی طرح حال اس کا روز قیامت تک رہے گا۔ جب مکہ سے حضرت آدم تشریف لائے ہابیل کی بہت تلاش کی مگر نہ پایا بعدہ لوگوں سے پوچھنے لگے کسی نے جواب دیا چند روز سے معلوم نہیں کہا گیا۔ آخر حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے لئے کھانا پینا سونا سب ترک کیا اور شب و روز ان کے غم و فکر میں رہتے۔ ایک روز صبح کو خواب میں دیکھا کہ ہابیل **اَلْغِیَاثُ اَلْغِیَاثُ** اے پدر اے پدر پکارتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نیند سے چونکہ اٹھے اور زار زار رونے لگے اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت آدم سے کہنے لگے' کہ ہم اس کی قبر دیکھنا چاہتے ہیں۔ قابیل سے ہم بیزار ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا مت گریہ وزاری کرو۔ خدائے تعالیٰ بھی اس سے بہت بیزار ہے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام ن دونوں کو اس قبر پر لے گئے حضرت آدم نے دیکھا اور بولے اگر قابیل ہابیل کو مارتا تو خون اس کا یہاں گرتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا لہو زمین نے کھینچ لیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا لعنت خدا کی ہے اس زمین پر کہ خون میرے فرزند کا پی گئی تب زمین نے خون اس کا اگل دیا یہ دیکھ کر حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے قبر اس کی کھود کر اسے نکال کر دیکھا کہ مغز اس کا نکل پڑا ہے اور خون سے تر بتر اور آلودہ ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اور بھی بہت سا دونوں روئے اور ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی روئے آخر حضرت آدم علیہ السلام ہابیل کی لاش کو تابوت میں بند کر کے اپنے مکان میں لائے۔ اور ایک

Marfat.com

روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس روز تک اس تابوت کو تمام عالم کے گرد پھرایا جس موضع میں وہ جاتے وہ موضع یہ ظلم دیکھ کر مانا اور وحوش و طیور اور پرندے بھی اس حال پر گریہ وزاری کرتے اور کہتے کہ بھاگنا چاہئے انسان سے کہ وہ بے وفا ظالم اپنے بھائی کو مار ڈالتے ہیں۔ بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کو اپنے مکان پر لا کر دفن کیا اور اس وقت ان کے فرزند ایک سو بیس تھے اور اس وقت تک سوائے ہابیل کے کوئی بھی نہ مرا تھا۔ سب بیٹوں نے تب اپنے باپ کے پاس آکر عرض کی کہ ہم کچھ روپے پیسے چاہتے ہیں کہ اس سے کمائیں اور سوداگری کر کے کھائیں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک مٹھی سونا اور ایک مٹھی چاندی کی لا دی حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اس قدر چاندی سونے سے ہمارے فرزندوں کا کیا ہو گیا کہ وہ اس سے تجارت کر کے کھائیں پس غیب سے آواز آئی کی سونے چاندی کو پہاڑوں میں ڈال دے تاکہ وہ وہاں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر بقدر حال اپنے تجارت کر کے کھائیں تو وہ قیامت تک کم نہ ہو گا پس بعد ہزار سال کے حضرت آدم بیمار ہوئے اور کھانے کے لئے مختلف اقسام کے میووں کی بیٹوں سے فرمائش کی۔ سب بیٹے میوے کے لئے گئے مگر حضرت شیث علیہ السلام تیمارداری میں باپ کی حاضر خدمت رہے جب ان لوگوں کے آنے میں تاخیر ہوئی تو حضرت شیث علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس پہاڑ میں جا کر دعا مانگ تو حق تعالیٰ تیری دعا کی برکت سے میرے لیے میوے بھیجے گا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے کہا آپ میری والد بزرگ ہیں تو آپ کے دعا مانگنے سے حق تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے بے شک ضرور میوے بھیجے گا اور آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا کی درگاہ میں شرمندہ ہوں باعث گندم خوری کے اور تم پاک صاف ہو تب انہوں نے حسب الحکم باپ کے وہاں جا کر دعا مانگی' دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام معہ ایک طبق زریں اور اس میں طرح طرح کی میوے جیسا کہ امرود سیب و نارنجی' ترنج و لیموں' انگور انجیر' خربزہ۔ وغیرہ اس میں رکھ کر اور دوسرا طبق زر سرخ کا اس پر ڈھانک کر ایک حور کے سر پر رکھ کر لائے ہیں حور اپنے چہرہ سے نقاب کھول کر سامنے حاضر ہوئی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ حور کس لئے ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس حور کو بہشت سے حضرت شیث علیہ السلام کی زوجیت میں

Marfat.com

بھیجا ہے کیونکہ سب فرزند تمہارے سوائے اس کی جفت پیدا ہوئے ہیں۔ بعض نے روایت کی ہے کہ وہ حور پھر بہشت میں چلی گئی اور ان کے لئے قیامت تک بہشت میں منتظر رہے گی' اور مصنف اس کتاب کا لکھتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس حور کی شادی حضرت شیث علیہ السلام سے کر دی اور اس حور کی عرب زبان تھی جو فرزند اس سے پیدا ہوتا وہ عربی بولتا اور حضرت محمد ﷺ اس کی نسل سے ہیں۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے اس میوے سے کچھ آپ کھایا اور کچھ بیٹوں کو دیا۔ جس نے اس میوے کو کھایا قاضل تر اور دانا و بینا ہوا۔ تب حضرت آدم نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اب قریب ہے کہ میں دنیا سے کوچ کروں گا۔ حضرت شیث علیہ السلام قائم مقام میرا رہے گا اور تم سب اس کی فرمانبرداری کیجیو۔ اور اس پر ایمان لائیو جب انہوں نے حضور میں اقرار کیا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اس دنیا سے رحلت فرمائی بیٹے سب باپ کی مفارقت میں بہت روئے۔ نماز جنازے کی پڑھ کر دفن کیا۔ دو سال تک باپ کی قبر پر حاضر رہے بعدہ جدا ہو کر اپنے اپنے گھر گئے۔

بیان عزازیل علیہ اللعنتہ کا

حق سبحانہ تعالیٰ نے دو صورتیں دوزخ کے اندر پیدا کیں۔ ایک صورت شیر کی دوسری بھیڑیئے کی یہ دونوں صورت قدرت الٰہی سے دوزخ بجین میں جا کر باہم جفت ہوئیں اس سے یہ عزازیل پیدا ہوا۔ اس نے وہاں ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ پھر اس کے بعد ہر طبقہ زمین پر ہزار سال عبادت کر کے زمین دنیا پر آیا سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دو بازو زبرد جد سبز کے عنایت کئے تب وہاں سے اڑ کر آسمان اول پر آگیا وہاں ہزاروں سال سجدہ کیا وہاں کے رہنے والوں نے اس کا نام عابد رکھا۔ پھر تیسرے آسمان پر جا کر ایک ہزار سال تک رب العالمین کی عبادت کی وہاں اس کا نام صالح ہوا اور چوتھے آسمان پر بھی ایک ہزار سال تک عبادت کی وہاں اس کا نام ولی رکھا گیا پھر پانچویں آسمان پر بھی ایک ہزار سال تک عبادت کی تو وہاں اس کا نام عزازیل رکھا گیا۔ اس کے بعد چھٹے آسمان پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک عبادت کی اس کے بعد ساتویں آسمان پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک رب العالمین کو سجدہ کیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک کف دست کے برابر جگہ زمین و آسمان میں باقی نہ رہی جہاں اس نے اپنا سر نہ جھکایا ہو۔ بعدہ عرش معلیٰ پر جا کر چھ ہزار برس

Marfat.com

خدا تعالیٰ کی پرستش کر کے ایک مقام پر سجدے سے سر اٹھا کر جناب باری تعالیٰ سے عرض کی کہ خدایا مجھے لوح محفوظ پر اپنے فضل و کرم سے اٹھالے تاکہ میں تیری قدرت دیکھوں اور تیری عبادت زیادہ کروں۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا اسرافیل علیہ السلام کو کہ اسے اٹھا لے۔ جب وہ لوح محفوظ پر گیا نظر اس کی نوشتے پر جا پہنچی اس میں لکھا تھا کہ بندہ خدا چھ لاکھ برس تک اپنے خالق کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کو مٹا کر سب مخلوقات میں نام اس کا ابلیس مردود و مرجوم رکھے گا۔ عزازیل اس کو پڑھ کر وہیں چھ لاکھ برس تک کھڑا ہو کر رویا۔ جناب باری سے آواز آئی کہ اے عزازیل جو بندہ میری اطاعت نہ کرے اور میرا حکم بجا نہ لائے سزا اس کی کیا ہے۔ عزازیل نے کہا خداوند جو شخص حکم اپنے خالق کا نہ مانے اس کی سزا لعنت ہے۔ فرمایا اے عزازیل تو اس کو لکھ رکھ۔ اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ عزازیل کے مردود ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے یہ امر واقع ہوا تھا۔ حاصل یہ کہ عزازیل نے کہا **لعنته الله علی من ما اطاع الله** ترجمہ:۔ لعنت خدا کی اس پر ہے جو اطاعت نہ کرے اللہ تعالیٰ کی۔ تب حکم ہوا کہ عزازیل بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر ہزار برس تک درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ جبرائیل میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور جمیع ملائک اس منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سنا کرتے تھے۔ ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو عزازیل کو شفیع کریں گے تاکہ خداوند کریم ہمارا گناہ معاف کرے۔ اتفاقیہ ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر جو لوح محفوظ میں لکھا تھا جا پڑی اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پیٹنے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تو لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو روتے بھی اور اپنے اپنے سر کو پیٹتے بھی ہو۔ انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص معزول و مردود ہو گا۔ اس بات کو سن کر عزازیل کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نصیب کرے سب اس بات کو سن کر خاموش ہو گئے اور اس دن عزازیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الٰہی جنوں نے پردہ زمیں پر آپس میں پھر کشت و خون و فساد برپا کر رکھا ہے مجھے ان پر سپہ سالار بنا کر بھیج دے تاکہ میں وہاں جا کر سب کو مار ڈالوں جناب احدیت نے قبول فرمایا اے عزازیل تو چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر جا کسی کو قتل اور کسی کو کوہ قاف

Marfat.com

میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کر بعدہ درگاہ الٰہی سے خطاب آیا کہ اے عزازیل اور اے جماعت ملائکہ میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

واذ قال ربک للملئکة انی جائل فی الارض خلیفتہ ؕ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لکؕ قال انی اعلم مالا تعملونؕ

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں شخص کو جو فساد اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو کہا مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ تب جبرائیل علیہ السلام پر رب العالمین کا حکم ہوا کہ ایک مشت خاک زمین پر سے لاؤ بحکم الٰہی جبرائیل علیہ السلام بلندی سے آسمان کی فورا اس زمین پر آئے کہ اب جہاں خانہ کعبہ ہے چاہا کہ ایک مشت خاک لیں اس وقت زمین نے ان کو قسم دی کہ جبرائیل برائے خدا مجھ سے خاک مت لے کہ اس سے خلیفہ پیدا ہو گا اور اس کی اولاد بہت عاصی و گنہگار مستوجب عذاب ہو گی۔ میں مسکین خاک پا ہوں طاقت و تحمل عذاب خدا کا نہیں رکھتی ہوں' اس بات کو سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام خاک سے باز آئے غرض اسی طرح سے جبرائیل علیہ السلام پھر گئے اور میکائیل اور اسرافیل علیہما السلام سے بھی یہ کام انجام کو نہ پہنچا تب عزرائیل کو بھیجا ان کو بھی زمین نے منع کیا انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ جس کی قسم دیتی ہے میں اس کے حکم سے آیا ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا تجھ کو لے ہی جاؤں گا پس عزرائیل علیہ السلام نے ہاتھ نکال کر ایک مٹھی بھر خاک اسی سرزمین سے لے کر عالم بالا پر چلے گئے اور عرض کی کہ خداوند تو دانا و بینا ہے میں نے یہ حاصل کیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے عزرائیل علیہ السلام میں اس خاک سے زمین پر ایک خلیفہ پیدا کروں گا اور اس کی جان قبض کرنے کے لئے تجھی کو مقرر کروں گا۔ تب عزرائیل علیہ السلام نے معذرت کی یارب تیرے بندے مجھے دشمن جانیں گے اور گالیاں دیں گے۔ جناب باری نے فرمایا اے عزرائیل علیہ السلام تو غم مت کر میں خالق مخلوقات کا ہوں ہر ایک موت کا سبب گردانوں گا اور ہر شخص اپنے اپنے مرض میں گرفتار رہے گا' تب تجھ کو دشمن نہ جانے گا۔ کسی کو درد میں مبتلا کروں گا اور کسی کو تپ دق میں کسی کو پانی میں کروں گا۔ بعدہ حکم الٰہی سے فرشتوں

Marfat.com

نے وہ مشت خاک مابین طائف اور مکہ معظمہ کے رکھ دی پس باران رحمت برسی تب دو برس میں وہ خاک گیلی ہوئی اور چوتھے برس میں صلابہ ہوئی اور چھٹے برس میں فخار ہوئی آٹھویں برس میں آدم علیہ السلام کی صورت بنی' تو ایک دن ابلیس ستر ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر آدم علیہ السلام کے پاس آیا دیکھا تو قالب آدم علیہ السلام کا خاک پر پڑا ہوا تھا اس نے بچشم حقارت سے اس کی طرف نظر کی اور ایک دن فرشتوں نے عزازیل سے کہا کہ اس خاک سے خلیفہ خدا کا پیدا ہو گا وہ بولا سچ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس صورت کو میرا فرمانبردار کر دے گا تو میں اس کو ہلاک کروں گا اور اگر مجھے اس کا فرمانبردار کرے گا تو میں اس کی فرمانبرداری نہ کروں گا۔ اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ابلیس علیہ اللعنتہ قالب میں حضرت آدم علیہ السلام کے داخل ہو کر ناف تک پہنچا تھا بسبب گرمی و آتش کے وہاں سے نکل آیا اور اس کے سبب حسد و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اپنے منہ کا تھوک ان کے قالب میں ڈال کر چلا گیا۔ اور حق تعالیٰ کے حکم پر جبرائیل علیہ السلام نے تھوک ابلیس علیہ اللعنتہ کا کالب سے آدم علیہ السلام کے لئے کرکتا اور گل باقی سے آدم علیہ السلام کے درخت خرما پیدا کیا۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جان پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قندیل میں عرش معلیٰ پر تسبیح پڑھتی تھی اور قطرہ عرق مصطفیٰ ﷺ کا وہاں سے ٹپک کر اس جگہ میں گر پڑا جہاں اب تربت منورہ خاتم الانبیاء ﷺ ہے اور حکم الٰہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس خاک پاک کو مشک اور عنبر سے ملا کر معطر کر کے پیشانی آدم علیہ السلام پر مل دیا تب آدم علیہ السلام کا نور اس کے ملنے سے دو چند ظاہر ہوا بعد اس کے جب چالیس دن گزرے خلقت روح آدم علیہ السلام کی ہوئی اس وقت رب جلیل کی طرف سے فرمان آیا کہ اے جبرائیل میکائیل اسرافیل جان آدم کی اس قالب میں پہنچا دو ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جان آدم کی' یک طبق نور میں رکھ کر اور طبق پوش نور سے ڈھانک کر آدم علیہ السلام کے سر پر لا رکھا پھر وہ طبق پوش ان کی جان سے اٹھایا اور تمام ملائک ساتوں آسمان کے دیکھنے کو آئے کہ جان آدم کی قالب میں کیونکر جاتی ہے۔ اس کو دیکھیں اور یہ آواز آئی **ایہا الروح اخل فی ہذا الجسد** ترجمہ:۔ اے جان آدم اس قالب کے اندر جاتب سات مرتبہ ان کی جان پاک نے اطراف میں ان کے قالب کے گشت کیا اور اندر نہ جا سکی اور عرض کی

Marfat.com

یا خالق میں جسم نورانی رکھتی ہوں اور یہ قالب اندھیرا کثیف ہے میں کیونکر جاؤں پھر یہ آواز آئی **ادخل کرھا و اخرج کرھا** ترجمہ:۔ اے جان آدم میں داخل ہو تن میں نفرت اور نکل آ تن سے نفرت سے اسی وقت جان پاک آدمی کی ناک کی راہ سے داخل ہو کر چاروں طرف دماغ کے پھرنے لگی۔ جب آدم نے آنکھیں اپنی کھولیں فوراً جان ان کے دماغ سے حلق میں آرہی اور حلق سے سینے اور سینے سے ناف تک پہنچی جب وہ گل گوشت پوست ہڈی رگ اور آنت ہو گئی بعدہ آدم نے اللہ عزوجل کی قدرت سے ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے کا قصد کیا اس میں فرشتے بول اٹھے کہ یہ بندہ شتاب کار ہو گا اب تک آدھا تن اس کا گل ہے اور چاہتا ہے کہ اٹھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **خلق الانسان عجولا** ترجمہ:۔ پیدا کیا گیا انسان جلد باز یعنی شتاب کا اور آدم علیہ السلام نے اپنے سارے بدن پر نظر کر کے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز سے بنایا اور جان آدم علیہ السلام کی جوڑوں اور بندوں میں مانند ہوا کے اور گوشت پوست میں سارے بدن کے پھر رہی تھی۔ تب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ دماغ آدم علیہ السلام کو سہلا دیں اور پیشانی ان کی ملیں اور ایسا ہی ہوا۔ تب جان ان کی گوشت پوست اور رگوں میں قرار پذیر اور مستحکم ہوئی فی الفور چھینک آئی آدم بالہام خدائے تعالیٰ کے کلمہ الحمد للہ زبان پر لائے اور اس کا جواب رب العالمین کی طرف سے **یرحمک اللہ** ارشاد ہوا۔ اسی لیے اس کا جواب ہو جو کوئی چھینکے اور **الحمد للہ** پڑھے تو سننے والے پر واجب ہے کہ ان کے جواب میں **یرحمک اللہ** کہے۔ بعد اس کے جناب باری تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ وہ چھینک لے کر اس سے ایک بندہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پیدا کروں گا اور جب آدم علیہ السلام خاک سے اٹھے حق تعالیٰ کے حکم سے ایک تخت مکلل پر بہشت میں چالیس میل کا زرد جواہر سے اور حلہ تاج زریں پہن کر جا بیٹھے اور نور ان کی پیشانی کا عرش تک چمکتا رہا اور وہ نور در حقیقت محمد ﷺ کا تھا جناب رب العالمین کا حکم ہوا کہ جمیع ملائک آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور وہ سجدہ تعظیم کا تھا نہ کہ عبادت کہ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذ قلنا للملئکۃ اسجدو الادم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر و کان من الکفرین۔

جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا

Marfat.com

اور تکبر کیا تھا اور وہ منکروں میں سے فرشتوں نے جب سجدے سے سر اٹھایا تو وہاں ابلیس کو کھڑا ہوا دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ ابلیس ہے جس نے سجدہ نہ کیا پھر دوسری دفعہ فرشتے سب سجدے میں آگئے پس سجدہ اول حکم کا تھا اور سجدہ ثانی شکر کا تھا۔ تب رب العالمین نے ابلیس کو فرمایا

یابلیس مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالمین○

ترجمہ:۔ اے ابلیس تجھ کو کیونکر انکار ہوا کہ سجدہ کرے تو اس چیز کو جو میں نے بنائی ہے دونوں ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا' کیا تو بڑا تھا درجے میں ابلیس نے کہا

انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین○

ترجمہ:۔ کہ میں بہتر ہوں اس سے کہ مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں سجدہ کیا ہے تجھ کو پھر دوسرے کو کیونکر سجدہ کروں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے

فاخرج منها فانک رجیم و ان علیک لعنتی الی یوم الدین○

یہاں سے نکل جا کہ تو مردود ہوا اور تجھ کو میری پھٹکار ہے یعنی لعنت ہے قیامت کے دن تک علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نکل جا ایمان سے اور بعض کے نزدیک نکال جانے سے مراد یہ ہے کہ جماعت فرشتوں کی سے نکل جا اور ابلیس کی صورت میں ہو جات تب غضب الٰہی سے اس کی صورت بدل گئی اور آنکھیں اس کے سینے پر آگئیں جو اس کی طرف دیکھتے تو کہتے یہ خدا کی درگاہ سے راندہ گیا' اور ملعون اور مردود مخذول ہوا۔ اس وقت شیطان لعین نے زبان کھولی اور کہا اے پروردگار تو نے مجھے مخذول و مردود کیا آدم کے لئے۔ یہ شامت میری تھی تب حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابلیس اپنے نوشتے کی طرف دیکھ جب دیکھا تو یہ لکھا تھا جو بندہ خدا کا حکم نہ مانے سزا اس کی لعنت ہے اس نوشتے کو پڑھ کر خجل و مایوس ہوا اور کہا **رب فانظرنی الی یوم یبعثون** ترجمہ:۔ اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مردے زندہ ہوں اور دوسری عرض یہ ہے کہ گوشت اور پوست اور رگوں میں آدمیوں کے مجھے دخل دے اور ان کے نظروں سے مجھے محجوب رکھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **فانک من**

Marfat.com

المنظرین ٹ الی یوم الوقت المعلوم ترجمہ:۔ تجھ کو ڈھیل ہے اس وقت تک جو دن کہ معلوم ہے۔ جب مراد اس کی حاصل ہوئی کمین گاہ میں آدمی کے جا بیٹھا اور تاک میں رہا پھر کہا شیطان نے **فبعزتک لا غوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین** ○ ترجمہ:۔ قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے پس حق تعالیٰ نے فرمایا۔

قال فالحقَ والحق اقول لا ملئن جھنم منک و ممن تبعک منھم اجمعین ۵

ترجمہ:۔ ٹھیک بات یہ ہے کہ ٹھیک ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور ان سے جو تیری راہ پر جائیں گے۔ بعدہ جناب باری کے حکم کے تخت آدم علیہ السلام کا فرشتہ نے جنت الفردوس میں جا رکھا اور سب نعمتیں جو حق تعالیٰ نے ان کو عنایت کی تھیں ان کے ساتھ ان کو قرار و تسلی نہ تھی کیونکہ آرام و تسلی ہر کسی کو اپنے ہم جنس سے ہوتی ہے اور عالم تنہائی میں کوئی ہم جنس ان کا نہ تھا اور خالق کی مرضی یہی تھی ایک ان کا جفت و ہمسفر پیدا کرے کیونکہ بے جفت و بے مثل مانند و بے حاجت سوا خدا کے کوئی نہیں جب وہ بے قرار ہوئے تب حق تعالیٰ نے ان کو خواب میں ڈالا اور وہ ایسے سوئے کہ نیند نہ آئی نہ بیدار ہوئے اس صورت میں خالق عزوجل نے جبرائیل علیہ السلام سے ایک ہڈی بائیں پہلو سے ان کے نکلوائی اور اس سے ان کو درد و الم نہ پہنچا تھا اگر پہنچتا تو ہرگز محبت عورتوں کی دل میں مردوں کے نہ ہوتی۔ اس ہڈی سے جو حضرت حوا علیہما السلام کو بنایا خوبصورتی و نیک روئی و ملاحت و حسن و جمال اور کچھ خوبیاں جہان کی عورتوں میں تھی تمام تر حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو بخشیں اور زیر کی شرم اور مہر و شفقت کمال ان کو دی اور حلہ زریں بہشت سے لا کر ان کو پہنائے اور تاج زریں ان کے سر پر رکھ کر تخت زریں پر بٹھایا۔ بعد اس کے آدم علیہ السلام کو نیند سے بیدار کر کے حوا علیہا السلام کے ساتھ جلوہ دیا۔ آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو اس طرح دیکھ کر بے اختیار چاہا کہ ان پر دست انداز ہوں تب درگاالٰہی سے آواز کہ اے آدم علیہ السلام خبردار اسے مت چھوؤ بے نکاح اس کی صحبت حرام ہے تب آدم علیہ السلام نے ان سے نکاح کرنے کی خواستگاری کی۔ بعدہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا نکاح حوا علیہا السلام کے ساتھ کر دیا ور فرمایا سر اور پڑدے اور تجلے جتنے ہیں لگائے

Marfat.com

جائیں اور طبق رو مروارید اور جواہرات نثار کئے اور ساتوں آسمان کے فرشتے سب درخت طوبیٰ کے نیچے حاضر ہوئے بعدہ حق تعالیٰ نے وہ پردے سب اٹھا لئے اور ثنا اپنی آپ کو سنا دی۔

الحمد ثنائی والکبریاء ردائی والعظمة ازاری والخلق عبیدی وامائی وانبیاء رسلی واولیائی ومحمد حبیبی و رسولی خلقت الاشیاء لیستدرک بها علی وحدا نیتی اشهدوا ملائکتی وسکان سمواتی وحملته عرشی قد زوجت امتی حواء لادم ببدیع نظرتی ومنیع قدرتی و صداق ادم لحواء تسبیحی و تنزیهی و تحلیلی و تقدیسی وهی شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریک له یادم یاحواء اد خلا جنتی وکلا منها ثمرتی ولا تقربا هذه الشجرة منکونا من الظلمین وسلام علیکما ورحمتی و برکتی۔

حق تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ نے نکاح میں آدم و حوا علیہما السلام کے یہ ثنا پڑھی اور کہا حمد میری ثنا ہے اور بزرگی میری چادر اور عظمت میری ازار ہے اور کل مخلوقات میرے غلام اور لونڈیاں ہیں اور انبیاء میرے رسول اور اولیاء میرے دوست ہیں اور محمد صلعم ﷺ میرے حبیب اور رسول ہیں اور پیدا کیا میں نے کل شیی کو تاکہ گواہی دیں میری وحدانیت پر اور گواہ رہیں میرے فرشتے سب اور سب آسمان کے رہنے والے عرش کے اٹھانے والے بے شک میں نکاح باندھ دیا آدم و حوا علیہما السلام کا تھا اپنی بدیع فطرت اور منبع قدرت کے اور آدم علیہ السلام کا مہر حوا کے نکاح علیہا السلام کا میری تسبیح اور تنزیہہ اور تہلیل اور تقدیس ہے نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے ایسا کہ وہ واحد ہے اور نہیں کوئی اس کا شریک اے آدم تم اور تمہاری عورت جنت میں جا رہو اور وہاں سے سب میوے محظوظ ہو کر کھاؤ اور مت جانا اس درخت کے پاس ورنہ پھر تم ناانصاف کرنیوالے ہو گے اور میرا سلام تم پر ہو اور میری طرف سے صحت و برکت ہو۔ بعدہ آدم نے خود ثنا کی۔

سبحن الله والحمد لله ولا اله الا اللّٰه والله اکبر والاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم

میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ہے کوئی معبود

Marfat.com

سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بڑا بزرگ ہے۔ اللہ جل شانہ کو جب خطبہ نکاح خوانی آدم علیہ السلام سے فراغت ہوئی تو فرشتے سب خوشیاں منانے لگے اور مبارکبادیاں دینے لگے اور زر و جواہر نثار کئے۔ پس جب آدم علیہ السلام نے قصد مباشرت کا کیا حوا کے ساتھ وہیں آواز آئی اے آدم خبردار! جب تک کہ ادائے دین مہر حوا نہ کرو گے تب تک وہ تم پر حلال نہ ہو گی۔ آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی میں کہاں سے ادا کروں۔ فرمایا دس دفعہ درود حضرت محمد ﷺ پڑھ آدم علیہ السلام یہ نام گزیدہ سنتے ہی مشتاق دیدار کے ہوئے۔ خدا کا حکم ہوا کہ تو ناخن دست پر اپنے دیکھ جب آدم علیہ السلام نے دیکھا صورت محمد ﷺ کی معلوم ہوئی تو مہر فرزندی اور شفقت پدری دل میں زیادہ ہوئی۔ تب آدم علیہ السلام نے شوق سے حضرت محمد ﷺ پر دس مرتبہ درود پڑھا اور ان کی رسالت پر ایمان لائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام یہ دس دفعہ درود جو تم نے پڑھا ہے یہ اتنا مرتبہ رکھتا ہے کہ اس کی برکت سے ہم نے تم کو سب نعمتیں بخشیں اور حوا علیہا السلام کو تم پر حلال کیا۔ بعدہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

وقلنا یادم اسکن انت و زوجک الجنة وکلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظلمین ○

ترجمہ:۔ اے آدم تو جنت میں جا اور بیوی تیری بھی اور کھاؤ اس میں با فراغت ہو کر جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے نزدیک مت جانا ورنہ پھر تم بے انصاف ہو گے۔ مروی ہے کہ اس درخت کی جڑ چاندی کی اور ڈالیاں سونے کی اور پتیاں زبرجد سبز کی تھیں۔ آدم علیہ السلام نے اس درخت کی طرف نظر کی نہایت خوش وضع اور خوبصورت دیکھا کہا سبحان اللہ کیا خوبصورت درخت ہے حق تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اس کو میں نے تجھے بخشا مگر اس سے میوہ مت کھانا تب وہ بولے جب تو نے وہ خوبصورت درخت مجھے بخش دیا تو پھر مجھے اس کے میوے کھانے سے کیوں منع فرمایا تب حکم ہوا کہ اے آدم علیہ السلام تم مہمان ہو میرے گھر کے اور وہ درخت ہے تمہارا۔ اور یہ چیز بعید ہے کہ مہمان میرا ہو کر اپنی چیز کھائے بعدہ ایک طرف سے آواز آئی اے آدم علیہ السلام صبر کر اور دوسری طرف سے آواز آئی کہ اے صبر تو آدم علیہ السلام کے پاس مت جا اور دوسری طرف سے آواز آئی

Marfat.com

اے ابلیس تو حوا علیہا السلام کو للچا اور اس کی خواہش دلا۔ پس قضا نے کہا کہ الٰہی اس کا کیا سبب ہے حکم ہوا کہ اس میں کچھ بعید ہے۔ اس باغ سے باغ دنیا میں بھیجوں گا تا کہ قدرت میری ظاہر ہو اور مرتبہ زیادہ ہو اور کہا گیا اے نمرود تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال اور آگ کو کہا گیا کہ اے آتش تو مت جلا۔ اے ابلیس تو تلقین کر پھر قضا نے عرض کی حکم ہوا کہ مجھے اس میں کچھ تامل ہے مگر آتش کو ریحان سے بدل دوں تا کہ خلق میں میرا دوست پیدا ہو اور کہا گیا اے مومنو! تم معصیت سے باز رہو اور اے شیطان تو ان کو جلوہ دے اور کہا کہ اے دنیا تو دل میں بندوں کے شیریں بن جا اور بندوں کو کہا گیا اے بندو! تم دنیا سے دور رہو تا کہ جفا کو وفا سے تبدیل کر دوں اور میری رحمت مغفرت میں زیادتی ہو انصاف کے دن۔ اور کہتے ہیں کہ بہشت میں چار چیزیں نہیں۔ بھوک' پیاس' سردی' دھوپ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان لک ان لاتجوع فیها ولا تعری وانک لا تظمئوا فیها ولا تضحی○

ترجمہ:۔ تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں نہ ننگا ہو اور یہ کہ نہ پیاسا ہو اس میں اور نہ دھوپ کا صدمہ پائے اور آدم علیہ السلام ہوشیار ہو شیطان کے مکرو فریب سے کہ وہ تیرا دشمن صاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فقلنا یادم ان هذا عدولک و لزوجک فلا یخر جنکما من الجنة

ترجمہ:۔ پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم علیہ السلام یہ دشمن ہے تیرا اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے۔ آدم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بہشت کے سب دروازے مسدود ہیں اور وہ اس چیز سے مطمئن ہوئے کہ شیطان دنیا میں ہے اور میں بہشت میں اور مجھ سے اس سے کیا لاگ ہے جو مجھے بہشت سے اس درخت کا میوہ کھلا کر جس کے پاس جانے سے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے گنہگار کرے گا اپنے مکرو فریب سے اس سے میں بالکل بے پرواہ ہوں پس ایک روز ابلیس لعین نے قصد کیا آدم علیہ السلام کے پاس بہشت میں جانے کا اور وہ تین اسم اعظم خداوند قدوس کے جانتا تھا انہیں پڑھ کر سات طبق آسمان کے طے کر کے بہشت کے دروازے مسدود دیکھ کر تصور و خیال کرتا رہا کہ کس حیلے سے بہشت کے اندر جانا چاہئے اتفاقاً ایک طاؤس کنگرے پر بہشت کے بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا

Marfat.com

کہ وہ اسم اعظم پڑھتا ہے طاؤس ؑ ہے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں خدا تعالیٰ کے۔ طاؤس بولا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو شیطان نے کہا کہ **لا انظر الجنتہ** یعنی میں بہشت کو دیکھنا چاہتا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں طاؤس نے کہا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو جنت میں لے جاؤں جب تک آدم علیہ السلام بہشت میں ہیں۔ شیطان بولا تو مجھے بہشت میں لے جاتو اس کے صلہ میں تجھے ایک ایسی دعا سکھاؤں گا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کو تین چیزیں حاصل ہوں گی ایک تو وہ بوڑھا نہ ہو گا دوسرے وہ مرے گا نہیں اور تیسرے جنت میں رہیں۔ ابلیس نے اس دعا کو پڑھا اور پڑھ کر کنگرے سے بہشت کے دروازے پر دونوں آئے طاؤس نے یہ ماجرا سانپ کو سنا دیا۔ اس بات کو سنتے ہی خوف سے دروازے بہشت کے بند کر کے اپنے سر کو باہر نکال کر ان سے پوچھنے لگا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جو یہاں بیٹھا اسم اعظم پڑھتا ہے وہ بولا میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے حق تعالیٰ کے سانپ نے کہا وہ دعا مجھے سکھا شیطان نے کہا بشرطیکہ تو مجھے بہشت میں لے جائے۔ سانپ بولا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو بہشت میں لے جاؤں جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں ہیں ابلیس نے کہا میں قدم اپنا بہشت میں نہ رکھوں گا تیرے منہ کے اندر رہوں گا اس سے باہر نہ نکلوں گا تب سانپ نے اپنے منہ کو پھیلا دیا ابلیس لعین اس کے منہ کے اندر جا گھسا تب اس کو بہشت میں لے گیا اور دروازے بہشت کے بند کر دیئے۔ بعدہ شیطان نے کہا کہ مجھ کو اس درخت کے پاس لے جا کہ جس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو منع فرمایا ہے جب ابلیس کو لے کر اس درخت کے پاس پہنچا تب وہ ملعون اپنے مکرو فریب سے سانپ کے اندر رونے لگا جو شخص کہ پہلے نفاق سے رویا وہ شیطان لعین تھا اور اس کی آواز سن کر بہشت کی حوریں غلمان سب کے سب مجتمع ہوئے اور کہنے لگے ہم سب نے یہ آواز سانپ کے منہ سے کبھی نہیں سنی تھی اور سانپ سے حوا علیہا السلام پوچھنے لگیں کہ تو کس لئے روتا ہے شیطان نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہشت سے نکالے گا کیونکہ تم کو اس درخت کے میوے کھانے سے منع کیا ہے۔ مگر جو اس درخت کے میوے کھائے گا وہ بہشت میں رہے گا نکالا نہیں جائے گا۔ قولہ تعالیٰ

قال یادم ھل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلی

Marfat.com

ترجمہ:۔ کہا شیطان نے اے آدم علیہ السلام تمہیں بتاؤں وہ درخت کہ جس سے زندگی جاوید ملے اور بادشاہی پرانی نہ ہو اور بولا قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں اور تمہاری برائی نہیں چاہتا بلکہ میں تو آپ کو نصیحت کرتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین فدلھما بغرور** ترجمہ:۔ اور شیطان نے ان کے پاس قسم کھائی پس حوا علیہا السلام نے اس کے قسم کھانے سے یقین کر لیا کہ یہ جو کہتا ہے سچ کہتا ہے تب اس سے فریب کھا کر اس درخت پر ہاتھ بڑھایا تین دانے گندم کے لئے ایک تو آپ کھایا اور دو دانے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے لائیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حوا علیہا السلام نے گندم خوشے توڑ لئے تو خوشے کی جگہ سرخ ہو گئی اور ایک قطرہ خون اس سے ٹپکا تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا کہ تمہاری بیٹیوں کو قیامت تک ہر مہینے میں ایک مرتبہ خون آلودہ کروں گا اور اپنے درخت کی داد تجھ سے اور تیری بیٹیوں سے لوں گا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں جب تخت پر جا بیٹھے گندم خود بخود ان کے نزدیک آموجود ہوا۔ اور جب بوئے شیریں اس کی حضرت کو معلوم ہوئی تب حضرت نے تخت سے کہا کہ تو یہاں سے مجھے دور لے جا کر رکھ۔ تب وہ تخت سے نیچے اترے تو وہاں بھی گندم جاموجود ہوا غرض جہاں کہیں حضرت جا کر بیٹھتے وہیں گندم بھی آجاتا خبر بیان کی جاتی ہے۔ کہ اسی طرح تخت نے ان کو ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر بھی جا پہنچایا مگر وہاں بھی گندم جاموجود ہوا۔ بعدہ گندم کہنے لگا اے حضرت آدم علیہ السلام جو کچھ خدا نے مقدور کیا ہے سو وہ ضرور پہنچے گا۔ اگر تم لاکھوں برس کی راہ کے فاصلہ پر بھی جا کر رہو گے گندم وہاں بھی پہنچے گا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم علیہما السلام کے لئے دو دانے گندم کے لے گئیں۔ وہ بولے یہ کیا چیز ہے۔ حوا علیہا السلام نے کہا یہ پھل اس درخت کا ہے جس درخت کے پھل کھانے سے ہمیں خدا نے منع فرمایا تھا۔ اس میں سے میں نے ایک دانہ کھایا اور دو آپ کے واسطے لائی ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اس میں کیا لذت ہے؟ وہ بولیں کہ حلاوت شیریں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں کھاؤں گا میرا اللہ تعالیٰ سے عہد ہے کہ اس درخت سے میوے نہ کھانا اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ولقد عھدنا الی ادم من قبل نفسی ولم نجدلہ عزماہ

Marfat.com

ترجمہ:۔ اور ہم نے عہد کر دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت۔ حوا علیہا السلام جب مایوس ہوئیں حضرت آدم علیہ السلام کو دانہ کھلانے سے پہلے ایک پیالہ شراب بہشت سے لا کر پلا دیا تو بے ہوش ہو کر ان سے دو دانے گندم کے لے کر کھا گئے اور عہد شکنی ہوئی۔ ہنوز دانے ابھی حلق سے نیچے نہیں اترے تھے کہ تاج ان کے سر سے اڑ گیا اور تخت سے بھی نیچے گر گئے۔ اور دونوں ننگے ہو گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سواتهما وطفقا يخصفن عليهما من ورق الجنة

ترجمہ:۔ پھر چکھے درخت سے دونوں نے میوے اور ظاہر ہوئیں شرم گاہیں ان کی اور بہشت کے پتے جڑنے لگے جس درخت کے پاس پتے کے لئے جاتے تو وہ درخت پتے نہ دیتا۔ جب درخت انجیر کے پاس دونوں گئے تو اس درخت نے سر جھکا دیا اور کہا **خذمنی ورقا** یعنی تم مجھ سے پتے ضرورت کے مطابق لے لو اور ان پتوں سے اپنی ستر کی پردہ پوشی کر لو۔ چنانچہ دونوں نے اس درخت سے پتے لے کر اپنے اپنے ستر ڈھانک لئے اور درخت عود سے بھی پتے لے کر اپنی ستر پوشی کر لی۔ بعد جناب باری سے آواز آئی اے انجیر کے درخت تو نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا میں نے تجھ سے خرابی و خستگی دور کر کے یہ لذت عطا کی کہ اگر تجھ کو کوئی ستر (70) دفع بھی کھائے تو وہ نئی نئی لذت تجھ سے اٹھائے گا اور اسی طرح درخت عود کو بھی خطاب ہوا کہ اے درخت عود سب کے نزدیک میں نے تجھے عزیز کیا کہ آگ پر دھر کر تجھ سے خوشبو لیں۔ بعدہ بہشت کے باشندے آواز دینے لگے کہ آدم و حوا علیہا السلام دونوں خدا کی درگاہ میں عاصی ہوئے اور دیوانوں کی طرح بہشت میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاصی ہوئے ندامت اور شرمندگی سے پھر رہے تھے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے تین بار ان کی پکار ہوئی جواب اس کا کچھ نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور بولے اے آدم علیہ السلام تجھے تیرا رب بلاتا ہے تب آدم علیہ السلام نے کہا یا رب ہم تجھ سے شرمندہ ہیں۔ قولہ تعالیٰ

وناد هما ربهما الم انهكما عن تلكما الشجرة واقل لكما ان الشيطن لكما عدو مبين

Marfat.com

ترجمہ:۔ اور پکارا ان کو ان کے رب نے اور کہا میں نے تم کو منع کیا اس درخت سے اور یہ بھی کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تب حضرت آدم اور حوا علیہما السلام دونوں روتے ہوئے کہنے لگے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین**○ ترجمہ:۔ آدم و حوا علیہما السلام نے کہا اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جائیں گے نامراد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قال اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین○

ترجمہ:۔ "کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئی اور تم کو زمین پر ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک وقت تک اور کہا اس میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے نکالے جاؤ گے۔" (یہ مضمون کلام اللہ کا ہے)

تب فرمان رب العالمین کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ہوا کہ آدم و حوا علیہما السلام اور سانپ اور شیطان اور طاؤس ان سب کو بہشت سے نکال کر دنیا میں بھیج دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے یہ حال بیان کیا وہ اس بات کو سنتے ہی گھبرا گئے اور بہشت کی جدائی میں زار و قطار رونے لگے۔ آخر ایک ٹکڑا لکڑی کی مسواک کے واسطے وہاں سے لیا اور وہ لکڑی پشت بہ پشت ان کے خاندان میں چلی آگئی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا عصا بنی پس آدم و حوا اور مور و سانپ اور شیطان مردود ان پانچوں کو بہشت سے نکال کر اول آدم علیہ السلام کو سراندیپ میں کہ ہندوستان کا ایک جزیرہ ہے ڈالا اور حوا علیہا السلام کو خراسان میں اور طاؤس کو سیستان میں اور سانپ کو اصفہان میں شیطان علیہ اللعنتہ کو کوہ دماوند میں ڈالا۔ اس وقت سانپ کے چار ہاتھ اور پاؤں مثل شتر کے بباعث واقعہ ہونے اس ماجرے کے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے لئے تاکہ وہ پیٹ کے بل چلے اور خاک چھانے اور کھائے۔ آدم علیہ السلام کو جب سراندیپ میں ڈالا وہ اپنے گناہ سے چالیس برس تک روتے رہے دوسرے روایت میں ہے کہ تین سو برس تک روتے رہے ایسا کہ آب چشم سے ان کی نہریں جاری ہوئیں اور کنارے پر نہروں کے درخت خرما اور لونگ و جائفل پیدا ہوئے اور حوا علیہا السلام کے

Marfat.com

آنسو سے مہندی اور وسمہ اور سرمہ پیدا ہوا اور جو قطرات ان کے آنسو کے دریا میں گرے اس سے مروارید پیدا ہوئے تاکہ ان لڑکیوں کے زیورات بنیں اور ایک روز جبرائیل علیہ السلام آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے آدم علیہ السلام قبل اپنی موت کے حج کرلو۔ وہ موت کی خبر سنتے ہی ڈرے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور حج کا قصد کیا۔ جس جگہ پر ان کا قدم جاتا وہاں گلوں اور بستی ہو جاتی اور جس جگہ پر وہ ٹھہرتے اور اپنی مسافت کی منزل کرتے تو اس جگہ پر خداوند کریم چند روز میں شہر بنا دیتا اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ تک حضرت آدم علیہ السلام کے تیس قدم ہوئے تھے اور جب وہ مکہ کے نزدیک پہنچے سب فرشتے وہاں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا یا آدم علیہ السلام ہزار برس ہوئے کہ ہم اس گھر کا طواف کرتے ہیں اور اس وقت اس کعبہ کا نام بیت المعمور تھا اور اندر باہر اس کا ظاہر تھا اور اس کے اوپر خیمہ زبرجد کا تھا۔ اور طنابیں اس کی سونے کی تھیں جو میخیں اس کی تھیں آج وہ ستون ہیں اور حرم شریف میں داخل ہیں اور جو شکار اس میں پناہ لے اس کا مارنا حرام ہے اور آدم علیہ السلام میدان عرفات میں جبل رحمت پر آرام کے واسطے بیٹھے تو حوا علیہا السلام کو دیکھا کہ جدے کی طرف سے آتی ہیں۔ انہوں نے اٹھ کر انہیں گودی میں اٹھا لیا اور دونوں زار زار رونے لگے چنانچہ ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی روئے پس دونوں آسمان کی طرف نگاہ کی اور خداوند تعالیٰ نے حجاب کو ان کی آنکھوں سے اٹھالیا تب انہوں نے عرش کی طرف نظر کی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ **فتلقی ادم من ربه کلمات فتاب علیه** ترجمہ:۔ پھر سیکھ لیں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کئی باتیں۔ پھر متوجہ ہوا اس پر حق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔ اور ساق عرش پر یہ کلمہ لکھا ہوا دیکھا **لا اله الا الله محمد رسول الله** تب آدم علیہ السلام نے کہا یارب اس کلمہ مبارک کی برکت سے جو تیرے نام کے ساتھ ہے ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری توبہ قبول فرما فی الحال جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تجھ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے اگر تو بہشت میں اس نام کو شفیع بناتا تو تم کو ہرگز دنیا میں نہ بھیجتا اور روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی مناجات میں یہ کہتے تھے۔

یارب هل للجنة حیطان قال الله تعالٰی للجنة حیطان قال للجنة

Marfat.com

حراس قال اللہ تعالٰی اللجنة حراس فقال کیف دخل ابلیس وعز ادم قال اللہ یا موسٰی لا نفس من قضا لی وقدری

ترجمہ:۔ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات میں کہتے تھے یارب بہشت میں دیواریں ہیں یا نہیں حق تعالٰی نے فرمایا دیواریں ہیں پھر کہا جنت کے دربان ہیں فرمایا ہیں۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ابلیس لعین کیونکر بہشت میں گیا اور آدم علیہ السلام کو فریب دیا کہا اے موسیٰ علیہ السلام میری مرضی سے مفر نہیں کیونکہ میری مرضی یہی تھی اور باری تعالٰی نے فرمایا **فدلٰھما بغرور** ترجمہ:۔ پھر کھینچ لیا ان کو فریب سے پس آدم علیہ السلام نے جب حج سے فراغت پائی تو ان کے پاس حکم آیا۔ اے جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو وادی نعمان میں جو ایک میدان کا نام ہے۔ لے جاکر اپنے پروں کو ان کی پشت پر مل دے جب جبرائیل علیہ السلام نے ملا تب ذریات بے شمار ان کی پشت سے نکلیں اس طرح پر کہ تمام عالم ان کی اولاد سے بھر گیا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام بولے یہ سب کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ سب تمہارے فرزند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اتنی مخلوق کی گنجائش زمین پر کیونکر ہو گی۔ تب آواز آئی اے آدم علیہ السلام ان کی تدبیر میں نے آگے سے رکھی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یارب العالمین کیا تدبیر ہے فرمایا بعضوں کو ان کے آباؤں کے اصلاب میں اور بعضوں کو امہات کے ارحام میں کسی کو روئے زمین پر اور کسی کو زیر زمین رکھوں گا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ خداوند میرے فرزند کے لئے کیا فرماتا ہیں۔ فرمایا کوئی مومن ہے اور کوئی تونگر ہے اور کوئی فقیر ہے کوئی خوش حال ہے کوئی غمناک۔ پھر کہا یہ سب مساوی ہوتے تو کیا خوب ہوتا اللہ تعالٰی نے فرمایا اے آدم علیہ السلام میں اس سے خوش ہوں جو میرا شکر کرے اس لئے خوش حال کو غمناک اور تونگر کو درویش اور مطیع کو عاصی نہ کیا تاکہ شکر کریں پس اللہ تعالٰی کا حکم ہوا کہ ذریات آدم علیہ السلام کی کھڑی ہوں صف باندھ کر مشرق سے مغرب تک اسی وقت کھڑی ہو گئیں سب کی سب جو لوگ داہنی طرف آدم علیہ السلام کے کھڑے تھے وہ سب کے سب مومن تھے اور صف اول میں انبیاء علیہم السلام میں سب سے آگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اور جو لوگ بائیں طرف ان کے کھڑے تھے وہ سب کافر تھے اور صف اول میں ان کے جبار او متکبر تھے بعدہ امر الٰہی ہوا **الست بربکم** میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ **قالو بلی** بولے سب سچ

Marfat.com

ہے تو بے شک ہمارا رب ہے بعد اس کے حق تعالیٰ نے کہا سجدہ کرو تم اپنے رب کو پس جو لوگ کہ داہنی طرف حضرت آدم علیہ السلام کے کھڑے تھے وہ سب کے سب سجدے میں چلے گئے اور جو لوگ بائیں طرف تھے ان لوگوں میں سے کسی نے بھی سجدہ نہیں کیا پھر دوسری دفعہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **اسجدوا** یعنی سجدہ کرو تم اپنے رب کو جو لوگ بطرف راست تھے ان میں سے سجدہ کسی نے کیا اور کسی نے نہ کیا اور جو کہ بطرف چپ تھی ان میں سے بھی بعض نے سجدہ کیا اور بعض نے نہ کیا۔ یہ حقیقت دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا اے رب اس میں عجیب و غریب جو میں نے دیکھا اس سے تو مجھے آگاہ کر کہ جو لوگ داہنی طرف میرے کھڑے تھے پہلے حکم میں سب نے سجدہ کیا اور ثانی حکم میں ان میں سے بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اور جو قوم کے بائیں طرف ہے اول حکم میں سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اور جو قوم کہ بائیں طرف ہے اول حکم میں سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اس مین کیا راز الٰہی تھا۔ ندا آئی اے آدم جس قوم نے اول و آخر میں سجدہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور مومن مریں گے اور جنہوں نے اول و آخر میں سجدہ نہ کیا وہ کافر پیدا ہوں گا اور کافر مریں گے اور جنہوں نے اول حکم میں سجدہ کیا ثانی میں نہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور کافر مریں گے **نعوذ باللہ من ذالک** اور جس نے ثانی حکم میں سجدہ کیا اور اول میں نہ کیا وہ کافر پیدا ہو گا اور مومن مرے گا۔ **قال ھولاء فی الجنۃ ولا ابالی وھولاء فی النار ولا ابالی** ترجمہ:۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم علیہ السلام جو لوگ تیری داہنی طرف ہیں سب بہشتی ہیں اس میں مجھے کچھ پرواہ نہیں اور جو کہ بائیں طرف کھڑے ہیں وہ دوزخی ہیں مجھے کچھ پرواہ نہیں اے آدم علیہ السلام نہ ان کی اطاعت سے مجھے کچھ فائدہ ہے اور نہ ان کی معصیت سے کچھ ضرر پس ایک فرشتے کو حکم کیا کہ عہد نامہ یعنی عہد کا جو حکم فرمایا اس کے سوا اور دین قبول نہیں۔ اور وہی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پتھر ہو گیا اور وہ پتھر خانہ کعبہ کے داہنے رکن میں رکھا گیا ہے اب اس کو حجرالاسود کہتے ہیں اور سب حاجی اس کو بوسہ دیتے ہیں پھر روز قیامت میں وہی پتھر فرشتہ ہو گا۔ جس صورت پر وہ پہلے تھا اور ہر ایک کا عہد نامہ کھولا جائے گا جو شخص اپنے عہد پر قائم ہو گا اس کو جنت ملے گی اور جو برخلاف ہو گا وہ دوزخی ہو گا اور حق تعالیٰ نے پیغمبروں علیہم السلام کے ساتھ روز میثاق میں

Marfat.com

کہا قولہ تعالیٰ

واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لمامعکم لتومنن به ولتنصرنه قال ء اترتم واخذتم علی ذالکم اصری قالو افررنا قال فاشهدو او انا معکم من الشاهدین

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں علیہم السلام سے اقرار کیا جو کچھ میں نے تم کو دی ہے کتاب اور حکمت پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچ بتا دے تمہارے پاس آنے والے کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے حق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ سب بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تم شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں پھر جو کوئی جائے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں بے حکم اور فرمایا تم سب گواہ رہو رسالت پر ایک دوسرے کے میں بھی گواہ ہوں تمہارا پھر فرمایا اے آدم علیہ السلام تو شیث علیہ السلام پر گواہ رہو اے شیث علیہ السلام تم ادریس علیہ السلام پر گواہ رہو اے ادریس علیہ السلام تم نوح علیہ السلام پر اور اے نوح علیہ السلام تم ابراہیم علیہ السلام پر اے ابراہیم علیہ السلام تم اسماعیل علیہ السلام پر اے اسماعیل علیہ السلام تم اسحاق علیہ السلام پر گواہ رہو۔ اور اپنی قوم کو وصیت کیجیو کہ ان کی رسالت پر ایمان لاویں اور نصرت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اقرار لیا۔ نبیوں کے مقدمے میں بنی اسرائیل سے فائدہ یہود مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے کہ بندگی کرو اپنے رب کی ہم تو پہلے ہی سے بندگی کرتے ہیں اس کی مگر وہ چاہتا ہے کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنائے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر اسلام میں لائے پھر کیونکر ان کو یہ بات سکھائے مگر تم کو یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی جیسا کہ کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں ہے اب میری صحبت سے پھر وہی کمال حاصل کرو۔

بیان حضرت شیث علیہ السلام کا

جب حضرت آدم علیہ السلام ہابیل کی مصیبت میں بے قرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو ان کے خاطر غمگین کی تسلی کے واسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تجھے ایک فرزند رشید عنایت کرے گا کہ اس کی نسل سے حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سردار بنی آدم کا پیدا ہو گا۔ چنانچہ ہابیل کے مرنے سے پانچ سال بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ حسن

Marfat.com

صورت میں اور خوبی سیرت میں مشابہ حضرت آدم علیہ السلام کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدم علیہ السلام کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے قبل وفات کے ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب طوفان نوح علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو۔ اگر تم اس زمانے کو پاؤ تو میری ہڈیوں کو کشتی میں رکھوائیو جو غرق ہونے سے محفوظ رہیں یا اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ اس طرح سے عمل میں لائیں اور حضرت شیث علیہ السلام اکثر اوقات حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے احوال بہشت لذت کے ساتھ سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے۔ اسی واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے تجرد خلق اور انس حق سے خلیفہ کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہو کر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات وظائف اور طاعات میں مشغول رہتے تھے۔ اور نفس کی ریاضت اور تہذیب و اخلاق ہمیشہ ان کے مد نظر رہتا تھا اور حضرت شیث علیہ السلام کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے بعض اتباع حضرت شیث علیہ السلام کی کرتے تھے اور بعض قابیل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول رہتے تھے اور حضرت شیث علیہ السلام کی نصیحت سے بعض تو راہ راست پر آئے اور بعض بدستور نافرمانی پر قائم رہے جب نو سو بارہ برس ان کی عمر کے گزرے تو روح جسم مبارک سے پرواز کر کے عرش معلیٰ کو پہنچی اور حضرت شیث علیہ السلام کی بعض نصیحتوں میں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں۔ اول تو خدا کو پہنچاننا' دوسرے نیک اور بد کو جاننا' تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا' چوتھے ماں باپ کا حق پہچاننا اور ان کی خدمت کرنا' پانچویں صلہ رحمی یعنی اپنائیت کے لوگوں سے نیکی اور محبت اور کرنا' چھٹے غصہ کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا' ساتویں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا اور رحم کرنا' آٹھویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا اور نویں شکر الٰہی کا ذکر کرنا۔

بیان حضرت ادریس علیہ السلام کا

وجہ نام ادریس علیہ السلام یہ ہے کہ پڑھانے کی کثرت کے سبب سے لقب آپ کا ادریس ہوا اور علم نجوم آپ کے معجزات میں سے ہے وہ زمین پر عبادت کرتے ان کو فرشتے سب آسمان پر لے جاتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیق نبیاً**

Marfat.com

ترجمہ:۔ اور یاد کر کتاب میں ادریس کو کہ وہ تھا سچا نبی۔ ہر روز پیرہن سیتے تھے ہر دم سینے میں تسبیح پڑھتے تھے اور وہ اجرت سلائی کسی سے نہ لیتے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اپنے کام سے فراغت پاکر بیٹھے تھے کہ اسی وقت ملک الموت بہ آرزوئے تمام امرالٰہی سے آدمی کی صورت بن کر مہمان کے طور پر رات کو حضرت ادریس علیہ السلام کے دروازے پر آپہنچے۔ حضرت ادریس علیہ السلام صائم الدہر تھے جب شام ہوتی افطار کرتے وقت کھانا آپ کا بہشت سے آتا جس قدر چاہتے کھالیتے پھر بہشت میں چلا جاتا اور اس دن کا کھانا جب بہشت سے آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے وہ کھانا اس مسافر کو پیش کر دیا مسافر نے کچھ نہ کھایا قدم پر قدم رکھ کر عبادت کرتا رہا۔ حضرت ادریس علیہ السلام ان کا یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے کہ یہ کون شخص ہے۔ جب روز روشن ہوا حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے مسافر تو میرے ساتھ چل کہ خدا کی قدرت صحرا میں جاکر دیکھو تب دونوں بزرگ گھر سے میدان کی طرف نکلے جاتے جاتے ایک گیہوں کے کھیت میں جاپہنچے حضرت ملک الموت علیہ السلام نے کہا چلو اس کھیت سے چند خوشے گیہوں کے لے کر ہم تم کھائیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ عجب ہے کہ تو نے شب گزشتہ کو کھانا حلال نہ کھایا اب حرام کھانا چاہتا ہے پھر وہاں سے دونوں بزرگ ایک دوسرے باغ میں جاپہنچے اور وہاں بھی انگور دیکھ کر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کھانے کا قصد کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ تصرف ملک غیر میں حرام ہے پھر جاتے جاتے ایک بکری دیکھ کر عزرائیل علیہ السلام نے کھانے کا ارادہ کیا پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ بیگانی بکری کو ذبح کر کے کھانا ممنوع ہے پس اسی طرح تین روز تک دونوں باہم گفتگو کرتے رہے۔ جب کہ ادریس علیہ السلام نے معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہے اور نبی آدم سے معلوم نہیں ہوتا تب حضرت نے فرمایا کہ خدا کے واسطے ظاہر تو کرو کہ تم کون ہو۔ اس نے عرض کیا میں عزرائیل علیہ السلام ہوں۔ تب حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی کیا سب مخلوقات کی جان تم ہی قبض کرتی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت نے فرمایا شائد کہ تم میری جان قبض کرنے کرے لیے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو تمہارے ساتھ خوش طبعی کرنے آیا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ آج تین دن سے تو میرے ساتھ ہے اس عرصے میں بھی تو نے کسی کے جان قبض کی ہے وہ بولے۔ **قال کلھا بین یدی کانما**

Marfat.com

بیدیک خبنر۔

ترجمہ: فرشتے نے کہا کہ کل جان قبض کرنا ہمارے ہاتھ میں ایسا ہے جیسا کہ تمہارے دونوں ہاتھ کے نیچے روٹی رکھی ہوئی ہے یعنی جس کی اجل آتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں ہاتھ بڑھا کر اس کی جان قبض کرلیتا ہوں' اور بولا اے حضرت ادریس علیہ السلام میں چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ رشتہ برادری کا کروں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے تیرے ساتھ رشتہ برادری کا تب کروں گا کہ تلخی جان کی ایک بار گی تو مجھ کو چکھادے تاکہ خوف اور عبرت مجھے زیادہ ہو۔ اور پھر عبادت اپنے خالق کی زیادہ کروں۔ ملک الموت نے کہا بے رضا' الٰہی کسی کی جان قبض نہیں کرسکتا ہوں' تب حضرت ادریس علیہ السلام کی قبض کرانہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کی جان قبض کرلی۔ پھر ملک الموت نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور حضرت ادریس علیہ السلام نے اٹھ کر ملک الموت کو اپنی گود میں لے لیا۔ دونوں نے آپس میں رشتہ برادری کا لگایا۔ پھر ملک الموت نے ان سے پوچھا اے بھائی تلخی جان کنی کسی تھی وہ بولے کہ جیسے کسی زندہ جانور کی کھال سر سے پاؤں تک کھینچی جاتی ہے۔ ملک الموت نے کہا اے بھائی قسم ہے رب العالمین کی جیسا کہ میں نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے ایسا کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا اے بھائی مجھے دوزخ دیکھنے کا شوق ہے تو مجھ کو اس کے دروازے تک لے چل تاکہ اس کے دیکھنے سے خوف الٰہی زیادہ ہو اور میں پھر عبادت اور بندگی زیادہ کروں۔ تب ملک الموت نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ان کو سات طبق دوزخ کے دکھائے پھر حضرت ادریس علیہ السلام بولے اے بھائی مجھ کو بہشت دیکھنے کی آرزو ہے کہ اسے دیکھ کر خوشی حاصل کروں گا اور عبادت زیادہ کروں گا۔ پھر ان کو بہشت کے دروازے پر لے گئے اور انہوں نے بہشت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے پھر کہنے لگے اے بھائی تلخی جان کنی کی چکھ چکا ہوں اور دوزخ بھی دیکھی۔ مگر جگر میرا مارے پیاس کے جل گیا۔ اجازت ہو تو بہشت میں جاکر ایک پیالہ پیوں تب اس نے کہا تم وہاں سے واپس آنے کا عہد کرو۔ بوجہ شدید پیاس کے حضرت ادریس علیہ السلام نے واپس آنے کا عہد کیا کہ میں واپس آجاؤں گا۔ اور بحکم الٰہی اپنی نعلین درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ کر بہشت میں داخل ہوگئے۔ کیونکہ عہد باہر آنے کا کیا تھا اور نعلین کو بھی درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ کر آئے تھے۔ بہشت سے

Marfat.com

باہر نکل کر اپنی نعلین کو لے کر بہشت میں جا کر درخت پر جا بیٹھے۔ کچھ دیر بعد ملک الموت نے ان کو آواز دی کہ اے بھائی تاخیر مت کرو اس کے جواب میں حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مشفق جبار عالم فرماتا ہے **کل نفس ذالقته الموت** ترجمہ ہر جی کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اب تو میں مزا جان کنی کا چکھ چکا ہوں اور یہی جلیل جبار فرماتا ہے **لا یمسسم فیا نصب و ماھم منھا لمخرجین** ترجمہ: نہ پہنچے گی وہاں ان کو کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے گا یعنی بہشت میں گیا پھر وہ باہر واپس نہ آئے گا۔ اے بھائی اب ہرگز باہر نہیں آنے کا درگاہ باری سے آواز آئی اے عزرائیل علیہ السلام تو حضرت ادریس علیہ السلام کو چھوڑ کر چلا جا میں نے ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا حضرت ادریس علیہ السلام موت کا مزہ چکھ کر اور دوزخ بھی دیکھ کر جنت میں جا رہے تب عزرائیل علیہ السلام بولے۔

ان الجنتہ حرامہ علی الانبیاء حتی یدخل خاتم الانبیاء

ترجمہ: بہشت حرام ہے انبیاء پر جب تک کہ خاتم الانبیاء داخل نہ ہوں علیہم السلام' بہشت میں پھر آواز آئی اے عزرائیل میں بہشت کو دریغ نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن اول بہشت میں محمد ﷺ داخل ہوں گے۔ بعدہ سب امت ان کی' اور قول دوسرا یہ ہے کہ طواف کرنے والے سب طواف کرتے رہیں۔ بہشت میں اور حق تعالیٰ نے فرمایا **و رفعنہ مکانا علیا** اور اٹھالیا ہم نے اس کو اونچے مکان پر پس بہشت میں حضرت ادریس علیہ السلام تو جا رہے اور ان کے فرزند سب فراق شب و روز گریہ و زاری میں تھے ایک روز ابلیس لعین ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم مت رویا کرو۔ تمہارے باپ کی سی ایک صورت میں بنا دیتا ہوں تم

Marfat.com

اس کو شب و روز دیکھا کرو اور پوجو۔ اس سے تمہارا سب درد دکھ اور غم جاتا رہے گا اور تم سب خوش رہو گے۔ ابلیس علیہ اللعنۃ نے ایک ایسی صورت بنائی کہ ان کی شکل میں اور اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ صرف اتنا ہی فرق تھا کہ یہ صورت بات نہ کرتی تھی اور وہ لوگ اس صورت کو پوجا کرتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بت پرستی تمام عالم میں پھیل گئی۔ مشرق سے مغرب تک یہ رواج جاری رہا کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو نہ جانتا تھا۔ علم و عمل ان میں مفقود تھا۔ بعدہ خدائے تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان پر پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان کو راہ ہدایت کی بتادیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان حضرت نوح علیہ السلام کا

حضرت نوح علیہ السلام کا نام شکر تھا۔ بعدہ نوح نام ہوا۔ اس واسطے کہ وہ اپنی قوم پر بہت نوحہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فلبث فیهم الف سنته الاحمسین عاما

ترجمہ: اور بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس پس رہے وہ اپنی قوم کے پاس ساڑھے نوسو برس اور اس مدت میں چالیس مرد اور چالیس عورتوں کے سوا کوئی اور ایمان نہ لایا۔ امرالٰہی سے حضرت نوح علیہ السلام ہر روز پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف خلق اللہ کو دعوت الحق دیتے اور پکار کر کہتے۔ لاالہ الااللہ وانا رسول اللہ۔ اور ان کی آواز خدا کے حکم سے مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی اس وقت کے مردود لوگ اس کلمہ کی آواز

Marfat.com

سن کر انگلیاں کانوں میں ڈال لیتے اور بعض ملعون کپڑوں سے اپنے منہ کو چھپا لیتے اور بعض کافر یہ آواز سن کر بھاگ جاتے اور چپکے ہو رہتے۔ جب کہ وہ ان مردودوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تو وہ کافر سب کے سب بے ادبی سے حضرت نوح علیہ السلام پر ہاتھ چلاتے اور مارتے بیہوش کر دیتے اور جب وہ ہوش میں آتے تو پھر پکار کر بولتے اے لوگو! تم کہو خدا وحدہ لاشریک ہے اور نوح اس کے برحق رسول ہیں اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام تین روز تین راتیں شدید بیقرار رہے پھر بھی دعوت الی اللہ میں برابر لگے رہے اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی اور اللہ کے واسطے تکلیفیں اٹھا کر خلق اللہ کو دعوت دیا کرتے یہاں تک کہ طوفان کی نوبت آ پہنچی اور حضرت نوح علیہ السلام نے کہا۔

قال رب انی دعوت قومی لیلا ونھارا فلم یذد ھم دعاءی الا فرارا

ترجمہ: اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے بلاتا رہا میں اپنی قوم کو رات و دن مگر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے اور ہر روز مجھ پر سوائے ظلم و ستم کے کچھ نہیں کرتے اور مجھے ناسزا کہتے ہیں۔ اور ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی تو کافروں نے آکر حضرت نوح علیہ السلام کو ایسا مارا کہ تمام کپڑے لہولہان ہو گئے۔ تب ان کی بیوی جو کہ کافرہ تھیں کہنے لگیں کہ اے قوم! حضرت نوح علیہ السلام دیوانہ ہوئے ہیں تم اتنا مت مارو جو وہ کہتا ہے اپنے دیوانے پن سے کہتا ہے اور وہ کچھ نہیں جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی بیوی سے جب یہ باتیں بے ادبی کی سنیں تب حضرت نوح علیہ السلام نے آسمان کی طرف منہ کیا اور رو کر کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قولہ تعالیٰ فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر

ترجمہ: پھر اس نے پکارا اپنے رب کو کہ گھر گیا ہوں کافروں میں اور تو میرا بدلہ ان سے لے' فی الفور جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہ اے نوح علیہ السلام تو دعا کر کہ تیری دعا خدا کی درگاہ میں مستجاب ہے یہ قوم کفار تم پر ہرگز نہ ایمان لائے گی اور تم اس درخت کو لگاؤ اور دوسرا قول یہ ہی کہ جبرائیل علیہ السلام نے ایک شاخ درخت بہشت سے لا کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس شاخ کو زمین پر لگایا جب چالیس برس گزرے وہ درخت اس قدر بڑا ہوا کہ چھ سو گز لمبا اور چار سو گز موٹا چوڑا ہو گیا اور اس چالیس برس کے اندر

Marfat.com

تمام بیویاں ان کافروں کی بانجھ تھیں اور نسلیں ان کی منقطع اور باقی عذاب الٰہی سے معذوب ہوئیں۔ سبب اس کا یہ ہوا کہ وہ اپنے بیٹوں کو نوح علیہ السلام کے پاس لے جاکر بولیں کہ اے لڑکو! تم اس دشمن کو جانو اور اس کی بات نہ مانو اس کو ہمیشہ ذلیل وخوار کیجیو کہ وہ دیوانہ ہے حضرت نوح علیہ السلام نے جب یہ وصیتیں ان سی سنیں تب ان لوگوں سے ناامید ہو کر درگاہ الٰہی میں زاری کی اور کہا۔

وقال نوح رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا○ٹ

ترجمہ:۔ اور کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب میرے اب نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک گھر بھی بسنے والا۔ کہ نسل کافروں کی باقی نہ رہے زمین پر۔ تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نوح علیہ السلام اس درخت سے تو ایک کشتی بنا نوح علیہ السلام نے کہا کس طرح بناؤں؟ جبرائیل نے کہا کہ تو اس درخت کو کاٹ اور چیر کر تختے بنا میں تجھے بتاؤں گا۔ نوح علیہ السلام نے اس درخت کو کاٹا اور چیر کر تختے بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبی فی الذین ظلمو انھم مغرقون○** ترجمہ:۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے روبرو ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ بول یہ تو بے شک غرق ہوں گے۔ تو اس درخت کے تختوں سے کشتی بنا اور شاخوں سے اس کی میخیں لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بموجب تعلیم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے درودگری سیکھ کر اس درخت کے تختے بنائے پہلے تختے پر نام آدم کا اور دوسرے تختے پر نام شیث علیہ السلام کا اور تیسرے تختے پر نام ادریس علیہ السلام کا اور چوتھے تختے پر نام نوح علیہ السلام کا اور پانچویں تختے پر نام موسیٰ علیہ السلام کا اور چھٹے تختے پر نام صالح علیہ السلام کا اور ساتویں تختے پر نام ابراہیم علیہ السلام کا اور اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے نام سے لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے نکالے یعنی ہر تختہ پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا تھا اور آخری تختے پر نام حضرت محمد ﷺ کا تھا۔ جو خاتم الانبیاء ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم سے کشتی بنائی۔ طول اس کشتی کا ایک ہزار گز اور عرض اس کا چار سو گز تھا۔ جب کشتی تیار ہوئی تو اس کشتی کو دیکھ کر کافر لوگ بہت ہنسے اور افسوس کرنے لگے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

ویصنع الفلک وکلما مرعلیہ ملا من قومہ سخروا منہ ٹ قال ان

Marfat.com

نسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون۝ فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه ویعل علیه عذاب مقیم۝

ترجمہ:۔ اور نوح علیہ السلام کشتی بناتے تھے اور جب اس قوم کے سردار اس پر سے گزرتے تو ہنسی کرتے اس پر نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم ہنسی کرتے ہو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر جیسے تم ہنستے ہو اور اب آگے جان لوگے کہ کس پر عذاب آتا ہے عذاب رسوا کرنی والا اور ہمیشہ رہنے والا۔ یہ فائدہ تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ کافر ہنستے تھے کہ خشک زمین میں غرق ہونے کا بچاؤ کرتا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام اس پر ہنستے تھے کہ دیکھو ان کے سر پر موت کھڑی ہے اور یہ لوگ ہنستے ہیں۔ غرض کشتی تیار ہو گئی اور اس میں چار تختے کم ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں چار تختے ان کے چار دوستوں کے نام سے ان کے نام یہ ہیں اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' دوسرے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ' تیسرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھے حضرت علی رضی اللہ عنہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام سے لگانا چاہئے تو پھر کشتی تمہاری اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے گی اور نجات پائے گی۔ اور جس مومن کے دل میں حضرت محمد ﷺ کی محبت اور ان کے چار یار کی محبت ہو گی وہ آتش دوزخ سے نجات پائے گا اور فرمایا اے نوح علیہ السلام دریائے نیل میں ایک درخت ہے کسی کو بھیج کر وہاں سے منگوا کر اس سے چار تختے بنام چار یاروں کے نکال کر اس میں لگا دو۔ تب نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا انہوں نے نہ مانا اور بولے کہ عوج بن عنق کو بھیج دو کہ وہ ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہے اور اس کی راہ بھی خوب جانتا ہے۔ اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام نے عوج بن عنق کو بلوایا اور کہا کہ تو نے فلانے درخت کو دریائے نیل سے لائے گا تو تجھ کو کھلا کر آسودہ کروں گا عوج بن عنق نے کہا تم میرے ساتھ عہد کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے عہد کر لیا۔ پس عوج بن عنق نے جا کر اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر لا دیا۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے تین روٹیاں جو کی نکال کر اسے کھانے کو دیں۔ عوج بن عنق انہیں دیکھ کر ہنس دیا اور کہا اے حضرت نوحؑ میں بارہ ہزار روٹیاں ایک وقت میں کھا لیتا ہوں اور میں اپنے کھانے کا کیا حساب دوں یہ تین قرص جو سے مجھے کیا ہو گا۔ اور ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ

Marfat.com

عوج بن عنق عمر بھر اکل و شرب سے کبھی بھی سیر نہ ہو سکا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اگر تو شکم سیری چاہتا ہے تو بسم اللہ پڑھ کر کھا۔ تب اس نے بسم اللہ اور کھانا شروع کیا۔ چنانچہ اس نے دوسری روٹی کھانی شروع کی تھی اور لقمے بنا ہی رہا تھا کہ اس کو اب کھانے کی حاجت نہیں رہی اس میں اس کو شکم سیری ہو گئی۔ بعدہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس درخت کے چار تختے نکالے اول بنام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور دوسرا تختہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اور تیسرا تختہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اور چوتھا تختہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام سے لگائے۔ اور ان چاروں تختوں کے لگانے سے کشتی تیار ہو گئی بعدہ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح علیہ السلام تو بیت المعمور کی زیارت کر لے اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا جب وہ زیارت کر کے آئے تب اس کو فرشتوں نے آسمان چہارم پر اٹھالیا۔ بعدہ ترتیب اور نظام کشتی کا کرنے لگے اس میں سات طبقے تھے۔ اول طبقے میں تابوت آدم علیہ السلام دوسرے میں حضرت نوح علیہ السلام مومنوں کے ساتھ' تیسرے طبقے میں پرندے' چوتھے طبقے میں درندے' پانچویں طبقے میں چرندے' چھٹے طبقے میں ہر جنس کی چیزیں اور ساتویں طبقے میں میوے سب رکھے تھے پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح علیہ السلام علامت طوفان کی یہ ہے کہ تمہارے گھر کے تنور سے گرم پانی ابلے گا۔ تب ایک روز ان کی بیوی روٹی پکاتی تھی تنور سے گرم پانی ابل پڑا جلدی سے ان کی بیوی نے ان کو خبر دی مصداق اس آیت کے۔

حتی اذا جاء امر نا وفار التنور قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول ومن امن وما امن معہ الا قلیل ۵

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ پہنچا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے۔ کہا ہم نے چڑھالو اس میں ہر قسم کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگوں کو مگر جس پر کہ پہلے پڑ چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور انہیں ایمان لائے تھے مگر تھوڑے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح علیہ السلام ایک ایک جوڑا ہر جانور کا کشتی میں رکھ لو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ کوئی جانور مشرق میں تو کوئی مغرب میں ہیں کیونکر ان سب کو اکٹھا کروں گا۔ پس خدا کے حکم سے جس کی نسل رہنی مقدر تھی اس جانور کو کشتی میں رکھ لیا اور گھر والوں میں جس پر بات پڑ چکی تھی۔ یعنی بیٹا اور اس کی ماں ڈوبی اور صرف تین بیٹے جن کی اولاد سار خلقت ہے اور

Marfat.com

تنور بھی حضرت نوح علیہ السلام کے گھر میں تھا جو حقیقت میں طوفان کا نشان بنا رکھا تھا کہ جب اس تنور سے گرم پانی ابلے تب کشتی میں سوار ہو جانا یہ فائدہ مترجم نے بحوالہ تفسیر لکھا ہے۔ دوسری روایت ہے کہ کشتی میں تین طبقے تھے' اول طبقے میں پرندے' دوسرے طبقے میں نوح علیہ السلام معہ اپنے مومنین کے اور تیسرے طبقے میں چارپائے اور فرزند نام ان کے یہ ہیں سام' حام اور یافث سب کے سب کشتی میں سوار تھے اور ایک بیٹا ان کا کنعان مارے غرور کے جدا ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور کہا میں ہرگز تیری کشتی میں سوار نہ ہوں گا۔ ہر چند حضرت نے اس کو پکارا کہ اے کنعان تو بے کشتی ہلاک ہو جائے گا ہمارے ساتھ کشتی میں بیٹھ جا مصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ **ونادن نوح○ ہابنہ وکان فی معزل یبنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین** ترجمہ:۔ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ منکروں کے۔ اس نے جواب دیا **ساوی الی حبل یعصمنی من الماء** ترجمہ:۔ اور کنعان نے کہا کہ میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا ور وہ پہاڑ مجھے پانی کے سیلاب سے بچا لے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا **لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم** ترجمہ:۔ کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا مگر جس پر وہ رحم کرے اور فرمایا اے بیٹے آج کوئی باقی نہ رہے گا عذاب الٰہی سے سب غرق ہو جائیں گے مگر وہ شخص کہ خدا ان پر رحم کرے اور وہ مومن ہو اور وہ ماہ رجب کی دو تاریخ تھی کہ پانی ابلنا شروع ہوا تھا **وفتحنا ابواب السماء بماء منمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر** ترجمہ:۔ پھر ہم نے کھول دیئے دہانے پانی کے ریلے سے اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہرا تھا آسمان سے گرم پانی برسا اور زمین سے سرد ابلا یہاں تک کہ پہاڑوں کے اوپر چالیس گز پانی بلند ہوا تھا اور جس پہاڑ پر حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا اس پر بھی پانی جا پہنچا یہ کیفیت دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کو شفقت پدری دل میں عود کر آئی کہ وہ کچھ دیر میں مارا جائے گا۔ تب آپ نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں درخواست کی کہ اے میرے رب تو نے وعدہ کیا تھا میرے ساتھ کہ تمہارے اہل بیت کو ہلاک اور غرق نہ کروں گا۔ اب یہ میرا بیٹا کنعان مارا جاتا ہے **ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت**

Marfat.com

احکم الحاکمین ترجمہ:۔ اور پکارا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو بولے اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں سے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے فائدہ یعنی ایک عورت تو ہلاک ہو چکی اب تو چاہے تو بیٹے کو ہلاک کرے یا اس کو نجات دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یانوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح** ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح علیہ السلام وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اور اس کے کام بالکل ناکارہ ہیں اور ایمان بھی اس کا تمہارے ایمان کے موافق نہیں ہے۔ پس کچھ دیر میں ایک موج پانی کی آئی اور اس نے کنعان کو پانی میں غرق کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح علیہ السلام تم کشتی پر سوار ہو جاؤ اور اپنی زبان سے اس کو پڑھو۔ **وقال ارکبو فیہا بسم اللہ مجریہا ومرسہا ان ربی لغفور رحیم وھی تجری بہم فی موج کالجبال** اور بولا سوار ہو اس پر اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب بخشنے والا مہربان اور وہ بہتی رہی پانی کی لہروں میں مثل پہاڑ کے۔ یہ آیت جب پڑھی کشتی پانی پر رواں ہو گئی اور بول و براز سے آدمیوں کے کشتی بہت غلیظ ہو گئی حضرت نوح علیہ السلام نے الہام الٰہی سے ہاتھی کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ قدرت الٰہی سے دو خوک اس کی ناک سے پیدا ہوئے اور انہوں نے اس غلاظت کشتی کی صاف کی اور ابلیس علیہ اللعنۃ نے خنزیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس کی ناک سے دو چوہے پیدا ہوئے حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے شیطان طعین تجھے اس کشتی پر کون لایا۔ شیطان معلون بولا اس وقت کہ تو نے خنزیر کو ملعون کہا اور میں جانتا تھا کہ تم مجھی کو ملعون کہو گے لہٰذا میں خنزیر کے ذریعے سے کشتی میں آیا ہوں۔ چنانچہ چوہے کشتی میں سوراخ کرنے لگے۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں فریاد کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت نوح علیہ السلام سے کہا کہ تو شیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیر۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے شیر کی پیشانی پر اپنا ہاتھ پھیرا تو دو بلیاں اس کی ناک سے پیدا ہوئیں اور ان بلیوں نے سب چوہے کشتی کے کھالئے اور اس دن سے بلی دشمن ہوئی چوہے کی حضرت نوح علیہ السلام نے ماہ رجب کی دوسری تاریخ سے عشرہ محرم الحرام تک تقریباً چھ ماہ آٹھ دن کشتی پر ہی رہے۔ بعدہ جناب باری سے ندا آئی۔

وقیل یارض ابلعی مائک ویسماء اقلعی غیض الماء وقضی الامرو

Marfat.com

استوت علی الجودی وقیل بعد اللقوم الظلمین

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکا دیا اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہو قوم سے جو بے انصاف ہے۔

فائدہ چالیس دن برابر پانی آسمان سے برستا رہا اور اسی طرح چالیس روز تک پانی زمین سے ہر وقت ابلتا رہا۔ پھر چھ مہینے کے بعد پہاڑوں کے سر کھلے اور کشتی ٹھہری ہوئی تھی جودی پہاڑ پر اور یہ پہاڑ ملک شام میں ہے۔ پھر جب بارش موقوف ہوئی اور زمین خشک ہو گئی اور اتنی خشک ہو گئی کہ ایک قطرہ بھی پانی کا زمین پر نہ رہا۔ اور جب پانی خشک ہو رہا تھا تو کشتی نوح علیہ السلام اس دن زمین حجاز میں تقریباً ستر مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر کے ملک شام کی طرف نکل گئی اور جودی پہاڑ پر ساکن ہو گئی پھر اس کے بعد جہاں کہیں پہاڑ تھے وہ سب دکھائی دینے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کسی پرندے کو زمین پر بھیجا تاکہ وہ خبر لائے کہ زمین پر پانی کس قدر ہے وہ پرندہ جو حضرت نوح علیہ السلام نے بھیجا تھا وہ زمین پر جا کر دانہ چگنے میں مشغول ہو گیا ور پھر واپس نہ آیا اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے اڑنے سے معذور کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے کبوتر کو بھیجا وہ زمین پر جا بیٹھا اور کچھ سرخی ترا اپنے پاؤں پر لگا کر کشتی پر آیا۔ تب نوح علیہ السلام نے کبوتر کے حال پر دعا فرمائی کہ پوری مخلوق اس کو پیار کی نگاہ سے دیکھے اور اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے سات راہیں پانی کی بنا دیں اور سات دریا ہوئے زمین پر جاری ہوئے۔ تب سارا پانی جو کچھ زمین میں باقی تھا وہ دریاؤں میں جا گرا اور اس کے علاوہ جو کچھ تھوڑا بہت رہ گیا وہ تمام کا تمام خشک ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے باہر نکل کر ایک جانور بھیجا وہ زمین پر گیا وہ سبب پانی نہ ہونے کی ٹھہر نہ سکا پھر واپس آیا۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اپنی تمام قوم کو کشتی سے اتار لیا۔ اس وقت حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے نوح علیہ السلام جتنے تخم اور جڑیں ہیں یہ سب زمین پر بو دے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو تمام قسم کی جڑیں اور تخم مل گئے لیکن انگور کی جڑ نہ ملی تب جناب باری میں عرض کی۔ آواز آئی ابلیس لعین نے چرا لیا ہے۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو

Marfat.com

نے انگور کی جڑ چرالی ہے اس کو لا کر دو شیطان نے انکار کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ تو نے ہی اس کو چرایا ہے۔ تب شیطان نے کہا کہ میں لا دوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قبول کر لیا۔ پھر کچھ ہی دیر میں اس نے لا کر حضرت نوح کے سامنے پیش کر دی اس نے ایک شرط بھی کی کہ جب تم بو دو گے تو اس کی جڑ میں ایک بار تم پانی دو گے اور تین بار ہم پانی دیں گے۔ یہ بھی حضرت نوح علیہ السلام نے قبول کر لیا پھر انگور کو زمین میں بو دیا اور بموجب قول کے اپنے عمل میں لائے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی جڑ میں ایک دفعہ پانی دیا اور شیطان لعین نے تین دفعہ یعنی لومڑی اور شیر اور سور ان تینوں جانوروں کو مار کر خون ان کا اس کی جڑ میں دیا۔ اور جو شیرینی کہ انگور میں ہے وہ تو حضرت نوح علیہ السلام کے پانی دینے کی وجہ سے ہے اور اس سے جو شراب بنتی ہے وہ ابلیس لعین کے پانی دینے کی وجہ سے ہے۔ اسی واسطے شرابیوں کا مزاج پہلے لومڑی کے مزاج جیسا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد شیر کا جیسا ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد سور جیسا ہو جاتا ہے کیونکہ نشے کی حالت میں وہ شرابی کسی کو دیکھتا سمجھتا اور کچھ سنتا سناتا بھی نہیں اور یہ قاعدہ تقریباً کلیہ ہے کہ ہر شے میں تاثیر اصل کی ضرور ہوتی ہے۔ **مصداق کل شیئی یرجع الی اصلہ** اور یہ سب شیطان کے فعل سے ہے اور ابلیس نے کہا اے شیخ الانبیاء علیہ السلام تیرا احسان مجھ پر بہت ہے مجھ سے تو کچھ مانگ لے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ملعون تو ہمارے کس گناہ سے خوش ہوا ہے بولا تو نے گناہ نہیں کیا تو نے تو ہزاروں کافروں کا خاکی درگاہ میں دعا کر کے ہلاک کرا دیا تو وہ سب دوزخ میں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام اس بات کو سن کر ترس کھا کر سو برس تک روتے رہے۔ ایک روز حضرت نوح علیہ السلام نے پوچھا کہ اے ملعون کون سا فعل ہے کہ جس کے کرنے سے اولاد آدم دوزخ میں جائے گی وہ بولا کہ چار چیزیں ہیں اور وہ یہ ہیں حسد و حرص و تکبر و بخل۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی شرح اس سے پوچھی۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے ستر ہزار سال خدائے عزوجل کو سجدہ کیا اور اس کی عبادت بجالایا۔ جب آدم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے بنایا اور ان کو سجدہ کرنے کے لئے سب فرشتوں کو حکم دیا۔ سب فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا تو میں نے حسد کیا اس لئے میں سزاوار

Marfat.com

لعنت کا ہوا اور دوسری یہ ہے کہ پھر حق تعالیٰ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ تو نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا اس وقت پھر میں نے تکبر کیا اور کہا اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے آدم علیہ السلام کو بنایا خاک سے اور مجھ کو بنایا نار سے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنی درگاہ سے مردود کیا اور تیسری وجہ یہ ہے کہ حرص ہوئی آدم علیہ السلام کو گیہوں کھلایا۔ اس لئے وہ بہشت سے نکالے گئے اور یہاں گرفتار ہوئے اور چوتھے بخل ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بخیلوں پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور وہ ہرگز جنت میں نہ جائیں گے۔ ابلیس لعین جب یہ ماجرا حضرت نوح علیہ السلام کو سنا کر چلا گیا۔ بعدہ آنحضرت پر جناب باری سے حکم ہوا۔ اے نوح علیہ السلام کشتی کی لکڑی سے تو ایک مسجد بنا۔ تب انہوں نے جودی پہاڑ پر ایک مسجد بنائی اور وہاں بستی بن گئی اور نام اس بستی کا ثمانین رکھا۔ یعنی اس کے معنی ہیں اسی آدمی مومن اور مومنہ۔ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ وہاں رہتے تھے اور اس کے چند روز کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے وفات پائی۔ پھر اولاد ان کی۔ سام' حام اور یافث باقی رہی۔ چنانچہ یہ پوری مخلوقات ان تینوں کی نسل سے ہیں۔ اہل عرب و عجم سام کی اولاد ہیں اور اہل حبش حام کی اولاد سے ہیں اور اہل ترکستان یافث کی اولاد سے ہیں اور مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک روز سو گئے تھے ہوا سے کپڑا ستر کا الگ ہو گیا تھا۔ ہر حام کی نظر اس پر پڑی وہ ہنس کر چپکا ہو رہا اور سام کی نظر جب پڑی تو اس نے کپڑا اڑھا دیا جب نوح علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو ان دونوں کا ماجرا سنا اور حضرت نوح علیہ السلام نے سام کو دعائیں دیں اس واسطے ان کی اولاد پیغمبر ہوئی اور حام کو بد دعا دیا اسی وجہ سے ان کا منہ سیاہ اور اولاد بھی اس کی سیاہ رہی اور بعض نے کہا کہ حام نے سام کو دعا دی تھی اس لئے اولاد ان کی پیغمبر ہوئی اور مروی ہے کہ عمر نوح علیہ السلام کی چودہ سو برس کی تھی اور دوسری روایت ہے کہ ایک ہزار بیس برس کی تھی اور تیسری روایت میں ہے کہ ہزار برس کی تھی اور ایک روایت ہے کہ ساڑھے نو سو برس کی تھی۔

جب حضرت نوح علیہ السلام
نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی تو فرشتوں نے ان سے پوچھا اے شیخ الانبیاء دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا مجھے تو ایسا معلوم ہوا کہ ایک دروازے سے گھس کر

Marfat.com

دوسرے دروازے سے نکل آیا۔ بعدہ اولاد سام میں سے بعض نے کوفے میں اور بعض نے یمن میں اور بعض نے حجاز و شام میں اور بعض نے مغرب میں جاکر شہر بسائے اور اولاد حام نے ہندوستان میں آکر شہروں کو آباد کیا اور اولاد یافث ترکستان جاکر لوگوں کو وہاں بھی بت پرستی سکھائی۔ بعدہ ملک عرب میں جاکر وہاں کے لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اور ایک بادشاہ جس کا نام اس ملک عرب میں جرہم تھا اور وہ قد و قامت میں چار سو گز بلند تھا۔ تمام ملک عرب اس کا مطیع و فرمانبردار۔ بعض نے کہا کہ حضر موت اسی کا نام تھا۔ اس نے وہاں مکانات و باغات اور نہریں بنائی تھیں۔ اور اس کی قوت و شجاعت میں اس کے برابر ملک عرب میں کوئی ثانی نہ تھا۔ تقریباً سات سو برس تک ان میں سے کوئی بھی مرا نہ تھا اور وہ سب موت کو بھول گئے تھے اور زمین ان سے آباد و معمور تھی اور سب کے سب جاہل تھے کوئی بھی اہل علم نہ تھا اور تہذیت و تمدن سے بالکل نا آشنا تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو۔ ان لوگوں نے شیطان سے کہا کہ ہم لوگوں کو کچھ بھی علم نہیں ہے کہ کس معبود کی پرستش کرتے تھے۔ لوگوں کی پرستش کرتے ان لوگوں کو دکھائی اور ان کو پھر اچھے طور پر بت پرستی کی تلقین کی اور ان پانچ بتوں کو اٹھا کر اپنے گھروں میں لے گئے جیسا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے **قالو لا تذرن الستکم ولا تذرن وداولا سواعاً یغوث یعوق و نسرا** ترجمہ:۔ اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکروں کو یعنی ود کو اور نہ سواع اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو اور یہ سب کے سب لوگ ان کو پوجنے لگے اور تمام عالم بت پرست ہو گیا۔

بیان حضرت ہود علیہ السلام کا

حق تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا وہ قوم دراز قد اور چوڑے جسم کی اور نہایت خوفناک تھی سب سے لمبا ان میں سو گز کا اور ٹھگنا ساٹھ گز کا اور وہ سب کے سب بت پرستی کرتے تھے اور خدا پرستی سے ازحد بے زار تھے اور وہ سنگ کو تراش کر پہاڑوں میں اپنے مکان بناتے تھے اور اپنی تنگ نظر اور سنگدلی سے بتوں پر ایمان لاتے تھے مگر ان میں ایک فرقہ ایمان لایا تھا اور وہ ان کافروں کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب

Marfat.com

حضرت ہود علیہ السلام کے پند و نصائح حد سے زیادہ ہوئے تو سب کافر حضرت ہود علیہ السلام کو ایذا دین کے لئے آمادہ ہو گئے جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع دی تو حضرت ہود علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں ان کفاروں کے واسطے بددعا کی اس بددعا کے نتیجہ میں برسات موقوف ہو گئی اور زراعت سوکھ گئی اور تقریباً سات برس تک وہ کافر قحط کی بلا میں گرفتار ہوئے اور بھوک و پیاس کے مارے اپنی زندگی سے بیزار ہوئے حضرت ہود علیہ السلام نے ان لوگوں سے بہت ہی شفقت و محبت سے فرمایا کہ تم لوگ سب کے سب ایمان لے آؤ اور اپنے آپ کو دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ اور یہ سب آفتیں تم کو جو پہنچ رہی ہیں وہ تمہارے کفر کی وجہ سے نازل ہیں اور بت پرستی خدا کے نزدیک سب سے برا کام ہے اس سے بچو جبکہ وہ لوگ ہمیشہ حضرت ہود علیہ السلام سے بڑی بے ادبی اور گستاخی سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے بتوں کی پرستش نہ چھوڑیں گے اور اپنے دین باطل سے کبھی منہ نہ موڑیں گے اور اس زمانے کا یہ ستور تھا کہ جس پر کوئی بڑ مشکل آتی تھی وہ سخت مہم میں مبتلا ہو جاتا تھا تو وہ حرم مکہ جا کر التجا کرتا تھا اور جناب الٰہی میں نہایت عاجزی کرتا تھا لہٰذا اس کی دعا قبول ہوتی تھی۔ ان دنوں ایک قوم رہتی تھی اور اپنے تئیں شریف اور رئیس مکہ اور سردار مکہ کہتی تھی۔ جب لوگ قوم کی ان بلاؤں میں گرفتار ہوئے تو ان میں سے ستر رئیسوں نے مکہ جانے کا ارادہ کیا اور وہ سب جانے کے واسطے تیار ہو گئے ساری قوم نے ان کو یہ وصیت کی کہ مکے میں جا کر دعا استسقاء باران رحمت مانگنے کی ہر شخص کوشش کرے۔ جب یہ لوگ اپنی مسافت کی منزلیں پوری کر کے مکہ پہنچے اور وہاں جا کر معاویہ ابن بکر کے گھر میں اترے تو وہ ان سب لوگوں کے واسطے طعام و شراب کی ضیافتیں کرنے مجلس عشرت میں سنوانے لگے۔ تو یہ لوگ اپنی بھوک و پیاس کی مصیبت کو بھول گئے کہاں کی دعا اور کہاں کا استسقاء وہ سب کے سب دن رات راگ و گانا سننے لگے۔ ادھر ساری قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ اے ہود علیہ السلام ہم تیرے خدا کو ہرگز نہ مانیں گے اگر تو ہم کو ڈراتا ہے عذاب سے تو کم از کم ہم کو اپنے خدا کو تو دیکھا وہ کیسا ہے جو ہم پر عذاب لائے گا اور اگر تو نے ہم کو اپنا خدا نہ دکھایا تو پھر ہم تجھے ضرور مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں سن کر حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے خدا کی درگاہ میں تضرع کی اور کہا کہ خدایا مجھے ان کے ظلم سے بچا کیونکہ مجھے ان کے ساتھ

Marfat.com

لڑنے کی طاقت نہیں۔ شائد یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے۔ اس قوم کے سردار کا نام عاد تھا اس کو زمانے میں زمانہ طوفان تک سات سو برس گزرے تھے اور قوت اس کی اس قدر تھی کہ اگر پتھر پر پاؤں مارے تو اپنی زانون تک اس میں گھس جاتے لیکن سب کے سب نافرمان تھے اور اپنی زبانوں سے یہ کہتے تھے۔ **من اشد منا قوۃ** جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا ایک حدیث میں ہے کہ اے ہود علیہ السلام وہ ستر آدمی جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان کو اپنے ساتھ لے کر پہاڑ پر جا رہو۔ تب حضرت ہود علیہ السلام ان کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے اور کہا اے قوم اب تم کو ہوا ہلاک کرے گی۔ اور تم پر غضب الٰہی عنقریب آئے گا وہ بولے کون ایسی ہوا ہے جو ہم پر غالب ہو گی۔ تب خدائے تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو۔

ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرار ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولو مجرمین ○

ترجمہ:۔ اے میری قوم اپنے گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور پر اپنے کو رجوع کرو اسی طرف تاکہ تم پر چھوڑ دے آسمان سے دھاریں اور زیادہ سے زیادہ تم کو دے اور نہ پھر جاؤ تم گنہگار ہو کر کافروں نے کہا کہ ہم تو توبہ نہیں کریں گے اور نہ ہم تم کو اس کا رسول تسلیم کریں گے۔ پس ایک قوم کو بھیجا کہ مکے میں جا کر پانی طلب کریں پس اس قوم میں سے چھ آدمی مکے کو گئے ان میں سے صرف دو شخص مسلمان تھے لیکن دین اپنا چھپائے رکھتے تھے اور ان دونوں کا نام مزید اور لقیم تھا اور ان کے سردار کا نام قیل تھا یہ ستر ہزار آدمی لے کر مکے کو گئے۔ مزید نے ان سے کہا کہ جب تک تم حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لاؤ گے اس وقت تم پر باران کا برسنا موقوف رہے گا یہ بات مزید کی سن کر سب نے ان کو جھٹلایا۔ اس کے بعد مزید اور لقیم نے کہا یاالٰہی یہ لوگ تیری رحمت کے قائل نہیں ہے تو ہماری حاجتیں پوری کر بارگاہ الٰہی سے آواز آئی کہ کیا مانگتا ہے مانگ مزید نے کہا۔ یاالٰہی میں تاقیامت دنیا میں بھوکا نہ رہوں۔ حکم ہوا کہ میں نے تیری یہ حاجت قبول کرلی۔ بعدہ لقیم نے کہا۔ یاالٰہی سات دفعہ کی عمر مجھے عطا کر جس کی عمر چاہوں۔ طنابعد بطن تین ہزار برس تک زندگانی کروں۔ حکم ہوا میں نے تجھے بخشی اور قیل نے کہا خداوند کوئی ہماری قوم میں بیمار نہیں ہوا کہ تجھ سے شفا چاہتا ہوں اور نہ کسی مشکل میں پڑا ہوں کہ تجھ سے یاری مانگوں مگر

Marfat.com

پانی مانگتا ہوں واسطے قوم عاد کے۔ اتنے میں تین ساعت کے اندر ابر سیاہ سفید و سرخ پیدا ہوا اور آواز آئی اے قیل ان تینوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر۔ تب قیل نے سوچا کہ ابر سفید و سرخ میں پانی نہیں ہوتا مگر ابر سیاہ پانی سے خالی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابر سیاہ ساتھ ساتھ اس منزل مقصود کو جا پہنچا۔ وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ساتویں زمین پر ایک ہوا ہے اور اس کا نام ریح العقیم ہے اور ستر ہزار زنجیروں سے اس کو باندھ رکھا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر محافظ اور موکل ہیں جب قیامت کا دن ہو گا وہ ہوا چھوڑ دی جائے گی اور وہ اتنی تیز ہو گی کہ پہاڑوں کو مانند ریزہ ابریشم کے اڑا دے گی اور آسمان گر پڑے گا اور اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور وہ روئی کے گالے کی مانند اڑتا پھرے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة وحملت الارض والجبال فدکتا دکة واحدةۃ فیومئذ وقتعت الواقعة وانشقت السماء فهی یومئذ واهیةۃ

ترجمہ:۔ پھر جب پھونکیں گے نرسنگھے میں ایک پھونک اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ ٹیکے جائیں ایک چوٹ اس دن ہو پڑے گی ہو پڑنے والی اور پھٹ جائے گا آسمان پھر اس دن وہ سست ہو گا۔ حکم ہوا کہ اے فرشتو! وہ ہوا قوم عاد پر کچھ دیر کے واسطے چھوڑ دیو۔ تب انہوں نے عرض کی کہ اے جبار عالم کس قدر چھوڑ دیں۔ حکم ہوا کہ گائے کے ناک کے نتھنے کے انداز سے چھوڑ دو۔ انہوں نے عرض کی کہ یارب العالمین اس مقدار سے تو سارا عالم ہی برباد ہو جائے گا۔ تب حکم ہوا کہ سوئی کے ناکے کے سوارخ کے برابر چھوڑ دو جب انہوں نے حکم خدا کو بجالاتے ہوئے اس ہوا کو سوئی کے سوارخ کی برابر سے چھوڑا تو وہ ہوا مانند ابر سیاہ کے پہاڑ کی طرف نکل آئی اس ہوا کو دیکھ کر قوم عاد بہت خوش ہونے لگی اور کہنے لگی

بل هو ما استعجتم بهٖ ریح فیها عذاب الیمٌ

ترجمہ:۔ کوئی نہیں وہ یہی ہے کہ جس کی تو لوگ شتابی کرتے تھے اور یہ وہ ہوا ہے جس میں رکھ کی مار ہے اور جب ہوا نکلی کافروں نے کہا اے ہود علیہ السلام تو نے جو خوشخبری پہنچائی کہ جس سے ہم خنک تر ہوں گے۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا اے کافرو! ذرا

Marfat.com

صبر کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر عذاب الیم پہنچتا ہے۔ وہ اس خبر کو سن کر تقریباً سات لاکھ مرد تین پہاڑوں کے دامن میں جا رہے جہاں ہوا کہ راہ ایک طرف سے بھی نہ تھی اور یہ سب آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اور اپنے پاؤں کو گھٹنوں تک زمین میں گاڑ کر بیٹھے تھے اور زن ز مرد لڑکے بالے چار پایوں کو بیچ میں اپنے لے لئے اور یہ کہتے تھے کہ تین طرف تو ہمارے پہاڑ ہے اور ایک جانب ہم سب ہیں دیکھتے ہیں کہ کون سی ہوا ہے کہ ہمارے بیچ سے گزر جاتی ہے اور ہم پر کس طرح زور کر سکتی ہے۔ جب متکبروں نے اپنی قوت کا غرور کیا تو اچانک ایک آواز رعد کی آئی اور ہوا نے اس قدر زور کیا کہ پہلے مکانات اور قصر وغیرہ جتنے تھے سب جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیئے۔ اور تمام تعمیرات برباد ہو گئیں اور ان کی عبرت کے واسطے ان کے پاؤں کے نیچے اور ان کے سامنے سرنگوں کر کے زمین پر ڈال دیا۔ مثال اس کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فترى القوم فيها صرعى كانهم اعجاز نخل خاوية فهل ترى لهم من باقية

ترجمہ:۔ یعنی پھر تو دیکھے لوگ ان میں سے پچھڑ گئے جیسے وہ جھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر کیا دیکھا ان میں کوئی بچ رہا اور پتھر دھول و خاک میں ایک برس تک پڑے روتے رہے اور جو شخص بھی ان کے رونے کی آواز سنتا تو وہ بھی ہلاک ہو جاتا نہایت ہی بھیانک اور خراب آواز ان کے رونے کی تھی اور حضرت ہود علیہ السلام نے ایک خط زمین پر کھینچ کر مومنوں کو اس کے اندر رکھ لیا۔ ہوا نے بہت زور کیا مگر جو لوگ کہ مومن تھے ان کا سرمو ذرہ برابر بھی ہوا سے کچھ نہ بگڑا اور وہ صحیح سلامت رہے سچ کہا ہے **من كان لله كان الله له** جو شخص کہ اللہ کا ہو جاتا ہی تو پھر اس کا بھی اللہ ساتھی ہوتا ہے۔ بعدہ حضرت ہود علیہ السلام مومنوں کو ہمراہ لے کر جرہم کے پاس گئے اور کہا کہ عذاب الٰہی تو نے دیکھا اس نے کہا ہاں۔ تب حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ کہہ **لا اله الا الله** ہود رسول الله وہ ملعون بولا کہ جب تک تو اس قوم کو زندہ نہ کرے گا اس وقت تک تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ وہ مردود یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اس وقت اس کے قدم کے نیچے ہوا نے زور کا تھپڑ دیا اور سخت عذاب نے آکر اس کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ پس اس کے بعد حضرت ہود علیہ السلام تقریباً چار سو برس تک زندہ رہے اور اس کے بعد دنیائے فانی سے رحلت

Marfat.com

فرمائی اور ان کے دنیا سے چلے جانے پر تمام مومنین کافی عرصہ تک روتے رہے اور مومنین حضرات نے نہایت احترام کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام کو دفن کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کے انتقال کے بعد ان کے ماننے والے مومنین ایک سو سال تک زندہ رہے بعد ان لوگوں نے بھی انتقال کیا۔ اور ان کی اولاد بھی اپنے آبائی دین پر ایک عرصہ دراز تک قائم رہی۔ اور ایک کثیر آبادی سے وہ لوگ آباد ہوئے اور دین و دنیا کی راہ مخلوق خدا کو بتاتے رہے۔ اتفاقا ایک روز شیطان مردود ان کے پاس آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سب کس کو چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا زمین و آسمان کے خدا کو پوجتے ہیں۔ ابلیس لعین نے کہا کہ کیا تم خدا کو دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ شیطان نے یہ سن کر ان سے کہا کہ تم اس پتھر سے ایک بت بنا کر پوجا کرو تاکہ وہ روز قیامت تمہارے لئے شفیع ہو ان لوگوں نے ابلیس کی باتوں پر یقین کر کے ایک بت پتھر کا بنا کر میدان میں رکھ دیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا **ثمود الذین جابوا الصخر بالواد** ترجمہ:۔ اور کیسا کیا تیرے رب نے قوم ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر واسطے بت بنانے کے اور ان کو وادی میں رکھ دیا فائدہ وادی میدان ان کے مکان کا نام ہی اور ان لوگوں نے پہاڑوں کو کھود کر اپنے رہنے کے واسطے گھر بنائے تھے اور اسی پتھر سے اپنے پوجنے کے واسطے بت بھی تراشے تھے اور اس بت کے چاروں طرف چھید کر کے اس میں نقرہ پلا دیا تھا اور ایک تخت عظیم الشان بچھا کر اس پر سونے کی کرسی رکھ کر اس بت کو رکھ دیا تھا۔ بعدہ ابلیس نے کہا کہ تم سب اس کو سجدہ کرو۔ اور ابلیس کے کہنے سے سب لوگوں نے سجدہ کیا اور وہ سب کافر ہو گئے اور اسی جگہ ایک گنبد عظیم الشان بنا کر اسے معبد خانہ قرار دیا **نعوذ باللہ منہا** بعدہ خدائے تعالیٰ نے ایک مچھر کو بھیجا۔ اس نے اس گنبد کو چھید کر بت کے اندر جا کر خرطوم اپنا اس کے سر میں چبھو کر سمیت اس کو اٹھا کر دریائے محیط میں ڈال دیا۔ تمام کافر یہ حال دیکھ کر بہت متحیر و پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم کس کو پوجیں گے بعدہ خدائے تعالیٰ نے اسی قوم کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا بعد قصہ حضرت ہود علیہ السلام کے قصہ شداد لعین کا تحریر کرتا ہوں کیونکہ شداد لعین بھی حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں تھا اسی وجہ سے حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہی تحریر کیا گیا۔

بیان شداد لعین کا

Marfat.com

اکثر مورخین نے شداد کا ذکر بھی حضرت ہود علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ کیا ہے چونکہ وہ بھی قوم عاد سے تھا ور قوم عاد ہی کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ اس واسطے بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب اور قصہ غریب کو تحریر کرتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس کے احوال سے عبرت ہو اور خداوند قدوس کی قدرتوں پر یقین واثق ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شدید اور دوسرے کا نام شداد تھا۔ اور یہ دونوں ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے اور ان دونوں کا مسکن ملک شام تھا۔ شدید تو تقریباً سات سو برس تک بادشاہی کر کے مرگیا۔ بعدہ شداد ملعون بادشاہ ہوا اور اس نے تمام روئے زمین کو مسخر کیا۔ اور جہاں تک اس کی بادشاہت کا تعلق تھا اپنی کا حکم چلتا تھا اور شب و روز اس کو حکومت ہی سے کام تھا اور وہ اسی خوشی میں خوش رہتا تھا اور اس کے ماننے والے اگرچہ کفر و شرک میں مبتلا تھے لیکن اس کے عدل کی وجہ سے شیر و بکری ایک ہی جگہ پانی پیتے تھے۔ ایک نقل اس کے انصاف کی تحریر کرتا ہوں تاکہ اس کے عدل کی تاثیر ہو جائے۔ دو شخص اس کے محکمہ عدالت میں آئے ان دونوں نے اپنے عجیب احوال سنائے۔ ایک شخص بولا کہ میں نے اس سے ایک قطعہ زمین کا لیا ہے اور پوری قیمت دی کر اپنا قبضہ کیا ہے۔ میں نے اس زمین میں خزانہ پایا ہے وہ اس کو دیتا ہوں اور یہ کہتا ہے کہ میں نے تو زمین کو بیچا ہے اب میں اس خزانہ کو ہرگز نہیں لیتا۔ دوسرا بولا کہ میں نے تو زمین خریدی ہے نہ کہ خزانہ خریدا ہے اب یہ اس کے لینے میں بہت حیلہ و بہانہ کرتا ہے جب حاکم وقت نے پوچھا کہ تمہارے دونوں کی کچھ اولاد بھی ہے یا ساری عمر تمہاری لاولدی سے برباد ہے۔ وہ بولے کہ ایک کی بیٹی اور ایک کا بیٹا ہے حکم کیا دونوں کو آپس میں نکاح باندھ کر یہ مال ان کو دے دو۔ اور بموجب حصے کے ہر ایک تقسیم کرو۔ ایسے انصاف سے ان کا قضیہ طے کیا۔ اور اس نے اپنے تئیں دنیا میں نیک نام کیا بعدہ حضرت ہود علیہ السلام کو اس کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہر چند حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو دعوت ایمان دی پر وہ ایمان نہ لایا اور کافر و مشرک مرا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے جب اس کو دعوت ایمان پیش کی اور ایمان لانے کے اس کو کہا تو وہ کہنے لگا کہ اگر میں تمہارا دین قبول کرلوں تو ہم کو کیا فائدہ ہو گا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض بہشت جاودانی عنایت کرے گا اور ہمیشہ تجھ پر اپنا فضل و مہربانی مرحمت فرمائے گا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو اچھی اچھی باتیں

Marfat.com

بتائیں جو آخرت کے واسطے نجات کا سبب بن سکتی تھیں لیکن اس ملعون نے ان بھلی باتوں پر کچھ بھی احساس نہ کیا اور مزید کہنے لگا کہ اے ہود تو مجھے بہشت کی طمع دلاتا ہے اور میں نے بہشت کی صفت سنی ہے۔ میں بھی اسی دنیا میں مثل اس کے بہشت بناؤں گا۔ اور دن رات عیش و عشرت کروں گا۔ مجھے تیرے خدا کی بہشت کی کچھ حاجت نہیں۔ اس مکالمہ کے بعد اس ملعون نے اسی وقت ہر ایک ملک کے بادشاہ وزیروں اور اکابروں کو خطوط لکھے جو اس کے زیر تابع تھے اور اس میں لکھا کہ تمہارے ملک میں جس جگہ زمین ہموار اور میدان مسطح نشیب و فراز اس میں نہ ہو اس کی جلد ہم کو اطلاع دو۔ ہم اس جگہ پر بہشت بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے بعد فوراً ہی اپنے قاصد ہر جگہ بھیجے تاکہ وہاں سے سونا چاندی اور جواہرات لے کر جلد آئیں۔ نیز ان قاصدوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ جتنے بھی مشک و عنبر اور مروارید ہاتھ آئیں وہ سب کے سب بہم ساتھ آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت شداد کے زیر حکم ہزر ملک اور ایک خطہ عرب میں ایک قطعہ زمین جس کی مسافت چالیس فرسنگ کی تھی ملی۔ اس کے بعد فوراً امیر و امراء کو حکم ہوا کہ تین ہزار استاد پیائش کریں اور ہر ایک استاد کے ساتھ سو سو بہترین کاریگر ہوں یہ حکم مقرر کر دیا گیا اور سارے ملک کا خزانہ وہاں لا کر جمع کریں۔ سب سے پہلے چالیس گز زمین نیچے سے کھود کر سنگ مرمر سے بنیاد بہشت کی رکھو چنانچہ اس کے حکم سے بنیاد درست کی گئی اور اس کی دیواریں چاندی اور سونے کی اینٹوں سے اٹھائی گئیں۔ چھت اور ستون زبرجد اور زمرد سبز سے بنائے گئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شداد لعین کی بہشت کے حال سے اور ستونوں سے خبر دی کہ دنیا میں کسی نے ایسی بہشت نہیں بنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ اَلَّتِىْ لَمْ يُخْلَقُ مِثْلُهَا فِى الْبِلَادِ ۝

ترجمہ:۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کیسا کیا رب تیرے نے عاد ارم سے جو بڑے ستون بناتے تھے جو کسی شہر میں ویسا بنا نہیں۔ فائدہ یعنی عاد ایک قوم تھی اور ارم اس میں ایک قبیلہ تھا اور ان میں سلطنت۔ ان میں عمارتیں وہ اونچی اونچی بناتے اور صفتیں اس بہشت کی یہ ہیں کہ درخت اس میں نصف چاندی اور سونے کے بنائے تھے اور پتیاں ان درختوں کی زمرد سبز سے جڑی تھیں اور ڈالیاں اس کی یاقوت سرخ سے تھیں اور میوے انواع و اقسام کے

Marfat.com

اس درخت پر لگائے تھے اور بجائے خاک کے اس میں مشک و عنبرو زعفران سے پر کئے تھے اور بجائے پتھر کے اس کے صحن میں موتی اور مونگا ڈالتے تھے اور نہریں اس میں شیر و شراب و شہد کی جاری کی تھیں اور بہشت کے دروازے پر چار میدان بنائے اور اشجار میوہ دار اس میں لگائے تھے۔ اور ہر ایک میدان میں ایک ایک لاکھ کرسیاں سونے چاندی کی بچھی تھی اور ہر کرسی کے سامنے ایک ایک ہزار خوان میں جملہ اقسام طرح طرح کی نعمتیں رکھی تھیں اور یہ بھی خبر ہے کہ چالیس ہزار خزانے چاندی اور سونے کے بہشت کے چرخ کے واسطے تھے۔ یہاں تک کہ تین سو برس میں اس کا سرانجام ہوا اور وکیلوں کو ہر ملک میں بھیجا کہ درم بھر چاندی کسی ملک میں نہ چھوڑو سب اس بہشت میں لاکر جمع کرو آخر یہ نوبت پہنچی کہ ایک عورت بڑھیا غریب مسکین یتیم کہ اس کی بیٹی کے گلو بند میں ایک درم چاندی تھی۔ ظالموں نے اسے بھی نہ چھوڑا آخر وہ لڑکی رو پیٹ کر کہنے لگی کہ میں غریب فقیرنی ہوں سوائے ایک درم چاندے کے اور کچھ نہیں لہٰذا یہ ایک درم مجھ کو بخش دو مگر انہوں نے کچھ نہ سنا۔ تب اس غریبہ نے خدا کی بارگاہ میں فریاد کی یاالٰہی تو اس کا انصاف کر اس ظالم کے شر سے مظلوم کو بچا اور اس کی بے انصافی کا تو انصاف کر اور اسے دفع کر۔ آہ و فریاد اس کی خداوند قدوس کی درگاہ میں قبول ہوئی۔ مصداق اس حدیث کے۔

قَالَ النَّبِیَّ صلے اللّٰہُ عَیَلْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّھَا مَقْبُوْلٌ

ترجمہ:۔ پرہیز کرو مظلوم کی بدعا سے بے شک وہ مقبول ہوتی ہے۔ خبر ہے کہ شداد نے سارے ملک کے لڑکے اور لڑکیاں خوبصورت و حسین دیکھ کر دمشق میں جو اس کا مکان تھا اس میں جمع کیں کہ مانند حور و غلمان کے بہشت میں اس کی خدمت میں رہیں۔ مکمل دس برس تک وہ کافر شداد ارادہ کرتا رہا کہ بہشت جا کر دیکھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ وہ اپنی بنائی ہوئی بہشت میں جائے۔ ایک روز کمال خواہش سے دو سو غلام ساتھ لے کر بہشت کو دیکھنے گیا جب وہ بہشت کے نزدیک جا پہنچا اور اس نے اپنے غلاموں کو چاروں میدانوں میں بھیجا اور ایک غلام کو ساتھ لے کر چاہا کہ بہشت میں جائیں وہیں بہشت کے دروازے پر ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں یہاں تیری جان قبض کرنے آیا ہوں۔ شداد نے اس سے کہا کہ تو ذرا مجھے مہلت دے تاکہ میں اپنی بنوائی ہوئی بہشت کو دیکھوں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں ہے کہ تو

Marfat.com

اپنی بنوائی ہوئی بہشت میں جائے کیونکہ تجھ کو دوزخ میں جانا ہے پھر شداد نے کہا کہ چھوڑ میں گھوڑے سے اتروں ملک الموت نے کہا نہیں۔ تب اسی حالت میں اس کا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں رہا اور دوسرا پاؤں بہشت کے دروازے پر تھا کہ جان اس کی قبض کر لی گئی۔ وہ ردود بہشت نادیدہ دوزخی ہوا۔ اور ایک فرشتے نے آسمان سے ایک ایسی سخت زور کی آواز کی کہ سب ساتھی اس کے ہلاک ہو گئے اور ایک لقمہ کھانے کی فرصت نہ ہوئی اس وقت نہ مال رہا نہ ملک ادنیٰ و اعلیٰ فقیر و امیر سب برابر ہو گئے ملک غارت ہو گئے اور وہ سب دوزخی ہو گئے اور اس بہشت کو زمین کے نیچے دبا دیا کہ قیامت تک کچھ اثر اس کا باقی نہ رہے بعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

بیان حضرت صالح علیہ السلام کا

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

والی ثمود اخاھم صالحا قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ ۵۵

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو انہوں نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے ثمود در حقیقت ایک جماعت صاحب مال کی تھی اور وہ بکریوں اور اونٹوں سے آسودہ حال تھے جب قوم عاد کو حق تعالیٰ نے اس دنیا سے غارت کیا تو اس کے بعد قوم ثمود نے ان کے شکستہ مکانوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو از سر نو تعمیر کر لیا اور یہ قوم بھی کثرت مال و کثرت اولاد سے گمراہ ہوئی وہ اپنی دولت کے غرور پر نازاں رہتے تھے اور بتوں کی عبادت میں مصروف رہتے اور ظلم و فساد کثرت سے کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا قوم ثمود کو دعوت الی اللہ دی اور اس قوم سے کہا کہ اے قوم اقرار کرو کہ خدا ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ منکروں نے کہا کہ تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ ہود علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے بسبب بے ایمانی اور بت پرستی کے ہلاک کیا اور مجھے ان کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر تم پر بھیجا ہے۔ قوم ثمود کے سردار بولے کہ اے صالح علیہ السلام اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہو تو ہم کو کچھ معجزہ دکھلاؤ حضرت

Marfat.com

صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم بتاؤ کہ کیا معجزہ دکھلاؤں؟ یہ بات سن کر وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے پھر کچھ دیر بعد حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے تم یہ معجزہ دکھاؤ کہ ایک اونٹنی اس پتھر سے نکلے اور اسی وقت وہ بچہ بھی جنے اور دودھ بھی دے۔ تب ہم جانیں گے تم رسول خدا برحق ہو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے صالح علیہ السلام تم ان سے اقرار کرلو اور ان سے کہو کہ بغیر حکم خدا کے وہ اونٹنی کو نہ ماریں۔ اور سوائے دودھ کے اس سے کچھ نہ کھاویں کیونکہ ان پر کوئی چیز اس کی حلال نہیں ہے پھر حضرت صالح علیہ السلام نے ان سب سے اقرار لیا اور اس اقرار کے بعد حق تعالیٰ کا حکم ہوا اے صالح تم دعا کرو اور میری قدرت کے نظائر دیکھو کہ میں نے تجھ سے چار ہزار برس پہلے ایک اونٹنی اس پتھر کے اندر پیدا کر رکھی ہے تاکہ تیرا معجزہ ظاہر ہو۔ اور تیری پیغمبری کی دلیل مضبوط ہو۔ پس حضرت صالح علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں دعا کی اور تمام مومنوں نے آمین کہی۔ اتنے میں ایک عجیب آواز اس پتھر سے نکلی۔ معاً ایک اونٹنی نہایت خوبصورت اس پتھر کے نیچے سے نکل آئی وہ اتنی حسین اور خوبصورت تھی کہ اس جیسی سارے عالم پر دوسری نہ تھی۔ اور بعد ایک ساعت کے اس نے ایک بچہ دیا اور اس کے پاس تازہ گھاس بھی نظر آئی جو اونٹنی نے کھائی تھی اور خدا کے حکم سے فوراً ایک چشمہ اور ایک چراگاہ پیدا ہو گئی اور اونٹنی اس میں چرنے لگی اور اس قوم میں سات قبیلے تھے اور ساتوں قبیلے اس چشمہ سے پانی پیتے تھے اور پانی کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ ساربان اس اونٹنی کو اس چشمہ پر لے گئے اس اونٹنی نے اس چشمہ کا سب پانی پی لیا پھر اس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ تم لوگ اس کا دودھ پیو پس ساتوں قبیلے اس سے دودھ دوہ کر گھڑے اور مشکیں بھر بھر کر اپنے گھر لے جاتے رہے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ اس چشمہ کا ایک دور اونٹنی کا ہے جس روز دودھ دوہا جائے اور ایک دن ان کا جس دن دودھ نہ دوہا جائے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا۔

هذه ناقه لها شرب ولكم شرب يوم معلوم ۚ ولا تمسوها بسوء فياخذكم عذاب يوم عظيم ۵

ترجمہ:۔ اور کہا یہ اونٹنی ہے اس کو پانی پینے ایک دن باری ہے تمہاری دوسرے دن مقرر کی ہے اور اس اونٹنی کو کسی طرح سے چھیڑنا مت ورنہ تم کو ایک بڑے دن کی آفت

Marfat.com

گھیر لے گی۔ فائدہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اونٹنی پتھر سے پیدا ہو کر حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے چرتی پھرتی تھی اور جس جنگل میں وہ اونٹنی چرنے جاتی تھی تو اس جنگل کے سب مویشی بھاگ کر کنارے پہنچ جاتے اور جس تالاب سے وہ پانی پیتی سب مویشی وہاں سے بھاگ جاتے اور مویشی وغیرہ پیاسے رہ جاتے تب ایک مشورہ کیا اور یہ بات طے پائی کہ ایک دن پانی پر اونٹنی جائے اور دوسرے دن ان لوگوں کے مویشی جائیں اور یہ خلاصہ تفسیر سے لکھا ہے اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود سے کہا کہ خبردار یہ اونٹنی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کو کبھی بھی مت چھیڑنا اور اس کو کوئی تکلیف بھی مت دینا ورنہ اس کی پاداش میں خداوند کریم تم پر سخت عذاب بھیجے گا۔ یہ بات حضرت صالح علیہ السلام کی سن کر وہ لوگ اس اونٹنی کو پیار کرتے تھے اور بہت ہی حفاظت سے رکھتے تھے اور اس کے دودھ سے مکھن اور گھی جمع کر کے شہروں میں لے جا کر بیچتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے اور اسی وجہ سے وہ سب لوگ مالدار ہو گئے اور اسی صورت میں تقریباً چار سو سال گزر گئے ایک روز حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اس مہینے کے اندر جس گھر میں لڑکا پیدا ہو گا اس سے ساری قوم ہلاک و تباہ ہو گی۔ اتفاقاً ان حاضر شدہ لوگوں کی بیویاں سب کی سب حاملہ تھیں۔ مرضی الٰہی سے اسی مہینے میں جنیں تو نو عورتوں نے اپنے بچوں کو مار ڈالا۔ اور ایک عورت نے بسبب اس کے کوئی فرزند اس کا نہ تھا اس لئے اپنے بچے کو نہیں مارا اور زندہ رکھا۔ اور اس کا نام قدار رکھا جب وہ لڑکا بالغ ہوا شہ زور نکلا۔ اور وہ نو عورتوں جنہوں نے نے اپنے فرزندوں کو مار ڈالا تھا پشیمان ہوئیں اور کہنے لگیں کہ صالح کی بات جھوٹی تھی۔ اس سبب سے ایمان ان لوگوں کا حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی اونٹنی سے ہٹ گیا اور ایک روز قدار اور ایک شخص کہ نام اس کا مصدع تھا اس کے ساتھ مل کر اور ہر قبیلے سے ایک ایک شخص نے باہم متفق ہو کر اور خوب شراب پی کر اونٹنی کو مار ڈالنے کی صلاح کی اور یہ کہا یہ پانی پینے کے لئے جب کنوئیں کے کنارے پر جائے گی تو ہم اس کو اسی وقت مار ڈالیں گے۔ مصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

ترجمہ:۔ اور تھے اس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں سنوارتے نہیں دوسرے روز اونٹنی نے پانی پینے کے لئے سر جھکایا اور قدار بن سالف مردود نے آکر اس کی گردن پر

Marfat.com

تیر مار کر زخمی کر دیا اونٹنی نے اس پر حملہ کیا تو سب بھاگے اور مصدع بن دہر ملعون مردود نے پیچھے سے آکر اس کے پاؤں پر تلوار مار دی اور اونٹنی گر پڑی اور اس کے تمام ملعونوں نے مل کر اس کو جان سے مار ڈالا اور وہ اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کا یہ حال دیکھ کر بھاگا۔ سب مردودوں نے اس کا پیچھا کیا لیکن وہ اس کو پکڑ نہ سکے اور بچہ اس پتھر میں چلا گیا جس پتھر سے اس کی ماں نکلی تھی۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قوم صالح علیہ السلام کی شراب نہ پیتی تو ہرگز اونٹنی کو نہ مارتی اور یہ گناہ کبیرہ محض شراب پینے کے وجہ سے ہوا اور ایک حدیث میں آیا ہے اَلْخَمْرُ اُمُّ الْخَبَآئِثِ یعنی شراب تمام برائیوں کی ماں ہے۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک عورت بدکار کے گھر میں گائے اونٹ بکری وغیرہ بہت تھے اور چارے اور پانی وغیرہ کی تکلیف سے اپنے یار کو سکھایا کہ جاؤ اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ اس نے جیسا ہی کیا اور اس واقعہ کے تین دن بعد ان پر دردناک عذاب آیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو خبر دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ قوم سے کہہ دو قولہ تعالیٰ

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ۝

ترجمہ:۔ پھر اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب کہا فائدہ اٹھاؤ اپنے گھر میں تین دن اور جو وعدہ جھوٹا نہ ہو گا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کافروں سے کہا حیات تمہاری تین دن سے زیادہ نہیں ہے۔ وہ حیران ہو کر بولے اس کی کیا علامت ہے حضرت صالح علیہ السلام نے کہا پہلے روز رنگ روپ تمہارا سرخ ہو جائے گا اور دوسرے روز زرد ہو جائے گا۔ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا۔ جب تین دن کے بعد یہ علامت مذکورہ ظاہر ہوتی تو جن لوگوں نے اونٹنی کو مارا تھا وہ مردود سب کے سب حضرت صالح علیہ السلام کے گھر آئے تاکہ حضرت صالح علیہ السلام کو بھی مار ڈالیں۔ تب اس وقت ان پر غضب الٰہی کا نازل ہوا اور جبرائیل علیہ السلام نے آکر ان کے گھروں کی تمام دیواریں ہلا دیں اور وہ تمام کافر اپنے اپنے مکانوں سے نکل بھاگے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسی چیخ ماری کہ ایک ہی آواز سے سب کے سب خاک میں مل گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہا ان ساتوں قبیلوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے پوچھا کہ کس طرح سے ہم لوگ ہلاک ہوں گے آپ نے فرمایا کہ ایک ہی آواز سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اور تم سب خاک میں مل جاؤ گے یہ سن کر اسی وقت اس قوم نے ایک کنواں بہت بڑا کھودا

Marfat.com

اور بیوی بچوں کو اس میں رکھ دیا اور ان کی کانوں کے واسطے روئی کافی تعداد میں دے دی اور اس روئی کو ان کے سروں پر بھی اچھی طرح رکھ دیا تاکہ آواز کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ جب آواز کانوں تک نہ آئے گی تو عذاب سے نجات مل جائے گی۔ یہ تدبیر کر کے خود بھی اس کے اندر جا رہے بعدہ اس کے اسی فرشتہ نے وہاں جا کر ایک ہی آواز سے ساتوں قبیلوں کو فی النار والسقر کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝

ترجمہ:۔ ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر رہ گئے جیسے روئی دھنی ہوئی گالے کی مانند اور کچھ بھی نام و نشان ان کا زمین پر باقی نہ رہا۔ بعدہ صالح علیہ السلام ملک شام چلے گئے جس کو آج کل شہرستان عوج کہتے ہیں وہاں جا کر سکونت اختیار کی بعدہ کافی مدت میں انتقال فرمایا اور جامع مسجد کے داہنی طرف مدفون ہوئے اور ان کے ہمراہ تمام مومنین بھی وہیں جا کر بسے اور وہیں سب مدفون ہوئے۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

جب کوئی اولاد سام بن نوح بن تارخ کی عرب و عجم میں نہ رہی ان میں سے بعض لوگ تو طوفانوح سے ہلاک ہو گئے اور بعض فرشتے کی آواز سے مرے بادشاہ نمرود علیہ اللعنتہ عجم کے ملک سے نکلا وہ بیٹا کنعان بن آدم بن سام بن نوح علیہ السلام کا تھا اور اس کی زبان عربی تھی۔ اور بعض نے لکھا وہ کہ کیکاؤس بیٹا کیقباد کا تھا اور وہ بیٹھا منوچہر بیٹا فریدوں بن جمشید کا تھا لیکن وہ صحیح نہیں ہے اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ اس کا نام نمرود تھا اور اس کی بڑی قوت اور حشمت و شوکت تھی بسبب قوت لشکر کے ملک شام میں سلطنت قائم کی بعد اس کے ترکستان فتح کر کے اولاد یافث بن نوح علیہ السلام کو اپنا فرمانبردار بنایا۔ بعدہ ہندوستان میں آکر اولاد حام بن نوح کو مطیع کیا۔ اور ملک روم کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اپنے قبضہ و دخل میں لے لیا اور بعد اس کے کوفہ میں جا کر مقام کیا۔ اب جس کو بابل کہتے ہیں۔ وہیں تخت پر بیٹھا۔ ترکستان اور ہندوستان اور روم اور مغرب اور مشرق سے خراج اس کے لئے آتا تھا ایک ہزار سات سو برس اس نے بادشاہی کی بڑا متکبر تھا کبھی آسمان کی طرف نظر نہ کرتا اور اپنی حاجت کو کبھی اللہ تعالیٰ سے نہ مانگتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں خدا ہوں اور آسمان کیا خدا کیا چیز ہے (لعنت اللہ علیہ) ہاں ایک

Marfat.com

مرتبہ اس ملعون نے اس وقت آسمان کی طرف نظر کی تھی جب یہ گدھے پر سوار ہو کر خدا کو تیر مارنے جا رہا تھا۔ اور تیر کمان میں لگا کر کہتا تھا کہ اگر آسمان میں دوسرا خدا ہے تو اسے تیر مار ڈالوں گا اور جب وہ ملعون باہر نکلتا تو اس تخت کے چاروں پائے چار ہاتھی کی پیٹھ پر رکھ کر بیٹھتا اور تخت کے نیچے ایک قبہ دیبائے رومی سے کھنچواتا موتی اور جواہرات سے آراستہ کرتا اور طنابیں اس میں زر بفت کی لگائی جاتیں دن کو اسی تخت پر بیٹھتا اور چار سو کرسیاں اس کے تخت کے نیچے بچھی رہتیں۔ اور ہر کرسی پر جادوگر منجم سب بیٹھتے اور امیرو حاجب جب اس کے گرد رہتے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہفت اقلیم کی بادشاہی صرف چار شخصوں کو ملی وران چاروں کے برابر شہنشاہ کوئی نہیں ہوا دو مسلمان ان میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے سکندر ذوالقرنین تھے اور دو کافر ایک نمرود بن کنعان اور دوسرا بخت نصر ان چاروں کو ہفت اقلیم کی بادشاہی حاصل ہوئی تھی۔ ایک روز نمرود تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تمام لشکر اس کے گرد حاضر تھا تقدید الٰہی سے جادوگر اور منجم سب سر اپنا جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ نمردود نے کہا آج تم کو کیا ہوا کہ دلگیر اور غمناک بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خدا تمہاری خیر کرے ایک ستارہ عجیب فلک پر نظر آتا ہے کہ کبھی ہم نے نہ دیکھا تھا آج مشرق کی طرف سے نکلا ہے۔ نمرود نے کہا وہ ستارہ کیسا ہے انہوں نے کہا کہ ایک لڑک باپ کی صلب سے ماں کے رحم میں موجود ہو گا وہ تیری بادشاہت کو تباہ کرے گا نمرود نے کہا کہ کس وقت وہ لڑکا باپ کی پشت سے ماں کے شکم میں آئے گا منجموں نے کہا کہ وہ تین رات و دون میں پس نمرود نے حکم کیا کہ یہ جتنی عورتیں بالغہ ہیں آج سے اپنے شوہروں کے ساتھ ہم بستر نہ ہونے پائیں۔ اتفاقاً نمرود کا ایک چوبدار اس کا نام تارخ تھا اور اس کے بھائی کا نام آذر تھا اور بعد وفات پدر کے یہی زندہ رہا جس کا ذکر مختلف تفاسیر میں موجود ہے اور وہ ہمیشہ ایک ہاتھ میں شمع اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر تمام رات نمرود کے سرہانے کھڑا رہتا جس دن یہ حکم نمرود نے جاری کیا اسی شب کو مشیت ایزدی سے آذر کو خواہش ہوئی کہ اپنی بیوی سے مباشرت کرے اور ادھر حضرت ابرہیم کی ماں کو بھی خواہش ہوئی اور اپنے دل سے کہنے لگیں۔ کہ کیونکر اپنے شوہر کے پاس جا کر خوشی حاصل کروں اسی پس و پیش میں تھی کہ وفور خواہش سے آدھی رات کو گھر سے نکل کر دروازے پر قصر نمرود کے جا پہنچی۔ دیکھا کہ دربان و پاسبان سب کے سب غفلت میں ہیں۔ وہاں نمرود کی خواب گاہ خاص میں بے

Marfat.com

کھٹکے گھسیں اور اپنے شوہر کو دیکھا کہ نمرود کے سرہانے ایک ہاتھ میں شمع اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لئے پاسبانی کر رہا ہے۔ جب دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اسی وقت شہوت نے غلبہ کیا اس نے اپنی بیوی سے کہا اب کیا صلاح ہے دونوں ہاتھ میرے بندھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوئی دوسرا آدمی اس کی شکل میں حاضر ہوا اور وہ شمع اور تلوار لے کر اسی طرح کھڑا ہو گیا۔ اور میاں بیوی نے نمرود کے سرہانے مباشرت سے فراغت پائی اور اسی شب کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کی پیٹھ سے رحم مادر میں قرار پکڑا۔ آذر نے اپنی بیوی سے کہا خبردار یہ بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا اور یہاں سے گھر جاتے تک راہ میں کوئی نہ دیکھے کیونکہ یہ فعل اس وقت موجب شرمندگی ہے تب بیوی ان کی وہاں سے چپکے سے اپنے گھر کو چلی گئیں اور اس آنے جانے کی بجز خدا کے کسی کو خبر نہ ہوئی اور جب صبح ہوئی نمرود لعین نیند سے بیدار ہوا اور آذر کی پیشانی کی طرف نگاہ کی دیکھتا کیا ہے کہ نور اس کے چہرہ پر چمک رہا ہے۔ نمرود نے کہا آذر آج چہرا تیرا نورانی دیکھتا ہوں بخلاف اور دنوں کے۔ آذر نے اس کی ترقی اقبال کی دعا کی۔ بعدہ نمرود وہاں سے اٹھ کر تخت پر جا بیٹھا۔ راہبوں اور منجموں کو بلوا کر کہا کہ اپنے اپنے علم سے دریافت کر کے کہو کہ وہ لڑکا پیدا ہوا یا ابھی نہیں سبھوں نے دریافت کر کے عرض کی کہ جہاں پناہ سلامت شب گزشتہ کو وہ لڑکا بحکم خدا باپ کے صلب سے ماں کے شکم میں آچکا ہے۔ تب نمرود مردود نے حکم دیا کہ جتنی عورتیں حاملہ ہیں وقت ولادت کے اپنے لڑکوں کو مار ڈالیں۔ اس سبب سے جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب نے اپنے بچے مار ڈالے جب ابراہیم کو اپنی ماں کے پیٹ میں نو مہینے گزرے تب ان کی ماں نمرود کے خوف سے اور بچے کی محبت سے گھر سے خاموشی سے باہر شہر کے جا کر میدان میں ایک غار کے اندر جا بیٹھیں اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کے نور سے غار یکبارگی روشن ہو گیا اور ان کی ماں رونے لگیں اس خوف سے کہ مبادا یہاں آکر کوئی لڑکے کو مار نہ ڈالے آخر لڑکے کو کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑ کر گھر کی طرف روتی ہوئی چلی گئیں اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور دونوں ہاتھ کے دونوں انگوٹھے بچے کے منہ میں رکھ دیئے۔ خدا کے فضل و کرم سے ایک انگوٹھے سے دودھ اور دوسرے انگوٹھے سے شہد جاری ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو پیتے رہے۔ اور کسی چیز کے محتاج نہ ہوئے اور ہر ہفتے ان

Marfat.com

کی ماں ان کے پاس جاتیں اور ان کی زندگی اور پرورش میں متعجب ہوتیں اور جب وہاں سے یعنی غار سے باہر نکل آتیں تو اسی وقت غیب سے ایک پتھر آکر غار کے منہ کو بند کر دیتا اور جب ان کی ماں ان کے پاس آتیں تو اس پتھر کو الگ کر کے انہیں دیکھ بھال کر کے چلی جاتیں۔ اسی طرح سے سات برس گزر گئے ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ماں سے پوچھا یَا اُمِّیْ مَنْ رَبُّكَ ترجمہ:۔ اے میری ماں تیرا رب کون ہے۔ وہ بولیں تیرا باپ ہے جو مجھے کھانے کو دیتا ہے۔ پھر بولے اس کا خدا کون ہے وہ بولیں کواکب یعنی ستارے۔ پھر پوچھا کہ کواکب کا خدا کون ہے۔ اس بات کو سن کر ان کی ماں لاجواب ہوئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں۔ اور یہ حقیقتیں اپنے شوہر کو سنائیں اس نے یہ باتیں سن کر فوراً ہی کہا کہ یہ لڑکا بادشاہ نمرود کا دشمن ہے اس میں کوئی شک نہیں اس فکر میں تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ ایک رات ابراہیم علیہ السلام نے غار سے باہر نکل کر آسمان کی طرف نظر کی ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ میرے ماں باپ ان کو خدا کہتے ہیں مصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ پھر دیکھا چاند کو روشن بولے یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے کہ اگر نہ راہ سیدھی دے مجھ کو میرا رب تو بے شک میں بھٹکے ہوئے لوگوں میں رہوں یعنی گمراہوں میں پھر جب دیکھا آفتاب کو بولے یہ ہے رب میرا کہ یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا بولے۔ قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ترجمہ:۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولے اے قوم میری میں ان چیزوں سے بالکل بے زار ہوں جن کو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہو اور میں اپنے منہ کو صرف اپنے معبود برحق کی طرف کرتا ہوں کیونکہ اسی نے آسمان و زمین کو یک طرف ہو کر یعنی صرف تنہا ہو کر بنایا اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والا نہیں ہوں۔ ۱۲

فائدہ | حضرت ابراہیم علیہ السلام جب لڑکے تھے تو قوم کو دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے

Marfat.com

خالق کو نہیں مانتے اور اپنی تمام حاجتوں اور مرادوں کو اپنی بنائی ہوئی مورتوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بعض لوگ قوم میں ایسے بھی ہیں کہ کوئی ستاروں کو اور کوئی چاند کو پوجتا ہے۔ یہ کیفیت دیکھ رک ان کو شرمندہ کرنے کی غرض سے آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہرالوں مورتوں میں سے یا ستاروں کو یا چاند کو یا سورج کو چونکہ وہ پہلے بھی نادم ہو چکے تھے اور ساری قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ناراض تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو لاجواب کرنے کے واسطے سب سے پہلے ایک ستارہ کو اپنا رب ٹھہرایا لیکن وہ کچھ دیر بعد غروب ہو گیا تو جانا کہ یہ ایک حال پر نہیں ہے اور کوئی دوسرا اس پر حاکم ہے۔ اور اگر وہ رب مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں کیوں آتا۔ پھر اس کے بعد چاند و سورج میں بھی عیب پایا تو سب کو چھوڑ کر ایک ایسے خدا کو اختیار کیا کہ جس کو ساری مخلوقات اپنا رب مانتی ہے اور وہی سب سے بڑا رب ہے اور عقل سلیم اس بات پر شاہد ہے کہ اپنا رب ایسی ہستی کو مانا جائے کہ جس سے سب کا کام نکل سکے اور سب پر قادر ہو اس صورت میں کسی دوسرے کو ماننا کچھ ضروری نہیں۔ یہ فائدہ تفاسیر میں مرقوم ہے آذر نے کہا اے میرے فرزند۔ میرا خدا تو سوائے نمرود کے اور کوئی نہیں لعنت اللہ علیہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے ابا جان نمرود تمہارا خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ اور خدا تو وہی ہو سکتا ہے کہ جو زمین و آسمان کواکب اور جملہ مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے۔

لہ اس مقام میں اہل تواریخ سے غلطی ہو گئی ہے کیونکہ یہ واقعہ ابتداء کا نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نمرود کے سامنے گئے تھے اس وقت ان سے بطور طنز کے کہا تھا کہ تم اس خدا کو مانتے ہو اور اسی کو اپنا معبود مانتے ہو کہا کہ ہرگز نہیں میرا خدا وہی ہے جو سب کو پیدا کرنے والا ہے اور جن کو تم مانتے ہو وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے خداؤں کی حالت ہر وقت بدلتی رہتی ہے کبھی طلوع ہوتے ہیں اور کبھی غروب اور میرے خداوند قیوم کی ذات تغیر سے پاک ہے اور نیز اس واقعہ سے جس طرح کہ یہاں پر لازم آتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے معبود میں شک تھا کہ کون ہے آخر میں معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ہے اور حالانکہ انبیاء علیہم السلام کو ولادت کے وقت معلوم ہوتا ہے جو خالق لیل و نہار ہے اور رزاق کل کائنات ہے وہی وحدہ لا شریک ہے۔

Marfat.com

اور وہ ہستی بلا شریک ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو گمراہ دیکھا تو بہت افسوس کرنے لگے اور کہا قولہ تعالیٰ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰذَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اے میرے ابا جان تم کو اور ساری قوم کو بہت بڑی گمراہی میں دیکھتا ہوں باپ نے بیٹے کی یہ بات سن کر کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ وہ بولے اے ابراہیم علیہ السلام کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا ہم سے مذاق اور کھیل کرتا ہے یا کسی اور سے یہ باتیں سن لی ہیں۔ حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کی یہ باتیں سن کر جواب میں کہا قولہ تعالیٰ

هَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ نہیں اے میرے ابا جان! بلکہ رب تمہارا وہی ہے جو رب ہے آسمان و زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باوجود سمجھانے اور بتانے کے آذر نے کسی طرح بھی نہیں مانا اور اپنی گمراہی کی ضد پر اصرار کرتا آخر مجبوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قسم کھا کر کہا اے میرے ابا جان میں تمہارے بتوں کا کچھ علاج کروں گا مصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں فکر کروں گا تمہارے بتوں کی جب تم لوگ کہیں جاؤ گے۔

فائدہ یہ بات انہوں نے چپکے سے کہی۔ پھر جب وہ شہر سے باہر ایک میلے میں گئے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت خانے میں جا کر سب بتوں کو توڑ ڈالا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ ترجمہ:۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر ان میں سے ایک جو سب سے بڑا تھا اس کو ثابت رکھا اس واسطے کہ شائد اس کے پاس وہ میلے سے واپس میں پھر آئیں اور اپنے تمام بتوں کو ذلیل و خوار دیکھیں اور ان کے پوجنے سے باز آجائیں اور

Marfat.com

نصیحت و عبرت ان کو ہو کہ یہ کیونکر ہمارے معبود ہو سکتے ہیں جو خود آپس میں لڑتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جس قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آذر نے کہا اے بیٹے ابراہیم علیہ السلام تم میرے ساتھ میلے میں چلو اور وہ عظیم الشان میلہ ایک بہت بڑے میدان میں لگتا ہے اور ہزاروں آدمی وہاں جشن میلہ میں شریک ہوتے ہیں اور بہت اچھی تمہاری تفریح بھی ہو جائے گی اور اس میلے کے جشن سے بھی واقفیت ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی فرمائش پر میلے پر جانے سے عذر کیا مصداق اس آیت کریمہ کے قولہ تعالیٰ۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝

ترجمہ:۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نگاہ کی تو ایک بار تاروں پر۔ پھر کہا کہ میں بیمار ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئی بار کہی گئی تاکہ ان کے فہم و سمجھ میں آجائے اور وہ ہمارے ساتھ میلے میں چلیں تاکہ ان پر ہمارے عقائد باطلہ کا اثر ہو اور وہ اپنی باتوں کو چھوڑ دیں لیکن وہ باوجود کثیر اصرار برابر نہ جانے پر عذر کرتے رہے اور ان کا سمجھانا ان کی سمجھ مین نہیں آیا اور آذر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر بڑے میدان کی طرف نکل گئے۔

خلاصہ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ لوگ اکثر ان میں نجومی تھے اس واسطے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں یعنی میں عنقریب بیمار ہو جاؤں گا۔ چونکہ وہ لوگ روز عید شہر کے باہر جاتے اور ایک بہت بڑے میدان میں بتوں کی پوجا کرتے تھے یہ ان کا آبائی دستور تھا۔ جو کو کرنا وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے اور اپنے بت خانوں کے معبودان باطل کو چھوڑ جاتے تھے۔ بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ایک تبر لے کر بت خانے میں جاکر سب بتوں کے ہاتھ پاؤں کو توڑ تاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک سب سے بڑے بت کی گردن پر اس تبر کو رکھ کر بت خانے سے نکل آئے شیطان ملعون یہ حال دیکھ کر اس بڑے میدان میں گیا جہاں وہ کافر لوگ جشن منا رہے تھے۔ شیطان ملعون ان کافروں کے پاس جا کر رونے لگا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ تمہارے معبودوں کے ہاتھ کو توڑ تاڑ کر زیر و زبر کر دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ کافر مردود سب مغموم و متحیر ہو کر اپنی اپنی سواریوں کی طرف دوڑے اور انہوں نے چاہا کہ جلد سوار ہو جائیں لیکن

Marfat.com

ان کی سواریوں کے جانور بھاگ گئے اور وہ ہاتھ نہ آئے تب پشیمان ہو کر پاپیادہ شہر میں آئے اور سیدھے اپنے بت خانے کی طرف پہنچے اور وہاں جا کر جب انہوں نے اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو بہت زیادہ افسوس اور فکر میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے قولہ تعالیٰ۔ **قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ** ۵ ترجمہ:۔ وہ سب کے سب بولے یہ کام کس نے کیا ہے ہمارے معبودوں کے ساتھ۔ یہ کام جس نے بھی کیا ہے نہایت مذموم ہے اور وہ سخت مجرم و ظالم ہے ہم البتہ اس کا بدلہ اس سے ضرور لیں گے۔ پھر وہ لوگ آپس میں بہت کچھ مشورہ کرنے لگے قولہ تعالیٰ۔

قالو سمعنا فتیً یذکرھم یقال لہ ابراہیم ۵

ترجمہ:۔ وہ سب آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے ایک نوجوان کو جو ان کا تذکرہ کرتا ہے اور نام اس کا ابراہیم علیہ السلام ہے ہو سکتا ہے شائد وہی ہو۔ کیونکہ وہ نوجوان ہمارے پتھر کے جو معبود ہیں ان کا سخت دشمن ہے اس لئے زیادہ گمان اسی نوجوان پر ہے ممکن ہے یہ گمان ہمارا صحیح ہو۔ اس طویل گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور سب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا قولہ تعالیٰ۔ **قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ** ۵ ترجمہ:۔ وہ سب کے سب ترش رو ہو کر کہنے لگے کہ اس نوجوان کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ ہم سب لوگ اس نوجوان کو دیکھیں اس نے یہ جرائت کیسے کی اگر فی الحقیقت یہ کام اسی نوجوان نے کیا ہے تو وہ سخت ظالم ہے اور ہم سب کے سب اس کے ظلم پر گواہی دیں تاکہ اس کو اس جرم کی پاداش میں سخت سزا دی جا سکے تاکہ وہ آئندہ کبھی اس ظلم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ یہ خبر بادشاہ نمرود تک بھی پہنچ گئی اور وہ بھی یہ کیفیات سن کر نہایت حیران و پریشان ہوا اس نے اپنی رعایا میں سے جو سنجیدہ لوگ تھے ان سب کو طلب کیا تاکہ کوئی مشورہ کیا جائے اور مجرم کو جس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ نازیبا حرکت کی ہے سزا دی جائے چنانچہ بادشاہ نمرود نے بڑے بڑے اپنی قوم کے سرداروں اور چودھریوں کو بلایا اور خوب مشورے کئے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عام دربار منعقد کیا جائے اور جب تمام لوگ اس دربار میں حاضر ہو جائیں پھر اس نوجوان کو بھی طلب کیا جائے اور اس سے باقاعدہ مکالمہ کیا جائے تاکہ وہ لاجواب ہو کر ہمارے معبودوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے چنانچہ بادشاہ نمرود نے دربار منعقد کرنے کی تاریخ مقرر کر دیا اور

Marfat.com

عام منادی کرادی گئی اور اس دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو طلب کر لیا گیا۔ جب دربار شاہی میں حاضر ہوئے پھر جب مجمع کثیر ہو گیا تو نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بلوایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارے مجمع نے اور خود بادشاہ نمرود نے بہت دھمکایا اور ڈرایا اور کہنے لگے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے ہی کیا ہے۔ اے ابراہیم علیہ السلام افسوس ہے تم نے سب کو ہی توڑ دیا کسی کو بھی ثابت نہیں رکھا۔ آخر یہ کیا بات تھی۔ یہ باتیں درباریوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنیں اور پھر بولے میں نے ان کو نہیں توڑا۔ یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب سنا تو قریب سے آواز آئی کی میں گواہی دیتا ہوں اے ابراہیم علیہ السلام ایک دن تم نے کہا تھا کہ تمہارے بتوں کی فکر کروں گا۔ شائد تم ہی نے ہمارے معبودوں کو توڑا ہے۔ پھر کافروں نے بالاصرار حضرت ابرہیم علیہ السلام سے پوچھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يَا اِبْرَاهِيْمُ

ترجمہ:۔ کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سخت لہجے میں کہا کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے اور ہم لوگ زیادہ تر گمان بھی تم پر ہی کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برابر یہ لوگ الزام دے رہے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ وہ خود اپنی زبان سے اپنے جرم کا اقرار کر لیں۔ لیکن یہ کام بذات خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نہیں تھا بلکہ یہ کام تو اس ذات باری تعالیٰ کی طرف سے تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنے باطل عقائد پر نادم و پشیمان اور شرمندہ ہوں چنانچہ دربار الٰہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اتنے بڑے معبود سے دریافت کرتے جو سب سے بڑا ہے اور اسی کے ہاتھ میں کلہاڑا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کو شرمندہ کرنے کے واسطے ان سے کہا یہ چیز مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہو تم اپنے سب سے بڑے معبود سے کیوں نہیں دریافت کرتے اگر وہ بولنے پر قدرت رکھتے ہیں تو وہ تمام ماجرا آپ لوگوں کو بتائے گا تاکہ آپ سب اس واقعہ سے مطمئن ہو جائیں۔ انہوں نے نہایت شرمندہ ہو کر جواب دیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام بت بھی کہیں بولتے ہیں وہ نہ سنتے ہیں نہ حرکت کرتے ہیں اور نہ وہ

Marfat.com

دیکھتے ہیں۔ یہ مایوسی کا جواب جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سنا تو آپ نے اپنی ساری قوم سے کہا کہ اے میری قوم جو معبود بات نہیں کرتے اور نہ دیکھتے اور نہ سنتے ہیں پھر ان کو خدا کیوں کہتے ہو اور ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ یہ کیسی عقلمندی کے خلاف ہے ذرا غور کرو۔ یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سن کر ساری قوم نے اپنا اپنا سر نیچا کر لیا اور آپس میں کہنے لگے یہ نوجوان سچ کہتے ہے اور باتیں اس کی بالکل صحیح ہیں۔ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُؤُسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ ترجمہ:۔ بولے وجہ شرمندگی کے ساری قوم نے اپنے اپنے سر نیچے کر لئے اور اسی حالت میں کہنے لگے کہ اے ابراہیم یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ نہیں بولتے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ساری قوم کا مایوسانہ جواب سنا اور یہ خیال کیا کہ سب کے سب لاجواب ہو گئے ہیں پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنی قوم سے کہہ دو کہ پھر تم ایسی چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہو۔ سوائے خداوند قدوس کے جو تمہارا کچھ بھی بھلا برا نہ کر سکے میں تو اس معبود سے بالکل بیزار ہوں تم سے بھی کہ تم لوگ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے کیونکہ جن پتھروں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ تو تمارے خود تراشیدہ ہیں اس لحاظ سے تم خود ان کے خالق ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم اگر تم کو عقل ہے تو اسی ہستی کی عبادت کرو کہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور یہ پتھروں کی بت پرستی چھوڑ دو یہ کام بالکل فضول اور عبث ہے اور تم کو ساری عمر عبادت کرنے کے باوجود کوئی نفع نہیں پہنچے گا جب ان کافروں سے کوئی دلیل نہ بن سکی اور ہر بات میں وہ ناکام اور لاجواب رہے تو مجبوراً ان کے سرداروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مار ڈالنے کی تجویز دربار نمرود میں پیش کر دی تاکہ وہ اتفاق رائے سے منظور ہو جائے۔ اور چونکہ بادشاہ نمرود بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے باکی اور صحیح جواب سے عاجز آچکا تھا لہٰذا اس نے ان سرداروں کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے دوسری مجلس طلب کر لی جس میں یہ طے پایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی

Marfat.com

طریقے سے مارا جائے تاکہ ہمیں آئے دن کی شرمندگی اور ندامت سے نجات حاصل ہو کچھ ہی دن گزرے تھے کہ بادشاہ نمرود کی طرف سے قوم کے سرداروں کی طلبی ہو گئی اور اس میں بہت عجلت کے ساتھ اس تجویز پر جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مار ڈالنے کے متعلق طے کی گئی تھی اس کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے ہر سردار نے اپنی اپنی آرائیں دربار بادشاہی میں پیش کیں اور تمام قوم کے سرداروں نے ہر تجویز پر نہایت غور و خوض کیا۔ لیکن ابھی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکے تھے کہ ایک بہت ہی معمر اور ضعیف العمر سردار نے ایک تجویز پیش کی کہ ایسے مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دی جائے تاکہ قوم کا کوئی دوسرا فرد اس قسم کی کوئی حرکت نہ کر سکے۔ اس نے کہا میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ ساری قوم لکڑیاں اکھٹی کرے اور بہت بڑے میدان میں جمع کی جائیں اور ہر شخص اس کام کو اپنا قومی فرض سمجھے اور تھوڑی تھوڑی محنت و مشقت اٹھا کر لکڑیاں جنگل سے لا کر اس میدان میں رکھے جہاں اکٹھی کی جائیں اور جب کافی تعداد میں لکڑیاں آجائیں تو لکڑیوں میں آگ لگا دی جائے جب آگ اپنے شباب پر ہو اور شدید شعلہ مارتی ہو تو اسی وقت اس نوجوان کو کسی بلند جگہ سے بذریعہ منجنیق اس میں پھینک دیا جائے تاکہ پھر یہ نہ نکل سکے اور تمام قوم کو عبرت حاصل ہو ساری قوم اس ضعیف العمر شخص کی بات پر متفق ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے انہوں نے یہی علاج سوچا۔ قولہ تعالیٰ۔ **قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ** ۝ ترجمہ:۔ اور ساری قوم نے بیک آواز کہا کہ اس نوجوان کو شعلہ مارتی ہوئی آگ میں جلاؤ اور اپنے اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنے معبودوں کی بچائیں تو پھر صرف یہی ایک تدبیر ہے کہ چلو جنگل چلیں اور وہاں سے حتی المقدور لکڑیاں لائیں تاکہ لکڑیاں کافی تعداد میں جمع ہو جائیں۔ اور جو تجویز پاس کی گئی ہے وہ پایہ تکمیل تک پہنچے پھر وہ آپس میں کہنے لگے قولہ تعالیٰ **قَالُوْا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ** ۝ کہا انہوں نے کہ بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت یعنی چار دیواری اٹھاؤ پختہ چاروں طرف سے پھر ڈالو اس کو اس آگ کے ڈھیر میں۔ پس نمرود نے اس چار دیواری بنانے کا فوری حکم دے دیا اور اس کی پیائش کا اندازہ بھی ان بنانے والے کاریگروں کو دے دیا تاکہ پیائش کے مطابق بنائی جائے اور وہ چار دیواری کی عمارت ایسی بناؤ کہ اس کا احاطہ بارہ کوس کا ہو اور اونچائی اس کی سو گز کی ہو۔ پس ایک دیوار اسی

Marfat.com

کے مطابق تیار ہوئی بعدہ نمرود نے حکم دیا کہ سارے ملکوں میں منادی کرادی جائے کہ ملک بھر میں جتنے ہمارے دوست لکڑیاں کاٹ کر یہاں لا کر جمع کریں۔ بادشاہ نمرود کے اس حکم کو پاتے ہی ہر شخص نے اپنے حوصلہ کے مطابق لکڑیاں لا کر اس دیوار کے اندر چاروں طرف جمع کیں۔ پھر جب اس میں آگ لگا دی گئی تو شعل اس کا اس قدر اونچا ہوا کہ وہاں سے تین میل کے فاصلے پر جو جانور اڑتے تو اس کی تپش سے جل بھن کر خاک ہو جاتے۔ اس میں سب کافر متردد ہوئے کہ ابراہیم علیہ السلام کو کیونکر اس آگ میں ڈالیں اتنے میں ابلیس علیہ اللعنتہ نے آکر کافروں کو حکمت بتائی اور بولا کہ ایک اونچی جگہ تم سب مل کر بناؤ انہوں نے منجنیق کے کاریگروں کو بلایا اور ان کاریگروں نے منجنیق تیار کی اور اس منجنیق کو اردو زبان میں گوپھن بھی کہتے ہیں اور اس سے پہلے کبھی کسی نے یہ منجنیق نہیں بنائی تھی۔ بلکہ کسی نے دیکھی بھی نہ تھی۔ اور یہ چیز ابلیس علیہ اللعنتہ نے دوزخ میں دیکھی تھی اور یہ خاص طریقہ دوزخی کے واسطے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ کیونکہ جب دوزخی کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اسی منجنیق میں رکھ کر ڈالا جائے گا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس منجنیق میں رکھ کر اس شعلہ مارتی ہوئی آگ میں ڈالا گیا اور اس ملعون نے منجنیق کو درست کر کے جب ٹھیک ٹھاک کیا تو اسی وقت درگاہ الٰہی سے آواز آئی اے جبرائیل علیہ السلام آسمان کے سب دروازے کھول دو تاکہ سب فرشتے خلیل اللہ کو دیکھیں کہ دشمن کے ہاتھ میں میں نے دیا ہے اور میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ دشمن خدا ہمارے خلیل علیہ السلام کو کس طرح جلاتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کے سب دروازے کھول دیئے تب تمام ملائک یہ حال دیکھ کر سجدے میں آگئے اور کہنے لگے۔ یا الٰہی اس میدان میں ایک ہی موحد ہے جو تیری عبادت کرتا ہے اور ہر وقت تیرا نام زبان پر جاری رکھتا ہے۔ اس کو دشمن کے ہاتھ میں ڈالا ہے اور وہ اس آگ میں جلاتے ہیں۔ اسی وقت باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے فرشتو تم اگر چاہتے ہو تو اس کو امان دو۔ ابلیس نے گوپھن کو درست کر کے چار سو رسیاں اس میں لگائیں وزیر نے نمرود کو کہا کہ پیراہن اپنا اس کو پہناؤ کیونکہ اگر وہ نہ جلے گا تو لوگ کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام پیراہن کی برکت نہ جلا۔ یہ صلاح ٹھہرا کر پیراہن نمرود مردود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گوپھن میں رکھ کر چار سو آدمیوں نے مل کر ایکبارگی زور کیا منجنیق اپنی جگہ سے نہ ہلی اور ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام کے باپ آذر نے بھی آکر کہا کہ مجھے ایک رسی دو کہ اس کو میں بھی کھنچوں اگرچہ وہ میرا فرزند ہے لیکن ہمارے دین کا مخالف ہے اور ایک رسی پکڑ کر کھنچنے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے باپ کو منجنیق کھینچتے ہوئے دیکھا تو کہا یاالٰہی میرا باپ بھی میرا دشمن ہے۔ اے میرے خدا میں آج سب سے بیگانہ ہوں۔ سوائے تیرے مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ پس چار ہزار آدمی مل کر اس گوپھن کو کھینچتے تھے اس میں ابلیس نجس ایک مرد پیر کی صورت بن کر ان کی پاس آیا اور کہا اگر تمام آدمی مشرق اور مغرب کے منجنیق کو کھینچیں گے تو بھی ہرگز منجنیق کو نہ اٹھا سکیں گے۔ تب ان لوگوں نے کہا آخر پھر کیا ہو گا۔ شیطان لعین نے کہا کہ تم کو ایک راہ بتائے دیتا ہوں تم اس کو عمل میں لاؤ گے تو البتہ اس کو گوپھن سے اٹھا کر آگ میں ڈال سکو گے۔ چاہے کہ اول کچھ لوگ زنا کریں اس کے بعد پھر منجنیق کو اٹھائیں تو آسان ہو گا۔ پس اس قوم سے چالیس مرد و عورت نے آپس میں مل کر زنا کیا۔ اسی وقت فرشتے اس حرکت قبیح سے نفرت کر کے چلے گئے۔ اور شیطان نے بھی انہی کے ساتھ زنا کر کے منجنیق کو پکڑ کر کھینچا تب کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اٹھا کر معلق آتش دان میں ڈال دیا اسی وقت فرشتے آسمانوں کے یہ حال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور بولے یارب تیرے خلیل کو کافروں نے آگ میں ڈالا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابراہیم علیہ السلام! اگر تو چاہتا ہے تو میں ایک پر آگ پر ماروں اور دریائے محیط میں ڈال دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا اے جبرائیل یہ بات خدا تعالیٰ نے فرمائی ہے یا نہیں جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ اور اے جبرائیل جو خالق برحق نے فرمایا ہے وہ تم کرو۔ چونکہ میں اسی میں خوش ہوں جس میں میرا رب خوش ہے یہ بات سن کے جبرائیل نے کہا اے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تمہارا کیا مطلب ہے فرمایا کچھ مطلب ہے ضرور لیکن تم سے نہیں کوئی حاجت میری۔ تو اس رب العالمین سے جس کا سارا عالم محتاج ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں جاگرے اور جامہ ناپاک نمرود مردود کا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنایا تھا اس گھر جل گیا اور۔ اس آگ میں جو زبردست شعلہ زن تھی حضرت ابراہیم کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکی کیونکہ آپ کے ساتھ رب العزت کا فضل و کرم تھا جس کی وجہ سے آپ آگ جیسی چیز سے بھی محفوظ رہے اور اسی وقت شعلہ مارتی ہوئی آگ مثل

Marfat.com

گلزار کے ہو گئی اس باغ میں بلبل بھی ہزاروں کی تعداد میں اڑتی ہوئیں حضرت ابراہیم کو نظر آئیں اور ان بلبلوں نے بھی اس باغ آتشیں میں نشیمن بنائے اور اسی وقت غیب سے آواز آئی قولہ تعالیٰ

يَانَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۙ لآ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ سلامتی والی ہو ابراہیم علیہ السلام پر اور جن لوگوں نے ان کا برا چاہا تو ہم نے انہیں لوگوں کو نقصان میں ڈالا۔ پھر اس میں ایک چشمہ پانی کا بھی جاری ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے جبرائیل علیہ السلام نے ایک تخت بہشت سے بھی لا دیا اور ایک حلہ اعلیٰ قسم کا بہشت سے لا کر پہنا دیا اور اسی تخت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بٹھا دیا اور جس رسی سے ہاتھ پاؤں باندھ کر کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا وہ رسی اسی آگ سے جل گئی۔ اور اس آگ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سر مو برابر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آگ کا صدمہ نہ پہنچا یہ دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام بڑے متحیر ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کہ اے بھائی کیا دیکھتے ہو وہ بولے مجھے بڑا تعجب ہے کہ ایسے وقت پر جو سخت مشکل وقت تھا لوگ اس وقت سخت پریشانی کی وجہ سے نہ معلوم کیا کچھ کیا کرتے ہیں لیکن تم بفضل خدا ثابت قدم رہے اور اپنے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دی اور مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تعجب آیا اور آپ کا صبر بھی عجیب صبر رہا کہ ایسے اہم مقام میں آپ نے سوائے خداوند کریم کے کسی سے کوئی بھی حاجت طلب نہیں کی اور نہ کچھ مدد مانگی اور نہ اس سے متعلق کسی سے کچھ کہا اس لئے یہ معجزہ اور رحمت اللہ تعالیٰ نے تم پر کی اور تم سے پہلے ایسی عنایت کسی پر نہ ہوئی تھے اور کہتے ہیں کہ جو درخت جلے تھے ان کی شاخیں تر و تازہ ہو کر میوے لائیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چاروں طرف نرگس و بنفشہ کے پھول رہے اور نمرود علیہ اللعنۃ ایک مینار پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک نگاہ دیکھا وہ دیکھتے ہی حیران اور پریشان ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اتنی کثیر تعداد میں لکڑیاں جمع کی گئیں اور اتنی بلند شعلہ زن آگ میں ڈالا گیا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ بھی آگ سے گزند نہ پہنچی

Marfat.com

اور آپ گل ریحان کے بیچ میں سایہ دار درخت کے نیچے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس مردود نے کہا کہ افسوس میری محنت برباد گئی تب وہ ملعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتھر پھینک پھینک کر مارنے لگا اور بحکم خدا وہ پتھر جو نمرود پھینک رہا تھا ہوا پر معلق ہو گئے اور ایک گہرے ابر نے آپ پر سایہ بھی کر دیا ور اس ابر سے اتنا پانی برسا کہ اس پانی سے آتش نمرود بالکل بجھ گئی اور اس کا وزیر ہامان اس بلند مینارہ پر چڑھ کر باآواز بلند کہنے لگا اے ابراہیم **نعم ربک** یعنی راست' نیک ہے پرودگار تمہارا کہ ایسی آگ سی تمہیں نجات بخشی اور تمام عالم مین بزرگ بنایا۔ نمرود نے کہا۔ اے ابراہیم۔ تیرا خدا بڑا بزرگ ہے کہ اس نے شدید شعلہ مارتی ہوئی آگ سے تمہیں محفوظ رکھا ور یہ کہتا ہوا نمرود مردود اپنے گھر چلا گیا۔ اور چند روز اسی فکر میں رہا اور کسی سے نہ بولا اور نمرود بہت زیادہ متفکر رہنے لگا اور اپنے دل میں ہر وقت سوچتا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آؤں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام فی الحقیقت سچے نبی ہیں اور سچے رسول معلوم ہوتے ہیں پھراس بات سے بھی خوف کرتا کہ اگر میں مسلمان ہو گیاتو میری کل بادشاہی برباد ہو جائے گی اور پوری قوم میری دشمن ہو جائے گی۔ پھر کچھ اپنے دل میں احساس کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا میں تمہارے خدا کے واسطے کچھ قربانی دینا چاہتا ہوں آپ کی کیا رائے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری قربانی منظور نہیں ہو گی اس وقت تک جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو جاؤ نمرود کہنے لگا کہ میں قربانی کروں گا چاہے قبول ہو یا نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے فورا اپنی کارکنوں کو حکم دیا کہ چار ہزار گائیں لاؤ چنانچہ چار ہزار گائیں لائی گئیں۔ پھر اس نے ان سب کو قربان کیا۔ پھر بولا کہ دس ہزار خزانے سے زر سرخ اور دس ہزار گنج سیم کے تم کو دیتا ہوں کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے جو تمہارا حال دیکھا وہ نہایت ہی تعجب والی بات ہے اور تم کو اس نے اتنی بڑی کرامت بخشی جو آج تک کسی کو بھی عنایت نہیں کی گئی۔ نمرود کا خیال سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہا اے ملعون میرا خدا جو دیتا ہے وہ بے عوض دیتا ہے اور جو مال تیرے پاس ہے اسی کا دیا ہوا ہے یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس سے چلے گئے پھر وزیر ہامان نے نمرود بادشاہ سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام وہ بزرگیاں بہ سبب آتش پرستی کے پائیں اور اسی طرح کی چند باتیں اس نے کہیں کہ آگ ایک فرشتہ ہے جسے وہ چاہتا ہے عذاب کرتا ہے

Marfat.com

اور جسے چاہتا ہے نہیں کرتا۔ ہامان کے کہنے کے مطابق اگر خیال کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰالِكَ آتش پرست ہوئے وزیر ہامان ملعون یہ باتیں نمرود سے کہہ ہی رہا تھا کہ ذرا سی آگ کہیں سے اڑ کر اس کی آنکھ میں جا گری اس مردود کی آنکھ جل گئی اور وہ اس آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے سخت پریشان ہو گیا۔ اور وہ آنکھ بالکل روشنی سے محروم ہو گئی۔

نمرود کی بیٹی بالا خانے پر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ رہی تھی کہ ابراہیم علیہ السلام ایسی حشمت و رونق کی ساتھ آگ میں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کنارے پر اس کے چشمے جاری ہیں اور چاروں طرف اس کے گل و بنفشہ و نرگس ریحان کھل رہے ہیں۔ اور جو پتھر کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر پھینکے تھے وہ تمام پتھر حضرت ابراہیم کے سر پر معلق مانند ابر کے استادہ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کا بلند آواز سے نام پڑھ رہے ہیں۔ نمرود ملعون نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ تو نے وزیر ہامان کو بھی دیکھا تھا۔ یہ بات سن کر اس نے ہامان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ خاک میں پڑا ہوا اپنی آنکھ کی سوزش سے لوٹ رہا ہے۔ پھر نمرود نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ وہ بولی ہاں میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں حیرت میں رہ گئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس نے اپنے باپ نمرود سے کہا کہ اے میرے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مرتبے اور ہامان اس عذاب میں مبتلا ہے۔ اے میرے ابا جان آپ کیوں چپکے بیٹھے ہیں کیوں نہیں کہتے کہ ابراہیم کا خدا برحق ہے۔ تب نمرود نے اپنی بیٹی کو جھڑک کر کہا۔ چپ رہ اور یہ کہہ کر وہ ملعون اپنے وزیر ہامان کے پاس چلا گیا۔ اور اس کے بعد نمرود کی بیٹی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بولی اے ابراہیم علیہ السلام تو مجھ پر کرم کر میں تیرے خدا پر ایمان لاتی ہوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ایمان کی راہ بتائی اور یہ کلمہ پڑھایا۔ **لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ** جب اس نے یہ کلمہ پڑھا تو وہ لڑکی مومنہ ہو گئی اور کہنے لگی کہ میں اپنے باپ کو بھی اس کلمہ کی دعوت دوں گا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت بہتر ہے وہ اپنے باپ سے جا کر بولی کہ کیوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے خدا پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ اور میں ان کے دین سے مشرف ہو چکی ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خدا برحق ہے۔ اور تمہارا خدا باطل

Marfat.com

ہے۔ تب اس کے باپ نے اس کو مارنا چاہا ایک ابر آیا اور اس کو وہاں سے اٹھا کر کوہ قاف کے لے جا کر رکھا۔ اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ ہوا اٹھا کر لے گئی اور وہ لڑکی اسی دن سے خدا کی عبادت میں مشغول ہے۔ خلق اللہ جب اس ماجرا سے آگاہ ہوئی۔ ہدایت ازلی جس کے ساتھ تھی وہ اپنا پاؤں اس آگ میں رکھ دیتا وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خدا پر ایمان لے آتا اور مسلمان ہو جاتا تھا۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتش کدہ سے نکلنے کا!

راوی کہتا ہے کہ مسلسل چالیس دن تک آتش کدہ نمرود میں رہنے کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آتش کدہ سے باہر آئے تو ملک شام کی طرف چل دیئے۔ وہاں جا کر ایک شہر جو خزائن الوجہ کہلاتا ہے آپ نے وہاں قیام کیا اس شہر میں پہنچنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی نفیس لباس پہن کر ایک عظیم الشان میدان کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ سب نفس نفیس لباس پہن کر کہاں جاتے ہوں؟ انہوں نے کہا کہ یہاں ایک بادشاہ کی شہزادی ہے اور وہ صاحب جمال ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس جیسا سارے عالم میں کوئی نہیں ہے۔ اور ہر ملک کے بادشاہ اور شہزادے سب اس کی خواستگاری کر گئے ہیں وہ شہزادی کسی کو قبول نہیں کرتی اور یہ کہتی ہے کہ میں اپنی پسند کی شادی کروں گی۔ آج تقریباً سات دن ہو رہے ہیں لوگ برابر وہاں جاتے ہیں اور اس کا طریق عمل یہ ہے کہ جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو وہ شہزاد خود نکل کر دیکھتی ہے لیکن پسند کوئی نہیں کرتی یہ بات جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنی تو انہی کے ساتھ ہو لئے اور اسی میدان کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے جب دوپہر ہو گئی اور تمام لوگ حاضر ہو گئے تو وہ شہزادی اپنے ساتھ ستر خواصیں لے کر اور تاج زریں سر پر رکھ کر اور نقاب چہرے پر ڈال کر اور ایک تہرنج زریں جواہرات سے جڑا ہوا ہاتھ میں لے کر میدان میں جا کر ایک سرے سے سب کو دیکھنے لگی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی دیکھا کہ ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہے وہ نور حضرت محمد ﷺ کا تھا وہ شہزادی اس نور کو دیکھ کر ان کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی اور تہرنج زریں کو حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کی گود میں ڈال دیا اور خود تخت پر جا بیٹھی۔ اس کے بعد بادشاہ وقت کے لوگ حضرت ابراہیم کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ در حقیقت وہ نور جس پر شہزادی عاشق ہوئی وہ نور محمدی ﷺ کا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشان پر نمودار ہوا تھا بادشاہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیٹی کی طرف نگاہ کی اور کہا۔ اے بیٹی نیک شوہر تو نے پایا۔ مگر مرد غریب ہے کچھ فائدہ نہیں (آخرالامر) سب امراؤں نے مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی شادی کر دی اور تمام رسومات بادشاہ نے ادا کیں اور سارے شہر میں خوشی و خرمی ہوئی۔ اور یہ بھی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند سائرہ خاتون اور حوا علیہا السلام کے نہ کوئی حسن و جمال میں ہوا ہے اور نہ ہو گا الا ماشاء اللہ اور شادی کے چند ماہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف جانے کا قصد کیا۔ سائرہ خاتون نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی کیونکہ تمہارے بغیر زندگی محال اور وبال ہے پھر سائرہ خاتون نے اپنے باپ سے رخصت مانگی۔ اس نے ان کو اجازت دے دی۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون کو لے کر شہر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہی تھا۔ راستے میں کچھ لوگوں نے کہا اے حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر کا بادشاہ بہت ظالم ہے اور عورتوں کی بہت خواہش رکھتا ہے۔ اور بالخصوص عروس نو کا بہت زیادہ شائق ہے اور بہت جلد اس طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے راستہ پر دس دس آدمی متعین رہتے ہیں جو کوئی مال و اسباب مصر سے لے کر جاتا ہے تو اس کو پکڑ کر اس سے مال کا محصول لیتا ہے اور اگر کوئی سوداگر عورت کو ساتھ لے کر جاتا ہے تو وہ اس عورت کو اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اندیشہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ناموس میں بزرگ تھے اور سائرہ خاتون کے برابر حسینہ سارے جہان میں کوئی عورت نہ تھی اور اس راہ کے سوا جانے کے واسطے کوئی دوسری راہ بھی نہ تھی۔ (آخرالامر)

ناچار ہو کر ایک صندوق بنا کر سائرہ خاتون کو اس میں چھپا کر قفل لگا دیا اور صندوق کو اونٹ پر کسوا دیا۔ جب شہر میں جا پہنچے تو محصول والے آکر صندوق کھولنے لگے تاکہ اس کی جنس کو دیکھ کر اس کے موافق کا محصول لیویں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ صندوق مت کھولو اس کا محصول جو ہو گا وہ میں دوں گا۔ اگر تم یہ چاہو کہ صندوق کے وزن کے برابر سونا چاندی بھی لو تو بھی تم کو دے دی جائے گی یہ سن کر اور بھی زیادہ اشتیاق ہوا

Marfat.com

کہ نہ معلوم اس میں کیا چیز ہے ضرور کھولنا چاہئے چنانچہ انہوں نے بالا اصرار اس صندوق کو کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک عورت صاحب جمال حسن سے مملو آفتاب کے مانند بیٹھی ہے جس کا ثانی اگر تلاش بھی کیا جائے تو ملنا ناممکن ہے پس اس عورت کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اسی واسطے فرمایا ہے **اَشَرُّ خَلْقِ اللّٰہِ الْرَّاصِدُوْنَ** ترجمہ:۔ بدترین آدمیوں میں راہ کے نگہبان ہوتے ہیں یعنی مراد اس سے ہے محصول لینے والے۔ جب محصول والے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سائرہ خاتون کو بادشاہ کے نزدیک لے گئے تو اس بادشاہ ملعون نے پوچھا کہ یہ عورت تمہاری ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کو جواب دیا جو اسلامی جواب تھا آپ نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اور بیوی کو بہن کہا از روئے شریعت درست ہے۔ یہ جواب سن کر اس ملعون نے کہا تم اپنی بہن کو مجھے دے دو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اپنی ذات کی مالک ہے۔ سائرہ خاتون نے کہا **مَعَاذَ اللّٰہ** یعنی پناہ مانگتی ہوں میں اللہ تعالیٰ کی وہ ملعون یہ سن کہ ہنسا اور حکم کیا کہ ان کو حمام میں لے جاؤ اور نہلا دھلا کر اور لباس فاخرہ پہنا کر خوشبو سے معطر کر کے میرے پاس لاؤ۔ بحکم اس ملعون کے ایسا ہی کیا گیا۔ جب وہ تمام کام سے فراغت پا چکی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ پردہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں سے اٹھا دیں تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ تمام گفتگو جو ملعون حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا کے ساتھ کرے سن سکیں اور ان کے کے تمام حالات آنکھوں سے دیکھیں جب جمال مبارک حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا کا اس معلون نے دیکھا تو فورا اس نے دست درازی کا قصد کیا۔ اسی وقت اس کا ہاتھ شل اور خشک ہو گیا۔ پھر اس نے چاہا کہ بے ادبی کرے تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے زانو تک زمین میں دھنس گیا۔ جب اس کا کوئی بس نہ چل سکا تو فورا کہنے لگا یہ عورت تو جادوگر ہے۔ حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا نے اس ملعون سے کہا اے بدبخت میں جادوگر نہیں ہوں۔ لیکن خاوند میرا خداوند قدوس کا دوست ہے جو سب کی نگہبانی کرنے والا ہے اور میرا خاوند خداوند کریم کی درگا میں دعا کرتا ہے تاکہ تو مجھے بے عزت نہ کر سکے۔ یہ سن کر اس نے توبہ کی۔ فی الفور ہاتھ اس کا درست ہو گیا اور زمین نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسری مرتبہ سائرہ خاتون کی طرف نگاہ بد سے دیکھا تو وہ اسی وقت اندھا ہو گیا۔ تب اس ملعون نے کہا اے بی بی

Marfat.com

معصوم میرے حال پر دعا کرو اور میں اس کام سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے حکم سے اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں پھر جب حالات ٹھیک ہو گئے تو غلبہ شیطانی سے عہد شکنی کرنی چاہی کہ حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا پر دست دراز ہوں تو اسی وقت تمام بدن اس کا خشک اور شل ہو گیا اور پھر آنکھیں جاتی رہیں۔ پھر کہنے لگا اے بی بی پاک دامن میرے واسطے اپنے خدا سے دعا کیجئے۔ حضرت سائرہ خاتون بولیں کہ اے بدبخت یہ دعا میری نہیں ہے بلکہ میرے شوہر جو میرے ساتھ ہیں ان کی دعا ہے اور وہ خداوند کریم کے دوست ہیں۔ اگر وہ چاہیں تجھے معاف کریں یا نہ کریں۔ تب اس نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہاں لاؤ۔ پھر اس کے بلانے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے وہ بادشاہ بولا اے ابراہیم علیہ السلام مجھے معاف کیجئے میں نے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے اور میں اب توبتہ النصوح کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ سے کہا کہ یہ میرے حکم سے نہیں ہے۔ یہ سب خداوند قدوس کے حکم سے ہوتا ہے جو تمام جہان کا رب و مالک ہے۔ دیکھو خدا کی مرضی کیا ہے اسی کے مطابق کرنا ہو گا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ خدائے تعالیٰ نے تمہیں سلام کہا اور فرمایا ہے کہ جب تک یہ تمام ملک اور خزانہ اپنا تم کو نہ دے دیں تم ہر گز اس سے راضی نہ ہونا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ سے یہ بات کہی کہ میرا رب ایسا فرماتا ہے بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب یہ باتیں سنیں سنتے ہی تمام سلطنت اور اپنا خزانہ حضرت ابراہیم کو دے دیا۔ یہ کیفیت ہونے پر پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کے حال پر دعا کی اور اس نے دعا کی برکت سے صحت و تندرستی پائی مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مملکت کے دو حصے کر کے آدھا حصہ جو جانب کنعان کے تھا آپ نے خود لے لیا اور باقی جو بچا اسی کو واپس دے دیا۔ پس بادشاہ نے ایک صاحبزادی دوشیزہ نیک رو خوبصورت صاحب جمال لا کر حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ اے نیک بخت بی بی میں نے تمہاری بے حرمتی کی کوشش کی اور میں نے تم کو دیکھ کر اندیشہ بد کیا۔ پس تمہارے عفو و معاف کے شکرانہ میں یہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا تمہی کو دیتا ہوں اور جو گناہ و تقصیریں مجھ سے ہوئیں معاف کیجئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون اور بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو لے کر کنعان کو چلے۔ راستہ میں حضرت سائرہ خاتون

Marfat.com

رضی اللہ عنہا اپنا حال جو بادشاہ کے یہاں گزرا تھا وہ بیان کرنے لگیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا تم خاطر جمع رکھو۔ اب کچھ اندیشہ مت کرو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ غیب اٹھا دیا جو جو باتیں تجھ پر گزرتی تھیں مجھ پر سب ظاہر ہو جاتی تھیں۔ اور جو تم کرتی اور کہتی تھی سو وہ میں دیکھتا اور برابر سنتا تھا۔ بعد اس کے سائرہ خاتون رضے اللہ عنہا نے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں دے دیا۔

یہاں ایک سوال ہے یعنی باوجود اس کے جناب سرور عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے درجے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پس اس میں کیا راز ہے کہ جب منافقوں اور کافروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان سے پردہ نہ اٹھایا بلکہ حضرت عائشہ کی تہمت سے پاکدامنی کی خبر دی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ عزو جل مابین ان کے پردہ نہ رکھتا تو حضرت عائشہ کو رسول خدا ﷺ دیکھتے تو اس وقت منافق لوگ حضرت رسول خدا پر طعن کرتے اور کہتے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی اپنی بی بی حضرت عائشہ ؓ صدیقہ کی عصمت کے حال سے آگاہ تھے۔ لیکن باوجود اس کے ان کے حال کو ظاہر نہیں کیا گیا اور خداوند قدوس کو یہ منظور تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کی عصمت کو بذریعہ وحی آسمانی سے ثابت اور متحقق کر دے تاکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر جنہوں نے تہمت لگائی تھی وہ جھوٹے اور روسیاہ ہوں اور منافق پھر ان پر کسی قسم کا کوئی طعن نہ کر سکیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھا لیا اور کہا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو اپنی بی بی کو بچشم خود دیکھ لے اور جناب رسول خدا ﷺ کو فرمایا کہ اے سید عالم ﷺ غائب میں خود عائشہ رضی اللہ عنہا کا نگہبان ہوں۔ پس ان دونوں کے درمیان از روئے مرتبہ اتنا فرق ہوا کہ حضرت سائرہ خاتون کے نگہبان حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پاسبان رب العالمین تھا۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں سکونت اختیار کرنے کا

Marfat.com

الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر مذکورہ سے نکل کر بیت المقدس کی طرف چلے گئے۔ جس کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے اے حضرت ابراہیم علیہ السلام زمین کی طرف جتنا دیکھو گے اتنا ہی فائدہ ہوَ گا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کی طرف دیکھا تو اس جگہ سے آب رواں جاری ہو گیا۔ پھر اس کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ نرم زمین میں میوہ دار درخت لگے ہوئے ہیں اور بغیر پانی کے فصل پیدا ہوتی ہے اور سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا۔ ہاجرہ نام بھی اسی واسطے ہوا کہ جب بادشاہ سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا کے ساتھ برا قصد کرتا تھا تو اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا تھا اس کے بعد اس نے توبہ کی اور حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے پاس ایک خادمہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت میں لے جائیے کہ جس وقت میں اس سے برا قصد کرتا تھا اس وقت بھی میرا ہاتھ ایسا ہی خشک ہو جاتا تھا اور نسلی اعتبار سے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا حضرت رسول اکرم ﷺ کی دادی ہوتی ہیں اور ان ہی کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کی نسل منسوب ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مذکور میں قیام کیا اور عمارتیں بنوائیں۔ اور روایت ہے کہ ایک شخص سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ مل کر ملک آباد کیا اور بہت کثیر تعداد میں لوگوں کو شرعی احکامات بتائے۔ جب کچھ لوگ آپ کے ہم عقیدہ ہو گئے تو ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہم کو ایک قبلہ چاہئے تاکہ ہم سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر خدا کی عبادت کریں۔ یہ گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور رضائے الٰہی سے ایک پتھر بہشت سے لا کر اب جہاں بیت المقدس ہے وہاں رکھ دیا اور کہا اے ابراہیم علیہ السلام هَذِهٖ قِبْلَتُكَ وَقِبْلَةُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ بَعْدِكَ ۵

ترجمہ:۔ کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اے خلیل اللہ یہ تمہارا قبیلہ ہے اور تمہارے بعد انبیاؤں کا قبلہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ چالیس ہزار پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ہیں' ان سب انبیاؤں میں سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور سب سے آخر میں پیغمبر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں پس اس پتھر کی طرف قبلہ رو ہو کر خدا کی

Marfat.com

عبادت کرتے تھے اور اس پتھر کا نام صخرۃ اللہ ہے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں رہے اور اولاد بھی ان کی وہاں پیدا ہوئی اور فرمان الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نمرود کے پاس جاؤ اور اس کو تمام لشکر سمیت میری طرف بلانے کی دعوت دو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے زمین بابل میں جاکر نمردو لعین سے کہا کہ اے نمرود کہہ لاالہ الااللہ ابراہیم رسول اللہ نمرود نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام تیرے خدا سے مجھے کچھ حاجت نہیں اور تو یہ بھی دیکھنا کہ آسمان کی مملکت بھی میں تیرے خدا سے چھین لوں گا اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے ملعون تو آسمان پر کس طرح جائے گا۔ وہ بولا کہ میں آسمان پر جانے کی تدبیر کرتا ہوں۔ تب اس ملعون نے اپنے دربایوں کو حکم کیا کہ چار گدھوں کو پالیں' جب وہ بڑے ہو گئے تو ایک تابوت بنوایا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کیا جائے بڑا ہی متردد ہوا کہ اب کیا کروں شیطان مردود بھی اس کے ہم نشینوں میں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ تابوت کے چاروں کنارے گدھوں کو باندھو ایک رات تک ان کو بالکل بھوکا رکھو' بعد اس کے ہر ایک کے سامنے اوپر کی طرف گدھے کا گوشت باندھ کر لٹکا دو۔ جب یہ چاروں گدھے کا گوشت کھانے کا قصد کریں گے تب تجھ کو آسمان کی طرف لے اڑیں گے اور تھوڑے ہی عرصہ میں تابوت سمیت تجھے آسمان پر پہنچا دیں گے۔ جب وہاں پہنچ جائے گا تو ابراہیم علیہ السلام کے خدا سے سلطنت فورا چھین لینا اور پھر اپنا تسلط وہاں پر قائم کر دینا اور اپنے ہمراہ ایک صاحب کو بھی لے لینا۔ جب ایک روز اوپر گزرے گا ٹیلے اور پہاڑ روئے زمین کے یکساں معلوم ہوں گے۔ پھر دوسرے دن تمام عالم دریا کی مانند نظر آئے گا اس وقت سمجھنا اب آسمان پر پہنچ گیا ہوں۔ اس ابلیس علیہ العنتہ نے جو کہا نمرود بادشاہ نے اس کو سنا اور پھر ویسا ہی کیا اور ایک مصاحب کو اپنے ساتھ لے کر اس تابوت میں سوار ہو کر آسمان کی طرف چلا۔ جب کچھ بلند ہوا تو اپنا تیر کمان سے لگا کر چاہا کہ آسمان کی طرف لگائے اس وقت اس کے مصاحب نے کہا اے مرود بادشاہ تو یہ کیا کرتا ہے۔ اس پر نمرود نے کہا کہ آسمان کے خدا کو تیر لگا کر ملک آسمان اس سے چھین لیتا ہوں۔ اس نے کہا اے نمرود تو جس کو تیر لگانا چاہتا ہے وہ خدا اس لائق نہیں ہے ارے وہ سچا خدا ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پوجتا ہے اور نام اس کا قہار و جبار بھی ہے اور تو سب سے بدبخت ہے۔ تب نمرود پلید نے غصہ میں آکر اس کو وہاں سے دھکیل کر گرا دیا۔ فورا اللہ کے

Marfat.com

تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آکر اس کو بے حساب وکتاب بہشت میں لے گئے۔ پس نمرود نے آسمان کی طرف تیر لگایا اس وقت جناب باری سے حکم آیا اے جبرائیل علیہ السلام نمرود کے تیر کو مچھلی کی پشت پر لگا کر نمرود کی طرف ڈال دو تاکہ کوئی دشمن بھی میری درگاہ سے محروم نہ رہ جائے۔ تب جبرائیل علیہ السلام اس تیر کو لے کر مچھلی کے پاس آئے مچھلی نے کہا۔ اے جبرائیل اس کو کیا کرو گے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اس تیر کو تیری پیٹھ کے خون سے آلودہ کر کے نمرود کی طرف ڈال دوں تاکہ وہ خدا کی درگاہ سے ناامید نہ ہو جائے یہ سن کر مچھلی نے درگاہ الٰہی سے نہایت مودبانہ التماس کی کہ یاالٰہی تو اس بے گناہ کو دشمن کے تیر سے مارتا ہے۔ تب ندا آئی کہ اے مچھلی اس وقت جو رنج تجھ کو ہوتا ہے دوسری بار تجھ کو ہرگز نہ ہوگا اور نہ تجھ کو کوئی تکلیف ہوگی۔

پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نمرود کے تیر میں مچھلی کا خون لگا کر ان ملعون کی طرف پھینک دیا۔ جب نمرود نے اپنے تیر کو خون آلود دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میرا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا۔ اب آسمان کے خدا کو میں نے مار ڈالا پس جو گوشت کہ اوپر کی طرف باندھا تھا اب وہی گوشت تابوت کے نیچے کی طرف بھاندھ دیا۔ جب گدھوں نے گوشت نیچے کی طرف دیکھا تو انہوں نے نیچے کی طرف قصد کیا۔ فوراً زمین پر آپہنچا اور جب تمام لوگوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ بوجہ خوشی کے بے ہوش ہو گئے اور بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئے تو سب کے سب علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا خیال بیان کرنے لگے اور ان میں کوئی بھی ایک دوسرے کی باتیں سنتا ہی نہیں تھا جب کہ بوجہ خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے اور اصل حقیقت کو بھی پوچھتے نہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جودی پہاڑ پر جب کشتی پر سے اترے تو جو لوگ کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر تھے انہوں نے ایک گاؤں جدا گانہ آباد کیا تھا اور علاقہ کا نام ثمانیہ تھا۔ وجہ تسمیہ اس کی حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں بیان ہو چکی ہے ان لوگوں کو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی آبادی میں جا کر بسے اس بات کو کسی نے نہ مانا پس حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تب ہر قوم کی علیحدہ علیحدہ زبان پیدا ہوئی کوئی کسی کی بات نہ سمجھتا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اسی وجہ سے متفرق ہو کر اطراف جہان میں شہر و عمارت بنا کر بسے

Marfat.com

اور دوسرا قول یہ ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کے ساتھ کسی نے دشمنی پیدا کی تھی وہ بولے جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے گا تو ہم اس کو مار ڈالیں گے وہ لوگ کشتی سے باہر نکلے تب خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی زبان مختلف کر دی تاکہ کسی کی بات کوئی نہ سمجھے اور حضرت نوح علیہ السلام سے دشمنی نہ کر سکے اس وقت ہر شخص اپنے اپنے حال پر رہ گیا۔ القصہ جب نمرود لعین آسمان پر سے زمین پر اتر آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سے کہا کہ دیکھ تیرے خدا کو میں نے مار ڈالا میرے تیر میں خون لگا ہوا ہے یہ اسی کا نشان ہے اب تیرے خدا سے میں نے ملک آسمان چھین لیا یہ باتیں سننے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے مردود میرے خدا کو کوئی نہیں مار سکتا اور نہ وہ کبھی مرنے والا ہے اور وہ سب پر قہار ہے اور سب مقہور اور وہ رزاق ہے سب مرزوق اور وہ خالق ہے سب مخلوق۔ پھر اس لعین نے کہا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تیرے خدا کا لشکر کتنا ہو گا میں تیرے خدا کو تو آسمان پر مار چکا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لشکر کو بھی مار ڈالوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میرے خدا کے لشکر کی کوئی خبر نہیں جانتا سوائے اس کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ترجمہ:۔ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کا لشکر مگر وہی۔ پھر نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا کا لشکر جمع کر تاکہ میرے ساتھ مقابلہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے مردود تو اپنا لشکر جمع کر میرا خدا کن فیکون میں جمع کر دے گا۔ تب اس مردود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہند سے تمام لشکر و فوج بلا کر جمع کیا۔ تین سو فرسنگ یعنی نو سو کوس تک اس کے لشکر کی چھاؤنی پڑی تھی اور وہ مردود تقریباً ساٹھ برس تک اسی خیال باطل اور فکر بے ہودہ میں پڑا رہا۔ تمام لشکر و فوج زمین بابل میں لا کر جمع کرتا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے پلید خدا سے شرم کر کہ وہ تمام مخلوقات کا خالق و رازق ہے اس سے ذرا تو ڈر اور اپنا خالق جان کہ اس نے تجھے دنیا میں سلطنت دی اور آخرت میں بھی دینے والا ہے۔ اس پلید و ناپاک نے کہا کہ مجھے تیرے خدا سے کچھ حاجت نہیں۔

تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی اے بار الٰہ یہ ملعون نافرمان تیرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہلاک کر۔ تب جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی۔ پس نمرود نے ساٹھ لاکھ سوار زرہ پوش تیا کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ خدا کو اگر طاقت ہے تو کہہ دے کہ دنیا کی بادشاہی ہم سے چھین لے مگر پہلے میری فوج سے آکر لڑے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی۔ حکم آیا تو کیا مانگتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدایا تیری مخلوقات میں سے مچھر ادنیٰ ضعیف اور ہر جانور کی خوراک ہے میں اسے مانگتا ہوں۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ مچھروں کو چھوڑ دیں اور اسی وقت فرشتوں پر فرمان الٰہی ہوا کہ تم کوہ قاف جا کر مچھروں کے سوراخوں میں سے ایک سوراخ کھول دو۔ فرشتوں نے عرض کی یا الٰہی کتنے مچھر چھوڑ دیں۔ حکم ہوا کہ صرف ساٹھ لاکھ مچھر چھوڑ دو تاکہ ہر ایک سوار کے مقابل میں لشکر کے ایک نمرود کے ایک ایک ہو جائے نمرود اپنی قوت اور شجاعت کو دیکھے اور معلوم کرے۔ فرشتوں نے حکم الٰہی سے جا کر ایک سوراخ اس میں سے کھول دیا۔ تب مچھر ابر کی مانند زمین بابل میں جہاں نمرود کی لشکر گاہ تھی جا پہنچے۔ جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا اے مچھرو! تمہاری خوراک نمرود کے لشکر میں ہے تم سب ان کو کھاؤ۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے جا کر کہا کہ اے نمرود! دیکھ میرے خدا کی فوج آ پہنچی ہے جب نمرود نے دیکھا کہ مانند ابر سیاہ کے ہوا پر چلا آتا ہے تو اس لعین نے اپنے سپاہیوں کو کہا ہاں ہوشیار ہو کر علم کھڑا کرو اور لڑائی کا نقارہ بجاؤ۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اور کہتے ہیں کہ شور و غل سے نمرود کے لشکروں میں زلزلہ پڑ گیا۔ پس کیا تھا آناً فاناً فوج الٰہی کی آ پہنچی شور و غل آدمیوں کا جو نمرود کے لشکروں میں ہو رہا تھا مچھروں کی آواز سے گم ہو گیا ور جہاں پر فزع پڑ گیا اور مچھروں کا غل جہان پر ہو گیا اور جوش و خروش اس مردود کا جاتا رہا۔ اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک مچھر بیٹھ گیا اور مچھ اپنے ڈنگ ان کے سروں میں چبھو چبھو کر مغز اور گوشت اور پوست اور رگ و آنت اور خون سواری سمیت سب کا سب کھا گئے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے مچھر ذرا بھی ماندے نہ ہوئے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہڈی تک ان کی کھا گئے۔ اس معلون کے لشکر کی لشکر گاہ میں ایک آدمی بھی نہ رہا۔ اور ایک مچھر کانا لنگڑا لولا غرض ہر عضو میں اس کے نقص تھا وہ سردار مچھروں کا تھا اس نے خدا کی درگاہ میں عرض کی کہ الٰہی نمرود ملعون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر تو اس کے عوض مجھے ثواب ملے۔ پس خدا نے اس کی معروضات قبول فرمالیں۔ جب نمرود مردود اکیلا گھر کی

Marfat.com

طرف بھاگا اپنی لشکر گاہ سے تو بالا خانہ میں حرم بابل کے بیٹھ کر یہ تشویش کر رہا تھا کہ ہمارا اتنا بڑا لشکر سارے کا سارا مارا گیا۔ اور ہم میں سے کوئی بھی ایک مچھر کو بھی نہ مار سکا وہ سردار مچھر جو لنگڑا اور ایک آنکھ کا کانا تھا اس مردود کے زانوں پر جا بیٹھا۔ اسے دیکھ کر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسی طرح کے جانور آکر ہمارے سارے لشکر کھا گئے۔ اگرچہ یہ جانور نہایت ضعیف اور چھوٹے نظر آتے تھے مگر ہمارے لشکر کچھ نہ کر سکے اور یہ کہہ کر چاہا کہ اس کو پکڑے اتنے میں وہ مچھر اس کی پلید ناک میں جا گھسا اور دماغ میں جا کر ایک کا مغز کھانے لگا وہ مزدود اس عذاب میں گرفتار ہوا کہ جس کا چارہ کچھ نہ ہو سکا چالیس دن رات اسی پریشانی میں گزرے۔ جب اس کے دوست آشنا نوکر چاکر اس کے سر پر لکڑی یا کفش باری کرتے تو اس کے صدمے سے وہ مچھر جو اس کے دماغ میں گھس چکا تھا تھوڑی دیر کے لئے دم لیتا پھر اس کو کچھ معمولی سا چین آجاتا۔ بعد چالیس دن رات کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وحی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نمرود ملعون کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اس کو بلاؤ اور اس کو سیدھی راہ بتاؤ تاکہ اس کا کچھ بھلا ہو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے نمرود کے پاس جا کر کہا کہ اے نمرود تو کہہ **لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ**۔ نمرود ملعون نے یہ سن کر کہا کہ وہ اور تو کون ہے کہ میں گواہی دوں اس کی واحدانیت کی اور تیری رسالت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر تیرے گھر کی سب چیزیں گواہی دیں کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔ تب تو ایمان لے آئے گا۔ پس اتنے میں تمام فرش فروش اور چھت پردے اور آلات اور اثاث الیت غرض سب شے نے بآواز بلند کہا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمُلْکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وَاِبْرَاهِیْمُ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نمرود نے کہا تمام اسباب و آلات گھر کا جلا کر دریا میں ڈال دو ویسا ہی کیا گیا۔ تب نمرود پلید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اب پھر کون بولے گا کہ تیرا خدا ایک ہے اور تو اس کا رسول برحق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام در و دیوار اور ستون اور مکانات اور سب چیزیں اس کی شہادت دیں گی۔ اسی وقت سب نے بآواز بلند فصیح زبان سے کہا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمُلْکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وَاِبْرَاهِیْمُ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** ۵ پھر نمرود نے ان سب شے کو یعنی در و دیوار و مکان اور ستون سب کھدا کر

Marfat.com

جلایا۔ پھر نمرود ملعون نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام بتاؤ اب کون تمہارے خدا کی گواہی دے گا اور تمہاری رسالت کی گواہی دے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے بدن کی پوشاک گواہی دے گی۔ پھر اسی وقت کپڑوں نے گواہی دی ان کو بھی نمرود ملعون نے اتار کر جلا دیا۔ پھر پلید نابکار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا بتاؤ اور کون بولے گا۔ پھر اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت خلیل اللہ سے کہنے لگے۔ اے ابراہیم علیہ السلام تمام کافروں نے موت کے وقت خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا تھا مگر یہ مردود کافر ہرگز ایمان نہ لائے گا اور قیامت تک اس پر عذاب شدید ہو گا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کا سر کاٹنا چاہا اس وقت ابو جہل نے کہا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ تم اپنے محمد ﷺ سے کہہ دو کہ جب سے میں اس دشمن کو جانتا ہوں تب ہی سے یہی بولتا ہوں کہ وہ رسول خدا کا نہیں۔ پس قیامت کے دن حشر کے میدان میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نماز کے لئے اذان دیں گے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سن کر ابو جہل وہاں بھی بولے گا محمد رسول اللہ خدا کا رسول نہیں۔ پس یہ دونوں مردود ابو جہل اور نمرود دنیا میں بڑے کافر تھے اور آخرت میں بھی ہمیشہ عذاب ان پر ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اس ملعون کی اجل آچکی ہے اور اب کچھ دن باقی نہیں ہیں جس گھری وہ مچھر اس کی ناک سے نکل کر چلا گیا۔ وہ مردود وہیں جہاں تھا پہنچ گیا اور جہنم واصل ہوا۔ اور قیامت تک عذاب میں مبتلا رہے گا اور ایک روایت میں ہی کہ مردود کے سر پر سونٹا مارنے کے لئے ایک نوکر مقرر تھا۔ جب شب و روز اس کو سونٹا مارا جاتا تو اس کو کچھ قرار و آرام ہوتا اسی طرح جب رات دن سونٹے لگاتے لگاتے چالیس دن گزرے تو نوکر جو مقرر تھا وہ ناچار ہوا آخر غصہ میں آکر ایک ہی دفعہ سونٹا ایسا مارا کہ اس مردود کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور اس کے سر کا پورا بھیجا نکل پڑا اور اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی اور وہ جہنم میں داخل ہو گیا اور مچھر مغز کھا کر کافی بڑا ہو گیا تھا۔ وہ سر پھٹ جانے سے باہر نکل آیا اور پھر وہ بھی چلا گیا۔

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مراجعت کا

جب نمرود واصل جہنم ہو گیا تو اس کی قوم میں جو لوگ موجود تھے سب حضرت ابراہیم

Marfat.com

علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے کہ آج تک یہ ملک نمرود پلید کا تھا۔ اب تمہارا ملک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو ملک گیری سے کچھ کام نہیں اور یہ ملک ہیشہ ملک بے زوال کا ہے اور میں بندہ بے زوال کا ہوں ملک مصرو عجم بادشاہوں کی جگہ ہے اور ملک اور ملک شام نبیوں کی جگہ ہے۔ میں تو شام رہوں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ میں جارہیں گے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف راہی ہوئے۔ رحیہ نامی ایک جگہ ہے وہاں آپہنچے اس ملک اور اس شہر کا نام رقیہ ہے پھر وہاں سے حلب میں تشریف لائے اور وجہ تسمیہ حلب کی یہ ہے کہ شب کو وہاں دودھ دوہا کرتے تھے اور وہاں سے حلب احمر میں آئے اور پھر وہاں سے عین میں آئے کہ جہاں کے بادشاہ نے حضرت ہاجرہ کو دیا تھا اور وہ بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور دین اسلام سے مشرف ہوا۔ اور پھر جو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کو آتے وہ دین اسلام سے مشرف ہوتے وہاں چند روز قیام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معہ اپنی زوجہ محترمہ کے دمشق میں آگئے اور وہاں اسی دین اسلام کا طریقہ و اطوار لوگوں کو بتایا اور بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس کے بعد شہر طیب میں وارد ہوئے وہاں کے شہری حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے ان لوگوں نے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے چھوڑے ہوئے مال و دولت سے فائدہ اٹھایا اور وہ تمام مال غنیمت لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کنعان میں آپہنچے اور ان لوگوں نے وہاں ایک نہر جاری دیکھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا پانی سات جگہوں میں جاکر گرتا ہے۔ ملاد' دقامور' خایم' زعوم اور اس کے مانند دیگر جگہ لیکن یہاں کے آدمی مرتکب فعل بد ردیف ہیں۔ بعض مرد کے ساتھ مرد اور عورت کے ساتھ عورت فعل بد کرتے ہیں اور رہزنی کر کے لوگوں سے مال چھین لیتے ہیں اور یہ لوگ ساری عمر اسی فعل بد پر رہے اور پھر مرگئے اور یہ شہرستان قوم لوط تھا۔ پھر وہاں سے بیت المقدس میں تشریف لائے۔ تب سائرہ خاتون رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے ازراہ خوشی دو سو دینار فقراء کو تصدیق کیے اور تمام شہر کے لوگ خوش و مسرور ہو گئے۔ تقدیر الٰہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ نور پیشانی سے حضرت کی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی پیشانی پر ظاہر ہوا۔ بعدہ وہاں سے اٹھ کر حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ تب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان چھیدنے سے اور بھی زیادہ خوبی

Marfat.com

آگئی حضرت سائرہ خاتون نے کہا کہ واہ واہ اس عیب نے تو اور ہی خوبصورتی بخشی۔ پھر غصہ ہو کر ان کا ختنہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام میں نے تمام زن و مرد پر یہ سنت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی جاری کر دی کہ ساری امت ان کی قیامت تک پیروی کرے۔ حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا اور بھی غیرت پیدا ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بولیں کہ یہ چیز مجھ کو برداشت نہیں ہے کہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کوئی فرزند پیدا ہو۔ اور مجھ کو نہ ہو اور جب نو مہینے گزر گئے تب ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسماعیل تولد ہوئے۔

بعدہ سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اگر وہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا یہاں رہے گی تو پھر میں یہاں نہ رہوں گی اور میں یہاں سے کہیں چلی جاؤں گی۔ نہیں تو ان کو یہاں سے کہیں ایسی جگہ پر لے جا کر رکھو کہ وہاں میوے اور آبادی اور پانی بھی نہ ہو۔ تاکہ یہ اچھی طرح سے آرام نہ پا سکے اور میں بھی اس کو نہ دیکھ سکوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت متردد و متفکر ہوئے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا۔ اے ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا جو کہتی ہیں سو کرو پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور آپ بھی ایک دوسری اونٹ پر سوار ہو کر بیت المقدس سے نکل کر اب جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں پہنچے۔ تب ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم یہاں ذرا ٹھہرو میں آتا ہوں۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر وہاں بیٹھی رہی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دلگیر ہو کر اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے ملک شام کی طرف تشریف لے گئے۔ جب دو گھڑی گزری دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف نہ لائے اور آفتاب گرم ہوا تو سر پر گرمی پہنچی تو پیاس کی شدہ محسوس ہوئی اور پیاس کی شدت کی وجہ سے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کوہ صفا و مروہ کی طرف دوڑیں وہاں بھی کہیں پانی نظر نہیں آیا۔ اسی طرح پانی کے لئے صفا سے مروہ کا سات دفعہ اہل سنت والجماعت کے مذہب میں حاجیوں پر قیامت تک سنت ہاجرہ رضی اللہ عنہا جاری رہے گی اور ہر حاجی اسی طرح سات مرتبہ دونوں پہاڑیوں پر دوڑتے ہیں جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ اس میدان میں اب جس جگہ چاہ زمزم ہے لٹا کر پانی کے لئے صفا و مروہ کی طرف

Marfat.com

دوڑیں اور پانی نہ پایا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا جب وہاں سے واپس آئیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آکر دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شدت پیاس سے جس زمین پر پیر رگڑ رہے تھے اسی جگہ بحکم خداوند قدوس پانی کا ایک فوارہ جاری ہوا اور بفضل خدا اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ الحمداللہ یہ مبارک فرزند اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عنایت فرمایا ہے پس وہ پانی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے خوب سیر ہو کر پیا اور مٹی و پتھر لا کر چاروں طرف سے اس پانی کو بند کر دیا تاکہ زیادہ نہ پھیلنے پائے۔ ایک روایت ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا وہ پانی بند نہ کرتیں تو وہ تمام مکے معظمہ کی تمام حدود میں قیامت تک جاری رہتا۔ پس جو کھانے پینے کا تھا کھا لیا۔ اتفاقاً ایک روز سوداگروں کا قافلہ پانی کی تلاش میں معہ اپنے تمام مویشی بوجہ پیاس کے کوہ صفا پر آیا تو اس قافلہ نے وہاں ایک عورت کے پانی کے کنارے بیٹھے دیکھا اور اس قافلہ کا بیان ہے کہ اس جگہ سے جب ہم لوگ گزرتے تھے تو کبھی بھی ان لوگوں نے اس جگہ پانی نہ دیکھا تھا یہ دیکھ کر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور وہ اسی تعجب میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اس قافلے والوں سے جو حال اپنے اوپر اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر اور پانی کا جو ماجرا گزرا تھا وہ سب سرگزشت انہیں سنائی۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے۔ اگر اجازت ہو تو ہم لوگ تمہارے پاس اپنی بود و باش اختیار کرلیں اور پانی کے عوض تم کو ہر سال عشر دیں تاکہ ہم یہ پانی حلال ہو۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اچھا۔ تب وہ لوگ وہاں آئے اور اپنے اپنے خیمے نصب کیے اور اونٹوں اور بکریوں کو چراگاہ میں چھوڑ دیا۔ بہت دنوں تک وہ لوگ وہیں رہے اس عرصہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بالغ ہوئے اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ابریشم بن کر اپنی گزر اوقات کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک روز حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کی آرزو ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ خدا جانے وہ دونوں کس حال میں ہوں گے۔ تب حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اجازت مانگی۔ حضرت سائرہ خاتون نے فوراً اجازت دے دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عہد

Marfat.com

لیا کہ تم وہاں سواری پر سے نہ اترنا۔ اور جلدی دیکھ کر وہاں سے چلے آنا یہ عہد کر کے حضرت ابراہیم بیت المقدس سے نکل کر بیابان کی راہ لی۔ جب مکہ میں پہنچے تو وہاں قوم عرب کو دیکھا کہ اونٹ بکری چراتے ہیں اور کسی کو دیکھا بیٹھے اور کوئی چلتا پھرتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی نے نہ پہچانا۔ مگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا دور سے دیکھ کر بغرض استقبال آگے بڑھیں اور ان کو نہایت تزک و احتشام سے اپنی جائے رہائش پر لائیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عہد کا خیال کر کے اونٹ پر سے زمین پر پاؤں نہ رکھا۔ ہاجرہ نے اسمٰعیل علیہ السلام کو بلا کر کہا کہ دیکھو یہ تمہارے والد آئے ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ کو دیکھا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہو گئے تھے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بالاصرار کہا کہ آپ سواری سے اتریئے تاکہ آپ کے ہاتھ پاؤں دھلوا دوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا چلتے وقت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ اپنی سواری سے نہ اترنا یہ سن کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ایک پتھر لا دیا اور اس پر پاؤں رکھا تھا اب وہ مقام خلائق کا مصلے ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا **اِتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى** پس حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو دیکھ کر بیت المقدس کو تشریف لے گئے اور حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا کے پاس مہمان سرا بنا کر خلق اللہ کی دعوت و مہمانداری کرتے تھے۔

بیان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ اے ابراہیم علیہ السلام اٹھ اور قربانی کر تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فجر کو اٹھ کر دو سو اونٹ خدا کی راہ میں قربان کر دیئے اسی طرح تین دن تک یہ خواب دیکھا تینوں دن دو دو سو اونٹ قربانی کیے۔ پھر چوتھی شب کو خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کو خداوند قدوس کی راہ میں قربان کر۔ سبحان اللہ سچ ہے کہ خواب پیغمبروں کا بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے اسی روز فجر کو نیند سے بیدا ہو کر حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج مجھ کو خواب میں حکم ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربان کر دو لہٰذا میں اس حکم خداوندی کو بجا لانے کو تیار ہوں۔ حضرت سائرہ خاتون

Marfat.com

رضی اللہ عنہا نے کہا بہت اچھا اپنے فرزند لخت جگر کو خدا کی راہ میں قربان کرو۔ اس گفتگو کے بعد فوراہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شتر پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا پہنچے اور اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر نو برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے سر میں کنگھی کر کے اور اس کے بال مشک و عنبر سے خوشبودار کر کے اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر میرے ساتھ دعوت میں بھیج دو میں اسے اپنے ساتھ دعوت الی اللہ میں لے جاؤں گا۔ اس حکم کو سن کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خوب اچھی طرح نہلا دھلا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر کہا کہ تم آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک تیز دھار والی چھری اپنی آستین میں چھپائی اور ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے سامنے سے نکل آئے اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ اپنے باپ کے پیچھے چلنے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر شیطان لعین حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے پاس آیا لیکن اس نے ان سے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور فوراہی وہ شیطان حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ آج اسمٰعیل تمہارا بیٹا کہاں ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ آج وہ اپنے باپ کے ہمراہ ایک ضیافت میں گیا ہے شیطان نے کہا کہ افسوس اس بیچارے کو تو اس کا باپ ذبح کرنے کو لے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا معاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کو کبھی بے گناہ مارا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے ایسا ہی حکم کیا ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واقعی خدا کا فرمان ہے تو میں بھی اس پر راضی ہوں۔ بس ابلیس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آیا اور اس لعین نے یہ گمان کیا کہ ابھی تو یہ لڑکا ہے ہم اس کو نہایت آسانی سے خدا کے حکم سے بھٹکا سکیں گے۔ ابلیس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا تو کہاں جاتا ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ میں آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاتا ہوں۔ شیطان بولا نہیں تمہارا باپ تو تم کو آج ذبح کرنے کو لئے جاتا ہے۔ آپ یعنی حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے اس شیطان لعین سے کہا کہ کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو بے گناہ مارتا ہے کیا کبھی تم نے ایسا سنا ہے۔ ابلیس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا کہ اس کو تو یہ حکم خدا نے دیا ہے کہ وہ آج اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دے۔ یہ سن کر حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے جواب دیا کہ وہ آج

Marfat.com

اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دے۔ یہ سن کر حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے جواب دیا کہ یہ حکم خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تو پھر تو ہزار جان بھی میری خدا کی راہ میں فدا ہو اور میں بخوشی اس کی راہ میں قربان ہونا چاہتا ہوں۔ جب وہ دونوں بزرگ دور تک نکل گئے تب اسمٰعیل نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے ابا جان مجھے کہاں لے جاتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی کی گئی تھی وہ اپنے لخت جگر فرزند ارجمند کے سامنے انہیں الفاظ کے ساتھ بیان کر دی۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی

ترجمہ:۔ پھر جب وہ اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو ف باپ نے اپنے لخت جگر سے فرمایا۔ اے بیٹے میرے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح اللہ کے راستے میں کر رہا ہوں۔ پس اے بیٹے میرے مجھے بتاؤ تمہاری اس میں کیا رائے ہے یہ سن کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کی اے میرے ابا جان یہ تو بڑی بھاری میرے واسطے سعادت ہے اور آپ تو خداوند قدوس کے دوست ہیں اور رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ جب آپ بحکم خدا سوئے تو رحمت رب سے آپ کو یہ خواب کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں بخوشی راضی ہوں جس میں میرا خدا راضی ہے۔ اور کہنے لگے قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ترجمہ:۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے اباجان سے کہا کہ اے میرے باپ آپ کر ڈالئے جو کچھ آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے اور مجھے آپ انشاء اللہ صابرین میں پائیں گے۔ فائدہ فرمایا گیا ہے ذی الحجہ کی آٹھویں شب کو خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں جب صبح ہوئی تو بہت ہی فکر مند ہوئے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہوگی۔ پھر اس کے بعد جب کچھ تعبیر سمجھ میں نہیں آئی تو پھر اپنے بیٹے سے کہا اور انہوں ے باپ کے فرمان کے مطابق فورا تسلیم کر لیا ایسے باپ اور بیٹے پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے باپ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے تو اس میں جلدی کیجئے انشاء اللہ مجھ کو تم صابروں میں سے پاؤ گے۔ اور میں خدا تعالیٰ کا مطیع ہوں' نافرمان نہیں ہوں۔ اس لئے آپ جلدی کیجئے ہو سکتا ہے تاخیر کے سبب شیطان لعین وسوسہ ڈالے۔ کیونکہ وہ تو یہ چاہتا

Marfat.com

ہے کہ ہم کو صحیح راستے سے بھٹکا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی وقت فرمایا کہ اس لعین پر پتھر مارو۔ تب باپ اور بیٹے نے اس پر پتھر پھینکے اور اب یہ حاجیوں پر سنت ہے کہ حج کے دنوں میں اس طرف پتھر پھینکتے ہیں۔ بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس جگہ پر جا پہنچے جس کو اس وقت منی بازار کہتے ہیں اور جہاں جا کر تمام حاجی اپنے اپنے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اب تمہاری کیا صلاح و مشورہ ہے۔ وہ بولے کہ ہزار جان بھی میری خدا کی راہ میں تصدق ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے قربان ہوتے ہوئے اپنے خواب میں دیکھا۔ پس آپ جس طرح بھی ممکن ہو جلدی کیجئے اور امر الٰہی بجالائیے کیا خوب شعر ہے۔

وہ مقید ہوئے امر سبحان کے
ہوئے دونوں راضی وہ قربان کے

قولہ تعالیٰ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ترجمہ:۔ پھر جب دونوں حکم خداوندی پر راضی ہو گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کو زمین پر ماتھے کے بل پچھاڑا تاکہ بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آئے اور محبت جوش نہ کرے اور حکم خداوندی میں ذرہ بھر کوتاہی نہ ہو جائے اور یہ بات در حقیقت بیٹے نے اپنے باپ کو سکھائی تاکہ میری قربانی کی فرمائش کی تکمیل ہو سکے اور میں خداوند قدوس کے یہاں مقبول ہو جاؤں۔ کہتے ہیں کہ اس امر کے بجا لانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی مگر دل پہ جو کچھ گزری ہو گی وہ تو خدا ہی کو خوب معلوم ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بوقت ذبح مؤدبانہ التماس کی اے ابا جان میری اس وقت تین گزارش ہیں اور میری وصیتیں سن لیجئے۔ سب سے پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ لیجئے کہ جان نازک ہے۔ چھڑی کے زخم کے مارے جنبش میں نہ آجاؤں خدانخواستہ قطرہ خون کا بھی آپ کے کپڑوں میں لگ جائے تو میں قیامت کے دن گرفتار ہو جاؤں اور عذاب خدا برداشت نہ کر سکوں۔ اور دوسری وصیت یہ ہے کہ منہ میرا زمین کی طرف کر لیجئے تاکہ منہ میرا تم کو نظر نہ آئے اور میں بھی آپ کی طرف نظر نہ کر سکوں تاکہ آپس میں محبت جوش نہ کرے اور یہ ہمارے اور آپ کے درمیان قصور کا سبب بن جائے۔ اور تیسری وصیت یہ ہے کہ جب آپ گھر کی طرف تشریف لے جائیں تو وہاں جا کر میری محترمہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام کہنا اور

Marfat.com

میرا کپڑا خون بھرا ان کو دینا تاکہ یہ نشانی ان کو تسلی کا کام دے اور یہ صرف اس واسطے کہہ رہا ہوں کہ ان کا کوئی دوسرا فرزند نہیں ہے۔ یہ باتیں اپنے بیٹے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنیں اور اس کے بعد اپنے کرتے کی آستین سے چھری اور رسی نکال کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں خوب اچھی طرح سے مضبوط باندھے اور ان کا منہ بھی زمین کی طرف کر دیا۔ پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے ابا جان میرے ہاتھ پاؤں کھول دیجئے کیونکہ جو بندہ بھاگنے والا ہوتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر خدا کی درگاہ میں لاتے ہیں۔ لیکن یہ بات حضرت ابراہیم نے نہ مانی اور گلے پر چھری زور سے چلائی مگر بحکم خدا کے کچھ بھی نہ کٹا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ میرے ابا جان کیا چھری کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کاٹتی نہیں ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر چھری پر زور لگایا لیکن پھر بھی ذبح نہ ہوا۔ پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے ابا جان سے کہا کہ اب مرتبہ چھری کی نوک گلے میں ڈال کر زور سے ذبح کرو شاید یہ کامیاب ہو اور خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے کہنے سے ویسا ہی کیا لیکن پھر بھی کچھ نہ کٹ سکا۔ چھری دستے کے اندر اور دستہ حلق پر رہ گیا۔ غرض کہ وہ ذبح کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آکر چھری کو زمین پر ڈال دیا اس وقت چھری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا آپ کو کہتا ہے کہ کاٹو اور مجھے کہتا کہ مت کاٹو اور آپ کو ایک دفعہ فرماتا ہے اور مجھے دس مرتبہ فرماتا ہے کہ مت کاٹو اور یہ جان لو کہ حکم الٰہی سب سے بہتر اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم نہیں چلا سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی گفتگو میں تھے کہ اتنے میں پیچھے سے ایک آواز تکبیر کی آئی۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ... اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ بلند آواز سے کہتے ہوئے آئے قولہ تعالیٰ

وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرَاھِیْم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّوْیَا اِنَّا کَذٰالِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ سَلَامٌ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ کَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ

Marfat.com

ترجمہ:۔ اور پکارا ہم نے اس کو یوں کہ اے ابراہیم علیہ السلام بے شک سچ کیا تم نے اپنے خواب کو تحقیق اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو یعنی ایسے مشکل حکم میں ڈال کر آزماتے ہیں اور پھر ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ پھر اس کے بدلے میں بلند درجات عطا کرتے ہیں بے شک یہی ہے صریح آزمانا۔ اور ہم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک بڑی قربانی کے بدلے چھڑا لیا۔ یعنی بڑے درجے کا بہشت سے ایک دنبہ آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھرے ایسے زور سے چلائی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلہ نہ کٹا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور ایک دنبہ جو بہشت سے لائے تھے ان کی جگہ پر رکھ دیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آنکھوں سے پٹی کھول کر دیکھا تو ان کے بیٹے کے بدلے میں ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا اور یہ سنت آنے والی نسلوں کے واسطے قائم کر دی گئی اور دنیا تک یہ سنت جاری رہے گی اور سلامتی ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہم یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ہر نیک کرنے والوں کو اور ہمارے بندوں میں بہت ہی زیادہ ایماندار ہیں اور ہم اس کو اپنی نعمتوں میں برکتوں سے نوازتے رہیں گے اور ان کی نسل پر بھی ہمارا لطف و کرم جاری رہے گا۔ فائدہ پس معلوم ہوا کہ وہ پہلی خوشخبری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تھی اور سارا واقعہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں انہیں سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہود کہتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کیا گیا اور یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی خوشخبری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں سے اولاد بہت پھیلی اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے بنی اسرائیل میں نبی کثرت سے آتے رہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ملک عرب میں نبی آتے رہے اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ بھی آپ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس قربانی عظیمہ کے بدلہ میں ایک دنبہ ابلق و فربہ اور تندرست جنت سے بھیجا تھا۔ اور انہوں نے کہا کہا اس دنبے کو ہابیل نے بھی قربان کیا تھا۔ بعد اس کے دو ہزار برس خدا تعالیٰ نے اسے بہشت میں پال کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کیا اور اس کے چمڑے سے اس کی دسترخوان بنوا کر خلق اللہ کو اس پر

Marfat.com

کھانا کھلایا کرتے اور اس کی پشم سے حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا نے ایک چادر بنوائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس چادر کو سکینہ کے تابوت میں رکھ دیا۔ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام اس تابوت کے لے کر رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور وہ حضور ﷺ نے حضرت امیرالمومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمایا تاکہ اس کا خرقہ بنا کر پہنے اور وہ خرقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگانی بھر رہا۔ اور وہ اس کو ہمیشہ پہنتے تھے۔ تاکہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کی تعمیل ہو سکے چونکہ وہ جانتے تھے آخرت میں نجات کا دارومدار حضور اکرم ﷺ کی پیروی میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کا جذبہ و شوق عنایت فرمائے۔ (آمین)

بیان تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قربانی سے فراغت پائی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر کے خداوند قدوس کا شکر بجالائے اور پھر اس کے بعد حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اے ابراہیم علیہ السلام! تم پر خدا نے سلام بھیجا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سرزمین میں ایک خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے واسطے بناؤ تاکہ مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔ یہ بات حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سن کر عرض کرنے لگے کہ یہ خانہ کعبہ کہاں بناؤں فوراً ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اونٹ پر سوار ہو جاؤ تو میرے حکم پر ایک ابر آئے گا تو اس کے ساتھ چلتے رہنا اور وہ جہاں پر ٹھہرے جائے اور سایہ اس کا جہاں تک گرے وہاں تک نشان دے کر وہیں کعبہ کی بنیاد ڈل دینا۔ چنانچہ بحکم خداوندی ایسا ہی ہوا۔ اور ایک روایت میں بھی آیا ہے کہ ایک سانپ نے آکر چاروں طرف حلقہ کیا۔ اس انداز سے جو حلقہ کا نشان تھا بیت اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر جہاں تک بتا دیا وہاں تک بنا لیا۔ قولہ تعالیٰ

وَاِذْ بَوَّاْنَا لاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لاَّ تُشْرِكْ بِيْ شَيْاءً وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السَّجُوْدِ

Marfat.com

اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کا ٹھکانا اس گھر کا شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے واسطے کیونکہ سابقہ امتوں میں رکوع نہ تھا۔ یہ خاص صفت اسی امت کو عنایت فرمائی گئی اور یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا گیا کہ آئندہ آنے والی نسلیں اس گھر کو آباد کریں گی۔ جب اطمینان کامل ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ خداوندا اس کے واسطے پتھر کہاں سے لاؤں تاکہ اس خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی جائے اور تیرے حکم کی فرمانبرداری کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام جس پتھر کی تم کو ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ پتھر تم کو پانچ پہاڑوں سے مل سکیں گے یعنی کوہ لبنان اور حرا ابو قیس اور کوہ صفا و مروہ۔ ان پانچوں پہاڑوں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بناتے جاتے تھے اور اس کی تعمیری کاموں میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی مدد کرتے تھے خداوندہ قدوس کا حکم ہوا اے ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے پتھر مسجد کی محراب میں رکھو۔ چنانچہ آپ نے بموجب فرمان الٰہی پہلا پتھر اسی جگہ پر رکھا جہاں حکم دیا گیا تھا یعنی محراب مسجد میں نصب کیا اور دیکھتے کیا ہے کہ اس پتھر پر نام محمد رسول اللہ ﷺ کا لکھا ہوا ہے پھر اس کے بعد ایک پتھر داہنی طرف کعبہ کے رکھا تو اس میں نام ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لکھا تھا اور ایک پتھر بائیں طرف رکھا تو اس پتھر پر نام حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہوا۔ اسی طرح اور دو پتھر لگائے ان دونوں پتھروں پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام ظاہر ہوئے۔ غرض کہ مطلب یہ ہے کہ جب تک ان پانچوں حضرات سے سچی محبت نہ کرے گا اس کی نہ نماز قبول ہو گی اور نہ حج قبول ہو گا اور نہ کوئی عبادت خدا کے دربار میں قبول ہو گی بیت اللہ تیار ہونے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل دعا مانگی قولہ تعالیٰ۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ترجمہ:۔ اور جب اٹھانے لگے ابراہیم اور اسمٰعیل علیہ السلام بنیادیں اس گھر کی تب کہنے لگے۔ اے رب قبول کر تو ہی اصل سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور کہا جیسا کہ حق

Marfat.com

تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

ترجمہ:۔ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب کر اس شہر کو امن و امان والا اور روزی دے اس کے لوگوں کو میووں سے جو کوئی ان میں سے یقین لاوے اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر جو آنے والا یقیناً ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ترجمہ:۔ فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اس کو بھی فائدہ دوں گا تھوڑے دنوں پھر اس کو قید کر کے بلاؤں گا برائے عذاب دوزخ کے اور نہایت ہی بری جگہ ہے۔ پس ابراہیم علیہ السلام خدا کا شکر بجالائے اور کہ ہم لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ بنایا بعدہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا اے ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تم لوگوں نے بڑی محنت سے یہ گھر خدا کا بنایا۔ ہمارے نزدیک اس محنت کی بہت ہی زیادہ قدر و منزلت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوند قدوس سے عرض کیا کہ یاالٰہی تو نے فرمایا ہے کہ بھوکے پیاسے کو کھانا کھلانا پلانا اور ننگے کو کپڑا پہنانا نزدیک میرے ایسا بڑا درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ اس گھر کا مرتبہ ہے اور ایک ہزار رکعت نماز ہر ہر رکن پر تو نے اس کی ادا کی۔ پھر ارشاد ہوا اے ابراہیم علیہ السلام تم لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دو قولہ تعالیٰ وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ترجمہ:۔ اور اعلان کر دو لوگوں میں حج کے واسطے کہ لوگ اس خانہ کعبہ کے واسطے پیادے اور اگر سواری میسر ہو تو سوار پر اگرچہ ان کے اونٹ دبلے ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ یہ حکم دوری مسافت کے واسطے ہے۔ بہرحال ہر ممکن طریقہ پر اس گھر کی طرف چلے آئیں۔ یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ ب العزت میں عرض کی یاالٰہی کہاں تک میری آواز پہنچے گی اور اس کو کون سنے گا۔ حکم ہوا کہ تم بلند آواز سے پکار دو میں تیری آواز کو تمام مخلوقات کے کانوں میں یہاں تک جو روحیں باپ کی صلب میں اور ماؤں کے رحم میں ہیں سب کو سنوادوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر بآواز بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا

Marfat.com

ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اس میں حج کے واسطے آنا ضروری ہے۔ چنانچہ جن کی قسمت میں حج تھا۔ ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے باپ کی پشت اور ماں کے رحم میں لبیک کہا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی کو نہ دیکھا اور چاروں طرف سے آواز آئی

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لاَ شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَتَه لَكَ وَالْمُلْكَ لاَ شَرِیْكَ لَكَ یَا سَیدِی وَمَوْلاَئِی

ترجمہ:۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے میدان میں چاروں طرف نظر کی دیکھا کہ نہ پانی ہے نہ گھاس ہی اور نہ زراعت غرض کہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی قولہ تعالیٰ

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ ذَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ط رَبَّنَا لِیُقِیْمُو الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْكُرُوْنَ ط

ترجمہ:۔ یارب میں نے بسائی ہے اپنی اولاد میدان میں جہاں کھیتی نہیں۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس۔ اے رب ہمارے ہم کو قائم رکھ واسطے اپنی نمازوں کے کیونکہ جو تیرا ہو جاتا ہے اس کا دل تیری طرف ہی جھکتا ہے اور جو لوگ اس جگہ آباد ہو جائیں تو تو ان لوگوں کو میووں سے روزی دے تاکہ وہ تیرا شکر زیادہ کریں۔ فائدہ ابراہیم علیہ السلام کا گھر شام میں تھا۔ بعد تولد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ان کی ماں کے ساتھ اس بیاباں میں لاکر جہاں پر اب مکہ مکرمہ ہے بٹھا کر چلے گئے پھر رفتہ رفتہ مکہ شہر آباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمزم کا چشمہ نکالا۔ اس وجہ سے اور زیادہ جلد اس جگہ پر لوگ آباد ہو گئے کیونکہ یہ زمین کھیتی اور میوے کے درختوں کے واسطے موزوں نہ تھی اسی کے نزدیک ایک زمین طائف تھی اس زمین کو زرخیز و سرسبز شاداب کر دیا تاکہ بہتر سے بہتر میوے وہاں سے ہوں اور شہر مکہ مکرمہ میں وہاں پہنچیں بعد اس کے خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چھتیس کوس تک زمین مکے کی جو کہ سنگریزے سے بھری تھی اسے کھود کر ملک شام میں لے جا کر رکھ دی۔ اور اس کے عوض میں دریائے نیل کی زمین مکے میں لاکر رکھ دی اور فرشتے سب اس زمین کے گرد کعبے کے ساتھ دفعہ طواف کرتے رہے اور اس جگہ سے کہ جہاں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مٹی کھود کر ملک شام میں پھینکی

Marfat.com

تھی لے جاکر اس کا نام طائف رکھا اس واسطے کہ سات دفعہ گرد بیت اللہ کے طواف کیا تھا اب ہر طرح کے میوہ جات طائف میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام میں جاکر رہائش اختیار کرلی کیونکہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ خانہ کعبہ خراب نہ ہو گا آباد رہے گا۔ اسی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک عرصہ مدید تک وہیں عبادت کرتے رہے اور مسافروں کی مہمان داری کرتے رہے۔ کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ایک دن حضرت عزرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت بن کر آپ کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کون ہو ور کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا کہ میں عزرائیل علیہ السلام ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تم میری ملاقات کو آئے ہو یا جان قبض کرنے کو؟ انہوں نے کہا میں آپ کی ملاقات کو آیا ہون اور آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دوست کہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کون ہے اور اس کی علامت کیا ہے حضرت ملک الموت نے کہا اس کی علامت یہ ہے کہ وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کاش میں ویسا ہوتا یا اسے دیکھتا تو میں اس کے ساتھ دوستی کرتا۔ اس کے بعد عزرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تلاوت کرتے یا عبادت کرتے تو آپ کی آواز ایک کوس تک جاتی اور اس آواز کو جو سنتا وہ کہتا کہ یہ آواز تو حضرت خلیل اللہ کی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے خدا کی عبادت کر رہے ہیں ایک دن آپ نے تمنا کی اے خداوند تو مردے کو کس طرح زندہ کرتا ہے اگر یہ چیز تو مجھے آنکھوں سے دکھا دے تو بہت ہی اچھا ہو۔ پس خدا کی درگاہ میں عرض کی۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ترجمہ:۔ اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اے رب دکھا مجھ کو کیونکر جلاتا ہے تو مردے کو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ترجمہ:۔ کہا کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ تو فوراہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گزارش کی۔ قولہ تعالیٰ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ترجمہ:۔ کہا حق ہے فرمانا تیرا مگر اس واسطے کہ تسکین ہو جائے میرے دل کو۔ باری تعالیٰ نے فرمایا

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

Marfat.com

ترجمہ:۔ فرمایا کہ تم پکڑ لو چار پرندے اڑنے والے پھران کو بلاؤ وہ تمہاری آواز پر اپنے جسم کی طرف ہر ٹکڑا آئے گا۔ اور وہ میرے حکم سے اپنی پہلے حالت پر آجائیں گے بحکم الٰہی حضرت خلیل اللہ پرندے لائے۔ ایک ان میں طاؤس تھا اور دوسرا مرغ اور تیسرا کوا اور چوتھا ان میں ایک کبوتر تھا ان کو انہوں نے پالا اور اچھی طرح سے اپنے سے مانوس کیا جب ان کو اطمینا ہو گیا کہ یہ ہم سے اچھی طرح مانوس ہو چکے ہیں اور ان کو پہچان بھی لیا تاکہ بھول نہ ہونے پائے۔ پھر ایک دن ان سب کو ذبح کر ڈالا اور اس کی تقسیم اس طرح سے کی کہ ایک پہاڑ پر ان چاروں جانوروں کے سر رکھے اور ایک پر پاؤں اور ایک پر دھڑ اور ایک پر ان کے تمام بالوں کو رکھا اور اپنے دل میں اطمینان بھی کر لیا کہ خداوند قدوس کی قدرت کے مناظر دیکھیں گے۔ پھر انہوں نے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر ایک جانور کو پکارا تو اس کا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر کچھ دیر بعد دھڑ اس سے آکر مل گیا۔ پھر پاؤں ملے پھر آخر میں بال آکر مل گئے۔ اور جب وہ اپنی پہلی اصلی حالت میں ہو گیا تو وہ دوڑتا ہوا چلا آیا۔ اسی طرح چاروں جانور باری باری سے درست ہوتے گئے اور اپنے اپنے اعضا سے مل کر صحیح سالم اپنی اصلی حالت پر اڑتے ہوئے حاضر ہو گئے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چار جانور پکڑ مرغ' طاؤس' کوا اور گدھ بعض نے کبوتر کہا ہے۔ پس ان دونوں مورخین کا اختلاف ہے۔

سوال | اس کا کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاروں جانوروں کو مرغ فرمایا اور دوسرے جانور کا ذکر نہیں کیا۔

جواب | مرغ ان جانوروں پر فضیلت رکھا ہے اور دوسرے جانور اتنی فضیلت نہیں رکھتے۔

مرغ ذبح کرنے کو اس وجہ سے کہا کہ شہوت میں اس سے زیادہ کوئی جانور نہیں۔ ایسا ہی تو بھی اپنی شہوت کو ترک کر اور مور کو اس واسطے کہ اس کے برابر زیبا دنیا میں کوئی جانور نہیں لہٰذا ایسا ہی تو بھی اپنی زینت کو اور آرائش دنیا کو چھوڑ دے۔ اور کوے کو اس کے برابر کوئی حریص دنیا نہیں۔ تو بھی ایسا ہی حرص دنیا کو چھوڑ دے۔ اور گدھ کو اس واسطے کہ اس کی عمر پانچ سو برس سے زیادہ بھی ہوتی ہے۔ لیکن آخر کو موت ہے۔ لہٰذا تو بھی اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دے اور یہ عارضی زندگی پر امید درازی عمر مت کیجئے اور

Marfat.com

اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھو تاکہ دنیا کے مشاغل سے بچتے رہو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان چاروں کو ذبح کر کے گوشت اور پوست اور ہڈی اور رگ کو ہانڈستے میں کوٹا اور چار گولیاں بنا کر چار طرف ڈال دیں اور چاروں جانوروں کا سر اپنے ہاتھ میں لے کر بلایا کہ اے فلاں فلاں جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آؤ اپنی پہلی اصلی حالت پر ہو جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ آواز سن کر وہ گولیاں جو جانوروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی تھیں وہ اس طرح آکر مل گئیں کہ کوئی یہ کہہ بھی نہ سکتا تھا کہ ان کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا اور ان کے اعضاء کو کوٹ کر گولیاں بنا دی گئی تھیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگئیں۔ اور چاروں جانوروں کے سر جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھے اس میں منسلک ہو گئے یعنی مرغ کے سر میں مرغ کا بدن اور مور کے سر میں مور کا بدن اور کوے کے سر میں کوے کا بدن اور گدھ کے سر میں گدھ کا بدن آلگا اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئے اور پھر وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ہاتھ سے اڑ گئے اور وہ چاروں جانور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے چاروں طرف طواف کرنے لگے اور یہ طواف کا سلسلہ برابر سات دن رات جاری رہا پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو نے اسمٰعیل علیہ السلام کو جیسا کہ خدا کی راہ میں دیا ہے ویسا ہی اپنا جمیع مال و متاع بھی دے تو تو میرا بندہ خالص و مخلص زیادہ ہو گا۔ جیسا کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ترجمہ:۔ جب کہا اس کو اس کے رب نے حکم بردار ہو بولا میں حکم بردار ہوں اپنے رب العالمین کا۔ پس یہ حکم سننے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال و متاع فقیروں کو لٹا دیا اور حضرت ابراہم علیہ السلام اب اولاد کی طرف سے مایوس تھے اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف نوے برس کی تھی۔ اور اس وقت تک حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا سے کوئی فرزند نہیں ہوا تھا اس لئے بدگمان ہو کر گئو سالے کو حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا قلادہ زریں پہنا کر بجائے فرزند کے اس کی پرورش کرنے لگیں۔ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات رات دن تک مسافروں کے لئے کھانا نہیں کھایا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ کے حکم

Marfat.com

سے بارہ شخص جو ان نیک رو مثال غلاموں کے مزین ہو کر حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس آئے سلام کیا۔ اسکا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وعلیکم السلام سے دیا اور یہ خیال کیا کہ سب آدمی ہیں حالانکہ وہ سب فرشتے تھے ان کے ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر لے گئے قولہ تعالیٰ۔ وَلَقَدْ جَآئَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ترجمہ:۔ اور آچکے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر بولے سلام ہو تم پر اور وہ بولے سلام ہو تم پر پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک گائے کا بچہ تلا ہوا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے سائرہ رضی اللہ عنہا سات دن بعد آج مہمان عزیز و مکرم آئے ہیں جو چیز تم عزیز رکھتی ہو ان کے واسطے بھی وہی چیز لے آؤ۔ حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ اے حضرت میں اس بچھڑے سے زیادہ عزیز کسی چیز کو نہیں رکھتی ہوں اور اسے منزلہ فرزند کے میں نے پالا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کو قربانی کر کے اور تل کر آپ کے مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دوں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اسی وقت ذبح کیا اور اس کو بھون کر مہمانوں کے سامنے لا کر رکھا۔ اور آپ خود بھی ان مہمانوں کے ساتھ سر نیچا کیے باادب کھان لگے۔ حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا نے پردے سے دیکھا اور کہنے لگیں اے حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ تو کھاتے ہیں لیکن آپ کے مہمان نہیں کھاتے ہیں۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھا کر مہمانوں کی طرف دیکھا کہ مہمان کھاتے نہیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں سے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے ان مہمانوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں ان کی قیمت کے بغیر کھانا درست نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مہمانوں سے کہا کہ اچھا آپ لوگ اس کی قیمت ادا کر دیجئے۔ مہمانوں نے عرض کی کہ آپ اس کی قیمت کیا چاہتے ہیں۔ تب آپ نے ان مہمانوں سے فرمایا کہ اس کی قیمت تو یہ آپ لوگ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہ کر کھانا شروع کردیں اس کی قیمت ادا ہو جائے گی اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو پھر الحمد للہ کہنا یہی اس کی قیمت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بآواز بلند کہا اے ابراہیم علیہ السلام اس بات سے خدا تعالیٰ تم سے بہت خوش ہوا اور تمہیں اپنا دوست بنا لیا اتنا کہنے کے بعد بولے

Marfat.com

کہ آپ قطعاً ترس نہ کیجئے۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور ہم میں جبرائیل' اسرافیل' دردائیل اور عقوئیل علیہم السلام اور کئی دیگر فرشتے شامل ہیں اور ہم کو اللہ رب العالمین کا حکم ہوا ہے کہ پہلے آپ کے پاس جائیں کیونکہ آپ نے تہیہ کیا ہوا ہے کھانا مہمان کے ساتھ کھائیں گے ورنہ نہیں کھائیں گے اور آج تقریباً سات دن ہوئے کچھ نہیں کھایا اور بطور روزہ دار کے ہیں اور ہم لوگ محض اسی مقصد کی وجہ سے بصورت انسان بھیجے گئے کہ آپ مہمان نوازی کریں اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے تو آپ کا روزہ کھل جائے گا اور جو بوجہ بھوک اور فاقہ کرنے سے پریشانی لاحق ہوئی ہے جاتی رہے گی۔ اس کے بعد اللہ رب العزت کا ہم کو حکم ہے کہ شہرستان میں حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں جاویں اور وہ بھی پیغمبر مرسل ہے ان کو وہاں کی بلا سے نجات دیں گے اور آپ کو ایک بشارت بھی دیتے ہیں آئندہ مستقبل قریب میں آپ کے یہاں ایک فرزند مبارک تولد ہو گا اور نام اس کا اسحاق علیہ السلام اور اس کے بیٹے یعقوب علیہ السلام ہوں گے اس وقت حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا کھڑی تھیں۔ اس بات کے سنتے ہی ہنس پڑیں قولہ تعالیٰ **وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ** ترجمہ:۔ اور ان کی عورت کھڑی تھیں اور یہ باتیں سن کر ہنس پڑی۔ پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی تب حضرت سائرہ بولیں قولہ تعالیٰ

قالت یویلتی ء الدوا نا عجوزا وہذا بعلی شیخاً ان ہذا لشیئی عجیبٌ قالو عجبین من امرا اللہ رحمتہ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیتٌ انہ حمید مجیدٌ

ترجمہ:۔ بولی اے خرابی کیا میں جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور خاوند بھی میرا بوڑھا ہے۔ یہ تو عجیب بات ہے وہ فرشتے بولے کہ کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم میں۔ یہ خداوند قدوس کی حکمت اور مہر ہے اور اس کی تمام برکتیں ہیں تم پر اور تمہارے تمام گھر پر کہنے لگے اے سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا تم اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت میں تعجب مت کرو اور ہم مزید خوشخبری یہ دیتے ہیں کہ تم کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اسحٰق کی پشت سے ستر ہزار پیغمبر اور پیدا ہوں گے یہ سن کر حضرت سائرہ خاتون نے ان فرشتوں سے کہا کہ اس

Marfat.com

کے کیا آثار ہیں۔ وہ بولے کہ تم کو معلوم نہیں آج تم خدا کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ بھی دیکھ لو کہنے لگے یہ ہڈیاں بچھڑے کی جو کہ بڑے طباق میں رکھی ہیں تم اس کی طرف منہ کر کے کہو کہ **قم باذن اللہ** اسی وقت یہ بچھڑے کا بچھڑا جی اٹھے گا اور دوڑتا ہوا اپنی ماں کے پاس جا کر دودھ پینے لگے گا۔ اور دوسری علامت یہ ہے کہ ایک شاخ درخت کی سوکھ نیم سوختہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے گھر میں تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر اس پر ملا فی الفور وہ سوکھی ہوئی درخت کی شاخ سبز ہوئی اور اس میں ہری ہری پتیاں بھی لگ گئیں اور میوہ پھیلا اور پھر پختہ ہوا تب حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا کو دیا انہوں نے اس کو کھایا۔ بعد ازاں حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ تم نے خداوند قدوس کی قدرت کاملہ دیکھی ہے کہ کتنے دن کی سوکھی لکڑی سبز ہو گئی اور اس کے میوے پھلے اور تم نے اس کو کھا بھی لیا تو یہ اللہ رب العزت کی قدرت سے بعید نہیں ہے کہ وہ تم کو ایسے وقت میں ایک نیک فرزند ارجمند نیک صالح اور پیغمبر عطا فرمائے گا جس کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام ہو گا اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام ہوں گے جن کی پشت سے ہزاروں انبیاء پیدا ہوں گے اور رب العزت کی وحدانیت اور الوہیت کا چرچا چار دانگ عالم میں تسلیم کیا جائے تاکہ مخلوق خدا اپنے حقیقی معبود کو پہچان سکے اور دنیا کے معبود ان باطل سے منہ موڑ لے۔ بس میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت لوط علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امور سے فارغ ہوئے تو ان فرشتوں نے شہرستان لوط کا قصد و ارادہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں وہ فرشتے بولے اے ابراہیم خلیل اللہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس شہر کے باشندوں کو ہلاک کرنے کے لئے جاتے ہیں آپ ہمارے ساتھ نہ چلیں کیونکہ عذاب الٰہی کے دیکھنے کی طاقت تمہیں نہ ہو گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا حافظ ہے میں تو تمہارے ساتھ عذاب الٰہی کو دیکھنے چلوں گا جو قوم لوط پر بھیجا گیا ہے یہ کہتے ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ان فرشتوں کے ہمراہ چل دیئے۔ جب تقریباً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر جا پہنچے تو فرشتوں نے باادب عرض کی کہ ابراہیم خلیل اللہ آپ یہیں ٹھہریں آپ کے واسطے آگے جانے کا حکم

Marfat.com

قطعاً نہیں ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام فورا اپنے اونٹ سے نیچے اتر پڑے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور وہ فرشتے اس شہرستان میں قوم لوط علیہ السلام کی اس جگہ پر جا پہنچے جس جگہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہاں کے لوگ بد کردار اور بد فعل ہیں کہ مردوں کے ساتھ مرد اور عورتوں کے ساتھ عورتیں فعل بد کی مرتکب ہوتی ہیں اور راہزنی سے لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں اور اسی وقت یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جو لوگ اس فعل بد میں گرفتار ہیں ان پر غضب الٰہی آئے گا اور وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ چیز خداوند قدوس اپنے فیصلے میں طے کر چکا ہے کہ جو قوم سرکشی ظلم و تعدی کرے گی اور خدا تعالیٰ کے احکاموں سے روگردانی کرے گی اس پر ضرور غضب الٰہی نازل ہو گا اور وہی دنیا میں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں اور خداوند کریم اپنے پیغمبروں کی بات کبھی رائیگاں اور مسترد نہیں کرتا چنانچہ آپ نے جس چیز کی خبر اس قوم کو دی تھی وہ بہت جلد ان پر مسلط کر دی گئی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لئے اس صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔ چونکہ وہ فرشتے خدا کا حکم لے کر اس قوم لوط کی طرف بھیجے گئے تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان شہروں کو سوائے ایک شہر جس کو سدوم کہتے ہیں اس کو محفوظ رکھا اور بد فعلیوں میں مبتلا ہیں تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ اپنی شادی بیاہ وغیرہ موقوف کر دیا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اہل سدوم کو ان پر فضیلت دی اور نجات بخشی اور اس شہرستان کے باشندوں میں لاکھوں آدمی قوی ہیکل اور جنگی تھے سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے الغرض وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب الٰہی لے کر آئے تھے وہ سب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر گئے اور ان کی بیٹیوں کو سلام کیا اور ان کی بیٹیوں نے سلام کا جواب دیا بعدہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ کوئی آدمی شہر میں ایسا ہے کہ ہم مسافروں کو آج کی شب مہمان رکھے اور کھانا کھلائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ سوائے ہمارے باپ کے اس شہر میں تو کوئی نہیں آپ لوگ ذرا صبر کیجئے وہ خدا کی عبادت سے فراغت پالیں تو البتہ وہ تمہاری کچھ خدمت ضرور کریں گے۔ جب حضرت لوط علیہ السلام نے خدا کی عبادت سے فراغت پائی تو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھا کہ اندیشہ کرنے لگے کہ یہ مہمان تو صاحب جمال و کمسن ہیں۔ خدانخواستہ اگر قوم کو معلوم ہو گیا تو یہ قوم ان مہمانوں کے ساتھ

Marfat.com

بد فعلی نہ کرنے لگے تو ہمارے لئے بڑی ندامت اور شرمندگی کی بات ہو گی اور میں بہت زیادہ رسوا ہو جاؤں گا اور پھر کہیں بھی اپنا منہ نہ دکھا سکوں گا۔ لوگ مجھ کو بہت ذلیل کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۝ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ۔

ترجمہ:۔ اور پہنچے میرے بھیجے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے تو وہ ان کے آنے سے اپنے دل میں رنجیدہ ہوئے اور اپنے جی میں کہنے لگے کہ ہمارے لئے آج کا دن بڑا سخت دن ہے اور آئی اس کے پاس قوم دوڑتی ہوئی اور وہ سب بے اختیار تھے اور وہ بہت زیادہ منتظر تھے اس فعل بد کے کرنے کے فائدہ در حقیقت وہ فرشتے لڑکے کم سن بن کر گئے تھے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں چونکہ حضرت لوط علیہ السلام کو اس قوم کی بداعمالیاں اور بدخوئیاں اچھی طرح معلوم تھیں اسی وجہ سے وہ اپنے دل میں سخت خفا تھے اور اسی وجہ سے لوط علیہ السلام کو اپنی قوم سے لڑائی کرنا پڑی آخر مجبوری و ناچاری ان مہمانوں کو حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر لے گئے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی۔ اس وجہ سے اس نے جا کر اپنی ساری قوم سے ان مہمانوں کی خبر کر دی وہ قوم لوطی تھی۔ پس ناگہاں قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کی حویلی پر آئے اور بلند آواز سے کہنے لگے کہ اے لوط علیہ السلام تم وہ بارہ اشخاص کو جو خوبرو اور نہایت حسین و جمیل ہیں اور کم سن بھی ہیں اور وہ آج سب تیرے گھر مہمان ہوئے ہیں تم انہیں ہمارے پاس بھیج دو حضرت لوط علیہ السلام نے بوجہ خوف کے ان لوگوں سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ

ترجمہ:۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا اے قوم یہ میری (قوم) بیٹیاں حاضر ہیں اور یہ پاک ہیں میں تمہارا نکاح ان سے کر دوں گا پس تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور مجھ کو رسوا مت کرو یہ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ کیا اے قوم میری تم میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ سیدھے راستے پر گامزن ہو۔ اور نیک بات کے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا

Marfat.com

ہو۔ فائدہ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں فرشتے مہمان بن کر اترے تھے اور قوم ان نوجوان اور صاحب جمال مہمانوں کو دیکھ کر دوڑی ہوئی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر آئی اور حضرت لوط علیہ السلام نے ان مہمانوں کو عزت و آبرو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کافر قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات تسلیم نہ کی اور حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کے دروازے توڑ ڈالے اور پھر کہا قولہ تعالیٰ **قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَالَنَا فِیْ بَنَاتِكَ مِنَ الْحَقِّ وَاِنَّكَ لَنَعْلَمُ مَانُرِیْدُ** ۵ ترجمہ:۔ وہ قوم کے لوگ بولے کہ تو جان چکا ہے کہ ہم کو تیری (قوم) بچیوں سے غرض نہیں اور تجھ کو اچھی طرح معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں تم اپنے مہمانوں کو ہمارے پاس بھیج دو۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا۔ **قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ** ۵ حضرت لوط علیہ السلام کہنے لگے اگر مجھ کو تمہارے سامنے زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی محکم آسرے میں۔ یعنی اے قوم مجھے قوت ہوتی تو تمہارے ساتھ لڑتا لیکن میں نے صبر کیا اور پناہ چاہی خدا کی تمہارے شر سے میرے مہمانوں کو خدا محفوظ رکھے اور فرشتوں کو خدا کی طرف سے یہی حکم تھا کہ جب تک لوط علیہ السلام تمہارے پاس اس قوم بدکار کی شکایتیں تین دفعہ نہ لاویں۔ اس وقت تک ہرگز اس قوم سے برائی نہ کرنا اور نام بھی اپنا مت بتانا جب حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے گھر آئے ہوئے مہمانوں سے کہا کہ میں اپنے اندر اتنی قوت نہیں رکھتا کہ ان کا باقاعدہ مقابلہ کروں اور ان ملعونوں کے شر سے بچوں اور تم کو بھی بچاؤں اور ظالم قوم کو اپنے سے دفع کروں۔ حضرت لوط علیہ السلام نہایت آبدیدہ ہو کر اپنے مہمانوں سے یہ کہہ کر رہے تھے کہ اس قوم کے لوگوں نے آکر لوط علیہ السلام پر بے ادبی سے ہاتھ چلایا اور ناچار ہو کر حضرت لوط علیہ السلام ان مہمانوں کے پاس ناطاقتی کی صورت میں آئے۔ جب تین مرتبہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں سے اپنی قوم کی شکایتیں کیں اور پھر شدید آبدیدہ ہو گئے یہ دیکھ کر مہمانوں نے کہا قولہ تعالیٰ

قَالُوْا یَا لُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۵ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَا اَصَابَهُمْ ۵ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ

ترجمہ:۔ مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے اور یہ لوگ ہرگز نہ

Marfat.com

پہنچ سکیں گے تجھ تک سو نکل اپنے گھر سے کچھ رات رہے اور پھر تم میں سے کوئی شخص منہ موڑ کر بھی نہ دیکھے مگر تیری عورت تو ان ہی میں سے ہے اور جو عذاب الٰہی ساری قوم پر آئے گا وہی تمہاری بیوی پر بھی آئے گا اور عذاب الٰہی کے آنے کا وقت اور وعدہ علی الصبح ہے۔ پھر مہمانوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے کہ ہم لوگ سب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب الٰہی لے کر آئے ہیں اور ہم لوگ یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ آپ آج شب اس قوم سے بچ کر محفوظ جگہ پر چلے جائیں جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کیونکہ آج شب کو صبح کے وقت اس قوم پر عذاب الٰہی علیہ السلام نے مزید معلومات کی صورت میں فرشتوں سے پوچھا کہ عذاب اول شب آئے گا یا آخر شب اتنے میں وہ مردود بھی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کو کھودنے لگے اور کہنے لگے ابھی تک صبح نزدیک نہیں ہوئی یعنی اے لوط علیہ السلام صبح ہو رہی ہے۔ مگر تم نے جو ہم سے کہا تھا وہ اب تک کچھ نہ کیا اور یہ کہتے ہی ان لوگوں نے چاہا کہ فرشتوں پر دست دراز ہوئیں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے معمولی سی حرکت کی اور بحکم خدا وہ فی الفور طمس ہو گئے یعنی آنکھ ناک منہ ان کے سب یکساں ہو گئے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

ترجمہ:۔ اور تحقیق ارادہ کیا حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں نے دست درازی کا تو کھویں ہم نے ان کی آنکھیں اب چکھو عذاب میرے کو اور پہنچو اس مصیبت کو جو تمہارے واسطے تیار کی گئی ہے۔ پھر اس کے بعد فوراً ہی ان پر شدید عذاب الٰہی نازل کیا گیا۔ اور وہ وقت بالکل صبح کا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کر سکے اور مجرموں کے کردار کی سزا دے قولہ تعالیٰ

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

ترجمہ:۔ بے شک نازل ہوا ان پر عذاب صبح کے وقت سو وہ بہت بڑا عذاب تھا تاکہ تم کو معلوم ہو جائے میرا عذاب اور مصیبت چنانچہ پہلا عذاب اس قوم پر یہ ہوا کہ ان کی آنکھیں رہیں اور نہ ناک اور نہ منہ لگے واویلا کرنے اور اسی غصہ میں بولے کے لوط علیہ السلام نے اپنے گھر میں جادوگروں کو بلا رکھا ہے۔ پھر کہنے لگے اے لوط تو اپنے آئے ہوئے مہمانوں سے کہہ دے کہ وہ ہمارے آنکھیں اچھی کر دیں تو تم ہم ان برے فعلوں سے توبہ کر

Marfat.com

لیں گے۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر ان کے چہروں پر مل دیا۔ اسی وقت ان کی آنکھیں صاف اور منہ بالکل درست ہوئے پھر جب وہ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے پھر ان ہی فرشتوں پر دست درازی کا قصد کیا تو اس مرتبہ ان کا تمام بدن خشک اور شل ہو گیا۔ پھر توبہ کی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر ان کی آنکھوں پر اور بدن پر مل دیا وہ سب اچھے ہو گئے۔ بعدہ وہ لوگ سب کے سب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر سے نکل گئے اور تمام شہر کے دروازے بند کر دیئے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ کل لوط علیہ السلام کے مہمانوں سے ہم اس کا بدلہ لیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ اپنے اہل و عیال و اطفال کو لے کر اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ ان مردوں نے پورے شہر کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو معہ اہل و عیال کے شہر سے نکال کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھر تک پہنچا دیا چونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی اس لئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اپنی بیٹیوں کو لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھر داخل ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال کو بڑی چاہت سے رکھا بعد اس کے جب آفتاب طلوع ہوا تو خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر زمین کے نیچے دے کر شہرستان لوط کو اس طرح پلٹ دیا کہ ایک پتہ درخت کا اور ایک حلقہ دروازے کا نہ ہلا اور گہوارے بھی بچوں کے لغزش میں نہ آئے بس اسی طرح ہوا پر اڑا دیا۔ اور آواز ان فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام تک پہنچی اور پھر اس قوم کفار کی کچھ خبر نہ ملی حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی ہیبت سے بے ہوش ہو گئے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دی اور اپنی گود میں لے لیا قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا مَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ

ترجمہ:۔ جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی وہ بستی نیچے اوپر اور برسائیں ہم نے ان پر کنکریاں پتھر کی تہ بتہ۔ حضرت لوط علیہ السلام یہ حال دیکھ کر تاسف درازی کرنے لگے اور شہر کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو خراب ہو چکا ہے اور ہر شخص کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا ہوا ہے اور اس طوق پر اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ قولہ تعالیٰ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ

Marfat.com

الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ترجمہ:۔ نشان کئے ہوئی نزدیک پروردگار تیرے کے اور نہیں ہے وہ ظالموں سے دور۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس قوم کا کونسی جگہ ٹھکانا ہے۔ وہ بولے ان لوگوں کا سات طبق نیچے دوزخ ہاویہ میں ٹھکانہ ہو گا۔ حشر کے دن حساب سے فارغ کر کے ان لوگوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی اپنے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیٹے تھے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام بی بی ہاجرہ کے بطن سے اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور مدین اور مدائن بی بی سائرہ کے بطن سے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صرف ایک بیٹے تھے لیکن توراۃ میں لکھا ہے کہ بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹے کی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے ان کا نام قیدار تھا اور ان کی جسم کی قدامت چالیس گز لمبے سات گز موٹے اور چوڑے عرب کے سلطان تھے اور تمام عرب ان کا مطیع اور فرمانبردار تھا اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عیص اور دوسرے کا نام یعقوب اور مدین کے ایک بیٹے کا نام شعیب علیہ السلام تھا مدین کے بیٹے عجم کے بادشاہ تھے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی تو آپ کا انتقال ہوا اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موت سے ہر وقت ڈرتے تھے اس لئے حق تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی موت ان کی مرضی کے موافق کی جائے ناگہاں ایک بوڑھا مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کھانا لا دیا مارے ضعف کے وہ کھانا نہ کھا سکا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ آپ کی کیا عمر ہو گی اس نے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میری اس وقت تقریباً ایک سو بیس سال کی ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت افسوس کرنے لگے کہ مجھ کو بھی شائد اس سن و سال میں یہ حال گزرے ابھی تو میری عمر اس سے دس سال کم ہے تب آپ نے کہا یا الٰہی میں اپنی عمر اس سے زیادہ نہیں چاہتا ہوں۔ اس کے بعد چاروں بیٹوں کو بلا کر وصیت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَوَصّٰی بِهَا اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبَ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

اور یہی وصیت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام

Marfat.com

نے کہ اے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سے تم کو چن کر اپنا دین دیا اور تم کبھی بھی غیر مسلم ہو کر نہ مرنا اللہ تعالیٰ نے اس دین کو دین اسلام فرمایا اور یہ چیز میں نے تم کو سنا دی اور بتا دی ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے عرض کی کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے کس کام کے سبب سے نبوی و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تین سبب سے مجھے نبوت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اول میں نے کبھی بھی روزی کا غم نہیں کیا کہ میں کل کیا کھاؤں گا اور دوسرا بغیر مہمان کے کھانا کو نہیں کھایا اور تیسرا یہ کہ جب کوئی کام دنیا و آخرت کا آپڑتا تو پہلے آخرت کا کام کرتا بعد میں دنیا کا۔ ان تین کام کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلافت و نبوت و کرامت بخشی مصداق اس آیت کریمہ کے قولہ تعالیٰ وَاتَّخَذَاللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلاً ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنا لیا۔ یہ وصیت کر کے اپنے بیٹوں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے بعد انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب بیٹے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے حضرت اسحٰق علیہ السلام سے کہا کہ مجھے کچھ باپ کے ورثے سے حصہ دو تاکہ باپ کا نشان و تبرک ہمارے پاس بھی رہے۔

اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کہا کہ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پشت سے حضرت محمد ﷺ پیدا ہوں گے جو سید الانبیاء ہیں اور پھر تمام مومن ان کی پشت سے ہوں گے اور تمہاری پشت سے تمام یہود اور گمراہ پیدا ہوں گے اور تمہاری اولاد کو ان کی اولاد ہمیشہ خوار رکھیں گے اور بے نکاح لونڈیاں ان پر حلال ہوں گی اور ان کی امت بہت کثیر تعداد میں ہو گی۔ اس بات کو سن کر حضرت اسحاق علیہ السلام اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں میں چھالے پڑ گئے اور وہ اس رونے کی وجہ سے نابینا ہو گئے اس بات کے دو برس گزرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اے اسحٰق علیہ السلام میں تم کو خدا کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تیری پشت سے چار پیغمبر پیدا ہوں گے اور ایک پیغمبر ان میں حضرت موسیٰ ہو گا جو خداوند کریم سے باتیں کرے گا اور ان کا لقب بھی کلیم اللہ ہو گا اور خدا چاہے تو تمہیں بینا کرے یا ویسا رکھے اگر تم کو خداوند کریم نے نابینا رکھا تو قیامت میں آنکھیں کھلیں گے اور خدا تعالیٰ کا دیدار ہو گا۔ یہ سن لینے

Marfat.com

کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ بس میں اپنی آنکھیں نہیں مانگتا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ اس کے عوض خداوند قدوس مجھ کو اپنا دیدار دکھائے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ان کا نام عیص اور یعقوب علیہ السلام تھا۔ جب یہ دونوں بڑے ہئے تو حضرت اسحٰق علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

بیان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

تواریخ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہر سال مکہ شریف سے اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو ملک شام جاتے تھے اور وہاں حضرت اسحاق اور دوسرے بھائیوں کو دیکھ کر پھر مکہ شریف تشریف لے آتے تھے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی مکہ کے شریفوں میں سے تھیں اور ان سے بارہ بیٹے تولد ہوئے ایک روز اچانک حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے اسماعیل علیہ السلام تم مغرب کی زمین میں جاؤ اور وہاں کے بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ اور دعوت الی الحق دو۔ چنانچہ یہ حکم خداوندی پاتے ہی فوراً وہاں گئے اور تقریباً پچاس برس تک خلق اللہ کو ہدایت کی یہاں تک کہ تمام بت پرست مومن ہو گئے ارشاد ربانی ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝

ترجمہ:۔ اور یاد کر کتاب میں اسمٰعیل علیہ السلام کو کہ وہ اپنے وعدے میں سچا تھا اور اپنے رب کے پاس پسندیدہ۔ یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو واپس نہ اوے گا میں اسی جگہ پر ٹھہرا رہوں اور وہ شخص تقریباً ایک سال تک نہ آیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک برس تک اسی جگہ پر اس کے منتظر رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صادق الوعد فرمایا۔ اور عمر شریف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک سو تیس برس ہوئی تھی آخر عمر تک مکے ہی میں رہے۔ اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آخری عمر مکے سے ملک شام میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام نابینا ہو گئے اور ان سے دو بیٹے تولد ہوئے جن کا نام عیص علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام ہیں اور آپ کی ایک بیٹی بھی تھی اس کا نام تسمیہ تھا۔ حضرت عیص علیہ السلام کے ساتھ اس کا بیاہ کر دیا تھا حضرت اسحٰق کو وصیت کر کے پھر مکے میں تشریف لے گئے اور اس واقعہ کے

Marfat.com

ایک برس بعد انتقال فرمایا۔ بعد اس کے ان کے بیٹے ہر ایک ملک میں متفرق ہو گئے مگر دو بیٹے ایک ثابت دوسرے قیدار دونوں مکے ہی میں رہ گئے اور بیشتر اہل عرب اور حجاز انہیں کی نسل سے ہیں۔

بیان حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام

روایت کی گئی ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد وفات پائی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر ایک سو ساتھ برس کی ہوئے اور حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو اہل کنعان پر پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ اور حضرت اسحاق کی بیوی بھی اہل کنعان کے سردار کی بیٹی تھی اور ان سے دو بیٹے پیدا ہوئے عیص اور یعقوب وجہ تسمیہ یعقوب کی یہ ہے کہ عیص کے عقب یعنی پیچھے تولد ہوئے جب دونوں حضرات بڑے ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص کو حضرت اسماعیل کی بیٹی سے بیاہ دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ تم کو کنعان کے سردار کی بیٹی سے بیاہ دوں گا اور ان کی ماں نے کہا کہ تمہارے ماموں کی بیٹی سے تمہاری شادی کر دوں گی وہ بڑا مالدار ہے ملک شام میں اس کے برابر کوئی نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اس بات کو سن کر تعلل کرتے تھے کہ میں شادی نہیں کروں گا۔ اور حضرت عیص کو حضرت اسحاق علیہ السلام بہت چاہتے تھے اور وہ اکثر اوقات شکار کیا کرتے تھے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام نہیں کرتے تھے۔ ایک روز حالت ضعیفی میں حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص سے کہا کہ آج ایک بکری جنگلی یا ہرن شکار کر کے لاؤ اور اس کے کباب بنا کر مجھے کھلاؤں تو میں اللہ رب العزت سے دعا کروں گا کہ خدا تجھ کو پیغمبر عنایت فرمائے۔ یہ سن کر عیص اپنا تیر و کمان لے کر باپ کی واسطے شکار کے لئے باہر نکلے اور ان کی ماں حضرت یعقوب علیہ السلام کو زیادہ پیار کرتی تھیں انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اپنی بکری جو موٹی تازی اور فربہ ہے اس کو لا کر ذبح کر کے کباب بنا ک جلدی سے اپنے باپ کو کھلا دو تو وہ تم کو دعا دیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی والدہ کا فرمان سن کر فورا ایک بکری ذبح کر کے جلدی جلدی کباب بنا کر لائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام تو آنکھوں سے معذور تھے بوئے کباب پا کر کہنے لگے کہ یہ کباب کون لایا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ عیص علیہ السلام لایا ہے فرمانے لگے کہ ان کبابوں کو سامنے لاؤ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سامنے لا کر رکھ دیئے

Marfat.com

جب حضرت اسحاق علیہ السلام ان کبابوں کو کھاکر خوش ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور کہا کہ یارب مجھے جس بیٹے نے یہ گوشت کھلایا ہے اس کو اور اس کی اولاد کو پیغمبر کیجئے۔ اس کے بعد حضرت عیص شکار سے واپس آئے کباب بنا کر حضرت اسحاق علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے پھر اس وقت حضرت اسحاق کو معلوم ہوا کہ میری بیوی نے حیلہ بنا کر یعقوب کے ہاتھ سے کباب کھلائے تھے اور اس کے حق میں دعا کروائی تھی کیونکہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بہت چاہتی تھیں۔

پھر حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنے بیٹے عیص علیہ السلام سے کہا اے عیص علیہ السلام تیری دعا تیرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے لے لی عیص علیہ السلام نے اس بات کو سن کر طیش میں آکر کہا کہ میں یعقوب علیہ السلام کو مار ڈالوں گا تب حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کو مت مار اور میں تیرے لئے بھی دعا کروں گا۔ کہ تیری نسل سے بہت مخلوق پیدا ہو۔ جب اسحاق علیہ السلام نے حضرت عیص علیہ السلام کو دعا دی تو اس دعا کی برکت سے حضرت عیص علیہ السلام کی اولاد بہت بڑھی۔ مغرب اور اسکندریہ اور دریا کے کنارے تک ان کی اولاد پھیل گئی۔ ایک بیٹے کا نام روم بھی اب جس شہر کا نام روم ہے وہ اور اسی کو استنبول بھی کہتے ہیں چونکہ یہ شہر انہوں نے ہی بسایا تھا اس لئے شہر کی نسبت بھی انہیں کی طرف ہے اور ان کی اولاد بہت ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے تقریباً ایک سو ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور اپنی والدہ حضرت سائرہ خاتون رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام ڈر گئے کہ مبادا عیص مجھ کو مار نہ ڈالے اسی خوف کی وجہ سے وہ سارا دن چھپتے رہتے اور رات میں نکلا کرتے تھے۔ اسی طرح تقریباً ایک سال گزر گیا۔ یہ حال دیکھ کر ان کی والدہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے ماموں کے پاس شام چلے جاؤ اور وہیں رہا کرو کیونکہ وہ وہاں کا بہت بڑا رئیس اور مالدار ہے اور اسی کی بیٹی سے تمہاری شادی بھی کر دوں گی اور تم اپنے باپ کی وصیت بجا لاؤ اور یہاں مت رہو اور اس طرح تمہاری جان کی بھی حفاظت ہو جائے گی اور یہ الفاظ اپنی والدہ کے سن کر حضرت یعقوب کنعان سے رات ہی رات نکل کر ملک شام کی طرف روانہ ہو گئی اور اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل رکھا گیا کیونکہ انہوں نے

Marfat.com

رات ہی رات میں سفر طے کیا اور وجہ تسمیہ اسرائیل کی شب کو نکلنے کے باعث ہوئی اور یعقوب کا ناب بسبب عقب ہونے اپنے بھائی عیص کے ہوا اور یہ پورا حال تو رات میں بھی مرقوم ہے۔ پس دونوں ناموں کی وجہ تسمیہ معلوم ہو گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے ماموں جان کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بہت تسلی و تشفی بھی دی اور کہا کہ تم یہاں رہو اور ان کے ماموں ان سے بہت پیار و محبت بھی کرنے لگے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام لیا اور چھوٹی بیٹی کا نام راحیل تھا۔ لیکن راحیل بہت خوبصورت اور حسین و جمیل تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے کہا کہ راحیل کو میرے ساتھ بیاہ دو اور یہی وصیت بھی میرے باپ کی بھی ہے کہ تم اپنے ماموں جان کی بیٹی سے شادی کرنا۔ یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر ان کے ماموں نے کہا کہ تمہارے باپ کی کوئی بھی شے تمہارے پاس نہیں ہے میں اپنی بیٹی کی کیونکر شادی کر دوں دین مہر کہاں سے دو گے۔ جب کہ مجھے دولت چاہئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے ہاں مگر ایسا ہو سکتا ہے کہ میں چند سال تمہاری بکریاں چرا کر اسی کی مزدوری سے دین مہر ادا کر دوں گا۔

یہ بات سن کر ماموں جان نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون سی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے لئے تو مناسب راحیل کو سمجھتا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی فرمائش کو ان کے ماموں نے منظور کر لیا اور ان کے مابین یہ شرط قائم ہوئی کہ یعقوب علیہ السلام سات برس میری بکریاں چرا کر راحیل سے شادی کریں گے۔ جب سات برس پورے ہو گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں سے درخواست کی کہ اب سات برس پورے ہو چکے ہیں اب آپ میرے ساتھ راحیل کی شادی کر دیجئے یہ بات سن کر ماموں نے اپنی بڑی بیٹی جس کا نام لیا تھا شب کو خلوت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے سپرد کر دیا حالانکہ شرط شادی کی راحیل سے تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دوسرے دن اپنے ماموں سے جا کر کہا کہ میں لیا کو نہیں چاہتا آپ سے تو میں نے راحیل کی درخواست کی تھی۔ ان کے ماموں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ہماری قوم کا دستور ہے کہ پہلے بڑی بیٹی کی شادی کرتے ہیں پھر اس کے بعد چھوٹی

Marfat.com

بیٹی کی شادی کرتے ہیں اگر ایسا ہم نہ کریں تو لوگ ہم پر طعنے کسیں گے کہ دیکھو فلاں رئیس قوم نے اپنی بڑی بیٹی کو تو گھر میں بٹھا رکھا ہے اور چھوٹی بیٹی کو بیاہ دیا ہے یہ بڑی عیب کی بات سمجھی جاتی ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ راحیل سے شادی ہو جائے تو پھر تم کو سات برس تک بکریاں چرانا ہوں گی اور سات برس تک تم اپنے ساتھ لیا کو اپنے نکاح میں رکھو پھر تم کو اختیار ہو گا کہ چاہے دونوں بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھو یا نہ رکھو یہ حکم اس زمانہ میں جائز تھا کہ ایک شخص دو بہنوں کو بھی ایک وقت نکاح میں رکھ سکتا ہے اب شریعت محمدیہ ﷺ میں بیک وقت دو بہنوں کو ایک نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ چونکہ قرآن مجید آخر آسمانی کتاب ہے اور اس کے قوانین قیامت تک کے واسطے کار آمد ہوں گے اور اس میں کسی وقت بھی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہو سکتی اور دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر نزول توریت تک تھا۔ قرآن مجید میں دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَنْ لَّا تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ ۵

ترجمہ:۔ اور نہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا ہے سو ہو چکا ہے پس یہ باتیں سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان کی سات برس اور بکریاں چرائیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی شادی راحیل سے ہوئی اور ان کے ماموں نے کثیر تعداد میں مال و اسباب دے کر دونوں بیٹیوں کو اور داماد کو بھی اپنے پاس ہی رکھا۔ بی بی لیا کہ بطن سے چھ بیٹے تولد ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ روئیں، شمعون، لیوی، یہودا، اسخارا، زیویوں اور یہ نام توریت میں مذکور ہیں۔ اور ایک مدت تک بی بی راحیل سے کوئی اولاد نہ ہوئی ان کی ایک لونڈی تھی جس کا نام زلفی تھا اسے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں دیا اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے وان اور تفتان پھر بی لیا نے بھی اس پر رشک کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک لونڈی دی اور اس سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور نام ان کا رکھا کاوا اور بشرئی پھر کچھ روز بعد بیوی راحیل سے حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی اور حسن و جمال ایسا تھا کہ جس کا وصف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے یوسف علیہ السلام سمیت کل گیارہ بیٹے تولد ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام بیٹوں میں یوسف

Marfat.com

علیہ السلام کو زیادہ پیار کرتے اور انہی سے بہت زیادہ محبت و انسیت تھی۔ یہاں تک کہ ایک گھڑی بھی اپنی آنکھوں سے جدا نہ کرتے اور یوسف علیہ السلام کی پیدائش اس وقت ہوئی جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان چھوڑے ہوئے تقریباً اکیس بائیس سال ہو گئے تھے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بہت عنایت فرمائی۔ اچانک دل میں خیال آیا کہ کنعان جا کر اپنی محترمہ والدہ صاحبہ کو دیکھیں اور ان کی خدمت سے مشرف ہوئیں۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے اجازت مانگی انہوں نے بخوشی اجازت دے دی اور مال و اسباب بھی بہت سا دے کر دونوں بیٹیوں کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ اور لے کر کنعان کو چل دیئے اور راستے میں یہ اندیشہ غالب تھا کہ ہنوز عداوت و غصہ عیص علیہ السلام کے دل سے نہ گیا ہو۔ شائد مجھ کو مار ڈالے انہی تفکرات میں پورا سفر طے کر کے شہر کنعان پہنچے۔ اتفاقاً حضرت عیص علیہ السلام میدان کی طرف شکار کو نکلے تھے راستے میں ملاقات ہو گئی۔ ان کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے دور سے ہی پہچان لیا۔ ادھر یعقوب علیہ السلام نے اپنے قافلے والوں سے کہہ دیا تھا کہ اگر یہ شخص تم لوگوں سے پوچھے کہ یہ مال و اسباب کس کا ہے تو تم یہ کہہ دینا کہ یہ عیص علیہ السلام کا ایک غلام تھا اور اس کا نام یعقوب علیہ السلام تھا وہ ملک شام میں چلا گیا تھا یہ سب مال و اسباب اسی کا ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام مارے ڈر کے اپنے قافلے کے اندر چھپے ہوئے آتے تھے۔

جب بکریوں کے سائبان حضرت عیص علیہ السلام کے پاس پہنچے تو عیص علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا یہ بکری خانہ کس کا ہے۔ سب لوگوں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ عیص کا غلام یعقوب جو ملک شام میں کچھ روز قبل چلا گیا تھا اسی کا ہے۔ جب عیص السلام نے یعقوب علیہ السلام کا نام سنا تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگا کہ عیص علیہ السلام کا یعقوب علیہ السلام غلام نہیں بلکہ وہ تو اس کا بھائی ہے اور وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اس بات کو سن کر سب لوگ کہنے لگے کہ حضرت یعقوب تو ملک شام میں بھی یہی کہتے تھے کہ میں عیص علیہ السلام کا غلام ہوں۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے دور سے دیکھا کہ عیص علیہ السلام بہت ہی آبدیدہ ہو رہے ہیں اور نہایت افسوس کر رہے ہیں۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے قافلے سے الگ ہو کر عیص علیہ السلام سے بغلگیر ہوئے اور گود میں لے لیا اور دونوں

Marfat.com

بھائی زار زار خوب روئے۔ ان وجوہات کے سبب آج یہیں منزل کرلی اور پھر دوسرے دن گھر تشریف لائے اور تقریباً ایک سال گزرنے کے بعد بی بی راحیل سے ایک اور بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام بنیامین رکھا بعد تولد ہونے کے ان کی ماں نے انتقال فرمایا اور بی بی لیا نے بنیامین کی پرورش کی۔ لیا اپنے بیٹوں اور یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتی تھیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے پیدا ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے پیغمبری عنایت فرمائی تب کنعام میں بہت مخلوق خدا ان پر ایمان لائی اور ان لوگوں نے ہدایت پائی اور جب عیص علیہ السلام کو ان کی پیغمبری کی دلیل پہنچی تو ان کو یقین ہو گیا۔ پھر ان کو ایک جگہ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور عیص علیہ السلام نے کہا کہ بھائی مجھے یہاں ایک مدت گزر گئی اور غریب ہی رہا ہوں۔ اور تم بھی کچھ روز میرے ساتھ اسی جگہ رہے ہو اور اب تم یہاں بود و باش اختیار کرو اور تم اس سرزمین کے پیغمبر بھی ہو اور میں کسی دوسری جگہ جا کر رہوں گا۔ روایت میں ہے کہ حضرت عیص علیہ السلام یہاں سے رخصت ہو کر اس جگہ پہنچے جس جگہ کو اب روم کہتے ہیں اور روم ان کے بیٹے کا نام بھی تھا اور بستی بھی اسی کے نام سے آباد ہوئی تھی اسی واسطے اس جگہ کو روم کہتے ہیں اور وہیں جا کر انہوں نے انتقال فرمایا۔ اور جتنی اولادیں ان کی تھیں وہ سب کی سب وہیں رہیں اور ان کی اولاد کی بہت کثرت ہو گئی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عیص علیہ السلام کی اولادوں میں سے سوائے حضرت ایوب علیہ السلام کے کوئی دوسرا نبی نہیں ہوا اور باقی تمام پیغمبر یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

بیان حضرت یوسف علیہ السلام

در حقیقت حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ نہایت اہم اور سبق آموز واقعہ ہے۔ جس کی سننے سے نیک کاموں کی محبت اور گناہوں سے بچنے کی ہدایت و رغبت اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو جس کو خدا تعالیٰ نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلاء متاخرین کی کتابوں میں بخوبی یہ ذکر آیا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو قرآن مجید میں احسن القصص کہہ کر بیان فرمایا ہے اور ہمارے رسول اکرم ﷺ کو اس عظیم الشان واقعہ سے خوب واقف فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ کا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْ حَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَاالْقُرْآنَ ۵ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ ۵

ترجمہ:۔ ہم آپ سے بہتر قصوں میں ایک قصہ بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف قرآن اور تو تھا پہلے اس سے بے خبروں میں سے بعض علماء نے اختلاف کیا ہے حق تعالیٰ سبحانہ نے اس قصے کو سب قرآن مجید کا بہتر قصہ کیوں فرمایا' اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ یہ قصہ سب پیغمبروں کے قصے سے احسن ہے' اور بعضوں نے کہ صبر جمیل یعقوب علیہ السلام کا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور صبر سب سے بہتر چیز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو احسن کہا اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ پہلی باتیں خواب کی تھیں اور تمام حقیقتیں اس قصہ میں بیان ہوئی ہیں۔ خیر جو کچھ بھی ہو بہرحال یہ قصہ عجیب و غریب اور نہایت موثر ہے اس کے پڑھنے سے ہر انسان نیک بن سکتا ہے اور دنیا کی تمام برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور سورہ یوسف کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک روز سات یہودیوں نے آکر حضرت عمر ابن الخطاب اللہ عنہ سے مباحثہ کیا یعنی یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہماری توریت بہتر ہے تمہاری توریت سے۔ اس کے جواب میں یہودیوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ توریت میں مذکور ہے اور آپ کے قرآن مجید میں نہیں ہے درانحالیکہ وہ بہتر قصوں میں سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو سن کر بہت ہی زیادہ رنجیدہ و غمگین ہوئے اور رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور مناظرہ کا حال بیان کیا۔ رسول خدا ﷺ یہ سن کر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غمگین دیکھ کر بہت زیادہ متفکر

Marfat.com

ہوئے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام امین تشریف لے آئے بحکم رب العالمین اور پورا قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان فرمایا۔ اور قصہ کا شروع یہ تھا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام بعد مدت کے شہر کنعان میں تشریف لائے اور پھر یہیں مقیم ہوئے اور بی بی راحیل یعنی والدہ محترمہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد تولد ہونے بنیامین کے انتقال فرمایا اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر صرف پانچ برس کی تھی اور اپنے گیارہ بھائیوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اور بنیامین اس وقت شیر خوار بچے تھی اور ان کی خالہ لیا نے ان کی پرورش کی تھی۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک بہن تھی ایک دن انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر جا کر سب بیٹوں کو دیکھا لیکن ان کو کسی پر پیار نہ آیا۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو گئیں یہ دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہن نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کثیر التعداد ہیں اور آپ کی صرف ایک ہی بیوی ہے سب بیٹوں کی خدمت ایک بیوی سے نہیں ہو سکتی لہٰذا آپ اگر چاہیں تو یوسف مجھے دیدیں ہم اس کی پوری خدمت اور پرورش کرلیں گے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہن کی فرمائش پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سپرد کیا اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے گھر لے گئیں اور ان کی پرورش بہت ناز و نعمت سے کرنے لگیں۔ ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ اسلام کو دیکھنے کے لئے ہر گھڑی دل تڑپتا رہتا تھا اور وہ فرط محبت میں اپنی بہن کے گھر جا کر دیکھ آتے تھے اور اسی طرح روز بروز حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت یوسف علیہ السلام سے زیادہ بڑھنے لگی تب بہن سے کہا کہ میں بغیر یوسف علیہ السلام کے ایک ساعت بھی نہیں رہ سکتا ہوں میرے پاس ہی یوسف علیہ السلام کو بھیج دو۔ اس بات کو سن کر ان کی ہمشیرہ نے کہا کہ میں بھی بغیر یوسف علیہ السلام کے نہیں رہ سکتی۔ اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ایسا کرو کہ یوسف علیہ السلام ایک ہفتہ تمہارے پاس رہے اور ایک ہفتہ میرے پاس۔ انہوں نے کہا اچھا پہلا ہفتہ میرے پاس ہی رہے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ بھی منظور کر لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ایک کمر بند تھا۔ حضرت یعقوب کی بڑی بہن کو وہ کمر بند اپنے دادا کی میراث سے ان کے حصے میں پہنچا تھا اور اسی کمر بند سے حضرت ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

نے بروقت قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پھوپھی کے گھر میں سات دن رہے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب نے ان کو طلب کیا۔ تب ان کی بہن نے حیلہ سازی کی تاکہ یوسف علیہ السلام کو ان کے باپ نہ لے جاسکیں۔ وہی کمربند حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر میں چھپا کر کپڑے کے تلے باندھ دیا کہ یوسف کو کسی بہانے سے چور بنا کر پھر اپنے گھر میں لے آؤں۔ اور اس وقت شریعت الہیہ میں یہ قانون تھا کہ جو کوئی کسی کی چیز چراتا اور پکڑا جاتا تو وہ شخص صاحب مال کا غلام ہو جاتا۔ پس بعد سات دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منگوایا' پھران کی بہن نے حیلہ کرکے یعقوب علیہ السلام سے آکر کہا کہ میرے باپ کا کمربند گم ہو گیا ہے اور یہ یقین ہے کہ یوسف علیہ السلام کے ہمراہ جو لوگ تھے انہوں نے چرایا ہے لہٰذا آپ سب کو حاضر کیجئے۔ ہر ایک سے جھوٹ موٹ پوچھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جاکر ان کی کمر سے کمربند جھٹ کھول ڈالا اور کہا کہ یوسف علیہ السلام میرے پاس مجرم ہوا اور اب وہ دس برس میرے پاس قید رہے گا اور ہماری خدمت کرے گا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خجالت کی وجہ سے اپنی بہن کو یوسف علیہ السلام کو لے جانے کی اجازت دی بعد دو برس کے ان کے خواہر نے وفات کی پھر بعد وفات اپنی بہن کے یوسف علیہ السلام کو اپنے گھر واپس لے آئے اور سب فرزندوں سے زیادہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز رکھتے تھے۔ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے یہ بیان کیا کہ میں نے شب گزشتہ میں خواب میں دیکھا کہ آفتاب اور مہتاب گیارہ ستاروں نے آسمان سے اتر کر مجھے سجدہ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے میری ابا جان میں نے خواب میں دیکھا ہے شب کو کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند نے مجھے سجدہ کیا یعقوب نے جب معلوم کیا کہ بھائی سب ان کو ذلیل کریں گے تب کہا ان سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

Marfat.com

ترجمہ:۔ اور کہا یعقوب علیہ السلام نے اے بیٹے میرے مت بیان کر خواب اپنا بھائیوں سے کیونکہ اس خواب کو سن کر وہ تیرے واسطے البتہ کچھ فریب بنائیں گے اور شیطان انسان کو کھلا دشمن ہے۔ یعنی اس خواب کی تعبیر سنتے ہی وہ سمجھ لیں گے کہ سب تیری طرف محتاج ہوئے ہیں۔ اور شیطان لعین ان کے دل میں حسد ڈال دے گا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کو بتائیں جیسا کہ فرمایا اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۵

ترجمہ:۔ اور اسی طرح نوازے گا تیرا رب اور بتا دیگا تجھ کو ٹھیک اور درست بات یعنی تعبیر خوابوں کی اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور آل حضرت یعقوب علیہ السلام پر جیسا کہ پورا کیا تیرے دو باپوں پر جو تجھ سے پہلے تھے یعنی دو دادے ابرہیم اسحاق علیہما السلام پر اور البتہ تیرا تب بہت خبر والا ہے اور حکمت والا ہے۔ جب یہ خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے سنی تو وہ بہت حسد کرنے لگے اور بولے قولہ تعالیٰ۔

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۵

ترجمہ:۔ اور جب کہنے لگے ان کے بھائی البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے باپ کو ہم سے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ قوت والے ہیں اور ہمارا باپ اپنی اولاد کے معاملے میں صریح غلطی پر ہے اور ہم ہی لوگ ان کے وقت پر کام آنے والے ہیں اور یوسف ابھی چھوٹا ہے۔ اور دوسرا بھائی بھی جو اس کا سگا ہے وہ ابھی چھوٹا ہے اور ہم سب سوتیلے ہیں۔ اور یہ باتیں یوسف علیہ السلام کی نابالغی میں کہی گئی تھیں حالانکہ یہ باتیں طعنہ زنی پر محمول ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ باتیں بھائیوں کو کہنا کسی طرح درست نہ تھا حالانکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی بنے ہوئے اور ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا مرتبہ پایا۔ لیکن ابتداء میں سب نے رنج اٹھائے اپنے باپ کے بھی اور اپنے بھائی کے بھی اور سب کہنے لگے قولہ تعالیٰ۔

Marfat.com

اُقْتُلُوْ يُوْسُفَ اَوِ طْرَا حُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ رَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْ مِن بَعْدِهٖ قَوْمًا صَالِحِيْنَ ۵

ترجمہ:۔ بھائیوں نے آپس میں صلاح کی کہ بس اب یوسف علیہ السلام کو کسی طرح سے مار ڈالو یا کسی ایسی جگہ پھینک آؤ جہاں سے وہ نہ آسکے وہ کسی دوسرے ملک میں اکیلا رہے تاکہ والد محترم کی پوری توجہ تم لوگوں پر رہے۔ اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر مناسب خیال کرو تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کہیں جنگل میں جا کر کسی کنویں میں پھینک دیں تاکہ وہ اپنے باپ کو دکھائی نہ دے۔ اور پھر توبہ کرلو اور اپنے باپ کے ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار رہو تاکہ یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ بھی ہم کو اس حرکت ناشائستہ سے درگزر فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے ایک بھائی کا نام یہودا تھا اور تمام بھائی اس کے فرمانبردار تھے اس نے اپنے بھائیوں سے کہا مت مارو یہ ہمارے بھائی ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۵

ترجمہ:۔ ایک بولا بولنے والا کہ مت مارو یوسف علیہ السلام کو اور پھینک دو اس کو ایک گمنام کنوئیں میں کہ اٹھالے جائیں اس کو کوئی مسافر اور یہ باتیں ان کے بڑے بھائی نے کیں کہ اگر تم کو اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کے ساتھ کرنا ہے تو بس یہی کرو' اتنا ہی کافی ہے کیونکہ جان سے مار ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے اور ۔ ی رائے تو صرف یہ ہے کہ راستے کے کنارے پر کسی کنوئیں میں جو میدان میں واقع ۔ اس میں ڈالنا اور حد تک درست ہو سکتا ہے تاکہ کوئی راہ چلتا سوداگر پانی کے واسطے کنوئیں پر آئے گا اور اسے اٹھا کر اپنے ہمراہ کسی دوسرے ملک میں لے جائے گا اور اس طرح یوسف علیہ السلام اپنے باپ کی نظروں سے دور ہو جائے گا اور ہم کو اس طرح بدنامی بھی کم ہو گی اور خون ناحق سے بھی ہمارا چھٹکارا ہو جائے گا یہ رائے تقریباً سب بھائیوں کو پسند آئے اور سب نے ایک جگہ جمع ہو کر صلاح و مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے باپ سے کس طرح اور کیونکر لیا جائے اور کب اور کس وقت دور میدان میں لے جایا جائے جو ہمارے دلوں کی غرض و غایت اور مقصد ہے۔ سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے اپنے والد بزرگوار کو ہر وقت سمجھاتے اور

Marfat.com

اطمینان دلاتے یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے عزیز یوسف علیہ السلام کو ہمارے ہمراہ کر دیجئے تاکہ کسی بڑے میدان میں جاکر ہم کچھ کھیل دکھائیں لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کسی طرح سے قبول نہ کرتے تھے۔ پھر سب بھائیوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ یوسف علیہ السلام کو ہی فریب دینا چاہئے تو یہ خود اپنے باپ سے چلنے کے واسطے اصرار کریں گے یہ مشورہ کرنے کے بعد ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے ہمارے بھائی تم ہمارے ساتھ سیر کو اور تماشہ میدان کا دیکھنے چلو ہم لوگ تم کو خوب تماشہ اور کھیل میدان میں دکھاویں گے اور وہاں بکری کا دودھ بھی خوب پلائیں گے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ بیشک میں آپ لوگوں کے کہنے سے اس جگہ جانا چاہتا ہوں لیکن والد صاحب کا حکم نہیں ہے اس لئے میں کیونکر جاؤں۔ ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم خود ہی اپنے والد صاحب کے پاس جاکر بولو تو یقیناً تم کو وہ حکم دے دیں گے پھر ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سر میں کنگھی وغیرہ کر کے والد صاحب کے پاس بھیج دیا' حضرت یعقوب نے ان کو دیکھ کر اپنی گود میں اٹھالیا۔ اور ان کے سرو چشم پر بوسہ دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام بھی اپنے باپ کے ہاتھ پاؤں کو چوم کر کہنے لگے کہ اے میرے ابا جان میں اپنے بھائیوں کے ساتھ میدان میں جانا چاہتا ہوں تاکہ میں کچھ سیر میدان کی کرلوں اور وہاں تماشہ بھی دیکھوں اور وہیں بکری کا دودھ بھی پیوں گا۔ اگر حضور کی اجازت ہو تو ان کے ہمراہ جاؤں اور اپنا دل خوش کر آؤں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر فرمایا' نعم' یہ بات ان کے بھائیوں نے سنی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جواب میں والد صاحب نے نعم کیا ہے اور اذن دیدیا ہے یہ سن کر بڑے بھائی یہودا نے کہا کہ اب تم لوگ والد بزرگوار کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت طلب کرلو اور تم لوگ ان کے ساتھ اس چیز کا عہد و پیمان کرلو کے اپنے چھوٹے بھائی کو کسی طرح کوئی گزند نہ پہنچے گی اس کے بعد سب متفق ہو کر اپنے والد بزرگوار کے پاس گئے۔ اور اپنے والد صاحب سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

Marfat.com

ترجمہ:۔ بولے اے باپ کیا ہے کہ اعتبار نہیں کرتے ہو ہمارا یوسف علیہ السلام پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں' بھیج دیجئے ان کو ہمارے ساتھ کل کو کیونکہ وہ وہاں کچھ کھائیں گے اور وہاں جا کر کھیلیں گے اور یہ تو آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ یوسف علیہ السلام کی ہر طرح کی نگہبانی کرنے والے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔ کہ اے بیٹو میں ڈرتا ہوں کہ تم جاؤ گے اور یوسف علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ گے اور میں اکیلا گھر میں رہ جاؤں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قولہ تعالیٰ۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ۝

ترجمہ:۔ جب یعقوب علیہ السلام نے کہا مجھ کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم لے جاؤ گے اس کو اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے اور تم سب کے سب اس سے بے خبر رہو۔ یعنی ان کو بھیڑئے کا ہی بہانہ کرنا تھا سو وہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اس کا خوف آیا اور خواب میں یہ دیکھ چکے تھے کہ بھیڑئے نے حضرت یوسف علیہ السلام پر حملہ کیا ہے اور وہ ہمیشہ اس خواب سے ڈرا کرتے تھے۔ کیونکہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں جھوٹے نہیں ہوتے۔ بہرحال یہ گفتگو حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بولے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ۝

ترجمہ:۔ وہ سب بولے کہ اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم تو سب جماعت میں ایسا نہ ہو گا اور ہم سب صاحب قوت ہیں' اگر پھر بھی کھا گیا تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا۔ یعنی اگر بھیڑیا اس کو کھائے گا تو کیا ہم لوگوں سے اتنا بھی نہ ہو گا کہ ہم دس بھائی ہیں اس کو اپنے بھائی کے کھانے سے روک سکیں اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم سب سخت گنہگار ہوں گے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو ایک روز کی اجازت دے دی اور رخصت کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا اے میری جان میرے دیدے سے اپنا دیدہ ملا کر جاؤ اور ذرا میرے پاس تو آؤ تو میں تمہیں گود میں لے لوں کیا پتہ پھر تمہیں دیکھوں یا نہ دیکھوں۔ بعد اس کے اپنے دیگر بیٹوں سے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو تمہیں سونپا اب جاؤ پھر اسی پاؤں سے سلامت آؤ میرے پاس یہ کہہ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو رخصت

Marfat.com

کیااور وہ سب کے سب ان سے اجازت لے کر چل دیئے۔ قولہ تعالیٰ۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ

ترجمہ:۔ پھر جب لے کر چلے اور آپس میں متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو گمنام کنوئیں میں پس جاتے جاتے کنعان سے چھ کوس کے فاصلہ پر اپنی بکریوں کی چراگاہ میں جا پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کھیل کود کے ساتھ خوشیاں کرتے ہوئے چلے۔ بھائیوں نے ان پر دست درازی اور طمانچے لگانا شروع کر دیئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فریاد و زاری کی اور کہنے لگے کہ میں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جو تم مجھ پر اتنا ظلم کر رہے ہو کیا میرے باپ نے مجھے تم کو نہیں سونپا ہے' یا تم میرے بھائی نہیں ہو۔ تم لوگ اپنے باپ کی وصیتیں اور نعمتیں مت بھولو اور میری بے مادری اور پسری پر رحم کرو۔ ہرچند کہ یوسف علیہ السلام نے کہا۔ لیکن انہوں نے کچھ نہ سنا اور برابر مارتے ہی رہے۔ پھر وہ سب کہنے لگے کہ تو نے یہ بات جھوٹ بنا کر اپنے باپ سے کہی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے آکر مجھے سجدہ کیا ہے شائد تیری یہی آرزو ہے کہ ہم تیرے زیر حکم رہیں۔ اور اب تو تیری موت آچکی ہے اور اس جگہ پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ تیری پشت پناہی کر سکے اور تجھ کو ہم لوگوں سے چھڑا سکے۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اپنے بڑے بھائی یہودا کے پاس چلے گئے ان سے یہ ماجرا کہا انہوں نے یہ سن کر اپنے بھائیوں کو سختی سے منع کیا اور کہا تم لوگ اپنے عہد پر قائم رہو اور انہیں مت مارو۔ اس پر وہ سب کہنے لگے کہ اس کو کسی گمنام کنوئیں میں ڈالنا چاہئے۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو سب بھائی مل کر ایک گمنام کنوئیں کے کنارے پر لے گئے اور ان کے تمام کپڑے اتار لئے اور ننگا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک ڈول میں بٹھا کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بہت فریاد و زاری کرنے لگے اور کہا کہ آج کوئی ایسا نہیں ہے کہ وہ میرے ضعیف باپ کو خبر پہنچا دے اور وہ آکر دیکھیں کہ ان ظالموں نے ایک گمنام کنوئیں میں مجھے بے گناہ کو گرا دیا ہے اور ذرا بھی ان کو ترس نہ آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس اندھیرے کنوئیں جب آدھی راہ میں جا پہنچے اور رسی ڈول کی اس وقت بڑے بھائی یہودا کے ہاتھ میں تھی۔ تو دوسرے بڑے بھائی شمعون نے آکر رسی کاٹ دی اور اس کا دلی ارادہ یہ تھا کہ جلدی سے کنوئیں میں جا

Marfat.com

گرے اور پھر وہیں مرجائے۔ قضاالٰہی سے ایک نیزہ پانی کنوئیں میں خالی تھی۔ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر ان کو کنوئیں کے اندر پانی کے اوپر ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو پانی کے اندر جانے نہ دیا کہ ان کو کسی قسم کا ضرر نہ ہو۔ محققین نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں کتنے دن رہے۔ بعضوں نے کہا کہ صرف ایک دن رات رہے جب بھائیوں نے آکر کنوئیں میں ڈالا تھا تو ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یوسف کنوئیں کے اندر مرگئے اور ہم لوگوں نے نجات پائی' آپس میں کہنے لگے کہ اب بہتر یہ ہے کہ ہم سب توبہ کریں۔ اور ہماری توبہ خدا قبول کرے اور اس چیز کا عزم صمیم کرنے کہ شب و روز اپنے باپ کی خدمت کیا کریں تاکہ وہ ہم سے راضی و خوشی رہیں۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں کے اندر روتے روتے ازحد نڈھال ہو گئے۔ قولہ تعالیٰ۔

وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور ہم نے وحی کی اس کو کہ جتاوے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے۔ فائدہ پھر جب لے کر چلے اور آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ ان کے بھائیوں نے سلوک کیا اور راستے میں بری طرح مارتے اور برا بھلا کہتے ہوئے لے گئے تھے نہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر۔ پھر کنوئیں میں ڈالا تو وہ کنوئیں کے کنارے کو پکڑ کر رہ گئے اور بہت روئے مگر بجائے رحم کھانے کے رسی میں باندھ کر اسی کنوئیں میں لٹکا دیا اور جب آدھی دور پہنچے تو رسی کو کاٹ دیا اور سب بھائیوں نے مل کر ان کے کپڑے اتار لئے تھے بالکل ننگا کر دیا تھا۔ جس آن انہوں نے رسی کاٹی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ میرے پیارے بندے کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم ملتے ہی فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اے یوسف علیہ السلام خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم کچھ اندیشہ مت کرو۔ بلکہ تم کو اپنے بھائیوں کو ایسا وقت عنقریب آئے گا کہ وہ تیرے سب کے سب مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ ادھر حضرت یوسف کے سب بھائی آپس میں کہنے لگے کہ اب یہ بتاؤ کہ اپنے باپ کے پاس جا کر کیا جواب دیں گے جو کچھ ہم نے کرنا تھا وہ تو کر دیا۔ اب کیا کرنا ہے۔ اگر ہمارے باپ نے حضرت

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کو طلب کیا تو اس کی کیا تدبیر ہو گی۔ آپس میں مشورے ہوتے رہے لیکن اس کا کچھ جواب سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر ایک بھائی نے مجبورا کہا کہ بھائی صاحبان ہم سب کو یہی کہنا ہو گا کہ یوسف کو بھیڑئے نے کھالیا اور ایک بچہ بکر کا ذبح کر کے اس کے خون سے پیراہن یوسف علیہ السلام کا جو کہ انہوں نے کنوئیں میں ڈالتے ہوئے اتار لیا تھا آلودہ کر لیا اور یہی یوسف علیہ السلام کا کرتا حضرت یعقوب کے پاس یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے والد بزرگوار کے سامنے لے جا کر رکھا تا کہ ایک حد تک ان کو ایقان و اطمینان ہو جائے اور ان سب بھائیوں نے کچھ مکر بھی کیا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ۔

وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ:۔ اور آئے اپنے باپ کی پاس اندھیرا ہونے پر اور بہت ہی روتے ہوئے سب کے سب اور نہایت عاجزی سے کہنے لگے اے میرے باپ ہم سب دوڑنے لگے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگ گئے اور چھوٹے بھائی یوسف علیہ السلام کو اپنے سامان اسباب کے پاس چھوڑ دیا اور ہم لوگ ان کی طرف سے کچھ دیر غفلت میں پڑ گئے اتنے میں کوئی بھیڑیا ان کی طرف آنکلا اور یوسف علیہ السلام کو اکیلا بچہ سمجھ کر اس پر حملہ کر دیا اور پھر اس کو کھالیا اور ہم لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ہمارے کہے ہوئے کو باور نہیں کریں گے اگرچہ ہم سب کچھ سچ کہہ رہے ہیں' اسی رات کو وہ کرتہ بھی جو بکری کے خوں سے آلودہ کیا تھا حضرت یعقوب کو پیش کر دیا اور پھر بعض ان میں سے کہنے لگے کہ اے باپ ہم بکریوں کے گلے میں گئے تھے اور یوسف علیہ السلام کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا تھا ناگہان بھیڑیا اس طرف آگیا اور یوسف کو کھا گیا اور ہمارے باپ ہم کو معلوم ہے کہ آپ ہماری بات نہیں مانیں گے بلکہ تکذیب کریں گے اگرچہ ہم ہزاروں طریقوں سے سچ کہیں۔ لیکن پھر بھی آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے۔ پھر ان لوگوں نے یوسف علیہ السلام کا کرتا جو خون آلود تھا نکال کر دکھایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس باپ پر قطعاً یقین نہیں کیا اور بہت متفکر ہو گئے قولہ تعالیٰ۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ

ترجمہ:۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ موٹ لائے۔ پس

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اس خون آلود کرتے کو دیکھا اور غور کیا کہ یہ کرتہ خون آلود تو بے شک ہے لیکن کہیں سے پھٹا ہوا نہیں ہے آخر یہ کیا بات ہے' بیٹوں سے آپ نے فرمایا کہ اس پیراہن میں یوسف علیہ السلام کے خون کی بو نہیں آتی ہے اور اس بھیڑئے نے کھاتے وقت کرتہ پھاڑا بھی نہیں بالکل ثابت اتار دیا جو تم لوگ میرے پاس لائے ہو۔ اگر تم اپنے کہنے میں سچے ہو تو اس بھیڑئے کو پکڑ کر اور اس کے منہ میں لہو لگا کہ باپ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت یعقوب نے اس بھیڑئے سے پوچھا کہ تو نے میرے فرزند جگر بند یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے اور تو نے اس نازک بدن پر کچھ بھی رحم نہیں کیا۔ اور میری ضعیفی پر تجھ کو کچھ افسوس نہ ہوا۔ بھیڑیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولا۔ یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے تمہارے یوسف کو نہیں کھایا کیونکہ گوشت پوست انبیاء صلحا کا ہم پر حرام ہے' اور یا حضرت میں تو ایک بہت بڑی بلا و رنج میں مبتلا ہوں۔ قابل عرض یہ ہے کہ بعض انبیاء کرام کو اللہ رب العزت معجزات عطا فرمائیں گے اور حضرت یعقوب علیہ السلام بطور معجزہ کے اس بھیڑئے سے گفتگو کرنے کا معجزہ عطا فرمایا گیا۔ اس بھیڑیئے نے جو کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ کے پاس لہو لگا کر حاضر کیا تھا وہ کہنے لگا کہ میں ایک بھائی تھا چند روز ہوئے مجھ سے جدا ہو کر کہیں نکل گیا۔ میں اس کی تلاش کے واسطے نکلا ہوں کہ بوجہ گردش کے جس کو آج تقریباً تین دن ہو رہے کھانا پینا بھی نہیں کھایا پیا بھوکا پیاسا دوڑتا ہوا تین فرسنگ کی راہ سے شب گزشتہ کو اس صحرا میں آپہنچا ہوں' آج علی الصبح صاحبزادوں نے مجھے پکڑ کر میرے منہ میں بکری کا لہو لگا کر بے گناہ آپ کے حضور پیش کر دیا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگرچہ چغلی درست نہیں مگر بسبب بے گناہی کے آپ کی پیغمبری کے لحاظ سے جو جو باتیں سچ تھیں وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیں' بس آپ مالک ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیئے کو اپنے پاس سے کھانا کھلا کر اس کو رخصت کر دیا اور اپنے بیٹوں کو فرما دیا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو خدا پر سونپا اور اپنے رب العالمین سے صبر مانگتا ہوں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ؕ

ترجمہ:۔ اور کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ کوئی بھی ٹھیک بات تم سے ہم کو

Marfat.com

نہیں بتائی۔ 'جس پر تمھارے دل خود گواہ ہیں لہٰذا میں صبر جمیل اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتا ہوں' اس بات پر جو تم مجھ سے آکر بتاتے ہو یعنی کرتہ پر لہو کا لگانا ان کا بالکل جھوٹ ہے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیت الاحزان بنایا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے جا بیٹھے اور شب و روز فراق یوسف علیہ السلام میں روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہیں یعنی وہ اس قدر یوسف علیہ السلام کے واسطے روئے کہ نابینا ہو گئے اسی جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت کیا یا اخی ہمارا یوسف کہاں ملے گا' کدھر جاؤں' میرے یوسف علیہ السلام کو اللہ رکھے تو بہتر ہے اتنے میں جناب باری تعالیٰ سے الہام ہوا اے یعقوب تیرا بیٹا محفوظ ہے اور اس کی حفاظت وہی کر رہا ہے جس کو تو نے سونپا اور تم ان سے معلوم کرو۔ کہا الٰہی میں قصور وار ہوں میں نے خطا کی ہے مجھ پر رحم فرما۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ ملک الموت کو جانتے ہو وہ ہر شخص کی جان کو قبض کرتے ہیں۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے جا کر پوچھا کہ یوسف علیہ السلام سلامت ہیں یا نہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ یوسف سلامت میں اور ان کی روح قبض کرنے کا ابھی تک کوئی حکم نہیں ہے یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو تسلی اور بھروسہ ہوا لیکن بوجہ فراق کے آہ وزاری کرتے رہے۔ روایت یوں کی جاتی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی کی ضیافت کی تھی اسی وقت ایک فقیر بھوکا محتاج ان کے در پر حاضر ہوا اور اس محتاج نے کھانے کا سوال کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹھوں ایک کھانا حاضر ہے اتنا بول کر حضرت یعقوب علیہ السلام کسی کام میں مشغول ہو گئے اور آنے والے محتاج کو کھانا نہ کھلا سکے۔ وہ فقیر محروم بھوکا یہ دعا کر کے چلا گیا۔ الٰہی تو اس کی آرزوں کو اس سے دور رکھیو یہ دعا خدا کے دربار میں قبول ہو گئی۔ پس اگر فقیر کو کھانا کھلاتے تو اس کی قوت چالیس دن تک رہتی اب اس کے عوض تو چالیس برس تک یوسف کے غم میں رہے گا یہ بذریعہ الہام مطلع کیا گیا۔ یہ الہام سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کی درگاہ میں التجا کی تو رحیم و کریم عالم الغیب ہے جو خطا مجھ سے ہوئی وہ قصداً نہیں ہوئی غفلت سے ہوئی ہے۔ یہ التجا دربار الٰہی میں حضرت یعقوب علیہ السلام کر رہے تھے کہ فوراً جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا

Marfat.com

اے یعقوب تم پر جو رنج گزرتا ہے اس سے بات کو سوچنا چاہئے تاکہ بندوں کو علم ہو کہ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اس کے کام میں کسی کو دخل نہیں۔ مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے بدن سے کپڑے اتار کر ننگا کر کے انہیں کنوئیں میں ڈالا۔ اسی وقت امر الٰہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیراہن حریر کا بہشت سے لا کر انہیں پہنا دیا اور وہ پیراہن خلیل اللہ کا تھا جس کی برکت سے آتش نمرود ان پر گلزار ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے نجات پائی تھی مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا سن مبارک اس وقت بارہ برس کا تھا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ تیرہویں برس کا تھا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ سترہ برس کا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس اندھیرے کنوئیں میں تین دن رات رہے۔ اتفاقاً مرضی الٰہی سے ایک قافلہ سوداگروں کا مدین سے اسباب تجارت کا مصر کو لے جا رہا تھا۔ ماندگی کے سبب سے راہ بھول کر اس کنوئیں کے پاس آ پہنچا۔ اس جگہ کی آب و ہوا خوشگوار پا کر منزل کی لیکن وہ کنواں سانپ بچھوؤں سے پر اور شہر کی آبادی سے دور تھا اور پانی بھی اس کا تلخ اور شور تھا مگر حضرت کے گرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا تھا اور سوداگروں کے سردار کا نام مالک زغر تھا اور بشیرا نام کا ایک غلام تھا وہ بغرض پانی اس کنوئیں کے پاس آیا اور پانی کے واسطے اس کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ تب حضرت جبرائیل نے خدا کے حکم سے آکر کہا اے یوسف علیہ السلام تم اس ڈول میں بیٹھ جاؤ' جب اس غلام نے ڈول کھینچ کر اٹھایا دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت اس میں بیٹھا ہے اس نے دیکھ کر کہا کہ ہم نے تو ایسا اور اتنا خوبصورت لڑکا کبھی نہیں دیکھا اور نہ اس وقت اس کا کوئی ثانی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے جملہ حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بخشا اور دوسرا حصہ سارے جہان کو دیا۔ سوداگروں نے جب اس کی صاحب جمال و کمال صورت دیکھی تو پوچھنے لگے کہ تم کون ہو بنی آدم ہو یا فرشتے' وہ بولے میں نسل آدم سے ہوں اور ان کے بھائی بھی اس وقت سب کے سب کنوئیں کے کنارے پر تھے یہ شور و غل سن کر ان کے پاس آئے یوسف علیہ السلام کو انہوں نے دیکھا تب وہ بولے کہ یہ غلام ہمارے گھر کا ہے مارے ڈر کے گھر سے بھاگ کر اس کنوئیں میں آگرا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب جھوٹی بکواس سنی تو چاہا کہ کچھ بولیں۔ ان کے بھائی شمعون نے عربی زبان میں کہا تم ان سے کچھ کہوں گے تو جان

Marfat.com

سے مار ڈالوں گا۔ پھر حضرت یوسف نے خوف کی وجہ سے ان سے کچھ نہ کہا۔ مالک بن زغر نے ان کو سوداگروں کے قافلے میں لے جا کر چھپا دیا۔ لوگوں نے اپنے سردار سے پوچھا یہ کون ہے اور کہاں سے آئے ہیں۔ پھر لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ تم ہی بتاؤ کہ کون شخص ہو اور کہاں سے آئے ہو سردار نے سوداگروں کو جواب دیا کہ بہت قیمتی متاع ہے۔ دوسرے دن ان کے بھائیوں نے ان سودگرون سے جا کر کہا کہ اس غلام کو ہم بیچیں گے مالک بن زغر نے کہا اس کو خرید لوں گا لیکن اس وقت صرف میرپاس اٹھارہ درہم مصر کے ہیں اور وہ درہم خرید و فروخت میں چلتے بھی نہیں ہیں تم اگر چاہو تو لے لو۔ پس اس قافلے کے سردار نے وہ درہم ان کے حوالے کئے اور ایک لطف یہ ہے کہ مصر کے دو درہم ہم کنعان کے ایک درہم کے برابر ہے اور اس حساب سے کنعان کے صرف نو درہم ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اسی قیمت پر بیچا اور ان کے بھائیوں کی یہ غرض تھی کہ کسی طرح سے باپ کی نظروں سے دور کر ڈالیں ورنہ وہ محتاج نہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ

ترجمہ: اور بیچ آئے اس کو ناقص مول میں یعنی گنتی کی چونیوں میں اور وہ یوسف سے بیزار ہو رہے تھے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی اسی کنوئیں پر گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے والوں میں پایا تو یہ سب بھائی کہنے لگ یہ ہمارا غلام ہے اور ہم اس کو بیچنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہم سے بھاگتا رہتا ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید سکتے ہو۔ قافلے والوں نے کہا کہ ہم تو اس کو اٹھارہ درہم میں خرید سکتے ہیں اگر تم کو منظور ہو تو ہمارے ہاتھ بیچ دو اور یہ اٹھارہ درہم لے لو۔ چنانچہ سب بھائیوں نے مشورہ کر کے یوسف کو قافلے والوں کو اٹھارہ درہم میں دیدیا۔ پھر وہ درہم انہوں نے آپس میں بانٹ لئے۔ اور ایک بھائی نے اپنا حصہ نہ لیا۔ پھر یوسف علیہ السلام کو آگے جا کر مصر میں قافلے والوں نے بیچا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بھائی نے اپنا حصہ نہ لیا۔ پھر یوسف علیہ السلام کو آگے جا کر مصر میں قافلے والوں نے بیچا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف ایک مرتبہ بیچنا صریحاً بیان فرمایا اور پھر پردہ پوشی کے لئے دوسری مرتبہ نہیں فرمایا لیکن اشارے سے معلوم ہوتا ہے سستے مول تو پہلی مرتبہ بیچا گیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ مملوک ہونے کا یوسف علیہ السلام کے یہ سبب تھا کہ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے

Marfat.com

آئینے میں اپنے جمال کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ بوجہ لطافت و نزاکت جو چیز بھی وہ کھاتے گلے سے اترتی ہوئی نظر آتی جب یہ حسن و جمال اپنا دیکھا تو فخر سے کہا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی میری قیمت نہ دے سکتا۔ جب اپنے دل میں یہ تصور کیا تو باری تعالیٰ کو ناپسند ہوا اسی کی پاداش میں ان پر عتاب آیا۔ اور ان کو بتایا گیا کہ اے یوسف علیہ السلام تم نے بڑی شیخی کی بات کی ایسی بات کہنا نبی کی شان سے بعید ہے' نبی میں غرور و فخر نہیں ہوتا وہ تو اپنے فرض منصبی کے بجالانے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تاکہ مخلوق خدا کو ہدایت ہو۔ اور اے یوسف علیہ السلام تم نے تو فخر کیا کہ اپنی صورت آئینے میں دیکھ کر خود ہی اپنی قیمت ٹھہرائی اور تم نے اپنے حقیقی مصور کی طرف کچھ بھی خیال نہ کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے جو تو نے فخر کیا کہ دیکھ اب تجھ کو کیسا غلام بناتا ہوں اور کتنی معمولی قیمت پر فروخت کراتا ہوں تاکہ لوگ دیکھیں کہ ایسی صورت اور اتنی تھوڑی قیمت پر فروخت ہو رہی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ سلطنت مصر ان کی تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اور یہ دنیا کا دستوری اصول ہے کہ جب تک کسی کی خدمت نہ کرے اس وقت تک خادموں کی قدر کیا جانے اور پھر وہی خدام کسی وقت مخدوم کہلاتا ہے۔ الغرض مالک بن زغر نے یوسف کو بشرط خدمت مول لیا تھا اور ایک قبالہ مضمون کا ان کے بھائیوں سے لکھوایا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ مالک ابن زغر نے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹوں سے ایک عبرانی غلام اٹھارہ درہم سے خرید کیا ہے یہ گواہی گواہان معتبرین کے مالک بن زغر کے ہاتھوں میں اسے سپرد کیا اس کے بعد مالک بن زغر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر اونٹ پر سوار کیا اور ایک موٹا پشمینہ اڑھا کر چل دیا۔ کچھ دور کے بعد جب راستے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ محترمہ کی قبر آئی تو وہ اونٹ کو روک کر اتر پڑے اور اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اور قبر سے چمٹ کر رونے لگے اور کہتے رہے کہ یا امی بھائیوں نے مجھ پر بوجہ حسد کے بہت ظلم کیا ہے اور اس قافلے والوں کے ہاتھ بیچ دیا ہے اور مجھے ان قافلے والوں نے زنجیروں بیڑیوں سے جکڑ دیا ہے اور باپ کی خدمت وطن اور تمہاری زیارت سے مجھے محروم کر دیا ہے اتنے عرصہ میں قافلہ سوداگروں کا تھوڑی دور وہاں سے نکل چکا تھا۔ ایک شخص اسی قافلے کے پیچھے دوڑا ہوا آیا اور وہ آکر بولا ارے تو اب تک یہاں ہے سچ ہے تو

Marfat.com

واقعی بھگوڑا معلوم ہوتا ہے اور یہ کہہ کر اس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا ہو گیا یہ حالات دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس وقت آسمان کی طرف نگاہ کی اور رو رو کر کہنے لگے کہ خدایا ان ظالموں کے شر سے مجھے بچا اور یہ تکالیف میں برداشت نہیں کر سکتا جو مجھ پر گزر رہی ہیں اور اے میرے خدا یہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ اور پھر اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام اسی قافلے میں جا ملے۔ یہ الفاظ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قبول فرمائے اور فوراً ایک ابر مہیت جس میں ہوا بھی سخت تیز تھی۔ وہ ان پر برسنے لگا اور اس ابر میں بجلی کی کڑک و دمک بہت تیز تھی اور ابر ان پر اتنا شدید برسا کہ وہ سار کارواں ہلاک ہو گیا اور جو کچھ ان میں سے بچے وہ آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو تو کس گناہ سے ہم اس آفت ناگہانی میں مبتلا ہوئے۔ وہ جس نے حضرت کو طمانچہ مارا تھا ابھی مرا نہ تھا وہی بولا کہ میں نے گناہ کیا ہے جس گھڑی میں نے اس غلام کو طمانچہ مارا تو یہ غلام آسمان کی طرف منہ کر کے کچھ بول رہا تھا۔ اور بعد اس کے فوراً یہ بلائے مہلکہ و ناگہانی آ پہنچی۔ یہ سنتے ہی سب نے جو باقی بچے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر اپنی تقصیر کی معافی مانگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ترس کھا کر ان کو معاف کر دیا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کہ تب وہ فوراً ہی ابر کھلا اور ہوا بھی کم ہو گئی اور حالات معمول پر آ گئے باقی ماندہ جب وہاں سے چلے تو قبل اس کے کہ وہ قافلہ مصر پہنچے وہاں یہ خبر ہو گئی کہ آج جو قافلہ مالک بن زغر کا آ رہا ہے اس میں مالک بن زغر ایسا ایک غلام عبرانی لا رہا ہے کہ اس کی خوبصورتی اور حسن و جمال لاثانی ہے اور پردہ زمین پر نہ ایسا آج تک ہوا ہے اور نہ ہو گا۔ یہ خبر سن کر تمام اہل مصر سوداگر کے استقبال کو آئے تو تمام اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور جو صفتیں کہ سنی تھیں اس سے بھی کہیں زیادہ ان کے میں پائیں۔ مالک ابن زغر نے اپنے گھر کو اچھی طرح سنوارا اور باقاعدہ اپنے گھر میں فرش و فروش دیبائے رومی کے بچھائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر تاج زریں سر پر رکھا۔ اس کے بعد مالک ابن زغر نے پورے شہر میں منادی کرا دی کہ میں غلام نہایت خوبصورت، خوش خلق، عقلمند، دانا، چالاک، فرماں بردار، حیادار بیچتا ہوں جس کی خواہش اس کے خریدنے کی ہو وہ وقت مقررہ پر حاضر ہو جائے۔ یہ منادی سن کر اہل مصر

Marfat.com

ادنیٰ و اعلیٰ مالک ابن زغر کے گھر پر آکر سب جمع ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ان لوگوں کی طرف دیکھا کہ میری قیمت میں یہ لوگ ہی پس و پیش کر رہے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں خیال کیا (کہ یہ مالک بیچنے میں میرے عجب خطا میں پڑا ہے) کہ اس دن میری بھائیوں کے ہاتھ جو اصل قیمت میری ان سب کو معلوم تھی نو درم کو مول خریدا تھا اور آج مجھ کو کوئی نہیں پہچانتا کیوں نہیں یہ مجھ کو پچاس درہم میں بیچتا اور یہ قیمت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی انکساری سے ٹھہرائی۔ تب اللہ تعالیٰ سے الہام ہوا کہ اے یوسف علیہ السلام تو نے ایک روز آئینہ میں اپنی شکل و صورت دیکھ کر فخر سے اپنی قیمت کا آپ ہی مول زیادہ خیال کیا تھا اور آج نہایت عجز و انکساری سے اپنی قیمت کم کہی اور اسی وجہ سے اب تجھ پر فضل خدا ہوتا ہے اور اب تو دیکھ تیری قیمت کس قدر زیادہ ہوتی ہے اور تجھ پر کتنا فضل خدا ہوتا ہے' مالک ابن زغر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر کرسی پر بٹھا دیا اور لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔

مَنْ یَّشْتَرِیْ غُلَامًا حَسِیْنًا لَطِیْفًا ظَرِیْفًا لَیْسَ مِثْلُهٗ فِی الدُّنْیَا

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے مالک ابن زغر یوں مت کہوں اور یوں کہو۔

مَنْ یَّشْتَرِیْ غُلَامًا ضَعِیْفًا غَرِیْبًا مَظْلُوْمًا لَیْسَ مِثْلُهٗ فِی الدُّنْیَا

یہ سن کر دلال بولے کہ ایسا دستور ہے کہنے کا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ کہنے کا دستور نہیں ہے تو پھر یوں کہو۔

مَنْ یَّشْتَرِیْ یُوْسُفَ صِدِّیْقَ اللّٰهِ ابْنُ یَعْقُوْبَ اِسْرَاءِ یْلَ ابْنِ اِسْحٰقَ صَفِّیِ اللّٰهِ اَخِیْ اِسْمٰعِیْلَ ذَبِیْحِ اللّٰهِ ابْنِ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ

یہ سن کر تمام دلالوں نے کہا چپ رہئے ایسا مت کہو اگر لوگ سنیں گے تو وہ خریدنے سے انکار کر دیں گے پھر اس کے بعد پکار لگائی گئی کہ ایک ہزار بدرے اشرفی اس غلام کی قیمت ہے کیا کوئی اس کو خریدنے کے واسطے تیار ہے؟ اور لغت میں بدرہ کہتے ہیں ایک تھیلی کو جس میں ایک ہزار درہم بھی ہوتی ہیں اور دس ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور سات ہزار دینار کو بھی کہتے ہیں۔ اور ب آپ حضرت خود ہی گن لیجئے کہ کتنی قیمت ہوئی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ سات ہزار عقد مروارید اور ہزار جامہ اطلس اور ہزار قصب یعنی مصری جامہ

Marfat.com

اور ایک ہزار اونٹ بغدادی اور ایک ہزار گھوڑے عربی معہ زین ولگام زرین کے اور ایک ہزار لونڈیاں رومی اور ایک ہزرا غلام خطای اور ایک ہزار شمشیر چاہئے۔ جب یہ قیمت ٹھہری تو جتنے خریدار تھے سب کے سب چپ رہے۔ عزیز مصر نے جو بادشاہ مصر کا مختار کل تھا اس نے دونی قیمت ادا کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو لے لیا اور اپنے محل میں لے جا کر زلیخا کے حوالے کر دیا۔ اور اس نے زلیخا سے کہا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو بہت بڑی قیمت دے کر خریدا ہے تم اس کو اچھی طرح رکھنا اور بطور فرزند کے پیار و خدمت کیجیو۔ غلام کے طور پر نہ رکھنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرَاہ مِنْ مِصْر لِاِمْرَاَتِہٖ اَکْرِمِیْ مَثْوٰیہُ عَسٰی اَنْ یِّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا ؕ

ترجمہ:۔ اور کہا جس نے خرید کیا اس کو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ اس کو شاید یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ جب یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے دیکھا تو ایسی فریفتہ ہو گئیں کہ ایک دم آنکھوں سے جدا نہ کرتیں اور دن رات ان کی خدمت میں رہا کرتیں اور ہر چیز اپنی ان پر تصدق و نثار کرتی تھیں اور ایک تاج مرصع بھی ان کے سر پر رکھواتی تھیں اور ان کو اعلیٰ قسم کی مسند پر بٹھا کر اپنی آرزو مٹاتیں اور ان کی ہر طرح سے دلداری کرتیں تھیں۔ اسی طرح سے تقریباً سات سال گزرے' اور حضرت یوسف علیہ السلام کا شغل اکثر یہ تھا کہ اپنے ہاتھ میں ایک عصائے مرصع لے کر ہمیشہ بزغالہ کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اتنے عرصہ میں زلیخا کے ہوش و صبر کی طاقت جاتی رہی اور نوبت جان تک پہنچی اور اپنا بھید بھی کسی پر ظاہر نہ کرتی تھیں اور حضرت یوسف کا یہ حال تھا کہ جتنی دلداری زلیخا یوسف علیہ السلام کے کرتی تھیں تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دیتے تھے اسی حالت میں حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس تقریباً سات برس رہے۔

زلیخا اپنی پوری کوشش برابر کرتی رہی۔ لیکن اپنے ناپاک ارادے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکی۔ زلیخا ہر تدبیر سے تنگ آگئی اور کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی اور اس فکر میں رات دن نڈھال رہنے لگی۔ اتفاقاً ایک بوڑھی عورت ہمسائی نے زلیخا سے کہا کہ اے زلیخا خیر تو ہے پہلے تو میں تجھ کو بہت خوش و خرم دیکھتی تھی لیکن اب چند روز سے تم کو بہت فکر مند دیکھتی ہوں آخر ایسی کون سی خطرناک بات سامنے آگئی ہے جس کی فکر تم کو غمزدہ کیے ہوئے

Marfat.com

ہے اور تم کو بہت ہی بے قرار دیکھ رہی ہوں' اسی غم و فکر میں تیری صورت بھی تبدیل ہو گئی ہے۔ آخر اس میں کیا ماجرا ہے۔ نہایت دبی ہوئی آواز میں زلیخا اس بوڑھی عورت سے بولی کہ ایک غلام عبرانی کے عشق نے مجھ کو رنج و غم میں ڈالا ہے اور اس نے اپنے عشق میں ایسا پھنسا دیا ہے کہ میں ہر وقت اس کے چہرے کو دیکھتی رہتی ہوں لیکن فی الحقیقت وہ ایسا سنگدل ہے کہ میری طرف ایک نظر بھی نہیں دیکھتا اور نہ کچھ بولتا ہے میں تم سے پوچھتی ہوں اے میری خالہ اس کا کیا علاج کرنا چاہئے۔ زلیخا کے اصرار پر وہ بڑھیا بولی کہ اے زلیخا میں تجھ کو ایک صورت بتاتی ہوں۔ اگر اس کو عمل میں لاؤ گی تو تمہارا مقصد پورا ہو اور اور تمہاری جو دلی تمنا ہے وہ بھی پوری ہو گی۔ مگر اس میں خرچ ہو گا۔ اس بات کو سن کر زلیخا نے کنجی خزانے کے قفل کی اس کے حوالے کر دی پس اس خزانے سے رقم خطیر لے کر ایک ہفت خانہ منقش طلا کاری کا خوش نما اور دلچسپ بنایا گیا اور اس کے در و دیوار چھت پردے فرش فروش تک طلا کاری کے اور صورت یوسف علیہ السلام و زلیخا کی ایک جگہ بہم تصویر کھینچی اور وہ ہفت خان ایسا بنایا گیا کہ اس میں کوئی جگہ ان دونوں کی تصویر سے خالی نہ تھی اور زر بفت مشجر کپڑے سے تمام گھر آراستہ کیا گیا اور اس میں تخت زریں بھاری مکمل جواہر کا اس مکان میں رکھ دیا گیا اور فرش بھی گوناگوں بچھوائے اور عنبر کی خوشبوؤں سے بسایا گیا الغرض اسباب بادشاہی ہفت میں سب موجود تھے بالاخر زلیخا مباشرت کے ارادے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے اندر لے گئی اور ان کی معصیت پر کمر باندھی تمام مکان کے دروازے مقفل کر دیئے گئے اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے کر بیٹھی' حضرت یوسف علیہ السلام نے نظر کر کے دیکھا کہ ہفت خانے کے در و دیوار و چھت و پردے و فرش و فروش پر تمام تصویریں دونوں کی آویزاں ہیں اور تمام مکان بھی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے جس طرف نظر کرتے تو دیکھتے کہ صورت اپنی اور زلیخا کی آویزاں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف نے سوچا شاید یہ کچھ راز ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے معلوم کیا کہ میرے لئے کچھ فریب کیا گیا ہے اور اپنے دل میں پختہ خیال کیا کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تب بھی میں اس کے قبضہ میں نہ آؤں گا اور میں اپنی پاک دامنی پر ہی رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو معصیت سے باز رکھا اور زلیخا اپنے ناپاک

Marfat.com

ارادے میں کامیاب نہ ہو سکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَفِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَیَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا۔

ترجمہ:۔ اور پھسلا دیا اس کو عورت نے اور وہ اس کے گھر میں تھا اپنی جی تھامنے سے اور بند کیے دروازے اور بولی زلیخا حضرت سے شاب کر۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فورا کہا کہ خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہے میرا اور میں اس میں البتہ بھلائی نہیں پاتا اور جو لوگ بے انصاف ہیں وہ ایسا کرتے ہیں اور البتہ عورت نے خواہش کی اور پھر اس نے بھی خواہش کی جب یوسف علیہ السلام ہفت خانے میں گئے زلیخا کی طرف نظر نہ کی اور آسمان کی طرف دیکھا کہ چھت پر اپنی صورت زلیخا کے ساتھ مصور ہے پھر دائیں بائیں نظر کی پھر بھی وہی تصویر دونوں کی بہم دیکھی الغرض تمام گھر میں فقط تصویریں نظر آئیں۔ پھر ناچار ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کی طرف نظر کی اور زلیخا کو بغور دیکھا اور پھر اپنے دل میں یقین کرنے لگے کہ افسوس گری نے میرے یہ کام کیا ہے۔ پھر یہ دیکھ کر زلیخا بولی اے یوسف مجھ پر ایک نظر کر کہ میں مستغنی ہوں اور غموں سے خلاصی پاؤں حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرا خدا مجھے زناکاروں میں کھڑا کر دے گا۔ حالانکہ میں پیغمبر زادہ ہوں اور یہ فعل بد مجھ سے نہ ہو سکے گا خدا نہ کرے جو میں ایسے فعل میں گرفتار ہوں کیونکہ قیامت میں خداوند قدوس کو منہ دکھانا ہے۔ پھر زلیخا بولی اے یوسف علیہ السلام ذرا مجھ پر نظر کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مصور کی طرف دیکھ یہ بال خاک میں ملیں گے۔

پھر زلیخا بولی کیوں مجھے ستاتا ہے آرام جان دے۔ آپ نے کہا مجھے دو باتوں کا غم ہے ایک تو مجھے خدا کا ڈر ہے اور یہ سب سے بڑا ڈر ہے۔ اور دوسرے یہ حق عزیز کا ہے میں کیسے استعمال کروں اور اس نے مجھے ہر طرح سے آرام میں رکھا ہے میری غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ میں ایسی حرکت کروں اس بات کو کو سن کر زلیخا بولی کہ عزیز مصر سے مت ڈر میں اس کو زہر قاتل کھلا کر مار ڈالوں گی اور پھر سارے گھر کی سلطنت بھی تم کو دے دوں گی۔ اور تم تو مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میرا خدا تو بڑا رحیم و کریم ہے اور گنہگاروں پر ہمیشہ رحم کرتا

Marfat.com

ہے اور میں بھی یہ وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تو نے میری خواہش پوری کردی تو جو کچھ کہ گنج و خزانہ میرا ہے سب تیرے خدا کے نام پر صدقہ و کفارہ دوں گی تب تو تیرا خدا خوش جائے گا اور سارے گناہ بھی معاف کردے گا۔ یہ باتیں سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا میرا خدا رشوت نہیں لیتا جو تو ارادہ رکھتی ہے' اے زلیخا یہ تمام خرافات کہلاتے ہیں مجھ سے' ہرگز نہیں ہو سکتے یہ سن کر زلیخا بالکل مایوس ہو گئی اور بہت ہی بے تابی کے ساتھ رونے لگی اور حضرت یوسف علیہ السلام برابر اس فعل بد سے انکار ہی کرتے رہے اور کسی لمحہ بھی آپ نے اس فعل بد کا ارادہ یا قصد نہ فرمایا اور یہی شان نبی ہوتی ہے پھر دل میں سخت اندیشہ کرنے لگے۔

شاید یوسف اس لئے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر شوہر اس کا نہ ہوتا تو میں اس کا نکاح کر لیتا اور مفسرین و تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب زلیخا کو حد درجہ مضطرب دیکھا اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب آپ نے ارادہ کیا کہ میں زلیخا سے رہائی پاؤں اور بعضوں نے کہا کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفت خانے کے دروازے بند کر دیئے اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب ناچار اس کے سوا کوئی رہائی نہ دیکھی اور پھر اس کی طرف مخاطب ہوئے اور رضائی اور ازار بند میں اپنے سات سات گروہ دے رکھی تھیں تاکہ اس کے کھولنے میں تاخیر ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کی طرف نظر کیے تھے کہ اتنے میں زلیخا نے خوش مخطول ہو کر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ متقاضی مباشرت کی ہوئی۔ پس یوسف کے ازار بند کی ایک گرہ کھولنے لگتی اور دوسری گرہ ازار بند کی لگ جاتی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا دھیان بھی اس وقت خدا پر ہی تھا۔ پھر ایک آواز غیب سے آئی کہ اے یوسف مت اس کے مکرو فریب میں آ اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ کر' اگر تو نے اس کی طرف توجہ کی تو تو فعل بد کا مرتکب ہو جائے گا اور تیرا نام بھی خدا کے ہاں اس جرم کی پاداش میں انبیاؤں کے دفتر سے مٹادیا جائے گا اور نہ معلوم خدا تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

يَا يُوْسُفُ لَوْ افَقْتَ الْخَطِيْئَتَه يَمْحُو اللّٰهُ اِسْمَكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَنْبِيَآءِ

ترجمہ:۔ اے یوسف علیہ السلام اگر موافقت کی تم نے گناہ کی مٹادے گا اللہ تعالیٰ تیرا

Marfat.com

نام انبیاؤں کے دفتر ہے۔ تب سنتے ہی یہ الفاظ غیبی حضرت یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف دوڑے باہر نکل جانے کے واسطے اور پیچھے زلیخا دوڑی ان کو پکڑنے کو۔ خدا کے حکم سے دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر یوسف علیہ السلام کی پشت پر ایک خط کھینچا خدا کے حکم سے صاف اس فعل سے بچ گئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ لڑکا دودھ پیتا عزیز مصر کا تھا اور وہ تقریباً چھ ماہ کا تھا وہ اپنے گہوارے پر ہی سے بولا۔

يٰٓاَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَتَزْنِىْ

ترجمہ:۔ اے یوسف صدیق علیہ السلام تم زنا کرنا چاہتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ زلیخا نے ایک سونے کا بت بنا رکھا تھا جس کو وہ پوجتی تھی اور وہ بھی اسی جگہ پر رکھا تھا اس کو زری کے کپڑے سے ڈھانکنے لگی اتنے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر اس پر جا پڑی۔ پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے جو تو نے پردے کے اندر رکھی ہے وہ فوراً بولی کہ یہ میرا خدا ہے جسے میں سجدہ کرتی ہوں۔ اور اسی واسطے میں نے اس کو پردے کے اندر رکھا ہے کہ وہ مجھ کو دیکھنے نہ پائے اور میں اس کے نزدیک شرمندہ و گنہگار نہ بنوں۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے زلیخا۔

اَنْتَ تَسْتَحْىِ مِنَ الصَّمِ وَاَنَا لَآ اَسْتَحْىِ مِنَ الصَّمَدِ

ترجمہ:۔ اے زلیخا تو شرم کرتی ہے اپنے بت سے کہ جس میں کوئی حس و حرکت نہیں ہے اور میں کیونکر شرم نہ کروں اپنے اللہ تعالیٰ سے جو بے نیاز خبیر و بصیر و رب العالمین ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام گھبرا کر وہاں سے اٹھ بھاگے اور فوراً دروازے پر آگئے اور ادھر زلیخا نے اپنے بال و منہ کو پریشان حال بنا کے ان کے پیچھے سے جا کر کپڑے کا دامن پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہفت خانے کے ساتوں دروازوں کے قفل کھل گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ٹوپی سر سے گر پڑی تھی اور سر کے بال بھی پرگندہ ہو گئے اور زلیخا کے سر کے بال بھی الجھ کر رہ گئے اور خود زلیخا ننگی تھی۔ اور عزیز مصر نے دونوں کو دروازے پر اسی بھاگتے ہوئے حالت میں پایا۔ عزیز مصر کو دیکھ کر زلیخا نے جھوٹی باتیں بنا کر عزیز مصر سے کہا کہ تم نے ایسا غلام اپنے گھر میں رکھا ہے کہ وہ مجھ سے بد فعلی کرنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھو میرا حال کیسا ہو رہا ہے۔ قولہ تعالیٰ

Marfat.com

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَاَلْفَيَاسَيِّدَ هَالَدَى الْبَابِ قَالَتْ مَاجَزَآءُ مَنَ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءً اِلا اَنْ يُّسْبَحنَ اَوْعَذَابٌ اَلِيْمٌ

ترجمہ:۔ اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازے میں' زلیخا بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں پڑے یا دکھ کی مار یہ سن کر عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تجھ کو میں نے اپنا بیٹا بنایا تھا اور اپنے گھر کا امین بنایا تھا اب مکافات اس کی یہی ٹھہری کہ تم میری عورت پر بد نظر رکھتے ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے کہا کہ زلیخا مجھ کر ناحق افترا و تہمت رکھتی ہے اور میری صداقت و دیانت پر جھوٹ بہتان بناتی ہے اور مجھ کو گنہگار بتاتی ہے میں اس سے مبرا ہوں' کیفیت حال یہ ہے کہ جب زلیخا نے مجھ کر پکڑا تو میں دروازے کی طرف بھاگا پھر پیچھے سے میرے کرتے کا دامن پکڑ کر پھاڑ ڈالا۔ عزیز مصر نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنے جی میں سوچا جبکہ غلام جب سے میرے گھر میں ہے کبھی اس میں میں نے خیانت نہیں پائی اور نہ جھوٹ بات کبھی اس نے کہی ہے۔ پھر عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں تیرے قول کو جب سچ جانوں گا کہ تو بہت سچا ہے اور بر سر حق ہے اور زلیخا بر سر باطل ہے کہ اس پر تو گواہ لا۔ تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک بچے کو گہوارے پر اشارہ کیا کہ تم اس لڑکے سے پوچھ لو۔ عزیز مصر نے مسکرا کر کہا کہ تو نے جو کیا اب مجھ کو معلوم ہوا گناہ تیری طرف سے ہے تو مجھ کو مغالطہ دیتا ہے کیونکر چھ مہینے کے لڑکے سے پوچھوں چھ مہینے کے لڑکے نے بھی کبھی سوال جواب کیا ہے' جو مجھ کو بتاتا ہے۔ اتنے میں خدا کے حکم سے وہ لڑکا اپنے پالنے میں سے بول اٹھا کہ اے عزیز مصر یوسف علیہ السلام صدیق اس بات پر سچے ہیں اور تم میری بات کو جھوٹ نہ جانو۔ جب عزیز مصر نے لڑکے کی زبانی یہ بات سنی تو بڑا متعجب ہوا اور اس کے پالنے کے قریب جا کر اس سے دریافت کیا کہ اے لڑکے تو نے کیا دیکھا ہے۔ تب وہ بولا۔

تَعَالٰی وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔

ترجمہ:۔ اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کرتا اس کا

Marfat.com

پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے اور اگر کرتا پھٹا ہے اس کا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے تب عزیز نے دیکھا کہ کرتا یوسف کا پیچھے سے پھٹا ہے۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ

ترجمہ:۔ پھر جب دیکھا عزیز مصر نے کرتا پھٹا پیچھے سے کہا بیشک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا اور البتہ عورتوں کا بڑا فریب ہوتا ہے۔ بعد اس کے عزیز مصر نے جو کچھ خیال کیا وہ عقلمند لوگوں کے خیال میں بعید ہے اگر تم ایسا کرو گے تو تمام خلائق کے نزدیک آپ ہی رسوا ہو جاؤ گے یہ بات سن کر عزیز مصر کو کہا کہ اس بات کو جانے دو۔ اور زلیخا کو کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

(سکتہ) یعنی زلیخا کو کہا

وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِيْنَ

اے یوسف جانے دو اس بات کو اور اپنی عورت سے کہا یعنی زلیخا کو کہا کہ تو بخشوا اپنے گناہ یقیناً تو ہی گنہگار تھی۔ کہتے ہیں اس وقت یہ باتیں ہوئی تھیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں حاضر تھے جو کہتے تھے کہ یوسف علیہ السلام عزیز مصر کو قولہ تعالیٰ

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ

ترجمہ:۔ حضرت یوسف علیہ السلام بولے کہ اس نے خواہش کی مجھ سے اور میں اپنے دل کو قابو میں کیے ہوئے تھا اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے کہ اے حضرت یوسف علیہ السلام کیوں اس کا پردہ فاش کرتے ہو۔ حالانکہ اس نے تمہاری محبت کا سچا دعوی کیا ہے عقلمند اور بزرگوں کا یہ مشورہ نہیں ہوا کرتا کہ وہ اپنے محب کا عقد کھولے پھر حضرت یوسف علیہ السلام بولے یا الٰہی تو نے ناحق مجھے عزیز مصر کے سپرد کیا یہ مجھ کو بیگناہ عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ حضرت جبرائیل نے کہا۔ اے حضرت یوسف علیہ السلام تم نہیں جانتے کہ دوست کی دوستی کو مصیبت اٹھانا ہوتی اور محققوں نے یوں بھی لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو منع فرمایا تھا حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کا عیب ظاہر نہ کریں اگرچہ زلیخا اس وقت کافر ہی تھی لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ یوسف علیہ السلام زلیخا کی پردہ داری کریں کیونکر خداوند قدوس کی صفتوں میں ایک صفت ستارہ العیوب بھی ہے اور دوسری

Marfat.com

صفت غافر الذنوب ہے اس لئے عیب کی پردہ پوشی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو پسند نہیں ہے تم کو رنج و غم دینا۔ یعنی اگر کوئی شخص جفا کرے تو میں اس کے عوض میں بھی وفا کرتا ہوں۔ بعض محققوں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے ساتھ بات چیت کرتے وقت اپنے جی میں کہا کہ میری بات عزیز مصر کو باور نہیں ہوتی اور مجھ کو سچا نہیں جانتا حالانکہ اس نے مجھ سے کبھی جھوٹ بات نہیں سنی اور نہ مجھ سے کبھی خیانت پائی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے حضرت یوسف علیہ السلام یہ چیز تم نہیں جانتے کہ قول بے وفا کا کوئی بھی نہیں جانتا حضرت یوسف علیہ السلام نے متفکر ہو کر اپنے جی میں کہا کہ اب کیا کروں۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جوانمردی اس چھ مہینے کے لڑکے سے سیکھ لو اس نے جو گواہی دی ساتھ دلیل کے وہ تمہارے جیسا نہیں کہ بے تامل کہہ بیٹھے کہ گناہ زلیخا نے کیا ہے۔ لیکن لڑکے نے یہ ظاہر نہ کیا اور گواہی دیدی۔ اور خدا کو بھی یوں کب منظور ہے کہ بندہ مومن کا عیب ظاہر ہو اور تمام مخلوق کے سامنے رسوا ہو اگرچہ اس سے گناہ ہی صادر کیوں نہ ہوا ہو۔ تب بھی اپنے حکم سے پردہ پوشی کرنا چاہئے۔ اس بات میں بعضوں نے اختلاف بھی کیا ہے کہ کسی نے تین مہینے اور کسی نے سات مہینے بعد اس کے یہ ظاہر ہوا کہ یہ بات خلق اللہ کے کان پہنچی کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے پانچ عورتوں نے سنی تھی کہ زلیخا کی خاص ہمراز تھیں وہ سب کی سب زلیخا کو ملامت کرنے لگیں۔ ایک تو ان میں ساقی ملکہ تھی اور دوسری باورچن اور تیسری عورت خوان بردار تھی اور چوتھی بلانے والی اور پانچویں حجامنی تھی یہ سب مل کر زلیخا کو ملامت کرنے لگیں ایک روز زلیخا نے دعوت طعام دے کر ان سب کو بیک وقت بلایا ایک جگہ مجلس مقرر کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ هِنَّ اَرْسَلَتِ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكِاءً وَاٰتَتْ وَاحِدَة مِّنْهُنَّ سَكِّيْنًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ۔

ترجمہ:۔ جب سنا تو قریب بلوایا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں چھری اور ایک لیموں اور ادھر حضرت یوسف علیہ السلام سے بولی کہ اب نکلو ان کے سامنے سے اور ہر ایک کے واسطے جدا جدا تخت رکھ دیا تھا۔ چنانچہ سب عورتیں اپنے اپنے تخت پر آ بیٹھیں اور ہر ایک کے آگے ایک طباق زریں میووں سے بھر کر

Marfat.com

اور کھانے نمکین اور میٹھے لا کر رکھے گئے اور ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج اور چھری کاٹنے کو دیدی گئی اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو زر بفت کے کپڑے سے اور کمر بند مکال زر و یاقوت سے سجا کر اس مجلس میں لا کر بٹھایا گیا جب عورتوں نے ایک بارگی ان کی طرف نظر کی سب کی سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور بجائے لیموں تراشنے کے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل و صورت پر سب کی سب عاشق ہو گئیں اور جب مجلس برخاست ہوئی تو بعد اس کے وہ عورتیں اپنے اپنے ہوش میں آئیں اور ہر عورت نے اپنے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کٹی ہوئی دیکھیں اور اپنے کپڑے بھی خون سے آلودہ دیکھے تو یہ کیفیت دیکھ کر بعض ان میں سے کہنے لگیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو بشر نہیں ہیں کوئی فرشتہ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَاهٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ

ترجمہ:۔ پھر جب دیکھا حضرت یوسف علیہ السلام کو دہشت میں آگئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں ماشاء اللہ یہ شخص تو کوئی آدمی نہیں معلوم ہوتا شاید یہ کوئی بزرگ فرشتہ ہے یہ دیکھ کر زلیخا بولی یہ وہی شخص ہے جس کے لئے تم مجھے طعن اور ملامت کرتی ہو۔ وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اے زلیخا ہم پر ملامت ہے تجھ پر تو رحمت ہو کہ تو نے ایسا معشوق پایا۔ اور پھر وہی عورتیں کہنے لگیں کہ تو نے ہمیشہ اپنے گھر میں رکھا اور تو اس کو فریب نہ دے سکی۔ اس کے جواب میں زلیخا نے کہا میں نے بہت کوشش کی اور ابھی تک کر رہی ہوں۔ لیکن وہ شخص میرے ہاتھ نہیں آتا۔ اور اس معاملہ میں وہ میرا کہنا قطعاً نہیں سنتا مصداق اس آیت مذکورہ کے قولہ تعالیٰ

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ۔

ترجمہ:۔ اور میں نے اس سے چاہا کہ جی بھر لوں مگر وہ اپنی جگہ اپنے ارادہ پر برابر قائم رہا اور اگر اب بھی نہ کرے گا جو میں کہتی ہوں تو البتہ قید خانے میں پڑے گا اور ہو گا وہ بڑا بے عزت۔ عورتوں نے زلیخا کو صلاح دی کہ دوسری مرتبہ پھر یوسف کو بلا کہ ہم اس کو ملامت اور نصیحت کریں ممکن ہے کہ تیرے کام میں آسانی ہو حالانکہ ان عورتوں کی غرض یہ

Marfat.com

تھی کہ اس حیلے سے پھر یوسف کو دیکھیں چنانچہ زلیخا نے پھر یوسف کو بلایا اور سب کے سامنے بٹھا کر ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے صاحب آپ کس واسطے اس بیچاری سیدہ پر بے رحم ہیں اس کے ساتھ کیوں نہیں شوق فرماتے اور ہم لوگ یہ ڈرتے ہیں کہ آپ بلاوجہ اس کے عتاب میں آکر قید خانہ میں پڑیں۔ اس بات کو سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ میں قید خانہ میں پڑوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ

ترجمہ:۔ حضرت یوسف علیہ السلام بولے کہ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات کی نسبت جسکی طرف یہ مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید میں کبھی مائل نہ ہو جاؤں ان کی طرف اور میں ہو جاؤں بے عقل یہاں پر ایک اعتراض ہے کہ مصر کی عورتوں نے جمال یوسف کا دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے کے عوض انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے لیکن زلیخا وجود عاشق ہونے کے اس کا کوئی ہاتھ نہ کٹا یہ کیا ماجرا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ جس شخص کا کسی چیز میں دل لگا ہو اور ہمیشہ اسے دیکھتا ہو تو اسے کچھ خوف و خطر نہیں رہتا اور جس شخص نے کہ وہ چیز نہ دیکھی ہو تو اس پر دہشت ہوتی ہے۔ چونکہ یوسف پر زلیخا عاشق تھی اور ان کے واسطے بہت محنت اٹھاتی تھی اور ان کے ساتھ مدتوں رہی تھی اس لئے زلیخا اپنے حال پر برقرار تھی۔ اس لئے صورت ان کی اچانک دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے کیونکہ ان عورتوں نے ایسا خوبصورت صاحب جمال شخص کبھی نہ دیکھا تھا اور بعضوں کے اشارے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو عندالموت فرشتوں کے ہاتھ تکلیف دلوادے گا اور پھر ملک الموت سے بھی ڈراوے گا اور قبر کے اندر منکر نکیر سوال و جواب کریں گے اور قیامت کے دن دوزخ کو بھی دکھائے گا لیکن مومن ایک بار دیکھے گا تو جان لے گا کیونکہ اسی لئے ہمارے رسول مقبول ﷺ کو معراج میں تمام احوال عالم ارواح اور بہشت اور دوزخ کو دکھایا تاکہ وہ احوال قیامت کے دن دوزخ کو بھی دکھایا تاکہ وہ احوال قیامت کا دیکھ کر حشر کے دن قلب ان کا دوسری طرف مائل و مشغول نہ ہو اور اپنی امت کی شفاعت کرنے سے باز نہ رہیں،

Marfat.com

اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ مصر کی عورتوں نے یوسف کو دیکھتے ہی عاشق ہو کر لیموں تراشتے میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے یہ دیکھ کر آتش غیرت نے گریبان عشق سے زلیخا کے سر مار اور وہ مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگیں اور رو رو کر کہنے لگیں کہ میں نے ہائے ہائے کیا برا کام کیا صد افسوس ہے کہ بیوقوفی ہے میں معشوق کے لئے بیچ دریائے رنج و بلا کے غوطے کھاتی ہوں۔ کہ ہنوز کشتی مراد کے کنارے نہ پہنچی اور غیروں کو یہ متاع دکھانا محض بے خبری ہے اور اس سے کوئی فائدہ بھی نہ ہو گا۔ اور اب میری صلاح یہ ہے کہ یوسف کو ان سے چھپایا جائے اور بہتر یہی ہے کہ ان کو جیل خانے میں بھیج دیا جائے یہ سب حقیقتیں جب عزیز مصر کو معلوم ہوئیں کہ مصر کے لوگ اس وقوع ماجرے سے آگاہ ہوئے۔ تب نادم ہو کر باتفاق زلیخا کے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں بھیجا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ ~ بَعْدِ مَارَاَوُ الْاٰيَاتِ لَيَسْبُحُنَنَّهٗ حَتّٰى حِيْنً

ترجمہ:۔ پھر یہ سوچا لوگوں کو ان نشانیوں کے دیکھنے پر قید رکھیں اس کو ایک مدت تک فائدہ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ سب عورت کا ہے تو بھی ان کو ہی قید کیا تا کہ خلق میں بدنامی عورت کی نہ ہو اور یوسف بھی زلیخا کی نظر سے دور رہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو تاج مکمل سر پر رکھ کر اور لباس فاخرہ پہنا کر کمر بند زری کا کمر میں باندھ کر بہت اچھا سجا کر قید خانے میں بھیجا۔ قید خانے کے نگہبان و نگران لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بڑا تعجب کیا اور پھر زلیخا کے پاس آدمی بھیجا کہ قیدی کو اس قدر شان و شوکت سے قید خانے میں نہ بھیجا جائے حکم ہوا کہ سب پوشاک اس کے بدن سے اتروا ڈالیں اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ یوسف قیدی نہیں ہیں بلکہ حصاری ہیں۔ اور میں نے اس لئے وہاں بھیجا ہے کہ کوئی اس کو نہ دیکھے اور لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے۔ اس اشارے سے اور ایک فائدہ محققوں نے لکھا کہ ہر مومن کو موت کے وقت عمامہ شہادت کا سر پر اور لباس معرفت کا بدن پر اور کمر بند خدمت کا کمر میں اور موزہ اسلام کا پاؤں میں پہنایا جائے گا پھر فرشتے کہیں گے کہ یا حق تعالیٰ اس کے اس لباس عمدہ اور خصائل حمیدہ کے ساتھ کیونکر جان قبض کی جائے گی۔ اگر حکم ہو تو سب اتار لیویں تب حکم ہو گا یہ حصاری ہیں زندانی نہیں ہیں اور لباس اس کا ویسا ہی رہنے دو اور تم جان لو کہ وہ میرے نیک بندے

Marfat.com

ہیں بد نہیں ہیں اور اس قصے میں آیا ہے کہ زلیخا نے حکم کیا تھا اس بندی خانے کو اچھی طرح سے پاک و صاف اور درست کر کے ایک عمارت عالیشان پر تکلف بنا کر اور اس میں ایک تخت جڑاؤ مرصع کار وہاں رکھوا دو اور دیبائے نفیس اس پر بچھوا دو اور عنبر و عود گوناگوں خوشبو کے ملئے جلادو پھر اس کے بعد حضرت یوسف کو اس تخت پر بٹھا دو اس زمانے میں بادشاہ مصر کا ملک ریان تھا اس کے دو غلام عقل مند صاحب ہوش تھے اور کسی خطا میں بادشاہ نے ان کو قید خانے مین بھیجا تھا۔ ایک ساقی اور دوسرا طباخ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ

ترجمہ:۔ اور داخل ہوئے اس کے ساتھ بندی خانے میں دو نوجوان تو وہ دونوں یوسف کا حال دیکھ کر ان کے جمال پر متحیر ہو گئے اور سیرت اور عبادت ان کی دیکھ کر ان کے پاس جا بیٹھے اور باتیں کرنے لگے اور ہر ایک ان سے اپنے قصے بیان کرنے لگے اور جب تین دن گزرے تو ساقی نے خواب میں دیکھا کہ خوشہ انگور کا نچوڑتے ہیں۔ اور طباخ نے دیکھا تھا کہ روٹی سر پر اس کے رکھی ہے اور پرند سب ہوا پر سے آ کے لے جا کے کھاتے ہیں دوسرے دن اس خواب میں آپس میں قیل و قال کرنے لگے۔ تعبیر اس خواب کی یوسف سے پوچھنا چاہئے دیکھیں وہ اس خواب کی کیا تعبیر بتاتے ہیں۔ یہ خیال کر کے وہ دونوں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے رات کو خواب دیکھے ہیں اور ہم لوگ اس وجہ سے آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتائیں کہ کیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے خواب سنے اور سننے کے بعد ان سے فرمایا کہ تم دونوں صاحب ذرا ٹھہرو تب میں اس کی تعبیر بتاؤں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ اَحَدُ هُمَا اِنِّیْ اَرَانِیْ اَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْ اَرَانِیْ اَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِیْ خُبْزاً تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا لَنَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ وَقَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا۔ ذَالِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ؕ

ترجمہ:۔ کہنے لگا ایک ان کا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے

Marfat.com

نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنی سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے۔ لہٰذا آپ ہم دونوں کے خوابوں کی تعبیر بتائیں۔ کیونکہ ہم آپ کو نیکی والا دیکھتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ نہ آنے پائے گا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے مگر میں بتا چکوں گا کہ تم کو تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ سکھایا مجھ کو میرے رب نے اور میں نے چھوڑا دین اس قوم کا یقین نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ پر آخرت سے بھی وہ منکر ہیں جس نے شراب دیکھی تھی وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا اور دوسرا نان پزیر تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں۔ زہر کی تہمت میں دونوں قیدی تھے۔ آخر نان پز پر ثابت ہوا۔

دوسری قید | دوسری قید میں حق تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی تھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا اور چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دوں اور اس کے بعد خواب کی تعبیر بتاؤں گا' دراصل قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان دونوں جوانوں کو دیکھا کہ بہت دانا عقلمند ہیں تو انہوں نے یہ چاہا کہ اول ان کو اسلام کی دعوت دی جائے اور اسی لئے ان کو خواب کی تعبیر میں تامل کیا اور ان سے آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ چیز تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ وہ خدا ہی نے مجھے سکھائی ہے اس بات پر وہ دونوں بولے کہ مجھے بتاؤ کہ تمہارا خدا کون ہے حضرت یوسف علیہ السلام بولے خدا میرا وہی ہے جو سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے وہی ہر شخص کو روزی دیتا ہے اور وہی مارتا اور جلاتا ہے پھر دونوں بولے کہ آپ ہم کو بتائیں کہ آپ کا کون سا دین ہے جو تم ہمارے بتوں سے بیزار ہو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں موافق ہوں اپنے باپ دادا کے راہ کے پھر وہ بولے تمہارے باپ دادا کون ہیں۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا باپ حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّتَه اٰبَآئِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْحَاقَ وَ یَعْقُوْبَ مَاكَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْئٍ ذَالِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ

Marfat.com

ترجمہ : اور پکڑا دین میں نے اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق علیہم السلام کا اور ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق پر افضل ہے اور ہم سے راہ سیکھیں۔ وہ بولے کہ ہم کس چیز کو پوجتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم ایسی چیز کو پوجتے ہو جو خدائی کے لائق نہیں۔ انہوں نے اس بات کو سن کر کہا کہ تم پیغمبر زادے کہلاتے ہو اور تم غلام کس طرح ہوئے تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا کہ میرے بھائیوں نے مجھ سے حسد کر کے مجھے بیچ ڈالا ہے اور بالتفصیل ان کا اپنا پورا واقعہ بیان کر دیا یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم کو کیا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے دین پر ثابت رہیں یا اپنے دین سے پھر جائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ پہلے تم لوگ اپنے دل میں تصور کر کے دیکھو کہ کس کا دین بہتر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا صَاحِبَیَ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ترجمہ :۔ اے رفیقو بندی خانے کے بھلا سوچو تو کہ کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا ایک اللہ بہتر ہے۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ :

اے میرے دوستو! بندی خانے کے تمہارے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا بھلا دیکھو تو تمہارے کتنے خدا ہیں اور تم اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بنا کر پوجتے ہو اور انہیں کو خدا بھی کہتے ہو ان سے نہ کچھ نفع ہو سکتا اور نہ ضرر' ان بتوں کو جو تم اپنے ہاتھوں سے بنا لیتے ہو پوجنا تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بالکل عبث ہے اور پوجنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو روا نہیں ہے اور واحد مطلق ہے مصداق اس آیت کریمہ کے ارشاد ربانی ہے:

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ : تم نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے مگر نام ہی رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہاری باپ دادوں نے اور نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے راہ سیدھی اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ تب وہ دونوں قیدی حضرت یوسف کے دین پر ایمان لائے اور پھر بولے حضرت

Marfat.com

یوسف علیہ السلام سے کہ ہم اپنے دین کو چھوڑ کر تمہارے آباؤ اجداد کے دین پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ہیں اب تو ہمارے خواب کی تعبیر بیان کر دیجئے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے رفیقو! بندی خانے کے تم دونوں میں سے ایک نے جو دیکھا ہے شراب بھرتے خواب میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ کل بادشاہ اس کو قید خانے سے خلاصی کرے گا اور خوش بھی کرے گا خلعت دے کر اور وہ اپنے آقا کو بھی پلائے گا شراب۔ اور دوسرے نے جو دیکھا ہے کہ سر پر اپنے روٹی رکھی ہے اور اڑتے جانور اس کا کھا جاتے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کل وہ سولی پر چڑھے گا اور اڑتے جانور اس کے مغز کو کھا جائیں گے مصداق اس آیت شریفہ کے یَا صَاحِبَیِ السِجنِ اَمَّآاَحَدُ کَمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْراً وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاکُلُ الطَّیْرُ و مِنْ رَّاسِهٖ قُضِیَ اَلْاَمْرُالَّذِیْ فِیهِ تَسْتَفْتِیٰنَ ؕ ترجمہ: اے رفیقو! بندی خانے کے ایک جو ہے تم دونوں میں سے سو پلاوے گا اپنے آقا کو شراب اور دوسرا جو ہے سو وہ سولی پر چڑھے گا۔ پھر کھائیں گے جانور اس کے سر سے مغز کو۔ اب فیصل ہو گیا وہ کام جس کی تم تحقیق چاہتے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہہ دیا تھا جس کو خواب کی تعبیر کہی تھی کہ کل قید سے خلاصی پاؤ گے اور اپنے آقا کو شراب پلاؤ گے اور ہماری بات بھی تم اپنے بادشاہ سے کہنا کہ ایک نوجوان بے گناہ قید میں پڑا ہے۔ پس اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا اور بیزار ہوا کہ ہم کو بھول کر یوسف نے غیر سے نجات مانگی۔ تب ساقی کے ذہن سے اس بات کو بھلا دیا کہ یوسف کی بات اپنے بادشاہ سے کہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَرَبِّكَ فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِیْ السِجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ؕ ترجمہ: اور کہہ دیا حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو جو کہ بچے گا ان دونوں میں سے میرا ذکر کرنا اپنے خداوند کے پاس سو بھلا دیا شیطان نے ذکر کرنا اپنے خداوند سے پھر رہ گیا یوسف علیہ السلام قید میں کئی برس اکثر مورخ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس قید میں تقریباً سات برس رہے مروی ہے کہ جبرائیل نے کئی دفعہ قید خانے میں آکر دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام عبادت کرتے اور دعا مانگتے تب ان سے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تم نے کیوں نہیں نجات مانگی تھی اللہ تعالیٰ سے اس سے پہلے اور تم نے مخلوق سے اپنی نجات چاہی کہ میرا ذکر اپنے بادشاہ سے اور یہ اوپر گزر چکا ہے اب اس کے بدلے

Marfat.com

سات برس تک قید خانے میں رہو گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا جس میں راضی ہے اس پر میں بھی شاکر ہوں اور بولے اور اے حضرت آپ تو سب مخلوق سے برتر ہیں اور آپ کیوں کر اس قید خانے کثیف میں تشریف لائے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے حضرت جبرائیل علیہ السلام کس گناہ سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قید خانے میں ڈالا اور اپنی شفقت اور رحمت سے اس ذلت و خرابی میں رکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے شوق سے ذلت کو اختیار کیا ہے اور اپنے کام کو خدا کے توکل پر نہ چھوڑا حالانکہ وہی قاضی الحاجات ہے جو اس سے مانگو گے سو پاؤ گے اور درحقیقت تم نے قید ہی مانگی تھی وہی تم کو مل گئی۔ قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ کَیْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ترجمہ: بولے یوسف اے رب ہمارے مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے کہ مجھ کو بلاتی ہیں طرف اس کے اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید میں مائل ہو جاؤں ان کی طرف اور ہو جاؤں میں بے عقل۔ یہ دعا اس کے رب نے قبول کرلی۔ پھر دفع کیا ان سے ان کا فریب وہی ہے سننے والا خبردار۔ پس ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا وہ فریب جو وہ حضرت یوسف علیہ السلام پر چلانا چاہتی تھی چل نہ سکا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کو رب العزت نے قبول فرما لیا اور ان کا فریب حضرت یوسف علیہ السلام سے دفع کر دیا اور قید ہونا ان کی قسمت میں تھا وہی ہوا یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آدمی کو گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگنی چاہئے بلکہ اس کو لازم ہے کہ ہر وقت بھلائی طلب کرتا رہے۔ پھر جبرائیل سے حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام هَلْ عِنْدَكَ خَبَرُ وَالِدَیَّ اے جبرائیل میرے والد والد بزگوار کی خبر تم کو کچھ معلوم ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا بَیْتُ

لہ یہ ترجمہ غلط ہے اصل آیت ہے وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ یعنی یوسف یہی اس کے قصد کرتا اگر نہ دیکھتا دلیل اپنے رب کی لہٰذا یہاں صاف معلوم ہوتا ہے کہ قصد نہیں کیا ورنہ آیت پوری کے معنی نہیں ہوئے اور پھر ان کو تو نبی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے اور جو مخلص بندے ہوتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ ۱۲ عبدہ

Marfat.com

الْاَحْزَانِ وَهُوَ عَظِيْمٌ وَغَمٰی کہا جبرائیل نے وہ اپنے گھر بیٹھے غم کرتے ہیں اور روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی ہیں اور مشغلہ ان کا رات دن عبادت کرنا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کہ میرے باپ کو حق تعالیٰ نے اس میں کیوں مبتلا ہے۔ کہا کہ تمہاری محبت نے ایسا کیا ہے اور یہ چیز خدا کو پسند نہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے یار و مدد طلب کرے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سن کر کہا کہ اس قدر رنج اٹھاتے ہیں آخر ان کو کچھ فلاح ہوگی یا نہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان کو ہر روز ایک شہید کا درجہ ملے گا یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب تعبیر خواب کی ان دونوں نوجوانون کو بتا دی اس کے ایک دن بعد ملک ریان نے ان دونوں نوجوانوں کو قید سے خلاص کیا تو ساقی کو قید سے نوازش فرمائی اور خلعت بخشا اور باورچی کو سولی پر چڑھا دیا۔ تمام جانوروں نے آکر اس کا مغز اور گوشت اور آنکھیں اس کی کھالیں اور ساقی کے دل سے وہ بات جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہی تھی شیطان نے بھلا دی اور وہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے بادشاہ سے نہ کہہ سکا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں تقریباً سات برس تک رہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں نو برس تک رہے اسی قید بند کی حالت میں بھی شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور ہر وقت درس دیتے رہتے تھے اور ادھر زلیخا ان کے لئے غم و اندوہ میں رات دن پیچ و تاب کھاتی رہتی اور وہ پانچ عورتیں جو حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق تھیں وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے دونوں وقت کھانا قید خانے میں پہنچایا کرتی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس کھانے میں سے کچھ تو کھا لیتے اور جو باقی بچتا وہ قید خانے کے قیدیوں کو دیدیتے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ ایک شب ملک ریان نے خواب میں دیکھا کہ سات گائیں فربہ موٹی ان کو سات گائیں دبلی کھا گئیں۔ صبح کو بادشاہ بہت ہی متحیر ہوا اور اپنے ملک کے تمام نجومیوں کو طلب کیا۔ جب تمام نجومی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے تو بادشاہ نے بہت زیادہ متحیر ہو کر اپنے خواب کا پورا ماجرا ان نجومیوں کے سامنے پیش کر دیا اور تمام نجومی ان کے خواب کی تعبیر بتانے سے حیران ہو گئے۔ آخر کار کہنے لگے کہ بادشاہ سلامت یہ تو اڑتے اچنبھے کا خواب ہے اور ہم لوگ اس خواب کی تعبیر

Marfat.com

بتا نہیں سکتے۔ اس بات کو سن کر بادشاہ اور بھی حیران ہو گیا کہ آخر کار اس خواب کی تعبیر کون بتائے گا۔ ہم کس سے پوچھیں وہی ساقی جو دو نوجوانوں میں ایک بچا تھا وہ بادشاہ کے پاس اس وقت حاضر تھا۔ اس وقت اس کو وہ بات جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی خواب کی تعبیر بتانے کے وقت کہی تھی وہ اتنی مدت کے بعد اس کو یاد آگئی پھر اس نے اس وقت اپنے بادشاہ سے کہا کہ اس خواب کی تعبیر ایک شخص بتا سکتا ہے اس نے بادشاہ سے کہا کہ ایک دن ہم دونوں نے خواب دیکھا کہ میں تو جام شراب کا بھرتا ہوں خم سے پیالے اور باورچی نے دیکھا تھا سر پر اپنے روٹی کا خوان اور اڑتے جانور آخر اسے کھاتے ہیں۔ چنانچہ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے۔ بادشاہ سلامت یوسف نام کا ایک شخص ہے اس کے پاس ہم نے یہ بیان کیا۔ چنانچہ اس نے خواب کی تعبیر کہی تھی تو وہ ہاتھوں ہاتھ بالکل سچ پائی۔ اگر حکم عالی ہو تو اسے بلالیں۔ وہ خواب کی تعبیر بتا سکتا ہے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس خواب کی تعبیر معلوم کی جائے۔ ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر بہت عذر خواہی کی کہ میں آپ کی بات بادشاہ کو کہنا بھول گیا تھا یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس ساقی سے کہا کہ یہ بھول چوک ہونا تمہارا ہمارے لئے باعث گردش تھے اور مجھے ابھی قید خانے میں رہنا تھا اس نے کہا کہ بعد مدت کے تمہاری مجھ کو یاد آئی۔ حضرت جی بزرگیاں آپ کی میں نے اپنے بادشاہ سے بیان کیں تو بادشاہ نے خوش ہو کر مجھ کو تمہارے پاس بھیجا اور کہا ہے کہ اس خواب کی تعبیر معلوم کر لیجئے۔ قولہ تعالیٰ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ترجمہ: اور کہا بادشاہ نے میں نے خواب دیکھا سات گائیں موٹی کو سات کھاتی ہیں دبلی اور اسی طرح دیکھا کہ سات بالی ہری تاز کو سات بالیں سوکھی کھاتی ہیں۔ اے میرے درباریو اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر ہو تم تعبیر بتانے والے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو اڑتے ہوئے خواب ہیں ہم لوگوں کو ان خوابوں کی تعبیر نہیں معلوم ہے۔ پھر یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس آنے والے ساقی سے کہا کہ میں تم کو اس خواب کی تعبیر بتادوں گا وہ تم بادشاہ سے جا کر کہہ دینا اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس ملک میں سات برس تک ارزانی رہے گی۔ اور کھیتی خوب

Marfat.com

ہوگی پھراس کے بعد بڑا زبردست قحط ہوگا اور زراعت بہت کم ہوگی اور لوگ شدید تکلیف میں مبتلا ہوں گے اور دکھ اذیت اٹھائیں گے۔ سارے لوگ جو بادشاہ کے دربار میں حاضر تھے یہ سن کر حیرت میں آگئے۔ پس ملک ریان نے کہا کہ پھراس کی کیا تدبیر کرنی چاہئے اے ساقی تم بتاؤ بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ اس شخص کے پاس پھر جاؤ اور اس سے پھر اچھی طرح سے پوچھ آؤ۔ بادشاہ کے کہنے سے ساقی پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا اور جا کر پوچھا۔ قولہ تعالیٰ **يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِدِيْقَ اَفِتْنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرَاتٍ سَمَانٍ يَّاْ كُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَ سَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَيَبِسٰتٍ لَعَلى اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ** ترجمہ: ساقی نے جا کر کہا کہ اے یوسف سچی بات مجھ کو بتا دو اس خواب کی سات گائیں موٹی کو سات گائیں دبلی کھاتی ہیں۔ اور سات بالی ہری تازہ کو سات بالی سوکھی کھاتی ہیں۔ یہ بات سن کر ساقی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تم کو لوگوں کے پاس لے چلیں تاکہ تمہاری ان کو قدر معلوم ہو لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور اس ساقی سے فرما دیا کہ جا کر کہہ دو کہ سات برس کھیتی کرو گے خوب غلہ ہوگا پھراس کے بعد سات برس تک اس ملک میں قحط رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ تَذْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَ اَبًا○ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰالِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَاقَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذَالِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ○

کہا یوسف علیہ السلام نے تم کھیتی کرو گے سات برس محنت سے پس جو کچھ کاٹو تم پس چھوڑ دو اس کو بیچ بالوں اس کی کے مگر تھوڑا سا اس میں سے جو کھاؤ تم آئیں گے پیچھے سات برس سختی کے پھر کھاؤ گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے۔ پھر آئے گا اس کے پیچھے ایک برس اس میں بارش پائیں گے لوگ اور اس خوشی میں وہ شرابیں بنائیں گے اور یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ سات برس کا غلہ رکھنا ذخیرہ جمع کر کے اور بہتر یہ ہے کہ ذخیرہ بالیوں میں ہی لگا رہے تاکہ زمین میں گل نہ جائے اور کیڑا نہ لگے سات برس تک کیونکہ وہ قحط پورے سات برس تک رہے گا۔ پس ساقی نے جو تعبیر سنی حضرت حضرت یوسف علیہ السلام سے وہ سب اپنے بادشاہ ملک ریان کو جا کر سنا دی اور باقی

Marfat.com

جو لوگ وہاں مصری باشندے موجود تھے۔ سب کے سب یہ تعبیر خواب سن کر حیرت میں آگئے اور اس بات کی بادشاہ نے بھی تصدیق کر دی اور بادشاہ نے کہا کہ یہ شخص تو بڑا ہی عقلمند اور دانا ہے اور قابل وزارت ہے اس کے بعد اس ساقی سے پوچھا کہ وہ شخص کیسا ہے اور اطوار اس کے کیسے ہیں۔ ساقی بولا وہ عقلمند صالح ہے اور اس کی بہت سی صفتیں بیان سے باہر ہیں۔ عزیز مصر نے اس کو مالک ابن زغر سوداگر سے مول لے کر بطور غلام کے اپنے گھر رکھا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس کو قید میں کیوں رکھا ہے۔ ساقی بولا کہ وہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں کسی کا غلام نہیں ہوں میرے بھائیوں نے مجھے حسد اور دشمنی سے بے گناہ مالک ابن زغر سوداگر کے پاس لا کر بیچ ڈالا ہے یہ حال ساقی نے جب بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ نے یہ حال سن کر بہت افسوس کیا اور قید خانے کے امین اور داروغہ کو بلا کر پوچھا کہ یوسف علیہ السلام جو تمہارے قید خانے میں ہے وہ کیسا آدمی ہے اور عادت و خصلت اس کی کیسی ہے کیا تم لوگ اس کی عادت وغیرہ سے واقفیت رکھتے ہو اور رکھتے ہو تو صاف صاف بتاؤ۔ تب انہوں نے کہا کہ وہ ایسا نوجوان آدمی ہے کہ اس جیسا خوبصورت آج تک پیدا نہیں ہوا بلکہ ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی دیکھا بھی نہیں، وہ تو مثل ماہ شب چہار دہم کے شب و روز دعا و تسبیح و تہلیل و عبادت میں مشغول رہتا ہے اور تمام قید خانے والوں کو درس و تدریس دیتا ہے اور ہر شخص کی غم خواری کرتا ہے اور جتنی چیزیں اس کے کھانے کے لئے آتی ہیں وہ سب کی سب محتاج اور فقیروں کو دے ڈالتا ہے اور وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے اور وہ شخص کسی کو ایذا و تکلیف بھی نہیں پہنچاتا اور وہ پیغمبر زادہ کہلاتا ہے۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ بتاؤ اس کو کھانا پینا کون دیتا ہے اور وہ کھانا کہاں سے آتا ہے وہ بولے کبھی تو زلیخا اور کبھی مصر کی فلانی پانچ عورتیں محبت مخفی رکھتے ہوئے بھیج دیتی ہیں لیکن وہ جوان کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور نہ اس کو صحیح طور پر کھاتا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو دیدیتا ہے اور بعض دفعہ تو دیکھا گیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں کھاتا تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عزیز مصر نے اس بے گناہ کو عورت کی تہمت کی پاداش میں اس جوان کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ پھر یہ سن کر بادشاہ نے کہا اچھا اب عزیز مصر کو بلاؤ۔ جب عزیز مصر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا تو اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے اس صالح نیک مرد کو کس واسطے قید خانے میں ڈالا ہے۔ تم ناحق مرد خدا کو اذیت دیتے ہو، اور تم مجھے بتاؤ کہ اس کو تم کہاں سے لائے ہو۔ عزیز مصر نے باادب عرض کیا کہ

Marfat.com

حضور کو معلوم ہو گا کہ میں نے اس مرد خدا کو مالک بن زغر سوداگر سے خریدا ہے اور اس کو تو میں نے اپنا بیٹا بنا کر رکھا تھا اور اپنے سارے گھر کا مالک و مختار بنا رکھا تھا اور میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ میری خیانت کرے گا اور میرے گھر میں بد نظر رکھے گا اس لئے میں نے اس بارے میں پکڑ کر اسے قید کر رکھا ہے یہ ساری کیفیت بادشاہ سن چکا تو بادشاہ نے اسی ساقی سے کہا کہ تم عزت و اکرام کے ساتھ یوسف علیہ السلام کو گھوڑے پر سوار کر کے میرے پاس لاؤ۔ تب بادشاہ کے کہنے سے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر وہ تمام باتیں بیان کر دیں جو بادشاہ اور عزیز مصر کے درمیان ہوئی تھیں۔ یہ باتیں حضرت یوسف علیہ السلام نے سن کر ساقی سے کہا کہ تم بادشاہ کے پاس جا کر بولو کہ بے رضا عزیز مصر کے میں نہیں آسکتا ہوں مجھے اس کی رضا ضروری چاہئے اور ان عورتوں سے پوچھنا چاہئے کہ جنہوں نے مجھ دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے کہ میں گناہ گار ہوں یا اور کوئی گنہگار ہے اس بات کی تحقیق کرنی چاہئے بموجب فرمان بادشاہ کے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو کہا وہ بادشاہ سے آکر بیان کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ مَابَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ○

ترجمہ: اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس قاصد کہا پھر جا تو اپنے بادشاہ کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے۔ تحقیق میرا رب تو فریب ان کا اچھی طرح جانتا ہے اور وہ سب عورتیں اس حقیقت پر شاہد ہیں اگر بادشاہ پوچھے تو پورا واقعہ کھول کر بیان کر دو تاکہ حقیقت واضح اور تقصیر کا بھی صحیح پتہ چل جائے کہ اصل تقصیر کس کی ہے۔ پھر ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ پورا ماجرا سن کر بادشاہ سے جا کر کہا بادشاہ نے زلیخا اور سب عورتوں کو بلا کر پوچھا۔ قولہ تعالیٰ:

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ○ قَالَتِ امْرَاَةُ الْعَزِيْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۖ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

Marfat.com

ترجمہ: پوچھا بادشاہ نے ان عورتوں سے کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف علیہ السلام کو اس کے جی سے۔ بولیں ماشاء اللہ ہم کو نہیں معلوم اس پر کچھ برائی بولی عورت عزیز مصر کہ اب کھل گئی ہے سچی بات میں نے یوسف علیہ السلام کو پھسلایا اس کے جی سے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل سچا ہے۔ دیکھا حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو سب کا فریب دکھلایا اس واسطے کہ ایک ہی مجرم تھی مگر اس کی سب مددگار تھیں اور فریب دینے والی کا نام نہ لیا کیونکہ انہوں نے ہر طرح سے خدمت کی فکر رکھی تھی۔ پھر بادشاہ نے ان تمام عورتوں کو بلوایا اور پوچھا کہ تم نے یوسف کی خواہش کی تھی یا اس نے تمہاری خواہش کی تھی تم سب سچ کہہ دو۔ وہ بولیں کہ ہم نے ایسا حسن و جمال نہ دیکھا تھا جب ہم نے اس نوجوان کو دیکھا تو یکبارگی بیہوش ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے' اور یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے اس کو طلب کیا تھا اور وہ بے گناہ قید میں پڑا ہے ادھر زلیخا نے جب دیکھا کہ اپنا حال سب منکشف ہوتا ہے تب بادشاہ سے کہنے لگی اے بادشاہ تم ان سے کیا پوچھتے ہو جو کچھ خطا ہوئی ہے مجھ سے ہوئی ہے اور جو شخص فکر مند ہوتا ہے تو حاکم اس کو گواہ سے ثابت کرتا ہے لیکن میں تو آپ ہی اقرار کر رہی ہوں کہ یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بے گناہ قید میں ڈالا اور میں اس کے عشق میں بے قرار ہو رہی ہوں اب آپ مجھ کو جو چاہیں سزا دیں میں سزاوار ہوں زلیخا کی یہ آہ زاری سن کر لوگ بڑے متعجب ہو رہے تھے اور سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور عزیز مصر نے یہ حال زلیخا کا دیکھ کر اس کو چھوڑ دیا اور نہایت شرمندہ اور پشیمان ہو رہا تھا اور وہ چند روز اسی غم میں مبتلا رہا پھر اس کے بعد انتقال کیا۔ بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے مضطرب ہوا اور پھر فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے پاس آئے تو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت عزت سے بٹھایا اور وہ سارا حال عزیز مصر کا سنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے جو کہا تھا وہ عزیز مصر کو شرمندہ کرنے کے لئے نہیں کہا تھا بلکہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اس کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ مجھ سے کوئی کسی قسم کی خیانت نہیں ہوئی قولہ تعالیٰ

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّى لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ الْكَيْدَ الْخَائِنِيْنَ

ترجمہ:۔ کہا یوسف علیہ السلام نے یہ تحقیقت اس واسطے کی ہے تاکہ جانے خاوند اس

Marfat.com

کا عزیز یہ کہ میں نے کوئی خیانت نہیں کی اس کی اور تحقیق اللہ نہیں ہدایت دیتا خیانت کرنے والوں کو' خبر ہے کہ جس وقت یوسف ے کہا کہ میں بے گناہ ہوں اور میں نے خیانت نہیں کی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام موجود تھے اور کہا کہ

یَا یُوْسُفُ اَوْلاَ ھَمَتَ

ترجمہ:۔ اے یوسف کیا تو نے قصد نہیں کیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات سے بہت نادم ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے قولہ تعالیٰ

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسِ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلا مَارَحِمَ رَبِّی اِنَّ رَبِّی غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ:۔ اور میں نہیں پاک کہتا اپنی جان کو تحقیق البتہ جی حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے پروردگار میرا تحقیق پروردگار میرا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ چالیس زبانوں میں باتیں کی تھیں اور سب زبانوں کا جواب حضرت یوسف علیہ السلام نے فوری طور پر بادشاہ کو دیا تھا اور بادشاہ نے عزیز مصر کے سامنے یہ کہا تھا کہ میں نے اس کو تم سے زیادہ امین اور صاحب قوت گویائی پایا قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّک الْیَوْمَ لَدَنْیَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ

ترجمہ:۔ پھر باتیں کی اس نے اور کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبہ والا ہے پس عزیز مصر کا سرکاری موقوف ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں تم کو خدمت وزارت دوں گا آپ نے بادشاہ سے کہا کہ میں وزارت نہیں مانگتا کیوں کہ لوگوں کی خبر گیری مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ پھر بادشاہ بولا اچھا میں تم کو عزیز مصر کا کام دوں گا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام بولے نہیں کیونکہ حق عزیز کا مجھ سے بہت ہے وہ اپنے مقام پر قائم رہے اس کا کام لینا مجھ سے بدنامی ہے پھر بادشاہ بولا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام بولے مجھے سارے ملک کے اناج اور غلہ کا مختار کر دو تو میں بخوبی اس کام کو انجام دوں گا۔ اور پھر آپ کا کام بھی آسان ہو جائے گا اور تمام رعایا کا کام بھی آسانی سے ہوتا رہے گا۔ اور تمام رعایا آپ سے خوش رہے گی۔ کیونکہ میں رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لوں گا اور اس کام سے حضرت یوسف علیہ السلام

Marfat.com

کی یہ غرض تھی کہ اس زمانے میں جو بادشاہ رعیت پر ظلم کرتا تو آدھا غلے کا رعیت سے لے لیتا۔ اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے سارے غلے کی مختاری مانگی تاکہ رعیت پر نظرعدل کی جائے پھربادشاہ نے آپ کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کام پر مقرر فرمادیا اس سے تمام خلقت خوش و راضی ہوئے پھر غلہ بھی بہت جمع کیا جب سال تمام ہوا بادشاہ ان کے نیک اطوار دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنی رعیت سے بھی معلومات کی تو آپ کو رعیت پرور ہی پایا۔ یہ کیفیت معلوم ہوتے ہی بادشاہ نے اپنا تاج شاہی ان کے سرپر رکھ دیا اور اپنی تلوار بھی اپنی کمر سے کھول کر ان کی کمر میں باندھی اور تخت مرصع زر ویاقوت سے جڑا ہوا کہ طول اس کا تیس گز اور عرض اس کا دس گز تھا۔ لباس زرق برق بیش قیمت ان کو پہنا کر اسی تخت پر بٹھادیا اس وقت چہرہ مبارک حضرت یوسف علیہ السلام کا ایسا تھا جیسا چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ جو شخص بھی ان کی طرف نظر کرتا تو مانند آئینے کے اپنا چہرہ اس میں اس کو نظر آتا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے کی لطافت و صفائی اس قدر تھی کہ اسے دیکھ کر آفتاب بھی شرمندہ ہوتا تھا۔ اور جملہ ارکان دولت اور اعیان سلطنت کے بادشاہ کے ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور پھر تمام کاروبار بھی مصر کا ان کے سپرد ہوا اور سارے مصر میں ان کا سکہ جاری ہوا اور بعد فوت ہو جانے عزیز مصر کی تمام خزائن اس کے حضرت یوسف علیہ السلام کی ملک میں آگئے اور بادشاہ بھی اپنی سلطنت سے ہاتھ اٹھا کر خانہ جانشین ہو گیا اور بادشاہ نے ان کو اپنا ولی مقرر کر دیا۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام غلہ و اناج لا کر جمع کیا الغرض اسی طرح سات برس گزر گئے اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو جبرائیل نے آکر خبر دی کہ فلاں شب فلاں گھڑی میں قحط نازل ہو گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ خبر سن کر اسی کی انتظار میں اسی شب سے رہے۔ اب وقت آپہنچا تب سب کو فرمادیا کہ اناج غلہ سب میرے پاس لا کر جمع کرو کیونکہ مخلوق خدا پر قحط نازل ہوا ہے۔ جب قحط کی مصیبت نازل ہوئی تب خلائق شہروں کے بادشاہ مصر کے پاس آکر حاضر ہوئی اور اپنی زبانوں میں فریاد کرنے لگی۔ الجوع الجوع یہ خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنچی کہ خلائق بھوک سے سخت تکلیف میں مبتلا ہے اور بھوک سے عاجز آگئے ہیں تب وہ غلہ جو جمع کیا تھا سب خلائق کو بانٹنے لگے یہ دیکھ کر لوگوں کو کچھ تسلی خاطر ہوئی۔ اور پھر جان میں جان آئی۔ ادھر زلیخا بوجہ قحط کے آہ

Marfat.com

وزاری کرنے لگیں۔ جو شخص بھی حضرت یوسف علیہ السلام کا نام زلیخا کے پاس لیتا اس کو وہ انعام و کرام دیکر رخصت کرتی اور بہت کچھ اس کو رقم بھی دیتی تھی جتنی دولت تھی سب اس نے لٹا دی یہاں تک کہ خود محتاج اور فقیرنی ہو گئی اور شب و روز حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے روتے بڑھیا اور ضعیف ہو گئی اور دونوں آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہے آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی۔ چند روز اسی آتش فراق میں گزرے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حشمت و دبدبہ بادشاہی کا اس قدر تھا کہ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تھے تو چالیس ہزار مسلح پوش اور چار ہزار جوان کمربند زریں اور ایک ہزار صاحب ہوشمندان ان کے ہمراہ چلتے تھے۔ خبر ہے کہ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام سوار ہو کر سیر کرتے ہوئے مرضی الٰہی سے اس راستے سے گزرے جس راستے پر زلیخا تھیں لونڈیوں نے ان کو دیکھ کر زلیخا کو جا کر خبر دی کہ اے زلیخا آج یوسف یہاں آئے ہوئے ہیں۔ یہ سنتے ہی زلیخا بے تحاشا دوڑی ہوئی آئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کو پکارنے لگیں اے کریم اب کریم ذرا تو ٹھہر جا اور اس ضعیفہ کا کچھ حال زار تو سن لے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سن کر فوراً اپنا گھوڑا وہیں روک دیا اور بولے کہ اے زلیخا یہ کیا حال ہے تیرا۔ کہاں ہے وہ حسن و جمال اور خوبی تیری۔ بولی کہ تیرے عشق نے برباد کر دیا۔ اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی تک وہی عشق تیرا موجود ہے۔ وہ بولی کہ ہاتھ کا چابک میرے منہ کے پاس لا کر ذرا دیکھ' یوسف علیہ السلام نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور زلیخا نے یکایک ایک ایسی آہ آتشیں دل سوزاں چھوڑی کہ اس سے حضرت یوسف کا کا چابک جو ہاتھ میں تھا ایک دم گرم ہو گیا۔ مارے تپش کے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس چابک کو اپنے ہاتھ سے زمین پر چھوڑ دیا۔ زلیخا بولی اے یوسف آج تقریباً چالیس برس ہوئے یہ شعلہ آتشیں میرے دل پر جلتا ہے اور میں تیرے عشق میں جل گئی ہوں۔ دیکھا ذرا شعلہ آتش میرے دل کا تجھے برداشت نہ ہوا۔ اور فوراً ہی اپنا چابک زمیں پر ڈال دیا۔ اے یوسف میں کیونکر تیرے شب و روز یہ پیچ و تاب کھاتی رہوں حضرت یوسف علیہ السلام رحم کھا کر فورا یہ حال تباہ زلیخا کا دیکھ کر اپنے گھوڑے پر سے اتر پڑے اور وہیں زمیں پر بیٹھ کر بولے کہ اے زلیخا تو میرے خدا پر ایمان لے آ۔ یہ کہتے ہی زلیخا فورا مشرف بہ اسلام ہوئی۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے

Marfat.com

فرمایا کہ اب بتاؤ کہ تو کیا مانگتی ہے وہ بولی اے یوسف خدا کے دربار میں میرے واسطے دعا کیجئے کہ وہی جمال و جوانی اور بینای چشم کی پھر مجھ کو عنائت ہو تو باقی عمر اپنی تیری خدمت میں صرف کروں اور اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہوں یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے سر کو نیچا کر لیا اور کچھ دیر تامل میں رہے اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ اے یوسف تو کیا مانگتا ہے مانگ تیری ہر دعا قبول ہو گی۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور پھر سجدے میں چلے گئے اور کافی دیر تک خداوند قدوس سے دعا مانگی ابھی آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا نہ تھا کہ زلیخا نے آواز دی کہ اے یوسف اپنا سر اٹھاؤ سجدے سے جو تم نے چاہا تھا وہ حاصل ہو گیا ہے۔ ان کے کہنے سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا سر سجدے سے اٹھا کر زلیخا کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ صورت جوانی اور بینائی چشم اسے خدا نے عنایت فرمائی ہے زلیخا نے جب اپنی صورت کو آئینے میں دیکھا تو خدا کا شکر بجالائی اور پھر ایمان میں ترقی بھی ہو گئی اور پر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف خیال نہ کیا اور چلی گئی ان کے جانے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے اے زلیخا تم کہاں جاتی ہو مجھے چھوڑ کر۔ وہ بولیں کہ جس نے یہ شکل و صورت و بینائی چشم کی مجھ کو بخشی ہے۔ اس کو چھوڑ کر ناحق یوسف سے کیوں اپنے کو برباد کروں اور مجھے چاہئے کہ میں اسی پر خیال کروں۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا پر بہت خواہش کی مگر وہ بھاگتی رہی۔ غیب سے آواز آئی کہ آے یوسف صبر کی جلدی مت کر اس کے بعد زلیخا غم خانے میں جا بیٹھی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواستگاری میں اس کی طرف لوگوں کو بھیجا لیکن وہ قبول نہیں کرتی تھیں تقریباً چالیس روز اسی طرح پر گزرے ہ اس چالیس دن کے اندر یوسف نے اتنا درد زلیخا کے لئے کھینچا کہ زلیخا نے چالیس برس میں بھی ایسا درد نہ اٹھایا تھا۔ ادھر ملک ریان نے زلیخا کے پاس پیغام بھیجا تھ اور بہت سے لوگ اس کو جا کر وعظ و نصیحت کرتے تھے۔

اس نے چند روز کے بعد نکاح قبول کر لیا۔ جیسا کہ شب زفاف کو سلاطین اور ملوک کا رسم شرعی ہوتا ہے ویسا ہی زفاف کتخدائی ہوا اور زلیخا کو دوشیزہ یعنی باکرہ پایا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا سے گزشتہ حال کو معلوم کیا وہ بولیں کہ عزیز مصر ضعیف مرد تھا اور میں اس وقت جوان تھی جو کان زن و شوہر کا تخلیہ میں ہوتا ہے

Marfat.com

وہ میرے اور عزیز مصر کے بیچ نہ تھا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت یوسف کے لئے زلیخا کو بچا کر رکھا تھا اس لئے ایک شیطان آکر اللہ کے حکم سے عزیز مصر اور زلیخا کے درمیان میں سو رہتا تھا اور عزیز مصر کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ زلیخا ہے اور وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ پس حضرت یوسف اور زلیخا نے مل کر اپنے گھر کو بنایا اور رہن سہن شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ملک ریان جب بالکل بوڑھا ہو گیا تو تمام کاروبار بھی بادشاہی کا حضرت یوسف علیہ السلام کو دے دیا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی حضرت یوسف علیہ السلام کو جب اپنی سلطنت کے کل اختیارات مل گئے تو وہ خلق اللہ کی پرورش کرنے لگے بقدر حاجت کے غلہ کو رعیت کے ہاتھ بیچتے اور صدقہ بکثرت فقیروں اور محتاجوں کو دیتے کچھ مدت کے بعد قحط سالی آئی یہاں تک ایک من غلہ کر نرخ دو دینار ہو گیا اور تمام گرد و نواح اطراف سے مصر کی رعیت آکر جمع ہوئی پھر تمام اہل مصر مجتمع ہو کر کہنے لگے کہ غلہ کو سارا غیروں کے ہاتھ نہ بیچا جائے۔ اگر ایسا کیا جاتا رہا تو وقت قریب ہے کہ ہم لوگ بھوکے مریں گے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام خلق اللہ کا اس میں حق ہے اگر ہم نہ دیں تو لوگ محتاج رہیں گے لہٰذا ان کو دینا لازمی ہے اور غلہ سے محروم رکھنا سخت گناہ کا کام ہے اگر ان لوگوں کے ہاتھ نہ بیچوں گا تو یہ لوگ بھوکے مرجائیں گے تب بقدر حاجت کے بیچتے رہے یہاں تک کہ سارے ملک میں کسی کے ہاتھ میں پیسہ و درم و دینار نہ رہا اور سب کا سب حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانے میں داخل ہو گیا پھر جب دوسرا سال آیا تو تمام مویشی لوگوں کے بعوض غلے کے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بک گئے اور تیسرے سال میں تمام لونڈی باندی بعوض غلے کے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بک گئے اور چوتھے سال میں تمام کپڑے وغیرہ اور جو کچھ تھا حضرت یوسف کے ہاتھ میں بیچ کھایا۔ = اور پانچویں سال میں جو کچھ زمینیں تھیں بیچ ڈالیں اور چھٹے سال میں لوگوں نے اپنے بیٹے بیٹی کو بعوض غلے کے ہبہ کر دیا اور ساتویں سال میں لوگوں نے اپنی ذات کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس اجرت میں دے دیا اور کوئی آدمی بھی سارے ملک میں ایسا نہ رہا کہ تمام نوکر چاکر خدمتگار لونڈی باندی حضرت یوسف علیہ السلام کے نہ ہو گئے ہوں۔ یہ حال دیکھ کر تمام خلائق تعجب میں تھی اور کہتی تھی کہ ہم نے کبھی ایسا بڑا بادشاہ نہیں دیکھا اور نہ کبھی سنا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب خلق اللہ کو

Marfat.com

غریب و ناچار دیکھا تو پھر بادشاہ ریان بن ولید سے کہا کہ شکر اس خدا کا ہے کہ اس نے مجھ کو کیا کیا نعمتیں بخشی ہیں اگر ہر بال کے منہ میں سو سو زبانیں بھی ہوں تو بھی شکر نعمت کا اس کے ادا نہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر ریان بن ولید نے کہا کہ حق ہے جو آپ فرماتے ہیں میں کلیتہ دست بردار ہوں اور میں حضرت یوسف کو اختیار دیتا ہوں کہ جو ان کی مرضی مبارک میں آئے وہی کام خلق اللہ میں کریں پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اہل مصر کو خدا کی راہ پر آزاد کر دیا اور تمام مال و اسباب جس جس کا تھا اسی کو واپس دے دیا۔ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام زمانہ قحط میں ہرگز کھانا نہیں کھاتے تھے اور تمام خلق اللہ کو موافقت کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں نہیں آسودہ ہو کر کھاتے اور بھوکے رہتے ہیں۔ اور آپ کے ملک میں مصر میں خزانہ و انبار اس قدر ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں اگر میں سیر ہو کر کھاؤں تو باقی جو لوگ بھوکے پیاسے ہیں ان کو بھول جاؤں گا اور ان کو نظرانداز کر دوں گا جب ساتواں سال تمام ہوا اور تقریباً چالیس دن اور باقی تھے اور کچھ اناج و غلہ مصر میں باقی نہ تھا لوگ شدید بھوک کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آکر ملتجی ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کا حال دیکھ کر بہت متردد ہوئی اور آدھی رات کو اٹھ کر خدا کی درگاہ میں تضرع و زاری کی کہ اے رب العالمین تیرے بندے کی بھوک کی وجہ سے مرے جاتے ہیں' اگر تو رحم نہ کرے گا تو تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ تب خدا کا رحم ہوا اور ایک آواز غیب سے آئی اے یوسف تو میرای پیارا ہے تو کچھ بھی غم مت کر کہ تیری صورت ہی کو لوگوں کی غذا کر دوں گا یعنی تیری صورت و جمال کو دیکھ کر لوگ آسودہ پیٹ ہو جائیں گے پس اس حکم کو پاتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام ایک میدان میں جا بیٹھے اور تمام لوگوں کو وہاں بلایا۔ اور اپنا چہرہ مبارک سب کو دکھاتے رہے حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کی بھوک پیاس جاتی رہی اور پھر ان کو کھانا کھانے کی حاجت نہ رہی چالیس دن کا قحط اسی طرح سے گزر گیا۔ اور آٹھویں سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کھیتی بہت اچھی ہوئی اور اناج بے شمار پیدا ہوا اور تمام مخلوقات خدا نے اس قحط سے نجات پائی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک لڑکا اندھا مادر زاد اس کو حضرت یوسف علیہ السلام کے

Marfat.com

پاس لائے تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے واسطے خداوند قدوس سے دعا کریں کہ اس کی آنکھیں اچھی ہو جائیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک اس لڑکے کی طرف کیا اور اپنے روشن چہرہ کی شعاعیں اس پر ڈالیں تو خدا کے فضل و کرم سے اس لڑکے کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اکثر راویوں نے اس روایت کو یوں بیان کیا ہے کہ ملک مصرو شام میں جب قحط پھیل گیا اور کسی ملک میں اناج و غلہ نہیں رہا۔ سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے۔ اور تمام مخلوق خدا اطراف میں غلہ حاصل کرنے کے لئے جاتی تھی اور مختلف جگہ سے معمولی غلہ لے کر آجاتی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اسی قحط سالی میں مبتلا تھے اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ تم بھی مصر جاؤ' اور وہاں کے عزیز مصر سے غلہ لے آؤ' حضرت یعقوب علیہ السلام کے حکم کو سن کر دس بیٹوں نے مصر جانے کا قصد کیا اور ایک چھوٹا بھائی بنیامین جس کا نام تھا۔ اس کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ہی خاطر جمع کے لئے چھوڑ دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کے پاس جو کچھ مال و متاع پشمینہ تھا وہ اپنے اونٹ پر لاد کر مصر کو چل دیئے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

جَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ

ترجمہ:۔ اور آئے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو انہوں نے ان کو پہچانا اور ان کے بھائیوں نے ان کو نہیں پہچانا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے مختار ہوئے موافق سات برس تک خود آبادی کی اور تمام ملکوں کا اناج بھرتے اور جمع کرتے گئے پھر سات برس قحط سالی میں رہے۔ ایک ہی بھاؤ میانہ باندھ کر غلہ بکوایا۔ اپنے ملک والوں اور اور غیر ملک والوں برابر ایک ہی بھاؤ سے فروخت کروایا مگر پردیسوں کو ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ نہ دیتے تھے اس اصول سے تمام خلائق کو سہولت رہی اور قحط کی مصیبت سے بچتی رہی اور حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام کا سارا خزانہ مال و دولت سے بھر گیا اور ہر ملک میں یہ خبر تھی کہ مصر میں اناج و غلہ سستا ہے۔ یہ خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام کے بھائی بھی غلہ خریدنے کے واسطے مصر میں آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اچھی طرح یقین واثق سے ان کو پہچان لیا اور ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت بادشاہی ٹوپی اپنی سر

Marfat.com

پر رکھ کر اور لباس شاہانہ پہن کر طوق زریں پہن کر تخت شاہی پر متمکن تھے اس لئے ان کو بھائیوں نے نہیں پہچانا۔ اور بعض محققوں نے کہا ہے کہ انہوں نے یوسف پر ظلم کیا تھا اور ظالموں کے دل سیاہ وہتے ہیں۔ اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو وہ نہ پہچان سکے۔ پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا تو زبان عبرانی میں اپنے بھائیوں سے بات چیت کرنے لگے پھر اسی گفتگو میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا کام کرتے ہو مجھے تمہاری شکل و صورت سے پیار معلوم ہوتا ہے وہ بولے کہ ہم کنعان سے آئے ہیں پیشہ ہمارا اشبانی ہے چونکہ ہماری ولایت میں قحط ہوا ہے اس لئے اناج و غلہ خریدنے کو ہم لوگ یہاں آئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ تم جاسوس ہو اور اس شہر میں جاسوسی کو آئے ہو۔ یہاں کا حال معلوم کر کے دشمنوں کو خبر دو گے یہ سن کر وہ بولے کہ ہم دس بھائی ہیں ایک ہی باپ سے ہیں اور ہمارا یہ کام نہیں ہے اور ہمارے باپ بھی پیغمبر ہیں جو کا نام یعقوب علیہ السلام ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تم سب کتنے بھائی تھے وہ فورا بولے کہ ہم اپنے باپ کے کل بارہ بھائی تھے اور ہم میں سب سے چھوٹا بھائی جو تھا وہ ایک دن ہمارے ساتھ بکریاں چرانے کو میدان میں گیا تھا وہ ہم لوگوں سے جدا ہو کر ایک کنارے پر صحرا کے بکریاں چرانے لگا۔ ہم سب اس سے غافل ہو گئے اتنے میں اسے بھیڑیا کھا گیا اور اس کا ایک ماں کے بطن سے ایک بھائی اور ہے اور اس کو باپ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ واسطے تشفی خاطر کے کیونکہ وہ اس وقت اکیلے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تمہاری اس بات کی کیا سند ہے جو تم کہتے ہو۔ اس پر کون گواہ ہے۔ وہ بولے اے عزیز اس شہر میں ہم لوگ بعید الوطن مسافر ہیں اور کوئی ہم کو پہنچانتا بھی نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ہم کیونکر دیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اگر تمہارے گواہ نہیں ہیں تو جو تمہارے باپ کے پاس ہے اسے لے آؤ تو ہم جانیں گے کہ تم سچے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسے باپ نہیں چھوڑیں گے اور وہ اپنی نظر سے اس کو ایک ساعت بھی علیحدہ نہیں کریں گے۔ بہت اچھا ہم لوگ اپنے باپ سے کہیں گے۔ اور اس کو آئندہ لانے کی کوشش کریں گے اگر ہو سکا تو اس کو ضرور آپ کے پاس لائیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اس وقت تم سب جاؤ صرف ایک بھائی تمہارا

Marfat.com

یہاں بطور قید رہے کیونکہ تم اس کو یہاں لاؤ گے۔ تب سب نے مل کر آپس میں تبادلہ خیال کیا کہ یہاں کون رہے گا۔ پھر سب کے نام سے قرعہ اندازی کی گئی اور وہ ایک قرعہ شمعون کے نام پر نکلا وہی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بطور قید کے رہا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اناج ایک ایک شتر کا بوجھ دے کر رخصت کرو اور قیمت اناج کی ان کو پھیر دو۔ تب ملازمان بادشاہ نے ویسا ہی کیا۔

پس ان کو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو اب کی دفعہ لاؤ گے تو اور بھی اناج تم کو ایک ایک شتر کا بوجھ زیادہ دوں گا۔ خبر ہے جو مال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے ہمراہ لائے تھے اناج و غلہ خریدنے کو وہ مال بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو واپس کر دیا وہ اس واسطے کہ معلوم تھا ان کو کہ باپ کے پاس سوائے اتنے مال کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ بھی مصلحت تھی کہ تاکہ ان کو دوبارہ بھیجیں اور ایک روایت میں ہے کہ مال بھائیوں کو اس لئے پھیر دیا کہ باپ معلوم کریں کہ میرا مال پھیر دینا یہ کام کسی کا نہیں ہے سوائے یوسف کے پس شمعون کا مقید رہنا کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ سمجھ بوجھ کر پھر اپنے بیٹوں کو بھیجیں۔ خبر ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اگر اپنے بھائیوں کو دیکھا دل میں چاہا کہ ان کو کچھ سزا دیں۔ اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی کہ اے یوسف اگر تم نے اپنے بھائیوں سے مکافات لیں تو ان میں اور تجھ میں کیا فرق رہے گا۔ بلکہ عفو کرنا موجب حسنات کا ہے اور تم اپنے کو ان سے چھپا اور ان کو مت اپنی پہچان دے تاکہ وہ تجھ سے شرمندہ ہو کر اپنی حاجات سے محروم نہ جائیں اور صاحب استطاعت کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے ڈر سے ان کی ضروریات سے محروم رکھے اے یوسف ان واقعات کو جانے دو کیونکہ وہ تیرے در پر محتاج بن کر آئے ہیں خوش ہو کر ان کو اپنے سے رخصت کرو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بموجب خطاب الٰہی کے اپنے بھائیوں سے کچھ مواخذہ نہ کیا اور ان کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کس جگہ کے رہنے والے ہو۔ وہ بولے کہ ہم کنعان سے آئے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام جو پیغمبر ہیں ان کے بیٹے ہیں پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارے باپ ابھی حیات ہیں' وہ بولے ہاں ابھی حیات ہیں۔ پھر پوچھا کہ کس شغل میں ہیں وہ بولے کہ سوائے عبادت کے اور کچھ کام نہیں کرتے ان کو تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری دی ہے شہر کنعان

Marfat.com

میں وہ بہت ضعیف اپنی آنکھوں سے معذور ہیں۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ ان کی آنکھیں کیوں جاتی رہیں وہ بولے کہ ایک بیٹا ان کا تھا اور وہ اس کو خوب چاہتے تھے اور نام اس کا یوسف علیہ السلام تھا وہ نہایت حسین و جمیل تھا ایک لحظہ نظروں سے جدا نہ کرتے تھے. اللہ کی مرضی ہوئی اس کو بھیڑیا کھا گیا اس کے لئے اتنا روئے کہ آنکھیں ان کی جاتی رہیں۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اتنے بیٹے رکھتے ہوئے کیوں ایک کے لئے ایسا حال ہوا۔ وہ بولے اور بھی اس کا سگا بھائی ہے اس کا نام بنیامین ہے اور اس کی چھ بہنیں موجود ہیں۔ لیکن یوسف ان میں بہت ہی خوبصورت تھے انہیں کے غم میں شب و روز روتے روتے اپنی آنکھیں کھو دیں۔ اور ایک مکان شہر کے باہر بنا کر اس کا نام بیت الاحزان رکھا اسی مکان میں عبادت کرتے ہیں اور وہیں یوسف کی جدائی میں ہر وقت روتے رہتے ہیں پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ شائد وہ ہنر میں تم سے زیادہ تھا۔ وہ بولے نہیں ہاں البتہ وہ اپنے حسن اور خوبصورتی میں زیادہ تھا۔ دانائی اور عقلمندی میں بھی ہم سب سے تیز تھا الغرض اس کی صفتیں بیان سے باہر ہیں۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ ان کو اس وقت معاف کیا جائے اگرچہ ان لوگوں نے مجھ کو بہت ستایا اور مجھ پر ظلم بھی کیا ہے مگر یہ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خدمتگاروں کو بلایا اور ان سے کہا دیکھو یہ بیچارے مسافر بعید از وطن غریب اس ملک میں کبھی نہیں آئے ان کو کوئی جگہ دو اور ان کو کھانا بھی اچھی طرح لطیف و پاکیزہ کھلایا کرو اور جب تک یہ لوگ اس شہر میں رہیں اس وقت تک ان کو لباس بھی اچھا اعلیٰ قسم کا پہننے کو دو۔ اور جب دوسرا دن ہوا تو حضرت یوسف نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تم اس شہر میں کیوں آئے ہو انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں قحط پڑا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ مصر میں آپ کی سرکار میں اناج سستا بکتا ہے اس کو خریدنے کو آئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ کیا مال لائے ہو اناج لینے کے واسطے اس مال کو حاضر کرو۔ تب وہ اپنا لایا ہوا مال پیش کرنے لگے وہ مال قسم پشمینہ وغیرہ کا تھا اور اس کی قیمت اس وقت دو سو دینار تھی، لیکن وہ مال قابل خرید نہ تھا کہ اس کو خرید کیا جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا اگرچہ مال تمہارا ہمارے لینے کے لائق نہیں ہے پھر بھی ہم نے تم کو اس کے عوض اناج دے دیا ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَتٍ مُّزْجٰتٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ

ترجمہ:۔ پھر جب داخل ہوئے اس کے پاس بولے اے عزیز! پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو پورا پورا دینا یعنی تم خیرات کرو ہم پر کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو کئی دن کھلا پلا کر ایک ایک شتر بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ تمہارا مال اگرچہ دو سچ دینار کے قابل نہ تھا تو بھی میں نے تم کو گندم دے دی۔ اب کی دفعہ آؤ گے. تو اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور لے آنا اور بھی ہم ایک شتر کا بوجھ دے کر تم کو خوش کریں گے۔ اور اہل مصر والوں کو کسی کو بھی ہم نے اس قدر گندم نہیں دیا سوائے تمہارے مصداق اسی آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجِهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِىْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّىْ اُوْفِ الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُونِىْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِىْ وَلَا تَقْرَبُوْنَ

ترجمہ:۔ اور جب تیار کیا ان کو اس کا اسباب اور کہا لے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ میں پورا پورا ماپ دے رہا ہوں اور میں سب سے زیادہ ماپ کر دینے والوں میں سے ہوں۔ جس بھائی کی طرف حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی توجہ دلائی تھی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا چھوٹا سگا بھائی تھا۔ اس کو اپنے پاس ان بھائیوں کے ذریعے بلوایا اور نیز یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم اس کو نہ لاؤ گے تو پھر آئندہ میرے پاس نہ آنا کیونکہ میں آئندہ گندم تم کو نہ دوں گا۔ یہی ان کو ہدایت دے کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو رخصت کیا اور وہ بولے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفَاعِلُوْنَ

ترجمہ:۔ کہا انہوں نے کہ ہم سب خواہش ظاہر کریں گے اپنے باپ سے اس کے لانے کی اپنے ہمراہ اور یہ کام ہم کو کرنا ہے ضرور پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے

Marfat.com

ملازموں کو کہہ دیا کہ جو پونجی ان کی دو سو دینار کی ہے اس کو بھی ان کے بوجھوں میں جا کر رکھ دو۔ چنانچہ ان کے بھائی یہودا کے اونٹ کے بوجھ میں چھپا کر رکھ دی گئی اور اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

قَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوْا بِضَا عَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا اِذَا انْقَلَبُوْآ اِلٰى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

ترجمہ:۔ اور کہہ دیا اپنے خدمت گاروں کو کہ ان کی پونجی کو ان کے اونٹ کے بوجھوں میں رکھ دو شائد اپنے گھروں میں پہنچنے پر اس کو پہچانیں اور شائد اسی وجہ سے وہ پھر واپس ہمارے پاس آئیں یعنی حاصل طلب یہ ہے جو قیمت وہ لے کر آئے تھے سو اس کو چھپا کر ان اونٹوں کے بوجھوں میں رکھ دی گئی بطور احسان کے تاکہ وہ اس احسان کے بدلے پھر دوسری مرتبہ آئیں اور اپنے ہمراہ چھوٹے بھائی کو لائیں جس کی ہدایت چلتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے کی تھی۔ مروی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنے بھائیوں پر بہت مہربانی کی لینے دینے میں تب یہودا کو کمال یقین ہوا کہ یہ میرا بھائی یوسف ہے کیونکہ ہم کو کھلانا پلانا اور اتنی خاطرمدارت کرنا اور باپ کا احوال پوچھا سوائے یوسف کے اور کون ہو سکتا ہے۔ اور ان کی بول چال اور آواز بھی اسی طرح پر ہے اور اگر فی الحقیقت یہ یوسف نہ ہوا تو اغلب ہے کوئی ہمارے خاندان میں سے یا اہل بیت سے ہو گا یہ سن کر ان بھائیوں نے آپس میں کہا کہ اگر واقعی یہ ہمارا یوسف ہے۔ تو اس کو اتنی بڑی مملکت کس طرح سے ملی ہے اور اس نے یہ دولت و لشکر اور اتنا اعلیٰ مرتبہ کیسے پایا۔ پھر وہ آپس میں تعجب سے کہنے لگے کہ کیا یوسف اب تک زندہ ہے۔ جی وہ تو کبھی کا مر چکا ہو گا۔ اب تو اس کا نام و نشان بھی نہ ہو گا۔ اور بعض ان بھائیوں کے کہنے لگے بھائی اگر یوسف ہوتا تو یہ سلوک ہمارے ساتھ کیونکر کرتا بلکہ وہ تو ہم سے انتقام ضرور لیتا۔ پھر یہودا بولا کہ اگر یوسف نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو کیوں طلب کرتا۔ البتہ جو میں کہتا ہوں بس یہی سچ ہے یہ شخص یوسف ہی ہے۔ اور یہودا کے بھائیوں نے یہ غور نہ کیا اور جلدی میں وہ یوسف سے رخصت ہو کر ملک مصر چلے گئے اور اپنے ملک کنعان میں جا پہنچے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور کنعان کے باشندے بہت خوش ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے بیٹو مصر کا احوال اور سفر کی حقیقت جو تم پر گزری وہ مجھ سے بیان

Marfat.com

کرو۔ تب انہوں نے احوال راستہ کا اور مصر کے عزیز کی ضیافت و مہربانی کی پوری کیفیت بیان کی۔ یعقوب نے کہا اے بیٹو! ذرا یہ تو بتاؤ تمہیں کہیں میرے یوسف علیہ السلام کی بھی خبر ملی ہے وہ سب کہنے لگے اے ابا جان تعجب ہے۔ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کب کا کھا گیا اور اس کو بہت دن گزر گئے۔ اور یہ خبر ہم کس سے پوچھیں۔ اور اگر ہم لوگوں سے معلوم بھی کریں تو لوگ کہیں گے۔ کہ یہ کہاں کی بات ہے اور کب کی بات ہے۔ ہاں ایک ضروری عرض کرنا ہے عزیز مصر بنیامین کو دیکھنا چاہتا ہے اور وہاں اس کے لیجانے سے ایک ایک شتر بوجھ گندم ہم کو زیادہ ملے گا اور اگر ہم اس کو نہ لیجائیں تو ہم کو کچھ نہ ملے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ وہاں میرا یوسف ہے اگر میرا یوسف وہاں نہ ہوتا تو بنیامین کو کیوں دیکھنا چاہتا یہ سمجھنے کی بات ہے کہ عزیز مصر کو بنیامین سے کیا مطلب وہ سب بھائی اپنے ابا جان سے عرض کرنے لگے کہ عزیز مصر نے ہماری شکلیں دیکھیں اور پھر خوش ہو کر کہنے لگے کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی کو آئندہ ضرور اپنے ہمراہ لانا ورنہ گندم نہ ملے گی۔ مجھے اس کے دیکھنے کا بہت شوق ہے کیونکہ وہ آپ لوگوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔ مصداق اس آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْهِمْ قَالُوْ یٰاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا نَکْتَلْ وَاِنَّالَهٗ لَحَافِظُوْنَ قَالَ هَلْ اٰمَنُکُمْ عَلَیْهِ اِلَّا مِنْتُکُمْ عَلٰٓی اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

ترجمہ:۔ پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کے کہا انہوں نے اے ہمارے باپ منع کئے گئے ہیں ہم سے ماپ پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے درمیان تاکہ ہم اس کی نگہبانی کریں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا کہ اعتبار کیا تھا اس کے پہلے بھائی پر پہلے۔ کہنے لگے اللہ تعالیٰ بہتر نگہبان ہے اور سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے جب وہ لوگ سب کے سب اپنے باپ کے پاس آئے اپنا لایا ہوا اسباب کھولا تو اس اسباب میں اپنا مال بھی پایا جو لے گئے تھے قولہ تعالیٰ

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُم وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَیْهِمْ قَالُوْ یٰٓاَبَانَا مَانَبْغِیْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا وَنَمِیْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ کَیْلَ بَعِیرٍ ذَالِكَ کَیْلٌ یَّسِیْرٌ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَکُمْ حَتّٰی تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًامِّنَ اللّٰهِ

Marfat.com

لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖ اِلَّآ اَنْ یُّحَاطَ بِکُمْ

ترجمہ:۔ اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا اپنی پونجی جو تھی وہ اس میں پائی اور انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ جو ہم لوگ لے کر گئے وہ سب واپس آگئی ہے۔ اگر آپ نے چھوٹے بھائی ہمارے کو ہمراہ نہ کیا تو آئندہ بھی ہم سب کو غلہ ایک ایک بوجھ اونٹ کا ملے گا ورنہ ہم سب کو محروم کر دیا جائے گا۔ پھر یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ ہرگز نہ بھیجوں گا اپنے چھوٹے بیٹے کو تمہارے ساتھ یہاں تک کہ قسم دو اللہ تعالیٰ کی میرے روبرو کہ اس کو لے آؤ گے واپس میرے پاس۔ پس جب دیا انہوں نے ان کو عہد اپنا کہا اللہ تعالیٰ اس بات پر شاہد ہے اور جو کچھ ہم لوگ آپ سے کہتے ہیں وہی ہمارا اور آپ کا کارساز ہے۔ پھر سب بھائیوں نے اپنے باپ کے سامنے عہد کیا اور پھر قسم کھائی۔ تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی پونجی پائی اونٹوں کے بوجھوں میں جو مال بھیجا تھا اناج کے لئے مصر میں پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو کام یقین ہوا کہ مصر میں میرا یوسف علیہ السلام ہے اگر یوسف علیہ السلام نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو مصر میں کیوں بلاتا اور میں نے یقین کیا اگر مجھے یقین نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بیٹے بنیامین کو اپنے بیٹوں کے ساتھ مصر کیوں بھیجتا اور جو اناج مصر سے آیا تھا اس میں سے آدھا اپنے خویش و اقارب کو دیا اور آدھا ملک شام میں بھیج دیا۔ اور بنیامین کو اپنے بیٹوں کے ہمراہ مصر روانہ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کی کہ تمام یکبارگی ایک ہی دروازے سے شہر مصر میں داخل مت ہونا بلکہ سب مختلف دروازوں سے داخل ہوں ممکن ہے کسی کی بد نظر تم پر پڑے۔ اور جو پونجی وہاں سے بذریعہ شتر کے بوجھ میں واپس آگئی ہے یہ تم لیتے جاؤ اور وہاں دے دینا ہو سکتا ہے شائد بھول میں چلی آئی ہو۔ اور یہ چیز اناج کی قیمت میں دی گئی ہے تمہیں واپس رکھنا حلال نہیں' یہ وصیت فرمائی اور پھر کہا جاؤ میں نے تمہیں خدا پر سونپا۔ توکلت علی اللہ کہہ کر رونے لگے اور اہل کنعان نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ آپ کے پاس کنعان سے گیارہ آدمی ہیں۔ یہ خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت خوش ہوئے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ گیارہ آدمی بنیامین کو لے کر آئے ہیں اور سب بھائی بموجب وصیت اپنے باپ کے علیحدہ علیحدہ دروازے سے متفرق صورت میں مصر میں داخل ہوئے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام

Marfat.com

نے فرمایا قولہ تعالیٰ

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَّمَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْئٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكِّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

ترجمہ:۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ اے میرے بیٹو مت داخل ہونا ایک دروازے سے اور تم داخل ہونا مختلف علیحدہ علیحدہ دروازوں سے اور میں کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا کہ میں کسی چیز سے بچا سکوں بجز حکم خداوندی کے حکم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں اور اس پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ اور یہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے بھروسہ کرنے والوں کو یہ در حقیقت لوگوں کی ٹوک کا بچاؤ بتایا اور پھر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ پر اور نظر لگنی غلط نہیں ہے۔ اور اس کا بچاؤ کرنا بھی جائز ہے

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

ترجمہ:۔ اور جب داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس اپنے پاس رکھا اپنے بھائی (اور) کو کہا میں ہوں بھائی تیرا اور تم کسی طرح پر غمگین مت ہو۔ ان کاموں سے جو کرتے رہیں سب بھائی مل کر اور وہ سب شہر میں ایک جگہ جا کر اترے۔ بعد اترنے کے ایک ملازم شہر کا ان کو سیدھے راستے سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس لے گیا۔ سب بھائیوں نے بروقت ملاقات کے حضرت یوسف علیہ السلام کو باادب السلام علیکم عرض کیا اور ایک دستار جو حضرت یعقوب کو اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میراث میں ملی تھی وہ انہوں نے اپنے باپ کے کہنے کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش کر دی اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ یہ ہمارے باپ کا دیا ہوا ہدیہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام نے اپنے باپ کی بھیجی ہوئی دستار دیکھ دیکھ کر ازحد خوش ہوئے کیونکہ یہ دستار جس کسی کو پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوا اور معلوم کیا کہ جو پونجی اپنے بھائیوں کو پھر دی تھی کہ تم لوگ اس کے لے جا کر اسے اپنے خرچ وغیرہ میں لانا پھر اس کو ویسا ہی باپ نے واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو کچھ افسوس ہوا۔ لیکن مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا ضروری تھا۔ فوراً اپنے خادموں اور خانساماں کو حکم دیا کہ کھانے جلد از جلد تیار

Marfat.com

کرو۔ اور باقاعدہ دستر خوان لگاؤ۔ چنانچہ آپ کے کہنے کے مطابق کھانے نہایت نفیس اور مختلف قسم کے دستر خوان پر چن دیئے گئے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آئے ہوئے مہمانوں کو طلب کیا اور ان سے فرمایا کہ اس وقت کھانا تیار ہے آپ حضرات کھانا دستر خوان پر بیٹھ کر کھا لیجئے. لیکن ایک بات ضروری کہنی ہے۔ کہ جو جو بھائی ایک ہی ماں کے بطن سے ہوں تو وہ ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کی سن کر سب بھائی ایک ہی جگہ پر بیٹھ گئے صرف بنیامین ہی اکیلے رہ گئے اور وہ یہ حال دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا کہ بھائی تم کیوں روتے ہو اور تمہارے رونے کا سبب کیا ہے۔ بنیامین نے کہا کہ میرا ایک سگا بھائی تھا اور اس کا نام یوسف تھا۔ میرے بھائیوں کی غفلت سے اس کو بھیڑیئے نے کھا لیا اور میں اپنی اماں سے اکیلا بھائی ہوں اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر وہ ہوتا تو وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا۔ اس بات کو سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی یعنی بنیامین کو اجازت دو کہ وہ میرے ساتھ اس وقت بیٹھ کر کھانا کھائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نوازش و کرم فرماتے ہیں تو یہ ہماری سرفرازی ہے اس بات کو طے کر کے حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں کے سامنے کھانا نہ کھایا اور بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر خلوت سرا میں چلے گئے اور اپنے شاہانہ چہرہ کا نقاب اٹھا کر بنیامین کو دکھایا۔ بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل و صورت دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا کہ تم کو کیا ہوا۔ شاید تم کو مرگی کی بیماری ہے پھر بہت ہی غم خواری اور دلاسا دینے لگے۔ بنیامین نے کہا کہ میں پیغمبرزادہ ہوں ہم کو مرگی نہیں ہوتی ہے میں تو آپ کو دیکھ کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ آپ میرے بھائی ہیں جو گم ہو گئے تھے جن کا نام یوسف علیہ السلام ہے آپ انہیں کی مثل ہیں۔ بنیامین کی یہ بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو میں وہی تمہارا بھائی گم ہوا یوسف علیہ السلام ہوں اب تم کچھ اندیشہ نہ کرو۔ اور خاطر جمع رکھو یہ بات سن کر بنیامین پھر بے ہوش ہو گئے تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد اٹھ کر بیٹھے اور ہوش میں آگئے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین سے اپنے والد بزرگوار کا حال پوچھنے لگے کہ ہمارے والد اب کیا کرتے ہیں اور کس حال میں رہتے ہیں۔ وہ بولے تمہارے فراق میں بیت الاحزان میں بیٹھے عبادت کرتے رہتے ہیں اور تمہارے لئے شب و

Marfat.com

روز روتے روتے دونوں آنکھیں جاتی رہی اور تمہارے غم میں ان کی زندگی تلخ ہو گئی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کی یہ باتیں سن کر بہت رونے لگے اور کہا تم کھانا کھاؤ اے میرے پیارے چھوٹے بھائی! میں اپنی مصیبت کا قصہ جو ظلم بھائیوں نے مجھ پر کیا تھا وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات ظلم کی یہ کہ میرے باپ سے بہانہ بنا کر جنگل میں لے گئے اور وہاں جا کر مجھے اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور پھر کچھ دن ایک گزرنے والے قافلہ نے ہم کو اندھیرے کنوئیں سے نکالا تو پھر ہمارے انہیں بھائیوں نے اسی قافلہ کے سردار کے ہاتھ ہم کو بیچ دیا ہم نے کنوئیں میں بہت تکلیف اٹھائی اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس تکلیف و مصیبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت کی دولت سے نوازا ہے اور تم اس بات کو میری بطور امانت رکھنا اور یہ بات کسی سے نہ کہنا اور اپنے بھائی یہ بات سننے نہ پائیں میں کسی حیلے سے تم کو اپنے پاس رکھوں گا اور بہت اچھی طرح سے میرے پاس رہو گے۔ پھر یہ باتیں کر کے بنیامین اس خلوت سرا سے باہر نکل آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو تین دن تک کھانا پینا برابر کھلایا پھر چلتے وقت ہر ایک کو ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور ایک حیلہ سازی کر کے چپکے سے پیالہ چاندی کا اپنے پانی پینے کا جو جواہر سے جڑا ہوا تھا ایک کنعانی غلام کو کہہ دیا کہ اس پیالے بے بہا کو بنیامین کے شتر کے بوجھ میں چھپا کر رکھ دینا۔ چنانچہ اس غلام نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس کو حکم دیا گیا تھا۔ اور وہ سب تقریباً ایک منزل کی راہ نکل چکے تھے اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چند سواروں کو ان کے پیچھے بھیجا کہ پیالہ پانی پینے کا مع بنیامین کے ہمارے پاس لائیں یہ خبر سنتے ہی ہی چند سوار فوراً ان کے پیچھے روانہ ہو گئے اور انہوں نے اس قافلے کو دور جا کر پالیا اور اس قافلہ کو پکارا اے قافلہ والو ذرا ٹھہرو تم کہا جا رہے ہو ہماری ایک قیمتی چیز گم ہو گئی ہے بہت ممکن ہے کہ تم ہی چور ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُوْنَ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَاجِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِيْنَ قَالُوْا فَمَاجَزَاؤُهٗ اِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِيْنَ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ

Marfat.com

ترجمہ: اور پھر جب تیار کردیا ان کو اسباب ان کا رکھ دیا پانی پینے کا پیالہ جان کر اپنے بھائی بنیامین کے بوجھ میں پھر پکارا پکارنے والوں نے اے قافلے والو یقیناً تم چور ہو' کہنے لگے اپنا منہ کرکے ان کی طرف کیا تم نہیں پاتے وہ بولے کہ ہم نہیں پاتے بادشاہ کا ناپ یعنی پیالہ اور جو کوئی وہ پیالہ دیگا تو اس کو ایک اونٹ کا بوجھ انعام ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ بولے قسم ہے اللہ کی تم کو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے نہیں آئے تھے اس ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے اور نہ ہم لوگوں نے کبھی چوری کی ہے ان لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا سزا ہے اس اگر تم جھوٹے ہوئے۔ تو وہ سب کہنے لگے اس کی سزا بس یہی ہے کہ جس کے بوجھ میں پاؤ وہی جائے اس کے بدلے میں ہم تو یہی سزا دیتے ہی گنہگاروں کو۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک پیالہ بادشاہ کے پانی پینے کا تھا اور وہ بادشاہ کی پیاس کا ناپا ہوا تھا یا پیالہ تھا اناج ناپنے کا حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو چور کہلوایا یہ جھوٹ نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے یوسف کو باپ کے سامنے سے لے جا کر چوری سے بیچ ڈالا تھا۔ اور حضرت یعقوب کے دین میں یہ حکم تھا کہ جو کوئی چوری کرتا وہ مال والے کا غلام ہو رہتا صرف ایک برس تک اور ان کے بھائیوں نے کہا بھی تھا کہ تم جسے چوری میں پاؤ اسے غلام بنالینا۔ یہ کہہ کر وہ لوگ قافلہ والوں کا مال و اسباب تلاش کرنے لگے سب بوجھوں کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کی اور سب سے آخر میں چھوٹے بھائی بنیامین کے شتر کے بوجھ کی تلاشی لی بالآخر بیامین کے شتر میں شلتے میں وہ پیالہ نکلا جیسا کہ قولہ تعالیٰ

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ

ترجمہ:۔ پھر شروع کیں اس نے دیکھنا خرجیاں ان کی پہلے اپنے بھائی کی خرجی سے آخر کو وہ برتن نکلا ایک خرجی سے اپنے بھائی کی پھر سب کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر کیا۔ ان کے بھائی بہت طاقتور تھے اگر وہ اپنی طاقت سے کام لیتے تو وہ نہ پکڑے جاتے۔ لیکن چھوٹے بھائی بنیامین کی وجہ سے سب پکڑے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر کیے گئے اور جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس واپس پہنچ گئے تو وہ آپس میں مشورے کرنے لگے کہ عزیز مصر سے یہ بات کہنا چاہئے کہ ہمارے چھوٹے بھائی کے عوض میں کسی دوسرے بھائی کو ایک سال کے واسطے غلام رکھ لیجئے تاکہ ہم لوگ اپنے کیے ہوئے وعدے کے مطابق اپنے باپ کے پاس اپنے چھوٹے بھائی بینامین کو لے جائیں اور ان کے

Marfat.com

سپرد کریں۔ ورنہ ہم اپنے باپ کو کیا جواب دیں گے۔ اور باپ ہم سے سخت ناراض ہوں گے اور کہیں گے کی بنیامین کو بھی یوسف کی طرح گم کر دیا ہم لوا گرچہ ہرچند یقین دلائیں گے۔ لیکن وہ کبھی ہماری بات کو باور نہ کریں گے۔ اپنے جی میں یہ مشورے طے کر کے دربان کو ہمراہ لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی حضور میں حاضر ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے بولے اے عزیز مصر آپ نے ہم پر بہت مہربانی اور شفقت فرمائی اور اس سے بھی زیادہ آپ سے نوازشات کی امیدیں ہیں لیکن ایک مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ اپنے لطف و کرم سے ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو چھوڑ دیں تاکہ ہم لوگ اپنے کئے ہوئے وعدں کے مطابق اپنے باپ کے پاس لے جائیں اور ہم لوگوں کو یقین کامل ہے آپ ضرور ہماری گزارشات پر توجہ فرمائیں گے اور ہم لوگوں کو تشکر و امتنتا کا موقعہ دیں گے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ حکم شرعی تمہارے دین میں یہی ہے اور تم نے بھی یہ چیز پہلے قبول کرلی تھی کہ چور پکڑا جائے بموجب شرع کے وہ ہماری قید میں ایک سال تک رہے گا۔ اور تم لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم سب پیغمبر زادے ہیں اور نیک مرد ہیں بھلا بتاؤ یہ کیا درست ہے کہ تمہارا بھائی میرے چوری کرے وہ بولے کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ چوری کرنا اس کے حق میں عجب نہیں۔ کیونکہ اس کا بھائی بھی چور تھا۔ چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں وضاحت بیان فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ

قَالُوْا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے بھائی نے بھی پہلے۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سن کر دل میں کہا قولہ تعالیٰ

فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ

ترجمہ:۔ تب آہستہ کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے جی میں ان کو نہ جتایا اور بولا کہ تم بدتر درجے میں ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم بتاتے۔ مروی ہے کہ اگرچہ وہ چوری کا ذکر نہ کرتے تو بنیامین کو لے جا سکتے تھے چونکہ انہوں نے چوری کا ذکر کیا اس بات کو سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے غصہ میں ہو کر اپنے دل میں کہا کہ تم نے ایسی چوری کی کہ اس کے بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے ان پر

Marfat.com

چوری کے طعن کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو پھوپھی نے بچپن میں پالا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا کہ اپنے پاس رکھوں اور پھوپھی کو محبت تھی اس لئے انہوں نے چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد وہ اس کو ڈھونڈنے لگے۔ آخر لوگوں میں چرچا ہوا۔ آخر وہ پٹکا یوسف کی کمر سے نکالا گیا۔ بایں سبب بموافق ان کے دین کے ایک برس تک ان کی پھوپھی نے اس حیلہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس رکھا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ بھائیوں نے مجھ پر اتنا ظلم کیا اور ستایا یہاں تک کے مجھ کو بعید الوطن کیا۔ پھر بھی لوگ مجھے چوری کی تہمت دیتے ہیں یہ سب لوگ عجیب آدمی ہیں۔ بالآخر بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی کہ اے عزیز مصران کے والد بزرگوار بہت ضعیف اور نابینا ہیں اور ان کی مفارقت میں بھی زیادہ پریشان ہوں گے آپ ہمارے اور بھائیوں میں سے ایک کو رکھ لیجئے اس کا بدلہ ہو جائے گا اور اس کو چھوڑ دیجئے اور ہم میں سے آپ کی خدمت بھی بخوبی کر سکتے گا۔ قول اللہ تعالیٰ

قَالُو یٰاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗ اَبًا شَیْخًا کَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَکَانَهٗ اِنَّا نَرٰاکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ طر

ترجمہ:۔ کہنے لگے اے عزیز مصر اس کا باپ بوڑھا بڑی عمر کا سو آپ ہم میں سے اس کے بدلے دوسرے کو رکھ لیں اور ہم آپ کو بہت احسان والا دیکھتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا۔ قولہ تعالیٰ

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا کَ مَتَاعَنَا عِنْدَه اِنَّا اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ

ترجمہ:۔ بولے یوسف اللہ تعالیٰ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر اس کو کہ جس کے پاس پائی اپنی چیز اگر ہم اس کے خلاف کریں گے تو بہت بے انصاف کرنے والے ہوں گے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ معاذاللہ ہم بے گناہ کو پکڑیں گے لیکن ہم اس کو گرفتار کریں گے کہ جس کے پاس پائی گئی ہماری چیز اور اگر ہم تمہارے کہنے سے کسی بے گناہ کو پکڑیں گے تو پھر بہت ظالم ہوں گے اور اس جملہ میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک اشارہ فرمایا جو آخرت پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم بے گناہ کو نہیں پکڑیں گے مگر پکڑیں گے اس کو جس نے چوری کی ہے ایسا ہی قیامت کے دن جو شخص چاہے کہ کسی کو بخشوا دے اللہ تعالیٰ اس کے حق میں فرمائے گا کہ اس

Marfat.com

بندے نے میرے حکم کو مانا اور مجھ کو واحد جانا اسی کو بخشوں گا۔ حاصل کلام چند بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو چھڑالیں لیکن وہ کسی طرح چھڑا نہ سکے اور بہت ہی مایوس ہوگئے اور سب کے سب شہر کے دروازے پر جابیٹھے آپس میں صلاح و مشورہ کرنا لگے کہ اب کیا کرنے چاہئے۔ اور بعض ان میں سے کہنے لگے کہ نہ ہم ادھر جاسکتے ہیں اور نہ ادھر۔ اور بنیامین کو یہاں چھوڑ کر کہاں جائیں۔ کہنے لگے عجب شامت ہم پر آئی آخر باپ کو جاکر کیا جواب دیں قولہ تعالیٰ

فَلَما تَایْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیاً قَالَ کَبِیْرُ هُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اَبَاکُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْکُمْ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَافَرَطْتُمْ فِیْ یُوْسُفَ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْیَحْکُمَ اللّٰهُ لِیْ وَهُوَ خَیْرُ الْحَکِمِیْنَ

ترجمہ: جب ناامید ہوئے اس سے تو اکیلے بیٹھے مصلحت سمجھنے کو پھر بولا ان کا بڑا بھائی جس کا نام شمعون تھا اس نے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو۔ کہ تمہارے باپ نے تم سے لیا ہے عہد اللہ تعالیٰ کا اور اس سے پہلے جو قصور یوسف علیہ السلام کے بارے میں کر چکے ہو اس کا حال تم کو اچھی طرح معلوم ہے لہٰذا میں اس ملک سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا باپ اس ملک روانگی کی اجازت نہ دے اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ کوئی حکم کرے میرے واسطے اور وہ البتہ حکمت کرنے والا ہے۔ اس کے بعد تمام بھائیوں کو بڑے بھائی نے رخصت کر دیا اور خود وہیں رہ گیا۔ اور اس امید پر کہ شائد مہربان ہو کر بنیامین خلاصی کر دیں۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ سب بھائیوں نے کہا اے عزیز مصر ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو نہ چھوڑو گے تو ہم اپنے زور و طاقت سے لے لیویں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی طاقت دی ہے' اور ہر ایک ان میں سے بولا کہ اگر ہم چاہیں تو ایک ایک بھائی ایک ایک کو لے سکتا ہے۔ پس کیوں ہم اس معاملہ میں نامردی کریں' اور ایک بھائی لڑنے کو مستعد ہوگئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہر ایک بھائی ہر دروازے پر جاکر جنگ کا نعرہ مارو۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام ان کی قوت سے خوب اچھی طرح سے آگاہ تھے۔ ایک جاسوس پوشیدہ طور ان کی خبر کو بھیجا اور وہ جاسوس ان لوگوں کی خبر لایا کہ کنعان کے باشندے حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو خبر کو سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے چالیس سلاح پوش تیار کیے اور تمام اہل مصر کو خبر کر دی

Marfat.com

کہ لڑائی کا سامان تیار کرو۔ اور ہر وقت بہت زیادہ ہوشیار رہو۔ یہ خبر ملک ریان تک پہنچی اس نے کہا کہ یہ کیا خبر ہے' تو مصریوں نے اس کے جواب مین ملک ریان سے کہا کہ کنعانیوں نے ایک پیالہ سرکاری چوری کیا تھا اور عندا لتحقیق وہ پیالہ ان کے ثلیتوں میں سے نکلا اس جرم میں ان کا ایک بھائی بمو جب آئیں قانون مقید ہے۔ وہ کنعانی اس لیے ہم سے لڑنا چاہتے ہیں۔ ملک ریان نے کہا کہ میں بھی حاضر ہوتا ہوں تمہاری مدد کے لیے معہ تمام اپنے لشکر کے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک ریان سے کہا کہ ابھی میں کافی ہوں اور ابھی آپ کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔ جب ضرورت ہوگی آپ کو یاد کرلیا جائے گا آپ اپنی جگہ آرام کریں۔ چنانچہ دوسرے دن قافلے اور لشکر نے شہر کے اندر آکر حملے شروع کر دیئے اور ان کے بھائیوں میں سے ایک بھائی یہودا نے دروازے پر جاکر ایک ایسا نعرہ مارا کہ چالیس ہزار مرد کارزار مصر کے یکبارگی بے ہوش ہوگئے اور شمعون نے بھی دوسری راہ سے آکر اپنی شجاعت دکھائی۔ مصر کے لشکریوں نے جب یہ حال دیکھا سب شکست پاکے پسپا ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام چالیس ہزار مرد سپاہ کے بیچ مین تھے دیکھا کہ ان کے بڑے بھائی نے ایک پتھر اٹھا کر قلعہ کے کوشک پر پھینکا اس سے مکان کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ بھی دیکھا کہ تمام لشکر مصر کا ہیبت سے پسپا ہوگیا ہے تب انہوں نے وہ ستار جو بھائیوں نے باپ سے لاکر دی تھی اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دستار تھی جو بطور معجزے کے ان کو لاکر دی تھی وہ ان کو دکھائی۔ پھر سب بھائیوں نے اس دستار کو دیکھا تو دیکھتے ہی سب بھائیوں ست اور کمزور ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک ہی حملے میں ان سب کو پکڑلیا۔ یہ دیکھ کر اہل مصر کو بہت تسلی ہوئی اور بادشاہ ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جوانمردی دیکھی تو بہت تعریف کی حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ شائد تم نے اپنے دل میں یہی بات ٹھہرائی ہوگی کہ ملک مصر میں تمہارے مقابل کا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی یہی مرضی تھی کہ آخر میں ہم تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو جائیں۔ لیکن ہم کو اس جنگ سے یہ بخوبی اندازہ ہوگیا کہ مصر میں ہمارے مقابل نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں کو اونٹوں کے بوجھ سمیت اپنے پاس بلوالیا تاکہ لوگ یہ جانیں کہ ان پر ضرور سزا مقرر جائے گی۔ اور وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ کوئی ہمارے خاندان سے تعلق رکھتے ہے یا ہمارے آباؤاجداد سے کچھ

Marfat.com

بزرگی پائی ہوگی کہ ہم سے مقابل ہو کے لڑے اور ہم اس کے ساتھ نہ لڑ سکے۔ اس پر یہودا نے کہا کہ میری بات سچ ہے جو کچھ عرصہ پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ میرا بھائی یوسف علیہ السلام ہے۔ پھر ان کے بھائیوں نے کہا اگر بھائی یوسف ہوتا تو ہم پر اس طرح احسان نہ کرتا۔ ہم لوگوں کو تو اسی وقت مار ڈالتا۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سب لوگوں کو تین دن تک قید میں رکھا تاکہ شہر کے لوگوں کو خاطر جمع رہے۔ جب تین دن قید کے گزر گئے تو انہوں نے ان لوگوں کو بلوا کر کہا کہ تم پر بادشاہ کی طرف سے حکم تھا کہ فوراً جان سے مار دیا جائے لیکن میں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی اور تمہاری رہائی دلائی۔ کیونکہ تم لوگ نیک آدمی اور ہم ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں اور پیار کرتے ہیں۔ پس میں نے تم کو معاف کیا اور اس قید سے تم کو خلاصی دی اب تم لوگ جہاں طبیعت چاہے وہاں جاؤ۔ شمعون نے کہا کہ اے بھائیو! میں یہاں رہوں گا اور تم سب لوگ جاؤ اپنے باپ کی پاس اور یہ حقیقت و ماجرا بیان کردو۔ پھر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں قولہ تعالیٰ

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْکُمْ فَقُوْلُوْا یَابَانَا اِنَّ ابْنَکَ سَرَقَ ۵

ترجمہ: شمعون نے کہا تم سب بھائی اپنے باپ کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ میرے ابا جان آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے۔ پس بموجب کہنے شمعون کے نو بھائی کنعان میں گئے۔ اور یہاں شمعون اور بنیامین رہے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے واسطے اندیشے میں تھے۔ اور بوجہ فکر کے لوگوں کو راستے میں بٹھا رکھا تھا کہ بیٹوں کی آمد کی خبر ہم تک جلد پہنچائیں۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو لوگوں نے ان کے بیٹوں کی آمد کی خبر دی اور کہا مصر سے صرف نو بیٹے آئے ہیں اور ان کے ہمراہ نہ اونٹ ہیں اور نہ ان کے بوجھ ہیں یعنی ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام بہت فکر مند ہوئے اور رونے لگے۔ اور جب بیٹے ان کے پاس آئے تو انہوں نے ساری حقیقت اپنی جو جو حال ان پر گزرا تھا وہ کہہ سنایا اور کہا گندم ناپنے کا ایک صاع چوری ہو گیا تھا اس کے عوض بنیامین کو قید میں رکھا اور وہاں کے عزیز مصر یوسف' سے لڑائی ہوئی اور ہم سب بھائیوں کی عزیز مصر یوسف علیہ السلام نے بہت اچھی ضیافت کی اور بہت اچھی طرح سے ہم لوگوں کو رکھا۔ اور اے میرے ابا جان اگر آپ کو ان باتوں میں ذرا بھی شک معلوم ہو تو ہمارے قافلے کے دوسرے لوگوں سے معلوم کر لیجئے اور ہم جو کچھ آپ سے عرض کیا ہے

Marfat.com

بالکل سچ ہے ذرا بھی اس میں فرق نہیں ہے اور اس معاملہ میں ہم لوگ بے گناہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاسْئَلِ الْقَرْيَتَه الَّتِىْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِىْ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ

ترجمہ:۔ اور پوچھ اے میرے باپ ان بستی والوں سے جس میں ہم تھے اور اس قافلے والوں سے بھی جس قافلے کے ساتھ ہم لوگ واپس آئے ہیں بے شک ہم لوگ سچ کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جو تم کہتے ہو اور تم لوگوں نے اپنے دل سے یہ بات بنالی ہے اور مجھ سے سوائے صبر کے کچھ بھی نہ بن آئے گا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهُ هُوَالْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ:۔ بولا کوئی نہیں بنائی تمہارے جی نے یہ بات' اب صبر کرنا ہی بہتر ہے شائد لے آئے اللہ تعالیٰ میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمت والا۔ الغرض حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں سے یہ دروغ آمیز باتیں سنیں تو ان سے مزید معلوم ہوا اور قیاس ان کی باتوں کا کیا کہ بہت ممکن ہے میرا یوسف علیہ السلام مصر میں ہے پھر ان سے توجہ اٹھالی اور پھر کہا قولہ اتعالیٰ

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ

ترجمہ:۔ اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسف علیہ السلام کے اور سفید ہو گئیں آنکھیں ان کی یعنی یوسف علیہ السلام کے غم سے کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کے غم میں بھرے ہوئے تھے بیٹوں نے جب اپنے باپ کو دیکھا کہ یوسف کے غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں اور ضعیف و توانائی سے پشت بھی خم ہو گئی تب وہ کہنے لگے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

قَالُو تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفُ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ

ترجمہ:۔ کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی کہ ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ

Marfat.com

ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے ہلاک ہونے والوں سے یعنی بنیامین کے جانے سے پھر یوسف کا غم تازہ ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ

قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّی وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰه وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰه مَالاَ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ کہا سوا اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں اپنے بے قراری کی اور اپنے غم کی اللہ تعالیٰ کی طرف اور میں جانتا ہوں خدا کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے قید ہو جانے کی خبر سنی اس زور کی آہ ماری کہ آنکھیں الٹ گئیں۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا اے یعقوب! اگر تم خدا کو یاد کرو گے اور نہ روؤ گے تو تم کو راحت ملے گی ورنہ اور زیادہ پریشانی ہو گی اور یہ آہ و بکا عبث ہو گی یہ ارشاد حضرت جبرائیل کا سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو کچھ دلجمعی ہوئی اور کچھ دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا یوسف علیہ السلام اب مصر میں ملے گا پھر اپنے بیٹوں سے کہا میں خدا کی طرف سے جس چیز کو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو اور فرمایا قولہ تعالیٰ

یٰبَنِیَّ اِذْهَبُوْ فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلاَ تَأْیَسُوْا مِنْ رُوْحِ اللّٰهِ۔ اِنَّهُ لاَیَأْیَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلاَّ الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ

اے بیٹو! جاؤ اور تلاش کرو یوسف علیہ السلام کی اور اس کے بھائی کی اور مت ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک ناامید نہیں اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔ خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پانچ برس تک یوسف کے لئے روتے رہے اور ان کے فراق یوسف کے دنوں میں سوائے عبادت الٰہی اور ذکر یوسف کے اور کچھ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ بھوک و پیاس کی حالت میں یہی ذکر رہا کرتا تھا ایک طرح سے یہ ذکر ان کی زندگی کی غذا بن گیا۔ اس لئے شب و روز یہی کام تھا اور کوئی دوسرا کام کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ یہ تھی فرط محبت اپنے بیٹے سے۔ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے آکر کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر تم اس سے زیادہ یوسف کے لئے گریہ وزاری کرو گے تو بھی جدائی کے سوا تم کو کچھ نہ مل سکے گا اور نام بھی تمہارا پیغمبروں کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا یہ باتیں سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے حکم الٰہی پر دھیان کیا۔ پھر ان کو رب العزت نے اپنے حکم سے یوسف علیہ السلام کو ملوا دیا۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں

Marfat.com

کو ناحق چور بنا کر کیوں پکڑا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو ناحق چور کہلوایا تھا۔ اس کی مکافات دنیا میں یوں ہوئی مصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ

اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ:۔ اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے بھائی نے بھی پہلے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی شان پر تہمت لگائی ان کے بھائیوں نے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ بنیامین تو یوسف علیہ السلام کا سگا بھائی تھا ایک بطن سے اس پر کیوں چوری کی بدنامی لگائی اس سے تو ان کو کچھ برائی بھی نہ پہنچتی یہ سچ ہے مگر یہ یاد رہے کہ بدنامی اس کی اس کے بھائیوں کے سبب سے تھی ظاہرا لیکن حقیقتاً وہ بالکل صاف تھے اس کے پیچھے معلوم ہوا وہ سب کے سب بے گناہ تھے پھر تو کسی بھی ایذا نہ پہنچی الغرض پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا اور بولے کہ اپنے بھائی بنیامین کو لے آؤ اور خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ کیونکہ اس کی درگاہ سے کوئی محروم نہیں رہتا وہ سب کو منہ مانگی مرادیں عطا فرماتا ہے۔ اور جو اس چیز سے انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ یہ باتیں اپنے والد بزرگوار کی بیٹوں نے سنیں تو اپنے والد محترم سے عرض کی کہ ایک خط آپ ہم کو عزیز مصر یوسف علیہ السلام کے نام لکھ دیجئے اور ہم یہ اچھی طرح سے معلوم کر چکے ہیں کہ عزیز مصر مرد معزز ہیں ممکن ہے آپ کے خط کو پڑھ کر بنیامین کو چھوڑ دیں۔ تب ان لوگوں کے کہنے سے حضرت یعقوب نے ایک خط مندرجہ ذیل مضمون پر لکھا جو نہایت جامع کلمات سے پر تھا تاکہ عزیز مصر یوسف علیہ السلام اس خط کو دیکھتے ہی بنیامین کو اپنے قید خانے سے چھوڑ دے۔ خط یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۵ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَنَا يَعْقُوْبُ اِسْرَآئِيْلُ نَبِيُّ اللّٰهِ اِبْنُ اِسْحَاقَ صَفِيِّ اللّٰهِ اَخٌ اِسْمٰعِيْلِ ذَبِيْحِ اللّٰهِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ اَكْتُبُ اِلٰى عَزِيْزِ ابْنِ الرَّيَّانِ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ فِى الْاَرْضِ مُبْتَلَاءٌ بِالْبَلَاءِ اَمَّا جَدِّىْ اِبْرَاهِيْمُ ابْتَلَى اللّٰهُ تَعَالٰى بِالنَّارِ فَاَنْجَاهُ وَاَمَّا عَمِّىْ اِسْمٰعِيْلُ فَابْتَلٰى بِالذَّبْحِ وَاَمَّا اِنَّا فَكَانَ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِىْ جَمِيْعِ الْاَوْلَا رِابْتَلَا فِىْ فِى مُفَارَقَتِه حَتّٰى عَمِيْتُ وَكَانَ لَهٗ اَخٌ وَهُوَ الْمَحْبُوْسُ لِشَامَتِهٖ عِنْدَكَ لِعِلَّةِ السَّرَقَتِه فَاعْلَمْ اَنَا

Marfat.com

لَا اَكُوْنُ لَهٗ اَخٌ وَّلَا اِبْنِیْ اَنْ فَضَّلْتُ یَدْرج فَلَكَ الْاَجْرُوَا الثَّوَابُ عِنْدَ یَوْمَ الْحِسَابِ

اتنا ہی لکھ کر اپنے بیٹوں کے حوالے کیا اور بیٹے اپنے باپ سے رخصت ہو کر ملک مصر جا پہنچے اور والد بزرگوار کے دست مبارک سے لکھا ہوا نامہ مبارک عزیز مصر یوسف علیہ السلام کو دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کا نام مبارک بڑی تعظیم و تکریم سے پڑھا اور اس نامہ مبارک کو پڑھتے ہی زار و زار رونے لگے اور پھر فورا ہی اس خط کا جواب لکھ کر اپنے محترم والد صاحب کو بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵ كِتَابُكَ وَصَلَنِیْ اِلَّی وَشَرَّفْنَا مِمَّا وَصِفْتَ مِنْ مَّخْزَنِ اٰبَائِكَ وَتُبْلِیْ بِفِرَاقِ اَوْلَادِكَ وَفَهَّمْنَا عَلَیْهِ وَعَلَیْكَ بِالصَّبْرِ الْجَمِیْلِ فَاِنَّ مِنْ صَبَرَ ظَفَرَ كَمَا صَبَرَ اٰبَاءُكَ فَظَفَرُوْا

فقط یہ خط جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس کو دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں کو بلا کر کہا اس خط میں مجھے یوسف علیہ السلام کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا اس کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ میرے خط کا جواب لکھنا سوائے پیغمبروں کے اور کسی کو ادراک و فہم ممکن نہیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خط کا جواب لکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور ساتھ ہی ایک خط بیٹوں کے پاس بھی لکھا کہ اے میرے بیٹو! تم عزیز مصر یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر عجز و انکساری سے اپنے بھائی بنیامین کو طلب کرو۔ شائد وہ مہربان ہو کر میرے بیٹے بنیامین کو چھوڑ دے اور ساتھ ہی اس کے گیہوں سے ایک بوجھ اونٹ کا بھی دے کیونکہ یہاں پر قحط زوروں پر ہے اور لوگ بوجہ بھوک جاں بلب ہیں۔ یہ خط جب یہودا کو ملا تو وہ فورا اس خط کو لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کے پاس جا کر گریہ وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے اے عزیز مصر یوسف ہم بیچارے غریب پردیسی اس ملک میں آئے ہیں تمہارے پاس اور باپ ہمارے بوڑھے گھر میں ہیں اور وہ ہمارے لئے تڑپتے ہیں اور جو کچھ مال آپ کے پاس لائے ہیں وہ آئے ہم سے لے لیجئے اور عمقدار اس کے ہم کو اس کے عوض میں کچھ گندم دے دیجئے اور ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنا تصدق کر کے چھوڑ دیں اور ہم لوگ یہ اچھی طرح سمجھے ہیں کہ تمام اہل

Marfat.com

ملک آپ کے قبضہ میں ہو رہے ہیں اور آپ کے واسطے ایک قید کو چھوڑنا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے' ہم کو امید ہے کہ آپ ضرور ہماری طرف توجہ فرمائیں گے اور پھر کہنے لگے۔

قَالُوْ یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗ اَبًا شَیْخًا کَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدْنَا مَکَانَه ۖ اِنَّا نَرٰلک مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۵ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ اِنَّا اِذًالَّظٰلِمُوْنَ ۵ فَلَمَّااسْتَایْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا قَالَ کَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اَبَاکُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْکُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَافَدَّطْتُمْ فِی یُوْسُفَ ۵ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَأْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْیَحْکُمَ اللّٰهِ لِیْ ۖ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ۵

اور کہنے لگے اے عزیز مصر یوسف اس کا ایک باپ ہے بہت بوڑھا بڑی عمر والا سو اس کے بدلے میں ایک ہم میں سے رکھ لیجئے اور اس کو چھوڑ دیجئے اور ہم کو یہ معلوم ہے کہ آپ بہت احسان کرنے والے ہین یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے پاس پائی اپنی چیز' اگر ہم اس اصول کے خلاف کریں گے تو پھر ہم بے انصاف ہوئے یہ باتیں عزیز مصر یوسف علیہ السلام کی سن کر وہ جن ناامید ہوئے پھر اکیلئے بیٹھ کر مصلحت کو سوچنے لگے۔ لیکن کوئی تدبیر ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی اور وہ سب ہرچند غور و فکر کرتے تھے' ان میں سے جو سب سے بڑا تھا وہ بولا کیا تم نہیں جانتے کہ چلتے وقت باپ نے تم سے کیا عہد لیا تھا اور وہ عہد بھی معمولی عہد نہیں ہے کیونکہ اس عہد میں اللہ کو گواہ کیا گیا ہے اور پھر اس سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں زبردست قصور کر چکے ہو اس حال کو بھی غور کرو آخر اس کا کیا جواب ہو گا اور میں تو یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اس جگہ سے ہرگز نہ جاؤں گا جب تک حکم نہ دے میرا باپ' یا پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کر دے اور وہی ہے سب سے بہتر فیصلہ چکانے والا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو یعنی بنیامین کو عمدہ لباس پہنا رکھا تھا۔ اور ان کی خدمت میں نوکر لگا رکھے تھے اور ایک مکان نہایت عالی شان بھی ان کی رہائش کے واسطے دیا تھا اور ہر روز اپنے ساتھ سیر کو لے جاتے تھے اور ہر لحظہ اپنے باپ کا ذکر ان سے کیا کرتے تھے اور بنیامین اپنے دل میں کہتے تھے کہ اس حال کی خبر جلد از جلد باپ کو کر دینا چاہئے تاکہ وہ جلد از جلد یہاں آجائیں کیونکہ یہ جگہ بہت آرام و سکون کی ہے ادھر بھائیوں نے بنیامین کو دیکھا

Marfat.com

لباس شاہانہ پہن کر تخت پر برابر یوسف کے ساتھ بیٹھا کرتے ہیں یہ دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ شائد یہ عزیز مصر نہیں ہے بلکہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ورنہ ایسی شفقت سے اپنے برابر تخت پر بٹھانا سوائے حقیقی بھائی کے اور کون کرتا ہے۔ خدانخواستہ اگر ہم لوگوں کو کچھ مصیبت پڑے تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو شفیع کردیں گے حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان لوگوں کا چہرہ متغرہ دیکھا تو فرمایا کہ کم از کم تم یاد کرو ان کے بھائی یوسف پر تو لوگوں نے کیا کیا ظلم کیا تھا۔ قولہ تعالیٰ

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَافَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْاَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ

ترجمہ:۔ کہا حضرت یوسف علیہ السلام نے تم نے کیا کیا تھا یوسف علیہ السلام سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو سمجھ نہ تھی۔ وہ بولے قولہ تعالیٰ

قَالُوْآءَ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهَذَا اَخِىْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَا الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ:۔ کہا انہوں نے کیا سچ تو ہی یوسف علیہ السلام ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں ہی یوسف ابن یعقوب ہوں اور یہ میرا حقیقی بھائی ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور وہ پرہیز گاروں پر احسان کرتا ہے۔ البتہ جو کوئی پرہیز گاری کرے اور پھر بھی صبر کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا اور احسان کرنے والوں کو احسان کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ یعنی حاصل مطلب یہ ہے کہ جس پر کچھ تکلیف پڑے اور وہ حدود شرع سے باہر نہ ہو اور نہ وہ ان مصائب کو دیکھ کر گھبرائے اور اس کو صبر شکر کے ساتھ برداشت کرے تو بالآخر اس کو اللہ رب العزت ضرور اس کا نعم البدل عنایت فرمائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے جب ان بھائیوں نے یہ بات سنی تو یکبارگی ناچار ہو کر گر پڑے اور زار زار رونے لگے اور اپنی زبانوں سے کہنے لگے۔ قولہ تعالیٰ

قَالُوْ اَتَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ

ترجمہ:۔ کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی تحقیق پسند کیا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اوپر ہمارے اور تحقیق تھے ہم البتہ خطاوار۔ یعنی تمہارا خواب سچ اور ہمارا حسد غلط اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل کیا۔ اور اب ہم سب گنہگار ہیں اور اب ہم نے توبہ کی اپنے گناہوں سے اور

Marfat.com

اس کے بدلے میں جو کچھ بھی تم سزا مقرر کرو سب جائز ہے اور اگر تم بنظر عفو معاف کر دو تو یہ آپ کی بزرگی کے لائق ہے۔ اور اگر سزا دو تو ہمارے تقصیروں کے لائق ہے حضرت نے یہ عاجزانہ کلام جب اپنے بھائیوں سے سنا تو فرمانے لگے قولہ تعالیٰ

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

ترجمہ:۔ کہا یوسف علیہ السلام نے کہ کچھ بھی الزام نہیں تم پر آج اور اللہ تعالیٰ تمہاری تقصیرات کو بخشے اور وہ ہے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان قرآن مجید میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی گناہ اور تقصیر سے توبہ کرے اور معافی چاہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے معاف فرما دیتا ہے۔ انہی اشارات پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے بسبب توبہ و انکساری کے معاف کیا اور اگر ایسا یہاں نہ ہوتا تو حشر میں انصاف کے دن خدا کے پاس یہ معاملہ پیش ہوتا اور اللہ تعالیٰ انصاف کرتا تو اس کی پاداش میں نہ معلوم کیا خداوند قدوس سزا مقرر فرماتا اس لئے حضرت یوسف نے تمام تقصیرات کو اپنے بھائیوں سے درگزر فرمایا۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام نے اس وقت اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم سب کو میں نے خطاء ماضی سے معاف کیا اور اب تم لوگ کچھ غم نہ کرو' اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تم پر رحم کرے اور میں نے تمہاری ساری تقصیریں معاف کیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اب تم کو لازم ہے کہ ہماری ملاقات جد ہمارے باپ سے کراؤ۔ تب تو تمہارا چھٹکارا ہے۔ بھلا یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرے باپ کی آنکھیں کس طرح جاتی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا پیراہن آنکھوں پر رکھ کر شب و روز روتے روتے اندھے ہو گئے۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اچھا اب یہ میرا دوسرا پیراہن لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بینا ہو جائے گے' ان کا علاج یہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَأْتِ بَصِيْرًا وَأْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ:۔ حضرت یوسف علیہ السلام بولے لے جاؤ یہ کرتا میرا اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو انشاء اللہ وہ اپنی نظر کے ساتھ دیکھتے ہوئے چلے آئیں گے اور یہ بھی کرو کہ سارا گھر میرے پاس لے آؤ یہ بات کہہ کر مع اپنے بھائیوں کے کھانا کھایا اور پھر ان سب کو اچھی

Marfat.com

اچھی پوشاکیں پہنائیں جو نہایت قیمتی تھیں اور پھران سے کہنے لگے کہ تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو میرے باپ کو جلد اس امر کی خبر پہنچادی تاکہ جلد ان کو میری طرف سے تسلی خاطر ہو۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام یہودا تھا۔ ہر روز اس کو تقریباً ڈیڑھ سو کوس چلنے کی عادت تھی اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم جاؤ اور میرے باپ کو یہاں آنے کا مژدہ دو۔ اور ایک پیراہن کو جس کی برکت سے حضرت خلیل اللہ نے آگ سے نجات پائی تھی۔ اور آگ گلزار ہو گئی تھی۔ وہ پیراہن حضرت یوسف علیہ السلام کے بازو میں تھا۔ جب ان کے بھائیوں نے ان کو کنوئیں میں ڈالا تھا تو اسی پیراہن کو کھول کر آپ نے یہودا کے ہاتھ میں دیا۔ اور پھر بولے کہ یہ میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے باپ کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے چلے آئیں گے میرے پاس' اور یہ بھی تاکید کی کہ جب تم مصر کے دروازے سے باہر ہو جاؤ تو اس پیراہن کو کنعان کی طرف ہوا کے رخ پر رکھنا تاکہ بو میرے پیراہن کی جلد میرے باپ کو پہنچے' اسی تاکید کے مطابق یہودا نے مصر کے دروازہ کے باہر جا کر اس پیراہن کو ہوا کے رخ پر رکھا اور باد صبا نے بوئے پیراہن یوسف علیہ السلام کی فوراً حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچائی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اپنی اولاد کو جو ان کے پاس حاضر تھی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے امتیوں کے پاس بیٹھے تھے تو ان سے کہنے لگے اے بیٹو! اب تو یوسف کے پیراہن کی بو پاتا ہوں تم مجھ کو دیوانہ مت کہنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعَيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّى لَاَ جِدُرِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنَ

ترجمہ:۔ اور جب جدا ہوا قافلہ مصر سے کہا ان کے باپ نے میں پاتا ہوں بو یوسف علیہ السلام کی کبھی ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو کہ بوڑھا بہک گیا ہے۔ یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر لوگ کہنے لگے قولہ تعالیٰ

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ

ترجمہ:۔ لوگ کہنے لگے قسم خدا کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم و گمان اپنے قدیم کے ہے اس بات کو کہے ہوئے کچھ ہی ساعت گزری کہ ژاژ پیک نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے بشارت دی یہ سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے

Marfat.com

جلدی سے اٹھا کر اس کو گود میں لے لیا اور پھر بہت ہی مشتاق ہو کر اس سے پوچھنے لگے کہ یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرا یوسف علیہ السلام اس وقت کہاں ہے' وہ بولا کہ یوسف علیہ السلام کو ہم نے مصر میں پایا ہے اور وہ ملکہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ بنیامین اور دوسرے جو بھائی وہاں موجود ہیں وہ سب اچھی طرح آرام سے ہیں اور میرے پیچھے یہودا بھی آرہے ہیں۔ اور وہ اپنے ہمراہ یوسف کا دیا ہوا ایک کرتہ لے کر آرہے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے چلتے وقت یہ تاکید فرمائی تھی کہ یہ کرتہ میرے باپ کے منہ پر ڈال دیجئے گا اللہ کے حکم سے وہ بینا ہو جائیں گے' لہٰذا وہ کرتہ لا کر آپ کے منہ پر ڈالیں گے تاکہ آپ کی بینائی ٹھیک ہو جائے اور ایک بات اور کی تاکید کی بھی کہ سب اہل بیت کو یہاں لے آؤ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا بہت اچھا اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ میرا یوسف علیہ السلام اس وقت کس کے دین پر ہے اپنے باپ دادوں کے دین پر ہے یا نہیں اس میں مجھ کو اندیشہ ہے اس نے کہا ابھی تک وہ اپنے باپ دادوں کے دین پر قائم ہے یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام سجدے میں چلے گئے اور شکر خدا بجالائے اور تمام کنعان کے لوگ خوش ہوئے اتنی دیر میں یہودا بھی حضرت یعقوب کے پاس آپہنچے اور آتے ہی یہودا نے وہ پیراہن جو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈال دیا۔ اس پیراہن کے ڈالتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور وہ ہر چیز کو دیکھنے لگے۔ پھر اس پر یہ کہنے لگے اپنے بیٹوں سے کیا ہم نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ مجھے یوسف کے پیراہن کی بو آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقَاهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ پس آیا خوشخبری لانے والا تو اس نے ڈال دیا اس کرتے کو اوپر منہ اس کے پس ہو گئے وہ بینا پھر بولے کہ میں نے کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے' اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی بو' مصر سے حضرت یعقوب کو پہنچی تھی اور کسی دوسرے کو نہیں پہنچ رہی تھی اس میں کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو عاشق اپنے معشوق کا ہو تو ضروری ہے کہ بو محبوب کی اسی کو آئے گی اور کسی دوسرے کو کیوں آنے لگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مومنو! تمام عالم مخلوقات

Marfat.com

میں میں نے کسی کو ایسا نہیں پیدا کیا کہ اس کی رنگ و بو میری نہ ہو اس طرح سے چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اس لئے ان کو اپنے بیٹے کی بو لمبی مسافت سے بھی آرہی تھی اسی طرح سے بندہ مومن خدا کا دوست ہوتا ہے۔ اس کو بھی موت کے وقت راحت اور اپنی خدا دوستی کی بو آتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت جو مومن حالت نزاع میں ہو گا خدا تعالیٰ فرما دے گا وہ میرا دوست ہے چنانچہ اس وقت اس کو اس کی دوستی کی بو آتی ہے جب جان اس کی نکلنے کو ہو گی تو خدا کی طرف سے بشارت دی جائے گی کہ اے روح خوشی سے نکل جا تب فرشتے بھی اس سے کہیں گے اے مومنو! تم کو بسبب عصیاں کے اور غفلت کے راہ امرو نہی خدا کی نہیں سوجھی تھی اب جاتے وقت تکلیف کھینچتے ہو اور روتے ہو اس لئے پیراہن مغفرت کا اللہ تعالیٰ نے تم کو بھیجا تاکہ آنکھوں میں تمہارے روشنی آجائے اور اپنی جگہ بھی بہشت میں پاؤ۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد رخصت کرنے ژاژ پیک کے اور بھی تین بھائیوں کی تدبیر میں رہے ان کو اچھے عمدہ کپڑے چن چن کر اور ہر بھائی کو علیحدہ علیحدہ دے کر اور اہل کنعان کے لئے ایک ہزار اونٹ معہ بوجھ گندمکے اور قسم قسم کے کھانے کی چیزیں اور اچھے اچھے گھوڑے بطور ہدیہ باپ کے پاس بھیجے تاکہ تمام اہل کنعان کو حصہ پہنچے اور تما اہل کنعان میرے باپ کے حق میں دعا کریں۔ یہ چیزیں کئی دن کے دن شہر کنعان میں پہنچ گئیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اپنے اہل بیت کو لے کر مصر کے قریب پہنچے۔ اس خبر کو سن کر بادشاہ ریان بہت خوش ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ادائے شکر تم کو واجب ہے اپنے ماں باپ سے اور تمام اہل بیت سے تمہاری ملاقات ہوئی اور جتنا مال پہلے سب کے واسطے تم نے اپنے والد بزرگوار کے پاس بھیجا تھا ہم اس سے بہت ہی خوش ہوئے اور بھی اتنا ہی مال خزانے سے لے کر ادائے شکر میں فقیروں و محتاجوں کو خیرات کرو اور پھر ملک ریان نے بھی ہدیہ خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے بھیجا اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام اہل مصر کو دیبائے رومی سے آراستہ کریں اور مکافات نئے نئے جداگانہ تیار ہوئیں۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام مع اپنے لشکر بادشاہت کے مصر سے نکل کر دو منزل آگے باپ کے استقبال کو آئے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ جب کسی سے راستے میں ملاقات ہوتی تو اس سے

Marfat.com

پہلے یہی بات دریافت کرتے کہ بتاؤ میرا یوسف علیہ السلام کہاں ہے کیا تم لوگوں میں ہے یا نہیں۔ وہ لوگ اس کے جواب میں کہتے کہ وہ ہم لوگوں میں سے کیسے ہو سکتے ہیں ہم لوگ تم ان کے غلام ہیں۔ چنانچہ اسی راستے میں تقریباً اسی سوار اونٹ پر گزرے ان سب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال دریافت کیا اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بذات خود نہایت باحشمت و دبدبہ لشکر کے ساتھ آپہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس شتر کی عماری پر تشریف لائے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے خاص اپنے والد محترم کے واسطے بھیجا تھا' چنانچہ راستے ہی میں باپ بیٹے میں ملاقات ہو گئی اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ جب اپنے والد بزرگوار سے ملاقات ہوئی تو تم اپنے گھوڑے سے نیچے نہ اترنا اگرچہ اپنے باپ کی تعظیم واجب ہے لیکن بادشاہوں کا پاپیادہ ہونا مناسب نہیں تب حضرت یوسف علیہ السلام یہ بات سن کر یہ تجویز عمل میں لائے کہ بادشاہ ریان کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے اور اپنے والد محترم بزرگوار کی تعظیم بھی بجالاؤں۔ تو وہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جا اترے اور اس کے بعد وہ فورا مشاہدے میں گئے غیب سے ایک ندا آئی کہ اے یوسف جو جس کا محب جانی ہوتا ہے تو اس کی ماں جیسی محبت ہوتی ہے یہ آواز سنتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے جانا کہ یہ ہدایت منجانب اللہ ہے اور حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی اپنی سواری سے اتر پڑے اور محبت و تعظیم سے یوسف کو اپنی عماری پر اٹھالیا اور پھر دونوں مل کر بہت روئے اور یہ حال دیکھ کر تمام اہل لشکر نے بھی رو دیا ان کے رونے سے سب بھائی اور تمام لشکر پاپیادہ مصر میں آئے بعد اس کے زر و گوہر نثار کیے خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا سر سب سے بلند ہوا یہ دیکھ کر سب بہت حیران و متعجب ہوئے اور اسی اثناء میں دیکھا گیا ہے کہ کبھی حضرت یعقوب علیہ السلام ہنستے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام روتے تھے اور کبھی حضرت یوسف علیہ السلام ہنستے تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے تھے۔ اس میں ایک اشراہ ہے جو در حقیقت عاشقانہ کہلاتا ہے۔ یعنی کبھی عاشق روتے ہیں تو معشوق ہنستے نظر آتے ہیں اور کبھی معشوق روتے ہیں تو عاشق ہنستے نظر آتے ہیں۔ پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل بیت کو لے کر اس قصر معلیٰ میں جا اترے جو کہ خاص حضرت یعقوب کے لئے بنایا گیا تھا۔ حضرت

Marfat.com

یوسف علیہ السلام علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو لے جاکر شاہی تخت پر بٹھادیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْلَهٗ سُجَّدًا

اور بلندی پر تخت شاہی کے اپنے ماں باپ کو بٹھایا اور پھر سب کے سب بھائی اس کے آگے سجدہ تعظیمی میں گر گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی اس وقت شریعت میں جائز تھا اب منع کر دیا گیا۔ پھر سجدے سے اٹھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا قولہ تعالیٰ

وَقَالَ یٰاَبَتِ هٰذَا تَاوِیْلُ رُؤْیَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّی حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآئَبِکُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطَانُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ اِنْ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَایَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَالْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

ترجمہ:۔ اور کہا یوسف نے اے میرے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے رب نے سچ کیا اور اس نے مجھ پر بہت احسان کیا کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا۔ اور پھر تم سب کو میرے پاس لے آیا۔ بعد اس چیز کے جھگڑا اٹھایا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان مردود نے اور میرا رب ہر کام کو بذریعہ تدبیر کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے بے شک وہی ہے خبردار حکمت والا۔ اگلے زمانے میں سجدہ کرنا بڑوں کی تعظیم سمجھی جاتی تھی اور فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اور اس شریعت محمدہ میں وہ رواج بالکل موقوف کر دیا اور حکم دے دیا کہ

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ

ترجمہ:۔ تحقیق مساجد اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں جن میں سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور سوائے اس کے کسی کو روا نہیں ہے۔ چونکہ کچھ احکام خداوندی پہلے کی شریعتوں میں جاری کئے گئے تھے۔ جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بہنوں سے نکاح جائز تھا پھر موقوف کر دیا گیا اسی طرح سے یہ سجدہ تعظیمی کا حکم پہلے تھا۔ مگر شریعت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے میرے ابا جان! یہ وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستارے مجھ کر سجدہ کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے وہی خواب میرا سچا کر دیا۔ بعد اس کے دوسرے دن تمام اہل مصر نے اپنے

Marfat.com

ہدیے و نذرانے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پیش کئے۔ جو در حقیقت حساب و گنتی سے باہر ہیں وہ سب مال حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو دے ڈالا اور پھر ملک ریان بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کی صحبت کی برکت سے وہ دین اسلام سے مشرف ہوا پھر اس کے کئی لوگ آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو جو دیکھنے جاتا اچنبھے کا ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہوا دیکھتا اور نہایت ہی متحیر ہوتا اور پھر وہ دین اسلام قبول کر لیتا۔ اس کے بعد ملک ریان نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا اے حضرت کیا یوسف علیہ السلام آپ ہی کے صاحبزادے ہیں. بولے جی ہاں وہ میرے بیٹے ہیں تب بادشاہ ریان نے کہا کہ میں ان سے بہت خوش ہوں اور میں نے ہی اس خوشی میں اپنی سلطنت کا کل اختیار ان کو دے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک ریان یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اسی کو کل جہان کا اختیار ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ اس وقت بادشاہ کے گھر میں سات چکیاں رنگین طلائی تھیں اور ہر ایک چکی وزن میں پانچ ہزار من کی تھی۔ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاؤں میں ایک چکی کی ٹھوکر لگی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے آکر اس چکی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ اور یہ طاقت حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے سبب حاصلی تھی' اب میں چاہتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعے کو مختصر کر دوں تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو اور میرے واسطے دعائے خیر کرتے رہیں۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دریا نیل کے کنارے پر اپنے رہنے کے واسطے عمارت بنوائی اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تم کو معلوم تھا کہ میں کنعان میں ہوں تو کیوں تم نے مجھ کو اپنے حال سے خبر نہ دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے مؤدبانہ عرض کی کہ ابا جان میں نے بہت خطوط آپ کی خدمت میں لکھے اور وہ سب کے سب اب تک ایک صندوق میں رکھے ہوئے ہیں اور کہا کہ جب میں آپ کو خط لکھ کر بھیجنے کا ارادہ کرتا تو اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آتے اور مجھ کو بھیجنے سے منع فرما دیتے اور مجھ سے یہ بھی فرماتے کہ اے یوسف علیہ السلام خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابھی تمہاری ملاقات کا وقت نہیں آیا اور ابھی کچھ عرصہ باقی ہے۔ اب تم اس وقت یہ خط اپنے

Marfat.com

والد بزرگوار کو مت بھیجو یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ تمہارے بھائیوں نے تمہارے ساتھ کیا بدسلوکی کی ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ لیکن تمام بھائیوں نے خود ہی آکر کہا اے ابا جان ہم سب ان کے بدخواہ تھے اور ہم ہی گنہگار ہیں اور اب ہم سب معافی چاہتے ہیں آپ سے' اور امید قوی کرتے ہیں کی آپ ضرور ہماری غلطیوں کو درگزر فرمائیں گے قولہ تعالیٰ

قَالُو یَااَبَانَا اسْتَغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ قَالَ سَوفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّی اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم

ترجمہ:۔ کہا انہوں نے اے ہمارے باپ بخشواؤ ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے خطا کرنے والے' حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو تسلی دیتے ہوئے ان سے کہا کہ اے بیٹو! میرے عنقریب بخشواؤں گا تمہارے گناہ اپنے رب سے کیونکہ وہ بڑی ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(سوال) اس میں کیا بات تھی جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وعدہ میں رکھا اور کہا میں عنقریب بخشواؤں گا۔ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ وعدہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کیا تھا وہ علی الصبح کیا تھا کیونکہ صبح کی دعا اللہ تعالیٰ کے یہاں مستجاب ہوتی ہے اور بعضے مؤرخین حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے حق میں دعا کرنے میں اس واسطے تاخیر کی تھی کہ حق تعالیٰ کسی کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ اس شخص کو راضی نہ کرلے جس کے حق میں غلطی اور گناہ کیا گیا۔ چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا گناہ اور ظلم حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں تھا اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت تک تاخیر کی جب تک آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں کی معافی کا تذکرہ نہ کیا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ تم اپنے بھائیوں سے راضی و خوش ہو یا نہیں۔ حضرت یوسف نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ میں اپنے تمام بھائیوں سے راضی ہوں اور ان کی پچھلی تمام غلطیوں کو معاف کرتا ہوں۔ یہ سن

Marfat.com

کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی فرمائشی دعا خداوند اقدس سے مانگی' اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کے وہ قصور جو انہوں نے اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کے حق میں کئے تھے معاف کر دیئے۔ اس دعا کے چند ہی روز بعد حضرت یعقوب علیہ السلام انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد شمعون نبی ہوئے اور بعض معتبر روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً چوبیس برس تک نبوت کے فرائض انجام دیتے رہے جب آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی تو موت بالکل قریب آگئی تو اس وقت آپ نے دربار خداوندی میں دعا مانگی اور کہا جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

ترجمہ:۔ اے پروردگار میرے دی تو نے میرے تئیں کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے مجھے تعبیر خوابوں کی اے پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے توہی ہے دوست یعنی کار ساز میرا دنیا و آخرت میں اور میں امید کرتا ہوں کہ میری موت بھی نیک بختوں میں کر اور بعد مرنے کے میرے مجھے صالحین میں ملا دے ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ ہمارا بھائی یوسف علیہ السلام بادشاہ ہے اور قیامت کے دن بادشاہ کے زمرے میں اٹھے گا اور وہ پسندیدگی کی نگاہ سے نبیوں میں نہیں دیکھا جائے گا۔ اس بات کو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی سن لیا تھا تب ہی تو موت کے وقت خدا کی درگاہ میں دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو نے میرے تئیں بادشاہی دی دنیا میں اور موت دے مجھ کو ایمان کے ساتھ اور آخرت میں انبیاء صالحین کے ساتھ ملا دے۔ اور ستر برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔ روایت میں ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے تمام بھائی نبی ہوئے اور اسی طرح سے انتقال ہوتا رہا۔ اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک بارہ قوموں پر مشتمل تھے قرآن شریف میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو اسباط فرمایا ہے اور اسباط کہتے ہیں بنی اسرائیل کو یعنی اولاد یعقوب علیہ السلام کو اور دوسرے بنی اسرائیل کو قبائل کہتے ہیں۔ تاکہ تمیز ہو سکتے ان دونوں فریقوں میں یہاں تک

Marfat.com

میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

بیان حضرات اصحاب کہف

ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ملک روم میں ایک بادشاہ جس کا نام دقیانوس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑی سلطنت دے رکھی تھی اور فوج و لشکر بہت کثیر تعداد میں تھا۔ اتفاقاً ایک روز کسی قاصد نے آکر اس بادشاہ سے کہا کہ فلاں بادشاہ تیرے ساتھ لڑنے کو تیاری کر رہا ہے اور اپنی کثیر تعداد میں تیرے مقابلے کے لئے آنا چاہتا ہے اس خبر کو سن کر روم کا بادشاہ دقیانوس اشتعال میں آگیا اور اپنی تمام فوج و لشکر لے کر اس دشمن کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں کود پڑا اور وہ بادشاہ جو اس پر چڑھائی کر کے آیا تھا آخر کار دقیانوس بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کے جتنے بیٹے تھے وہ سب کے سب گرفتار ہو گئے۔ بعضے مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کے چھ بیٹے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ بیٹے تھے بادشاہ روم دقیانوس نے سب کو اپنی خدمت میں خاص رکھا صرف ان میں سے ایک کو عہدہ جائے ضرور کا دیا تھا۔ جب بادشاہ دقیانوس جائے ضرور کو جاتا تو اس سے آبدست کروالیتا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ ایسا جواب فربہ موٹا تھا کہ اس کا ہاتھ جائے مقعد پر نہیں پہنچتا تھا۔ بڑا عظیم البدن تھا۔ اور یہ بھی مورخین لکھتے ہیں کہ وہ ملعون خدائی کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان شہزادوں کو خطاب اصحاب کہف کا دیا جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ؕ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

ترجمہ: کیا تو خیال رکھتا ہے کہ غار والے اور کوہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبھا تھے۔ جب جا بیٹھے وہ جوان اس کوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کو درست یہی شہزادے سب کچھ تدبیر اور حیلہ کرنے لگے کہ کیونکر اس ظالم بدبخت کے ہاتھ سے ہم خلاصی پائیں اور خدا کی عبادت کریں۔ ایک روز دقیانوس اپنی جائے ضرور کو گیا تھا اور اغلام ملعون نے خفا ہو کر حکم کیا کہ اس کو اس کے سب بھائیوں کو ایک ایک سو درے مارے جائیں اور ان کو تاکید کر دو کہ آئندہ کبھی ایسا نہ ہونے پائے اور

Marfat.com

آئندہ اپنے کام پر برابر حاضر رہیں اور اپنے کام سے غفلت نہ ہونے پائے۔ اس حکم کو سننے کے بعد وہ شاہزادہ کہ جس کا عہدہ جائے ضرور کا تھا جب رات ہوئی تو سب بھائیوں کو لے کر بیٹھا' وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہو کر صلاح و مشورہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ملعون ہم کو ہر روز ستاتا ہے اور خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور سب سے اپنے کو سجدہ کرواتا ہے۔ اب ہم کو واجب ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے باز رہیں اور یہاں سے کسی طرف نکل جائیں اور اپنے خالق وارض و سما کی عبادت کریں جو آخرت میں ہمارے مرنے کے بعد کام آئے۔ یہ بات ایک بھائی نے اپنے مشورے سے بتائی تھی سب بھائیوں نے اس بات کو بسر و چشم قبول کیا اور کہا کہ بھائی بات تو بڑی اچھی ہے تو تم کہتے ہو۔ اب کسی صورت و تدبیر سے یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ تب باقی بھائی بولے کہ ایک تدبیر ہے کہ وہ ملعون میدان میں چوگان کھیلنے کو جائے گا البتہ ہم کو بھی لے جائے گا جب ہم لوگوں کو کھیلنے کو کہے گا تب ہم لوگوں کو ایسی چستی و چالاکی سے چوگان کھیلنا چاہئے کہ وہ خوش ہو جائے اور تعریف کرنے لگے۔ جب شام قریب ہو گی تب میں چوگان میدان سے باہر پھینکوں گا اس وقت تم لوگ بھی ہمارے پیچھے میدان سے باہر نکل آنا اور سب ایک جگہ جا کر میلے اور پرانے کپڑے پہن لینا اور پاؤں پاؤں چلے جانا اس طرح سے ہم کو دیکھے گا بھی نہیں اور ہم لوگ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گے چنانچہ سب بھائیوں نے اپنا ارادہ مضبوط کر لیا اور عزم بالجزم اپنے حصول مقصد میں لگ گئے۔

دوسرے دن دقیانوس بادشاہ کے پاس سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے عہدے پر جا کر کھڑے ہوئے اور وہ ملعون تخت شاہی پر بیٹھا خدائی کا دعویٰ کرتا تھا لعنتہ اللہ علیہ۔ اتفاقاً اسی وقت ایک بلی بالا خانے پر سے اچانک آگری اس کے گرنے سے وہ ملعون چونک پڑا اور بہت ڈرا۔ تب وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ ملعون خدا ہوتا تو بلی سے کیوں ڈرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردود جھوٹا ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے اسی گھڑی ایک شیطان بصورت انسان اس کے آگے آکر کہنے لگا اے ملعون اگر تجھ کو دعویٰ خدائی کا ہے تو ادنیٰ ترین ایک ذی روح جانور مکھی ہے اس کو تو پیدا کر تب ہم جانیں گے تیرا دعویٰ حق ہے۔ اس مردود نے ایک بہانہ کر کے کہا ایسے بد جانور کو ہم پیدا نہیں کرتے۔ شیطان بولا خدا نے تو اس کو پیدا کیا ہے تو یقیناً کچھ حکمت ہو گی۔ وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہو گی۔ اس کے

Marfat.com

جواب میں شیطان بولا جب تو جائے ضرور میں جا بیٹھتا ہے وہ مکھی تیری گندگی میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں نجاست آلود کر کے تیری داڑھی پر جا بیٹھتی ہے۔ یہ بھی ایک کار حکمت ہے یہ کہہ کر وہ شیطان غائب ہو گیا اور وہ ملعون یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ پس دوسرے دن دقیانوس چوگان کھیلنے کو میدان میں گیا۔ دقیانوس ان شہزادوں کو کھیل سے بہت زیادہ محفوظ ہوا اور بولا صبح کو تم سب کو خلعت دے کر خوش کروں گا۔ جب شام ہوئی اور دن بھی آخر ختم ہو ہی گیا۔ شہزادے اپنے مشورے کے مطابق چوگان میدان سے پھینکنے لگے اور اسی طرح آہستہ آہستہ کھیلتے ہوئے دور تک نکل گئے دقیانوس ان لوگوں کو کھیل میں مشغول چھوڑ کر اپنے محل کی طرف چل دیا اور وہ شہزادے سب فرصت کمال پا کر خدا کو یاد کر کے وہاں سے نکل پڑے میدان کی طرف گھوڑا اٹھا کے رات ہی رات میں چلے گئے۔ جب صبح ہوئی اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر کسی شہر کے کنارے جا پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ چند آدمی پاسبان بکری وغیرہ کے تھی ان سے ملاقات ہوئی وہ سب کہنے لگے کہ اے عزیزو! تم کہاں جاتے ہو؟ تو انہوں نے ان کو جواب دیا کہ ہم لوگ خالق و ارض سماء کی طلب کو جاتے ہیں اور وہ کہنے لگے کہ وہ کیسا ہے جسے تم لوگ چاہتے ہو وہ بولے کہ وہ خدا زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے وہ سب کا پرودگار ہے تمام کائنات کو ملک عدم سے ملک وجود میں لانے والا وہی خدا ہے بس ان سب باتوں سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور وہ آپس میں کہنے لگے۔ کہ یہ سب لوگ سچ کہتے ہیں تب وہ بھی اپنی پاسبانی چھوڑ کر شہزادوں کے ساتھ مل گئے اور ان کی صحبت اختیار کر لی اور ایک کتا بھی ان کے ساتھ تھا وہ بھی ان کے ہمراہ لیا۔ وہ شہزادے ان لوگوں سے بولے کہ تم لوگ اس کتے کو واپس کر دو تو بہتر ہے ورنہ ہمارے ساتھ رہے گا تو کبھی بھونکے گا اور اس کی آواز سن کر لوگ ہم کو آکر پکڑ لیں گے۔ ان شہزادوں کے کہنے سے ان پاسبانوں نے اپنے کتے کو مارا پیٹا اور یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی توڑ ڈالے اور سارا بدن زخمی کر دیا تو بھی اس کتے نے ان لوگوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر وہ کتا بھی ان لوگوں کے ساتھ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قوت گویائی سکھائی تو کتے نے کہا کہ اے یارو مجھے مت مارو۔ تم جس کے بندے ہو میں بھی اسی کا فرمانبردار ہوں۔ اور تم جس کی یاد کو جاتے ہو میں بھی اس کو چاہتا ہوں لہٰذا مجھ کو بھی تم اپنے ہمراہ لے چلو۔ پس کتے سے یہ باتیں سن کر اصحاب کہف کو ترس آگیا اور اسے پیار کر کے اپنے ہمراہ لے

Marfat.com

چلے۔ تمام رات چلتے چلتے جب صبح نمودار ہوئی تو ایک پہاڑ کے اندر کھوہ میں جا گھسے اور بولے یہاں ذرا آرام لینا چاہئے کہ رات کی ماندگی دور ہو جائے آخر وہاں ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے اور وہ اسی آرام کی رات میں تھے کہ نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے قولہ تعالیٰ

اِذْ اَوَی الْفِتْیَتُه اِلَی الْکَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَداً ۔ فَضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَداً ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوا اَمَداً

ترجمہ:۔ جب جا بیٹھے وہ جوان اس کھوہ میں پھر وہ بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس مہر اور بنا دے ہمارے کام۔ پس پردہ ڈال دیا ہم نے اوپر ان کے کانوں کے یعنی سلا دیا ہم نے ان کو بیچ غار کے کئی برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے ان کو کہ وہ معلوم کریں ہم دو فرقوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ سوئے رہے تھے۔ الغرض دقیانوس نے اس کھیل کے میدان میں ان شہزادوں کو نہ پا کے بہت تاسف کیا اور فوراً ہی اپنے ہوشیار چند سواروں کو ان کے پیچھے دوڑایا تفحص و تجسّس کرتے ہوئے اسی کھوہ پر جا پہنچے اور خدا کے فضل و کرم سے اس غار کا منہ چونٹیوں کے سوراخ جیسا بن گیا اور سوار اس پر برابر تلاش کرتے رہے لیکن وہ ان کا نام و نشان تک نہ پا سکے آخر مجبوراً واپس چلے آئے۔ اور بعض روایت میں یوں آیا ہے کہ اس کھوہ کے کنارہ پر ان سب کو مردہ پایا تھا تو وہ لوگ اسی کھوہ میں ڈال کر چلے گئے تھے۔ اور اسی دن سے ان سب کا نام ولقب اصحاب کہف ہوا۔ اور بعضوں نے اس روایت کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ وہ بادشاہ کے باورچی کے بیٹے تھے اور بعض ان میں نانبائی کے بیٹھے تھے۔ اور بادشاہ دقیانوس نے ان میں سے ایک کا جادو سیکھنے کو جادوگر کے پاس بھیجا تھا۔ ایک دن اس لڑکے کی اثنائے راہ میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی راہب نے اس لڑکے سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو وہ بولا میں جادو سیکھنے جاتا ہوں۔ راہب بولا بیٹا جادو سیکھنا تو کفر ہے تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ تب وہ راہب کے کہنے سے اور خدا کے فضل و کرم سے اسی وقت ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا۔ بادشاہ دقیانوس اس بات کو سن کر بہت خفا ہوا اور اس لڑکے کو پھانسی کا حکم دیدیا۔ روایت میں ہے کہ اس لڑکے کو پانچ مرتبہ سولی پر چڑھایا تو بھی نہ مرا اور اللہ کے فضل سے سلامت رہا اور کہا

Marfat.com

اٰمَنْتُ بِرَبِّ الْعٰالَمِیْنَ۔ آکر اس کو بادشاہ دقیانوس نے قید شدید میں رکھا۔ اس کے ہم جنس اور پانچ چھ لڑکے دقیانوس بادشاہ کے ملازم تھے انہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے کسی حیلہ سے اس کو قید سے چھڑالیا اور اس کے بعد وہ متفق ہو کر اس ظالم بادشاہ کے قبضہ سے اس شہر سے باہر خدا کی عبادت کو نکلے اور ایک پہاڑ کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر ایک کھوہ میں بیٹھ گئے اور وہیں سو گئے اور ان پر خدا کی طرف سے ایسی نیند ڈالی گئی کہ وہ تقریباً تین سو برس تک سوتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَتِهٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَا دُوْتِسْعَتًه ترجمہ: اور وہ اس کھوہ میں سوتے رہے تین سو نو برس۔ اور اصحاب کہف کے نام میں اور ان کے اعداد میں بہت اختلاف ہے۔ یہ سب کے سب اہل روم تھے اور ان کا غار بھی ارض روم میں ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں تھے۔ اور قاموس میں لکھا ہے اور ابن قتیبہ رحمتہ اللہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب کہف کا دین و مذہب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ فقط وہ لوگ صرف توحید پر قائم تھے اور وہ کسی نبی کی شریعت کے ساتھ منسلک نہیں ہوئے مگر جس نے ان کی خبر پائی معتقد ہوئے اور ان کے پاس مکان زیارت بنا دیا۔ وہ نصاریٰ تھے۔ اور نام ان کے یہ ہیں۔ کمسلینا' وایلخا' ویکسر' مرکوش' نواس' سانیوش' سلططوس' اور بعضوں نے کہا ہے۔ کمسکمینا' مسیخا' ویکسر' مرطونش' بنیوس' سابونس' کفسططوس' ذونواس اور بعضوں نے کہا ہے کمسکمینا ملیخا' مرطونس' نیوس' دواس' تسفیططط۔ اور بعضوں کے نزدیک یہ نام ہیں کمسکمینا' ایلخا' مرطونس' ساربنوس' بطنوس' کفشوطط' ذواس اور آٹھواں ان کا کتا ہے کہ کتے کا نام قطمیر تھا۔ قاموس میں یہی لکھا ہے لیکن شمار ان کا سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کتنے آدمی تھے۔ اسی واسطے ان کے اعداد و شمار میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بمصداق آیت مذکورہ کے۔ قولہ تعالیٰ: سَیَقُوْلُوْنَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ کَلْبُهُمْ۔ وَیَقُولُونَ خَمسَةٌ سَادِسُهُمْ کُلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَیْبِ۔ وَیَقُولُونَ سَبْعَتُه وَّثَامِنُهُمْ کَلْبُهُمْ قُلْ رَّبی اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّایَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ۔ ترجمہ: البتہ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا۔ بغیر دیکھے نشانی کے پتھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے تو کہہ کہ پروردگار میرا خوب جانتا ہے کہ کتنے آدمی ان کے ہیں کچھ صحیح خبر ان کی نہیں رکھتے مگر تھوڑے

Marfat.com

لوگ۔ جب وہ لوگ تین سو نو برس کے بعد نیند سے بیدار ہوئے اصحاب کہف آپس میں پوچھنے لگے ایک دوسرے سے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنَاكُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۔ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ بِثْتُمْ۔ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَتِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَاماً فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَداً۔

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے پھر وہ آپس میں پوچھنے لگے۔ ایک بولا ان میں سے کہ کتنی دیر سوتے رہے تم وہ بولے کہ ہم سوتے رہے ایک دن یا اس سے بھی کم۔ پھر کہنے لگے کہ تمہارا رب بہتر جاننے والا ہے کہ جتنی دیر تم لوگ اس غار میں رہے۔ اب تم بھیجو اپنے میں سے ایک کو کہ یہ اپنا روپیہ لے کر شہر کو جائے اور وہاں سے کوئی کھانا پاکیزہ لے کر آئے اور نہایت ہوشیارے سے جائے اور اپنا بھید بھی کسی کو نہ بتائے اور نہ اپنی رہائش کی خبر کسی کو بتائے۔ چونکہ وہ تقریباً تین سو نو برس بعد نیند سے بیدار ہوئے تھے تو تمام اصحاب کہف پر بھوک کا غلبہ تھا ان میں سے مملیخا کو شہر میں روٹی لانے کو نانبائی کی دکان پر بھیجا گیا اور اس کے پاس دینار دقیانوس بادشاہ کی حکومت کا تھا وہی لے کر وہ روٹی لینے کو گیا۔ روٹی والے نے مملیخا سے پوچھا کہ میاں یہ دینار کہاں سے لائے ہو کیا تم نے کوئی گڑا ہوا دفینہ پایا ہے۔ کیونکہ میں تو اس دینار پر دقیانوس بادشاہ کا نام دیکھتا ہوں اور اس بادشاہ کو تو قرنوں ہوئے گزرے ہوئے اور وہ تو کبھی کا مرچکا ہے اور اس کا کوئی نام و نشان بھی نہیں، اب تم ایسا کرو کہ مجھے بھی اس کا کچھ حصہ دو۔ ورنہ میں تجھے موجودہ بادشاہ کے حضور لے جاؤں گا اور وہ دیکھتے ہی تم سب سے روپیہ چھین لے گا۔ آخر مجبور ہو کر مملیخا نے اس سے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سنتے ہی بہت سے آدمی ایک جگہ پر مجتمع ہو گئے اور مملیخا کا قصہ سننے لگے یہاں تک کہ یہ خبر موجودہ بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ بہت عادل مزاج تھا اس نے مملیخا کو اپنی حضور میں طلب کر لیا۔ اور مملیخا سے اس کی گزری ہوئی ساری حقیقت پوچھی۔ بادشاہ کے پوچھنے پر مملیخا نے کہا کہ ہم لوگ کئی آدمی ہیں۔ اور بادشاہ دقیانوس کے ظلم سے بھاگ کر فلانے پہاڑ کی کھوہ میں جا رہے ہیں اور بعد ایک مدت کے جب ہم لوگ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو بھوک سے بیتاب ہوئے اور برداشت نہ کر سکے باقی لوگوں کو وہیں بٹھا کر میں

Marfat.com

اکیلا روٹی لینے کے واسطے شہر میں آیا ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور علماء تواریخ جاننے والوں کو بلوایا اور پھر ان سے پوچھا کہ کیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ بادشاہ دقیانوس کون سے زمانے میں گزرا ہے؟ ان علماء تواریخ جاننے والوں نے متفق ہو کر بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ جو باتیں مملیخا نے آپ سے عرض کی ہیں وہ سچ ہیں۔ ہم لوگوں نے تواریخ عالم ہیں پڑھا ہے کہ بادشاہ دقیانوس بڑا ظالم تھا اور زمانہ سابقہ میں گزر چکا ہے۔ پس یہ بادشاہ عادل اور منصف مزاج تھا یہ حقیقت سن کر مملیخا کے ساتھ اس غار میں جانے کا عزم کیا اور نہایت شان و شوکت اور دبدبے کے ساتھ ان کے پاس جائیں گے تو وہ لوگ آپ کو دیکھ کر ڈریں گے اور کسی دوسری جگہ چھپ جائیں گے اور پھر آپ سے کچھ بھی بات چیت نہ کریں گے مناسب ہے کہ آپ یہاں ذرا ٹھہریں اور میں جا کر ان لوگوں کو آپ کے آنے کی خبر دوں اور یہ بھی ان سے جا کر کہہ دوں کہ بادشاہ دقیانوس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تاکہ ان کو خاطر جمع ہو جائے۔ اور ان سے کہہ دوں کہ اب مسلمان بادشاہ ہے آؤ شہر میں چلیں۔ یہ بات کہہ کر مملیخا اس غار میں چلا گیا اور تمام احوال جو اس پر گزرے تھے وہ ان لوگوں سے بیان کئے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو اب کھانے پینے کی کچھ حاجت نہیں اور ہم کو دنیا سے بھی کچھ غرض نہیں ہم کو تو اپنے خدا ہی سے کام ہے۔ یہ کہہ کر وہ پھر سو گئے بعض راویوں نے کہا ہے کہ وہ لوگ اب تک سو رہے ہیں اور وہ اس طرح قیامت تک سوتے رہیں گے۔ مملیخا پھر بادشاہ کے پاس نہیں آیا اور بادشاہ کے ساتھیوں نے کافی دیر تک انتظار کیا۔ اور پھر بادشاہ نے اس کھوہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن وہ اس غار میں جانے سے قاصر رہا اور اب اس کو کوئی راہ جانے کی نہ مل سکی ناامید ہو کر وہ بادشاہ اور اس کے ساتھی واپس آ گئے۔ اور اس پہاڑ کے کنارے بستی میں ایک عبادت گاہ بنا کر وہیں رہ گئے۔ اور یہ ایک روایت ہے کہ اصحاب کہف کے لئے حق تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں جو ان کو پہلو بہ پہلو سلاتے ہیں اور کروٹیں بدلاتے رہتے ہیں اور بہشت کے پنکھے سے ہوا کرتے ہیں اور گرمی اور سردی وغیرہ ان کو نہیں لگتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُعَنْ كَهَفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِمَالِ وَهُمْ فِىْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذَلِكَ مِنْ اٰيَتِ اللّٰهِ مَنْ يَهْدِاللّٰهُ فَهُوَا الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ وَلِياً مُرشِداً

Marfat.com

اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کے جاتی ہے ان کے کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے ان سے بائیں کو تاکہ اثر گرمی اور سردی کا ان پر نہ پڑے اور وہ سب لوگ میدان میں ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی ایک نشانی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہی وہی سیدھی راہ پاتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو پھر اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں' اگرچہ اس کے قریب ہی رفیق کیوں نہ ہوں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ سب سوتے ہیں لیکن ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں تاکہ اس سے کوئی دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس جگہ پر دہشت رکھی ہے تاکہ لوگ اس جگہ کو تماشہ نہ بنا سکیں اور وہ سبب سے بے آرام ہو جائیں۔ اور ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا وہ بھی ان ہی کے ساتھ ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل زمانے سے اصحاب کہف غار میں گھسے ہیں اور بعضے کہتے ہین کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہی غار میں گھسے تھے اور وہ لوگ انجیل پر ایمان لائے تھے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ دین و مذہب ان کا بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصواب

بیان حضرت شعیبؑ علیہ الصلوۃ والسلام

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ان کا لقب خطیب الانبیاء رکھا ہے کیونکہ وہ فصیح اللسان اور فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے اور وہ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ کے دو نام ہیں۔ اور یہ لوگ باوجود بت پرستی کے ناپ و تول میں بھی انصاف سے کام نہ لیتے تھے اور مسافروں کا راستہ بھی منقطع کیا کرتے تھے اسی قوم کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ آپ کو خداوند قدوس نے قادر الکلامی سے سرفراز کیا تھا اس لیے آپ قوم کو اعلیٰ پیمانے پر دعوت الی الحق دیتے تھے۔ اور شہر مدین آپ کا وطن تھا جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْ اَرٰکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُحِیْطٍ ترجمہ: اور شہر مدین کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیب کو وہ جا کر بولے اے قوم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی' کوئی نہیں تمہارا خدا اس کے سوا اور نہ گھٹاؤ

Marfat.com

ناپ اور تول میں تم کو اس سبب سے آسودہ دیکھتا ہوں۔ لیکن ڈرتا ہوں ایسے عذاب سے کہ وہ جب آوے گا تو تمام کو اپنے گھیرے میں لے لیگا اور کوئی بھی اس گھیرے سے نکل بھی نہیں سکتا۔ اور اے قوم پورا کرو تم اپنے ناپ وتول کو انصاف کے ساتھ اور مت کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ مچاؤ اس کے سبب سے فساد زمین پر۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام کو کافروں نے جواب دیا اے شعیب علیہ السلام تم کو معلوم ہونا چاہے کہ مال ہمارا ہے خواہ ہم اس کو زیادہ میں بیچیں خواہ اس کو گھٹا فروخت کریں اور تم ہمارے وزن اور ناپ تول سے کیا کام ہے اور ہم جو کچھ کرتے ہیں اپنی سمجھ سے کرتے ہیں آپ کو ہماری تجارت کے کاموں میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے آپ تو اسی کام کو کئے جاؤ جس کام کی لوگوں کو دعوت دیتے ہو اور ہم لوگوں کی تجارت کی طرف تو خیال بھی نہ کرو اس سے تمہارے کام میں رکاوٹ پڑے گی۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم خدا کی بندگی کرو اگر تم بندگی نہ کرو گے۔ اور اپنے وزن میں ناپ تول اور میزان کے درست نہ رکھو گے تو یقیناً تم کو عذاب خداوندی پہنچے گا جیسا کہ عذاب پہنچا قوم نوح پر اور قوم ہود اور قوم صالح پر اور قوم لوط علیہم السلام پر۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلَ مَا اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيْدٍ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ترجمہ:۔ اے میری قوم نہ برا گیختہ کرے تم کو میری مخالفت کہ ضد میں خدا کی نافرمانی کرتے رہو۔ جیسا کہ ضد میں نافرمانی کرتی رہی قوم نوح اور قوم ہود اور قوم صالح اور قوم لوط تو تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ تم لوگ پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ بیشک میرا رب بہت مہربان ہے محبت والا۔ یہ فرمان حضرت شعیب علیہ السلام کا سن کر ان کی قوم نے جواب میں کہا قولہ تعالیٰ: قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ : اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے اور نہ ہوتے تیرے بھائی بن تو تجھ کو ہم لوگ سنگسار کر ڈالتے۔ اور نہیں ہے تو ہم پر کوئی سردار۔ اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے قوم سے فرمایا اے قوم اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو اور مجھے اللہ کی جانب سے آیا ہوا نبی تسلیم کرو اور میں جس چیز کا حکم دوں ان کو بجالاؤ اور ہر امر میں میرا کہنا مانو۔ ہرچند اور ہر وقت حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت اور ہدایت کرتے رہے لیکن قوم برابر انکار کرتی رہی۔ جب قوم نے کسی طرح سے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور برابر سرکشی اور اپنی ضد پر مصر رہی تو بہت ہی مجبور و مایوس ہو کر حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس قوم کے واسطے بددعا کی اور بددعا کے کرتے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے شعیب علیہ السلام قریب ہے کہ تمہاری قوم پر خدا تعالیٰ عذاب نازل کرے گا۔ لہٰذا تم ہوشیار رہو۔ اور جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں ان سب کو لے کر شہر سے باہر نکل جاؤ اور اب اس قوم سے دور رہو اس فرمان الٰہی کو سن کر حضرت شعیب علیہ السلام اپنے اہل و عیال اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے تھے وہ سب مل کر ایک ہزار سات سو آدمی تھے ان سب کو لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر تمام کافر لوگ ہنسنے لگے اور بولے اے شعیب علیہ السلام تم پر کیا مصیبت آپڑی ہے کہاں جاتے ہو یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شہر والو میں سے جدا ہوتا ہوں اور یہ حکم مجھ کو میرے خدا نے دیا ہے۔ اب بعد اس کے حق تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا۔ یہ فرمان حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو سنایا اور پھر وہاں سے چل دیئے۔ تقریباً تین کوس کے فاصلے پر نکل گئے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے آکر خبر دی کہ کل صبح کو تمہاری قوم پر عذاب خداوندی نازل ہوگا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت شعیب علیہ السلام عبادت میں مشغول ہوئے اور جتنی قوم کفار کی تھی وہ سب اپنے اپنے گھروں میں سوئے ہوئے تھے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور خدا کے حکم سے ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام کافر شہر میں ہلاک ہوگئے یہاں تک کے کوئی مویشی بھی نہ رہا اور ایک ایسی آگ نمودار ہوئی کہ تمام لاشوں کو جلا گئی۔ اس عذاب الٰہی کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے دربار الٰہی میں التجا کی کہ میرے پروردگار میں کہاں جاؤں اور کس جگہ رہوں۔ غیب سے ندا آئی کہ میرے پیغمبر تم اپنے اپنے گھروں میں جاکر رہو۔ یہ حکم سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی ساری قوم جو کہ آپ پر ایمان لاچکی تھی اور آپ کے ہمراہ تھی ان سب کے کو لے کر شہر میں آئے اور دیکھا کہ سارے مردود جل بھن کر خاک

Marfat.com

ہو گئے ہیں۔ پھر شعیب علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے شہر مدین آباد ہوا اور وہاں کے اشجار و درخت از سرنو پھر تر و تازہ ہوئے اور خوب پھول و پھل پھلنے لگے اور اسی غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں۔ مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہو کر حضرت شعیب سے کہا۔ اے شعیب علیہ السلام تم اپنی قوم کا کیوں غم کھاتے ہو۔ اور اگر تم اپنی آنکھوں کے لئے روتے ہو تو تم کو آنکھیں دیدی جائیں گی اور اگر تم کسی اور کام کے واسطے روتے ہو تو وہ بھی حاصل ہو جائے گا اور اگر تم کو دوزخ کا ڈر ہے تو کچھ اندیشہ مت کرو اور اگر تم دنیا کے لیے روتے ہو تو تم کو دنیا بھی دے دی جائے گی کیونکہ خداوند قدوس اپنے نیک بندوں پر بہت مہربان ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام میں کچھ نہیں چاہتا ہوں۔ بس ایک آرزو میری ہے کہ خدا کا دیدار ہو جائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ سن کر باری تعالیٰ سے عرض کی کہ الٰہی تو داناو بینا ہے شعیب جو کہتا ہے تجھ کو خوب معلوم ہے۔ ندا آئی اے جبرائیل علیہ السلام تم اس سے جاکر میری طرف سے کہو کہ ہمارا دیدار تو قیامت کو ملے گا الغرض حضرت شعیب علیہ السلام بارہ برس تک دنیا میں نابینا رہے اور اسی حالت میں پیغمبری کے فرائض انجام دیتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپہنچا اس کی شرح بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان میں عرض کروں گا اور یہ بھی ایک روایت ہے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام صرف چار برس اور چار مہینے زندہ رہے اور بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آٹھ برس تک جئے پھر اس کے بعد انتقال فرمایا میں حضرت شعیب علیہ السلام کے بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام بہت مشہور پیغمبروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے انہیں شہر نینوا میں جس کو آج کل دمشق کہتے ہیں پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنے فرائض منصبی اتم درجہ پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور دعوت الی اللہ میں ہمہ تن مصروف رہے اور خداوند قدوس کی مہربانیوں و انعام و اکرام میں لوگوں کو امیدیں دلائیں اور غضب الٰہی سے بھی ہر طرح ڈرایا لیکن کسی نے بھی فرمانبرداری نہیں کی اور ہمیشہ آپ کی رسالت کی تکذیب کرتے رہے بلکہ دست و زبان سے بھی رنج و اذیت دینا شروع کر دیا۔ ایک روایت

Marfat.com

میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں دمشق میں نبی بنا کر بھیجا۔ اس جگہ قوم ثمود آباد تھی اور وہ سب کے سب بت پرست تھے۔ ایک روز ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالت ماب ﷺ سے پوچھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کتنی تھی آپ نے فرمایا ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور وہ سب کے سب نافرمان تھے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مَائَتِ اَلْفٍ اَوْيَزِيْدُوْنَ** یعنی اور بھیجا اس کو ایک لاکھ آدمی یا اس سے کچھ زیادہ پر فائدہ یعنی اگر عاقل بالغ شمار کیے جائیں تو ایک لاکھ تھے اور سب چھوٹے بڑوں کو شمار کیا جائے تو ایک لاکھ سے زاہد تھے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو چالیس برس تک خدا کی دعوت دی۔ اور ہمیشہ کہتے رہے اے قوم کہو **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُوْنُسُ نَبِيُّ اللّٰهِ** وہ مردود قوم کبھی اس کلمہ کو اپنی زبان پر نہ لائی اور حضرت یونس علیہ السلام سے یہ کہتی رہی کہ اے یونس اگر ہم کو پارہ پارہ بھی کر دیا جائے تو بھی تم کو نبی اللہ نہ کہیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام اس بات سے بہت مغموم و مایوس ہوئے اور ساری قوم بت پرستی میں مدہوش تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ایک دن اپنی قوم کے بڑے مجمع میں جا کر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قوم اپنے خالق ارض و سما کو چھوڑ کر کیوں بت پرستی کرتے ہو اور اس میں تمہارے واسطے کوئی بھی نفع کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ نہ ضرر کے اختیار رکھتے ہیں۔ اور نہ فائدے کے' وہ تمہارے خود تراشیدہ بت ہیں۔ لیکن پھر بھی قوم نے قطعاً اس بات پر توجہ نہ دی اور ساری قوم حضرت یونس علیہ السلام سے کہنے لگی کہ ہم تیرے خدا کو نہیں مانتے۔ اور پھر ضد میں آکر حضرت یونس علیہ السلام کو اذیت دینے لگے لیکن باوجود اس قدر اذیت و تکلیف کے حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو برابر ہدایت کرتے رہے اور ہر وقت ان سے کہتے کہ اے میری قوم خدائے واحد کی عبادت کرو اور تم لوگوں نے جو راہ اختیار کر رکھی ہے اس کو فوراً چھوڑ دو اگر تم نے راہ ضلالت نہ چھوڑی تو کہیں خدائے تعالیٰ اپنا عذاب تم پر نہ نازل کر دے اور مجھے اس بات سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جب یونس علیہ السلام سے یہ تہدید آمیز الفاظ سنے تو کہنے لگے۔ اے یونس علیہ السلام یہ بتاؤ کہ عذاب کیا چیز ہے اور ہو کیسا ہوتا ہے یہ تمسخر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ہر وقت کیا کرتی تھی اور حضرت یونس علیہ السلام نے

Marfat.com

ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ عذاب آتش دوزخ ہے۔ یہ جواب سن کر تمسخر کے لہجے میں ان مردودوں نے کہا بھلا اس میں کچھ مضائقہ نہیں آخر حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی ہٹ دھرمی اور ضد سے عاجز آگئے۔ پھر جب کوئی ایسی امید نہ رہی کہ قوم کسی وقت بھی دعوت الی الحق کو قبول کرلے گی اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ پر گامزن ہو جائے گی تو پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے خداوند قدوس سے اس ظالم قوم کے واسطے بددعا کی' تو ندا آئی اے یونس علیہ السلام آپ عذاب طلب کرنے میں جلدی مت کرو جب وقت آئیگا تو اس قوم پر عذاب نازل کردیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت یونس علیہ السلام کچھ خفا ہو کر اس شہر سے اپنی قوم کو چھوڑ کر برضائے الٰہی چل دیئے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں مبتلا کیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ

مچھلی والے کو دیکھو جب چلا گیا غصہ سے لڑ کر اور پس وہ سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے پس پکارا بیچ اندھیروں کے کہ وہاں کوئی حاکم نہیں تیرے سوائے تو بے عیب ہے بے شک میں تھا گنہگاروں میں' پس قبول اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے اور اندھیرے سے اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو حضرت یونس علیہ السلام عبادت کے بہت بڑے شوقین تھے اور وہ دنیا سے بالکل الگ تھے۔ حکم ہوا ان کو وہ فورا پہنچیں شہر دمشق میں تاکہ وہاں کے مشرک باشندوں کو بت پرستی سے منع کریں اور یہ خفا ہو کر چلے راہ میں ایک ندی آئی ایک بیٹے کو کنارے پر چھوڑ کر ایک بیٹے کو کندھے پر لے لیا اور عورت کا ہاتھ پکڑا اور جب وہ پانی میں پہنچے تو ندی کے پانی نے زور کیا تو اتفاقاً اس زور کی وجہ سے عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اور دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور جو لڑکا کاندھے پر لے لیا تھا وہ کسی طریقے سے پھسل گیا اسی گھبراہٹ میں ندی کے کنارے پر آئے تو وہاں آکر کیا دیکھتے ہیں کہ جس لڑکے کو کنارے پر چھوڑا تھا اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ ناچار مجبور ہو کر جب اس شہر میں پہنچے تو وہاں کے سرداروں سے ملے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا وہ ٹھٹھا کرنے لگے اور پھر وہ ایک مدت تک وہاں رہے آخر پھر خفا ہو کر اس قوم کے واسطے اللہ تعالیٰ سے

Marfat.com

بد دعا کی اور وہاں سے تین دن کا وعدہ کر کے اس شہر سے دور نکل گئے تیسرے دن جب اس قوم پر عذاب الٰہی آیا تو اس شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اور سب نے اللہ سے توبہ کی اور بہت ہی گریہ وزاری کی اور تمام اپنے بنائے ہوئے بت توڑ ڈالے۔ اس وجہ سے آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔ شیطان نے حضرت یونس علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم تو اچھی بھلی ہے اور اس پر کوئی عذاب نہیں آیا۔ یہ خبر سن کر حضرت یونس علیہ السلام اپنے دل میں بہت خفا ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا۔ اور میں اپنی قوم سے جھوٹا ہو گیا۔ یہ کہہ کر کشتی پر سوار ہو گئے جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی تو بھنور کے چکر کھانے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ بھائی اس کشتی میں کسی کا غلام ہے اپنے مالک سے خفا ہو کر بھاگا ہوا ہے کشتی والے نے بہت معلومات کیں کچھ بھی پتہ نہ چلا آخر قرعہ اندازی کی گئی تو اس قرعہ میں یونس علیہ السلام کا ہی نام نکلا۔ چنانچہ کشتی والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا تاکہ کشتی بھنور سے بچ سکے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈالا گیا تو اسی وقت ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ میرے پیارے بندہ یونس علیہ السلام کو ثابت نگل جا اور کسی طرح سے کوئی گزند نہ پہنچے یہ سنتے ہی ایک بڑی مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کے قریب آئی اور وہ ثابت نگل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ کے اندر پہنچے تو وہاں شدید اندھیرا تھا اس اندھیرے میں اپنے رب کو پکارا توبہ قبول ہوئی اور وہی مچھلی اس دریا کے کنارے آئی اور حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔ جس جگہ اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تھا تو اس جگہ پر کوئی سایہ وغیرہ نہ تھا تو پھر اللہ تعالیٰ لیکدو کی بیل کو اگایا اور اس بیل نے حضرت یونس علیہ السلام کو سایہ کر دیا۔ اور اللہ کی طرف سے ایک ہرنی کو حکم دیا گیا کہ وہ روزانہ حضرت یونس علیہ السلام کو اپنا دودھ پلایا کرے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے بدن میں قوت و طاقت آگئی تو پھر اسی قوم میں جانے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ اور وہ قوم حضرت یونس علیہ السلام کی آمد کی آرزو مند تھی' راہ دیکھتی تھی۔ اور ان کی عورت اور لڑکے کو لوگوں نے دریا سے نکال لیا تھا اور ایک لڑکے کو بھیڑیئے سے بھی چھڑا لیا تھا۔ اب اسی دمشق میں حضرت یونس علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔

سوال | اگر کوئی پوچھے کہ حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کو مچھلی نگل گئی تھی۔ وہ کیسا ماجرا تھا؟

Marfat.com

تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کو منظور یہی تھا کہ اپنے بندوں کو دکھلا دے کہ میں ناطہ و رشتہ کسی سے نہیں رکھتا۔ مگر جو میری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا وہ میرا بندہ ہے اور میرا بھیجا ہوا نبی تھا اس نے میرا کہنا نہ مانا اور خفا ہو کر بے حکم میرے چلا گیا اس لئے میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا تاکہ میرے بندوں کو معلوم ہو جائے کہ بندہ بے حکم کو اسی طرح سزا ملتی ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام خدا کی مرضی دریافت کر کے جلدی غصہ ہوئے اس لئے خدائے تعالیٰ نے ان کی عبرت مچھلی کے پیٹ میں ان کو چند روز رکھا اور اس میں حکمت یہی تھی ہ مومن بندوں کو دکھلا دے کہ عبرت دکھلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندے اور پیغمبر کو بھی نہ چھوڑا۔ آخر ان کو بھی سزا کا مستحق ٹھہرایا اور مچھلی کے پیٹ کی اندھیروں میں رکھا پھر یہ سزا دینے کے بعد ان کو نجات دی۔ پس مومن بندوں کو لازم ہے کہ مرضی الٰہی سے کسی امر میں سرکشی نہ کریں اور ہر آن اس کا شکریہ ادا کریں۔ الغرض حضرت یونس علیہ السلام کچھ عرصہ وہیں رہے اور پھر چلتے چلتے کسی ندی کے کنارے پر جا پہنچے دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر پار اترتے ہیں آپ بھی جا کر سوار ہوئے تین شبانہ روز کشتی پر رہے چوتھے روز تمام دریا میں ایک بارگی اندھیرا ہو گیا اور بڑی بڑی مچھلیاں آکر کشتی کو حرکت دینے لگیں۔ لوگوں نے کہا کہ کوئی گنہگار بندہ کشتی پر سوار ہے۔ اس کو کشتی سے نکال کر دریا میں ڈال دو اور اس کو مچھلی نگل جائے گی۔ شائد ہم لوگ اس ناگہانی آفت سے بچ سکیں کبھی ایسا نہ ہو کہ اس گنہگار کی وجہ سے پوری کشتی ہی دریا میں غرق ہو جائے اور ہم سب دریا میں ڈوب جائیں۔ حضرت یونس علیہ السلام اس بات کو سنتے ہی کشتی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کشتی والوں سے کہنے لگے کہ بس میں ہی ایک بندہ ہوں مجھ کو ہی دریا میں ڈال دو اور مجھے مچھلی نگل جائے گی۔ سب اہل کشتی نے آپ کی طرف نظر کی اور پھر کہا کہ ہم تو آپ کو درویش صفت دیکھتے ہیں اور عقلمند لوگ کبھی آپ پر بدگمانی نہیں کر سکتے بلکہ بہ نسبت آپ کے ہم لوگ آپ سے کہیں زیادہ گنہگار بندے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کشتی والوں سے کہا میں اپنے مالک خداوند قدوس سے خفا ہو کر اس شہر سے چلا آیا ہوں جس شہر کی طرف مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا یہ سن کر اہل کشتی نے ناچار ہو کر اس دریا میں حضرت یونس علیہ السلام کو ڈال دیا اور فوراً ایک بڑی مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا۔ جیسا کہ اللہ رب

Marfat.com

العزت نے ارشاد فرمایا فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ترجمہ:۔ پس نگل لیا اس کو مچھلی نے وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا۔ اور تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام سے یہ بات کہی کے اے پیغمبر خدا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو اچھی طرح پیٹ میں رکھوں اور کسی طرح سے اذیت نہ دوں۔ اور میرا پیٹ اب آپ کے واسطے زنداں ہوا جب خدا چاہے گا تو یہاں سے نکال لے گا اور میرا پیٹ غلاظت سے بھی پاک ہے۔ کیونکہ میں ہر وقت خدا کی یاد میں لگی رہتی ہوں اور میرا کام تسبیح و تقدیس میں مصروف رہنا ہے اور تمہارے واسطے یہی میرا پیٹ عبادت گا بنا اے مومنو! ذرا غور تو کرو کہ مچھلی کس طرح سے خدا کی عبادت کرتی تھی اور حضرت یونس پر غور کرو کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں بھی خدا کی عبادت کرتے رہے اور تم لوگ دنیا کے پیچھے اپنے اوقات برباد کرتے ہو۔ کیوں خدا کی عبادت نہیں کرتے اور ہر آن آلائش دنیا میں اپنے آپ کو ڈباتے ہو اور خدا سے دور ہوتے ہو اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ یاد رکھوں جو مومن خدا کا پیارا ہو گا وہ البتہ اس کی عبادت میں کثرت سے مصروف رہے گا اور اپنے کو معصیت سے باز رکھے گا۔ الغرض بعض روایتوں سے معلوم وہتا ہے کہ جو مچھلی حضرت یونس کو نگل گئی تھی اس مچھلی نے چالیس دن تک اپنا منہ کھلا رکھا تھا کہ کہیں بند کرنے سے حضرت یونس علیہ السلام کو اذیت نہ پہنچے کیونکہ وہ بندہ خاص خداوند کریم کے ہیں اور مسلسل چالیس روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے کچھ کھانا پینا نہیں کھایا پیا۔ اس وجہ سے بدن کی تاب و طاقت جاتی رہی اور نہایت نحیف و کمزور ہو گئے۔ لیکن اس کمزوری کے باوجود بھی وہ عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے اور اسی کا ذکر و اذکار کی وجہ سے رب العزت نے ان کو اس مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں سے نجات دی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

ترجمہ:۔ پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ تھا وہ تسبیح کرنے والوں سے البتہ مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک کہ جب اٹھائے جائیں مردے یعنی حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ پھر انہوں نے کثرت سے اپنے معبود برحق کو یاد کیا اور اس کی عبادت کی اور ہر وقت تسبیح و تقدیس میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات بخشی تو کیا عجب ہے کہ اگر تم بھی خدا کی عبادت و

Marfat.com

بندگی کرو گے تو یقینا آتش دوزخ سے نجات پاؤ گے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دریا کی تمام مچھلیاں بیمار ہو گئی تھیں۔ تسبیح و تہلیل سے وہ اچھی اور ٹھیک ہو گئیں اور پھر جناب باری تعالیٰ سے مچھلیوں نے عرض کی یارب العالمین تیرے بندے جب بیمار ہوں تو تیری رحمت کے علاج سے آرام پائیں اور ہم کو بھی اپنے لطف و کرم کے شفاخانے سے دارو شفا کی بتلا دے تاکہ ہم بھی اس سے بھلی اور ٹھیک ہو جائیں۔ تب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اے مچھلیوں! یونس علیہ السلام جس مچھلی کے پیٹ میں تھا تم اسے جا کر سونگھا کیجیو! تو ہر مرض سے شفا پاؤ گی' اور پھر کبھی بیمانہ ہو گی چونکہ اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کی صحبت پائی ہے اور چالیس روز تک حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے تئیں جمیع امراض مچھلیوں کی دوگر دانی یعنی جو مچھلی بیمار ہو جائے وہ اس مچھلی کے پاس جا کر اس کو سونگھے بفضل خدا اس کو آرام ہو جائے گا لہٰذا یہاں پر یہ ضروری گزارش ہے کہ اے مومن بھائیو! جو شخص خدا اور اس کے رسول عزوجل وصل اللہ علیہ وسلم کی محبت اور رضا پر رہے گا اور اس کا حکم بجالائے گا تو امید قوی ہے کہ عذاب دوزخ سے وہ نجات پائے گا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں جانے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ دریا کی مچھلیاں اپنے تسبیح و تہلیل سے فخر کرتے تھیں کہ ہم تسبیح پڑھنے میں عبادت کرنے میں تیری فاضل ترین مخلوق ہیں یہاں تک وہ اپنے آپ کو بنی آدم سے بہتر سمجھتی تیھں۔ اس چیز کو دکھانے کے لئے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید فرمایا اور پھر کہا اے مچھلیو دیکھو تو یونس کیسی جگہ تنگ و تاریک میں ہمارا نام لیتا ہے اور تم تو جائے آرام میں رہ کر ہمارا ذکر کرتی ہو۔ پس دیکھو اس کی عبادت فضلیت رکھتی ہے تمہاری عبادت پر۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے حال عبادت سے دریا کی مچھلیاں آگاہ ہو گیئں تو پھر خدا کی درگاہ میں وہ شرمندہ ہوئیں۔ خبر ہے کہ چھ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے سخت آزمائشوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں نے اپنی حالت مصیبت میں اپنے خالق کی بندگی نہ چھوڑی اور تمام ارض و سما کے فرشتے اور بنی آدم کو اللہ رب العزت نے دکھلایا اور تنبیہہ کی کہ دیکھو کیسی کیسی مصیبت میں ہمارا بندہ مبتلا ہا پر ہم کو نہ بھولا یاد کرتا تھا تو اس کے صلے میں ہم نے اس کو نجات دی۔ چنانچہ پہلے حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر کو ان کی قوم کے سبب سے رنج و بلا میں گرفتار کیا تھا اور پھر ان کو اس سے نجات

Marfat.com

دی۔ اور دوسرے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ نمرود میں ڈالا۔ دوستی اور صدق اعتقاد ان تمام فرشتوں اور خلائق کو دکھایا پھر ان کو بھی ہم نے نجات دی۔ تیسرے حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کو مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا پھر ان کو نجات بخشی۔ چوتھے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں اور زنداں میں غلامی میں ان سب بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں نے ان مقامات میں برابر خدا کی عبادت کی اور خدا کی عبادت سے کبھی غفلت نہ برتی۔ پھر ہم نے ان تمام مصائب سے نجات دی اور پانچویں حضرت ایوب علیہ السلام کو بیمار کیا تھا۔ ایسا کہ ان کے بدن میں آبلے پڑ کر ان میں کیڑے پڑ گئے تھے باوجود اس سخت تکلیف کے حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کی عبادت نہ چھوڑی۔ پھر خداوند قدوس نے اپنی کرم نوازی سے ان تکالیف سے نجات بخشی اور چھٹے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا اور غار میں رہے اور شب معراج میں ساتویں آسمان میں سے لامکاں پر تشریف لے گئے یہ صدق محبت ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہفت آسمان کے فرشتوں کو دکھلائی۔ اس حالت میں بھی حضرت رسول اکرم ﷺ نے خداوند قدوس کی اطاعت نہ چھوڑی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرب تر مقربین اور مکرم تر مکرمین سے کیا تاکہ عالم بالا کو معلوم ہو کہ سب سے زیادہ بزرگی اور شرافت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم علیہ السلام کو دی ہے۔ اور کسی کو نہیں۔ الغرض اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر سات سمندر پھیلایا اور تمام قدرت الٰہی دریا میں دیکھی اور تقریباً چالیس دن کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کو پکارا' اور بہت ہی گریہ وزاری کی' ان الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے۔ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ:۔ پس پکارا یونس علیہ السلام نے ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں ہے سوائے تیرے تو بے عیب ہے اور بے شک تاریکی ذلت و خواری کی اور دوسری رنج و عذاب کی اور تیسری قعر دریا۔ اور چوتھی تاریکی مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ مصداق اس آیات شریفہ کے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ:۔ پھر سن لی ہم نے اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے اور ہم اسی طرح نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مچھلی نے حضرت یونس کو علیہ السلام چالیس دن کے بعد دریا کے

Marfat.com

کنارے سوکھے پر آکے اگل دیا۔ پھر جب حضرت یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ سے باہر خشکی پر آگئے اور اس آزمائش آلائش سے نجات ہو گئی تو حضرت یونس نے اس کے شکرانہ میں چار رکعت نماز ادا کی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ چار رکعت جو حضرت یونس علیہ السلام نے بطور شکرانہ کے ادا کی تھیں وہ عصر کی نماز تھی اور اس نفل نماز کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کی واسطے فرض کر دیا اور جس قوم سے حضرت یونس علیہ السلام خفا ہو کر شہر سے نکل گئے تھے خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا۔ اچانک ایک آگ غضبناک آسمان سے مثل آب سرخ کے نازل ہوئی اور وہ آناً فاناً ان کے سروں پر آموجود ہوئی اور وہ مارے خوف کے سب کی سب ایک میدان میں جا کر دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے یعنی ایک فرقہ بوڑھے اور جوانوں کا اور دوسرا فرقہ عورتوں اور لڑکیوں کا اور ایک جگہ پر تمام مویشیوں کو جمع کر دیا۔ اس کے بعد سب نے اپنے اپنے سروں کو ننگا کیا اور پھر سب کے سب سجدے میں گر گئے اور بہت ہی زیادہ خدا کے دربار میں تضرع و گریہ وزاری کی اور خدا سے دعا مانگی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اقرار کرتے جاتے تھے کہ یاالٰہی اب ہم تیرے پیغمبر کی باتیں ضرور مانیں گے اور ہم نے اب توبہ کی تو اب ہم کو اس بلائے ناگہانی سے نجات دے اگرچہ ہم سب عذاب کے مستحق ہیں تو ہماری توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور ہم کو عذاب سے نجات دینے والا ہے۔ جب اس طرح انہوں نے تضرع و گریہ وزاری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی اور اس بلا و عذاب سے نجات دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّا اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ

ترجمہ:۔ سو نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی پس کام آتا ان کو یقین لانا مگر یونس علیہ السلام کی قوم جب وہ یقین لائی کھول دیا ہم نے ان سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی میں اور کام چلایا ان کا ایک وقت تک دنیا میں حالانکہ عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اس واسطے کہ ان پر عذاب کا حکم نہ پہنچا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی شتابی سے صورت عذاب نمودار ہوئی تھی، پھر وہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے اس وجہ سے وہ عذاب سے بچ گئے اور اس کے بعد پوری قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو بہت تلاش کیا انہوں نے کہیں نہیں پایا اور ساری قوم نے مل کر اللہ

Marfat.com

رب العزت سے دعا مانگی۔ کہ پھر اس پیغمبر کو ہماری قوم میں بھیج چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی دعا کو قبول فرمایا اور مچھلی کو حکم دیا کہ میرے محبوب بندے کو دریا کے کنارے خشک زمین پر جا کر اگل دے۔ یہ حکم سن کر مچھلی فوراً دریا کے کنارے پر گئی اور خشک و سوکھی ہوئی زمین پر حضرت یونس علیہ السلام کو اس مچھلی نے اگل دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کے تمام عضاء نازک و ضعیف ہو رہے تھے کچھ کھانا بھی نہیں کھا سکتے تھے اور آپ کو سایہ کی سخت ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی دعا کو قبول فرمایا۔اور مچھلی کو حکم دیا کہ میرے محبوب بندے کو دریا کے کنارے خشک زمین پر جا کر اگل دے۔ یہ حکم سن کر مچھلی فوراً دریا کے کنارے پر گئی اور خشک و سوکھی ہوئی زمین پر حضرت یونس علیہ السلام کو اس مچھلی نے اگل دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام اسی کو کھاتے اور اسی کے سایہ تلے دھوپ سے بچاؤ پا کر آرام کرتے۔ چنانچہ اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام مسلسل چالیس دن بلب دریا کی کدو کی بیل کے نیچے آرام کرتے رہے پھر کچھ جسم میں قوت آئی۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پھر اس قوم کے طرف تشریف لے گئے۔ ارشاد ربانی ہے۔

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ وَاَرْسَلْنَا اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ

ترجمہ:۔ پس ڈال دیا ہم نے اس کو بن گھاس زمین میں اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اوپر اس کے ایک بیل والا یعنی کدو کا درخت تھا اور بھیجا ہم نے اس کو ایک لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ اس سے بھی زیادہ کی طرف پس وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے ان لوگوں کو ایک مدت تک فائدہ دیا اور یہی وہ قوم تھی جو حضرت یونس علیہ السلام کی ہدایت سے روکتی تھے اور پھر جب ایمان لے آئے وہ لوگ تو یہی قوم حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرتی تھی۔ پھر کچھ عرصہ میں حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس جا پہنچے تو ان کو بڑی خوشی ہوئی اور حضرت یونس علیہ السلام سے ان لوگوں نے شریعت سیکھی۔ تقریباً حضرت یونس علیہ السلام اس قوم میں اکتیس برس تک رہے پھر حضرت یونس علیہ السلام نے انتقال فرمایا۔ اور وہ پیغمبر مرسل تھے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ترجمہ:۔ تحقیق یونس البتہ پیغمبر مرسلوں میں سے تھے۔ جناب باری تعالیٰ نے

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ کو باین الفاظ ارشاد فرمایا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ترجمہ:۔ اب ٹھہریئے اور راہ دیکھئے اپنے تب کے حکم کی اور مت ہونا اس مچھلی والے جیسا کہ جب اس نے جب پکارا تو وہ غم میں بھرا ہوا تھا۔ پس اے مومنو! جبکہ یونس علیہ السلام چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحب حوت فرمایا۔ یعنی مچھلی کے یار۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چالیس روز تک رسول خدا ﷺ کی صحبت میں رہے اور وہ یار غار حضرت محمد ﷺ کے تھے یعنی مکے کے کافروں نے جب حضور ﷺ کا پیچھا کیا تو آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لیکر مکے کے نزدیک ایک پہاڑ پر جا کر ایک غار میں ٹھہر گئے اور ایک رات اور ایک دن گزارنے کے بعد حضرت محمد ﷺ نے مع ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ترجمہ:۔ جس وقت ان کو نکالا کافروں نے دونوں تھے غار میں تو ان میں سے ایک کہنے لگے اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس رفیق غار حضرت رسول خدا ﷺ کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جس دن ہجرت کی مکے سے مدینہ منورہ میں اور بعض اصحاب حضرت کے آگے نکل گئے اور بعض حضرت کے پیچھے تھے۔ اے ایمان والو! اپنا پیشوا رسول خدا ﷺ کو جانو تاکہ ہم سب نجات پا سکیں۔

بیان حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام بھی بہت مشہور پیغمبروں میں سے ہیں اور ان کے سلسلہ نسب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت قریبی رشتہ میں حضرت عمیص علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور نیک صالح اور اعلیٰ درجہ کے صابر تھے آپ کا وطن ملک شام تھا۔ افراہیم بن یوسف کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی اور یہ ان کا معمول تھا کہ وہ روزانہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے بغیر وہ خود بھی کھانا نہ کھاتے تھے اور اسی طرح سے وہ جب کوئی نیا کپڑا استعمال کرنا چاہتے تھے تو وہ پہلے دس مسکینوں کو کپڑا پہناتے تھے پھر خود پہنتے تھے۔ کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہونے سے قبل وہ صرف نبی بنائے گئے تھے

Marfat.com

لیکن اس ابتلا کے بعد وہ مرسل بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و فرزند عنایت کئے تھے۔ غرض کہ وہ دنیادی زندگی میں ہر طرح سے خوش تھے اور وہ کثرت سے خداوند قدوس کی شب روز عبادت و بندگی میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان مردود نے یہ دیکھ کر خدا کی درگاہ میں عرض کی اے رب تیرا بندہ ایوب علیہ السلام جو اتنی عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے جو سلوک کرتا ہے صرف یہ دولت اور فرزندوں کے باعث ہے کیونکہ تو نے اس کو بہت دولت اور فرزند دیئے ہیں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ تیری عبادت اتنی زیادہ کبھی نہ کرتا۔ پس ہم کو اس کے پاس جانے کی اجازت دیدی جائے پھر دیکھیں کہ تیری عبادت و بندگی کیونکر کرتا ہے اور پھر کس طرح ثابت قدم رہتا ہے ہم اس کو کسی راستے سی گمراہ کریں گے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کے پاس جانے کی اجازت دے دی تاکہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمایا جائے۔ شیطان لعین خوش ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو دیکھا کہ حضرت ایوب علیہ السلام عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ بہر صورت شیطان لعین نے چاہا کہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کو کسی طرح سے مغالطہ دوں مگر وہ کسی طرح سے حضرت ایوب علیہ السلام کو مغالطہ نہ دے سکا۔ آخر منہ توڑ کر مردود لعین چلا گیا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرشتوں نے ان کی عبادت و بندگی دیکھ کر تعجب کیا اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ حضرت ایوب علیہ السلام مال و دولت زن و فرزند پانے کے سبب تیری بندگی کرتے ہیں اور تو نے ان کو دنیا میں ہر طرح سے آرام دے رکھا ہے اسی لیے وہ تیرا ادائے شکر کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے فرشتو! طاعت و بندگی اس کی عوض دولت کے نہیں' بلکہ وہ تو خاص میرے لیے ہے اور جو جو نعمتیں میں نے اس کو دی ہیں اس کے شکریہ میں وہ ضرور میری بندگی کرے گا اور وہ ہر حال میں ہماری شاکر و صابر ہے اور یہ بھی تم یاد رکھو کہ جس طرح وہ اس وقت میرا مطیع و فرمانبردار ہے حالت فقیری میں اس سے زیادہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو گا۔

روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے بذات خود برائے آزمائش کے بلاو مصیبت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ سے مانگ لی تھی۔ تاکہ پریشانی کی حالت میں اور زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کروں اور مجھے میرا پروردگار صابروں میں شامل کرلے اور میں بہت زیادہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاؤں بذریعہ وحی کے حضرت ایوب علیہ السلام کو بتایا گیا اے ایوب

Marfat.com

علیہ السلام تو مجھ سے صحت و تندرستی مانگتا بجائے اس کے تو نے رنج و بلا طلب کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مودبانہ عرض کی کہ اے میرے رب میرے لئے مصیبت بہتر ہے صحت وعافیت سے پس بخواہش اپنی مرضی مرض میں گرفتار ہوئے مرضی الٰہی سے ان کے تمام بدن میں پھپھولے پڑ گئے اور پھر ان میں کیڑے بھی پڑ گئے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک روز حضرت ایوب علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ نے بہت مال و فرزند اور دنیاوی نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اس کے جواب میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سے کہا کہ بھائی ہم تو اس کے عوض میں بہت زیادہ اس کی عبادت و بندگی کرتے ہیں یہ کلام حضرت ایوب علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کو ناگوار اور برا معلوم ہوا۔ چنانچہ اسی کلام کی پاداش ہے میں حضرت ایوب علیہ السلام کے زخموں کے کیڑوں کے مرض میں مبتلا کیا۔ اور یہ بھی بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اول نقصان مال واسباب کا ہوا اور اس کے بعد فرزندوں کی جدائی ہوئی اور پھر یکایک یہ تمام آرام و آسائش کی چیزیں جاتی رہیں کیونکہ ان کی اولاد تو چھت کے تلے دب کے مرگئی ہے اور پھر اس کے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکری ہاتھی گھوڑے اونٹ گائے بیل مویشی تھے وہ سب مرگئے۔۔ پھر اس کے بعد پاسبانوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی تو آپ اس وقت عبادت الٰہی میں مشغول تھے' بعد فراغت عبادت الٰہی سے ان لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی بھیڑ بکریاں میدان میں جتنی تھیں غیب سے آگ آئی تو اس نے جتنے گائے بیل تھے سب کو جلا دیا۔ چرواہے نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے اللہ کے نبی آپ کے گائے بیل جتنے میدان میں تھے وہ سب نذر آتش غیب ہوگئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے اس کے بعد شتربانوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے حضرت جتنے اونٹ آپ کے تھے وہ سب کے سب جل گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مرضی الٰہی یہی ہے میں کیا کروں۔ پھر کچھ دیر کے بعد ہی سائیسوں نے آکر کہ اے حضرت جتنے آپ کے گھوڑے تھے وہ سب مرگئے کوئی بھی نہ بچا۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تو اسی میں راضی ہیں جس میں ہمارا خدا راضی ہے۔ سوائے مشیت الٰہی کے کوئی چارہ نہیں بعد اس کے تمام اسباب واثاث گھر دروازے فروش و فروش چھت پردے سب آگ سے جل گئے۔ غرض کہ کوئی چیز باقی نہ رہی۔ اور اس وقت

Marfat.com

حضرت ایوب علیہ السلام خدا کی عبادت میں مشغول تھے، شعلے آگ کے ان کے سامنے آکر گرے تو لوگوں نے گھبرا کر حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں اب تو کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر آپ مسکرائے اور آپ نے فرمایا لوگو! خدا کا شکر ہے کہ ہنوز جان باقی ہے۔ بہرحال جو ہے وہ بہتر ہے پھر دوسرے دن چار بیٹے بیٹیاں معلم صاحب کے پاس پڑھتی تھیں اتفاقا معلم صاحب کسی کام کو مکتب سے باہر گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکے و لڑکیاں چھت کے گرنے سے دب کر مر گئے۔

حضرت معلم صاحب نے جاکر حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی اے حضرت آپ کی اولاد سب کی سب چھت گرنے سے دب کر مرگئی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سب شہید ہوئے۔ غرض زن و فرزند مال و متاع گھربار سب جاتا رہا کوئی چیز باقی نہ رہی۔ غم فرزندان سے صبر کرتے اور اپنی بیوں کو سمجھاتے اور یہ کہتے اَلصَّبْرَ مِفْتَاحُ الْفَرْحِ۔ یعنی صبر کشادگی کی کنجی ہے پھر ایک ہفتہ کے بعد حالت نماز ہی مین انکے جسم میں ایک پھپھولا پڑا اور پھر اسی سے زخم پیدا ہوگیا اور یہاں تک کہ تمام بدن کا گوشت سڑکے کیڑے پڑگئے اور باوجود اتنی سختی تکلیف اور پریشانی کے پھر عبادت و بندگی میں سستی نہ کرتے تھے۔ بلکہ وہ زیادہ عبادت میں مصروف رہتے۔ اور حالت اس درجہ خراب ہوگئی کہ ایک ہی جگہ پر پڑے رہتے اٹھنے بیٹھنے ہلنے جلنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح چار برس تک ذی فرش رہے یہاں تک کہ آنکھوں میں بھی کیڑے پڑگئے تھے۔ خویش واقربا اپنے بیگانے محلے والے ان سے نفرت کرنے لگے سب سے رشتہ چھوٹ گیا، چار بیویاں تھیں وہ بھی مطلقہ ہوگئیں۔ صرف ایک بیوی جس کا نام رحیمہ تھا وہ بہت نیک بخت تھیں ہروہ حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھیں اور انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا کہ جس طرح میں آپ صحت و تندرستی میں اور دولت و نعمت کھانے پینے میں شریک حیات تھی اب اس مصیبت میں بھی انشاء اللہ ہروقت آپ کی شریک حیات رہوں گی۔ اور آپ کی خدمت جہاں تک ہوسکے گی کروں گی۔ اور جو کچھ رنج و مصیبت ہوگی اس کو برداشت کروں گی۔ اور مجھے امید ہے کہ آخرت میں میری نجات کا سبب ہوگا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پس اس پریشانی و مصیبت میں سات برس گزرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ

Marfat.com

حضرت ایوب علیہ السلام کو اسی مرضی میں تقریبا اٹھارہ سال گزرے یعنی ان کے تمام بدن کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور ان زخموں کی بدبو سے محلے کے لوگ بھی نفرت کرتے تھے اور یہاں تک کہنے لگے تھے کہ ہم لوگ ان کے زخموں کی بدبو کی وجہ سے محلّہ میں نہیں رہ سکتے اور ہم اس سے بھی ڈرتے ہیں کہ خدا نخواستہ اگر ان کی بیماری ہم میں سرایت کر گئی تو ہم سب اس مرض میں گرفتار ہو جائیں گے۔ ان وجوہات کے سبب حضرت ایوب علیہ السلام کو اس قریہ میں رہنے نہ دیا اور خویش واقربا کسی نے بھی نہ پوچھا۔ صرف حضرت ایوب علیہ السلام کی ایک بیوی جن کا نام رحیمہ تھا اور دو شاگرد ان کے پاس رہے ان لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لیجا کر رکھا۔ پس یہ حالت دیکھ کر بہت روئے اور کہتے تھے کہ یا اللہ ہماری سرداری کہاں گئی اور زن فرزند اور میرے عزیز و اقارب کہاں گئے آج کوئی کام نہیں آتا۔ مگر صرف تو ہی میرا مالک اور رحم کرنے والا ہے یہ خرابی میرے اندر ہے کہ لوگ اپنے گاؤں سے مجھے دور کرتے ہیں۔

پھر وہاں سے اٹھا کر تیسرے گاؤں میں رکھا تو وہاں کے لوگوں نے جب حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھا تو نفرت کرنے لگے اور پھر اپنے گاؤں سے بھی نکال دیا آخر دونوں شاگردوں نے ان کو ناچار ہو کر ایک میدان میں لیجا کر ایک درخت کے سایہ تلے رکھا اور دونوں شاگرد چند روز کے بعد واپس اپنے اپنے گھروں چلے گئے۔ صرف ان کی بیوی رحیمہ ان کی خدمت میں رہیں۔ کہتے ہیں کہ بی بی رحیمہ ہر روز حضرت ایوب علیہ السلام کو اس میدان میں اکیلا چھوڑ کر محلے میں جا کر محنت و مشقت کر کے اور جو ملتا وہ لا کر کھلاتیں اور دست بستہ خدمت میں رہتی تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنی عادت کے موافق گاؤں میں نکل گئیں کہ کچھ محنت و مشقت کر کے اپنے معذور شوہر کو کھلائیں اس دن کسی نے مزدوری میں نہ بلایا۔ آخر شام کے وقت نہایت حیران و پریشان مایوس ہو کر اپنے دل میں کہنے لگیں کہ آج خالی ہاتھ کس طرح شوہر کے پاس جاؤں گیا ور ان کو کیا کھلاؤں گی خدایا آج مجھ کو کہیں سے کچھ دے۔ یہ کہہ کر ایک عورت کافرہ کے پاس گئیں۔ سوال کیا کہ اے بی بی مجھ کو آج کھانے پکانے کو کچھ نہیں ملا تم مجھ کو کچھ دے دو تاکہ میں اپنے شوہر کی جا کر خبر لوں کیونکہ وہ شدید مرض میں مبتلا ہے اس کو کھلاؤں گی اور کل جو مزدوری ہو گی اس میں سے

Marfat.com

آپ کو ادا کر دوں گی وہ کافرہ عورت بولی کہ کل میرا کچھ کام نہیں ہے مگر تیرے سر کے بال مجھ کو بہت خوش نظر آتے ہیں تھوڑے سے کاٹ کر مجھ کو دے جا تب تجھ کو کھانے کو دوں گی۔ بی بی رحیمہ یہ سن کر رو پڑیں اور نہایت عاجزی و انکساری سے کہنے لگیں اے بی بی اس بات سے مجھ کو معاف رکھ شوہر میرا بیمار ہے طاقت بالکل نہیں ہے بجائے عصا کے ان بالوں کو میرے پکڑ کر نماز کے لئے اٹھا بیٹھتا ہے آخر بہتیرا سمجھایا لیکن اس کافرہ عورت نے یہ بات نہ مانی اور بی بی رحیمہ نے ناچار ہو کر اپنے سر کے بال کاٹ کر اس کافرہ عورت کو دے دیئے اور پھر اس کافرہ عورت سے اپنے شوہر کے واسطے کھانے کو لائیں۔ اس وقت شیطان مردود نے بصورت پیر مرد کے حضرت ایوب علیہ السلام سے جا کر کہا کہ تیری بیوی کو فلانی عورت نے بدکاری کی چوری میں پکڑ کر سر کے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام یہ سن کر غمگین ہوئے اور اسی پریشانی کی حالت میں روئے۔ کہتے کہ اس بات کو سن کر جس قدر روئے تھے وہ اٹھارہ سال کی بیماری میں بھی ایسا کبھی نہیں روئے مگر شیطان علیہ اللعنتہ کی تہمت دینے سے اپنی بیوی پر روئے اور قسم کھا کر عہد کی کہ میں اگر اس بیماری سے آرام پاؤں تو اپنی رحیمہ کو سو درے ماروں گا اور بعض علماء مؤرخین لکھتے ہیں کہ بال کاٹنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ روایتوں میں یوں ہے کہ بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کچھ لے آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ راستے میں شیطان مردود سے ملاقات ہو گئی شیطان بولا کہ تم کون ہو کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاؤ گی ایسی پریشان خاطر کیوں ہو۔ بی بی رحیمہ نے کہا کہ میری شوہر سخت بیمار ہے اور اس قدر نحیف ہے کہ اس میں حس و حرکت بھی نہیں بلکہ صاحب فرش ہے اس لئے میں سخت پریشان ہوں کیا کروں۔ پس شیطان لعین نے ان سے کہا کہ میں ایک دوا تم کو بتاتا ہوں اگر تم اس کو اپنے عمل میں لاؤ گی تو تمہارا شوہر بہت جلد اچھا ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ اگر سور اور شراب استعمال میں لاؤ گی تو البتہ بہت جلد آرام ہو جائے گا اور مرض بالکل جاتا رہے گا اور بہت اچھی دوا ہے۔ پس بی بی رحیمہ حضرت ایوب علیہ السلام سے جا کر بولیں کہ اے حضرت کہ ایک شخص پیر مرد سے میری ملاقات راستہ میں ہوئی تو میں نے تمام حال آپ کا ان سے ظاہر کیا اور انہوں نے مجھ کو ایک دوا بتلائی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے یہ بات سن کر کہا کہ وہ دوائی کیا بتائی ہے۔ وہ بولیں اگر آپ شراب اور سور کے گوشت کو

Marfat.com

استمعال میں لاویں گے تو فورا آرام ہو جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بی بی رحیمہ پر بہت غصہ ہوئے اور کہا اے رحیمہ تو مجھ کو گنہگار کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام قسم کھا کر بولے کہ اگر میں آرام پاؤں گا اور بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا تو تجھ کو سو لکڑی ماروں گا۔ کیوں تو نے ایسی بات کہی۔ اس کے بعد دوبارہ بارگاہ خداوندی میں بہت ہی تضرع و زاری کی اور کہا یا اللہ میں نے اتنے دن بیماری میں برداشت کئے اور صبر کیا اب مجھ میں صبر کی طاقت نہیں رہی اور اے میری مولا تو مجھے اس مصیبت و بلا سے نجات دے اور میں بہت زیادہ غم اٹھا چکا ہوں اب مجھ پر کرم کر اور اپنا رحم فرما۔

سوال حضرت ایوب علیہ السلام نے اتنے برس صبر کیا آخری درجہ پر کیوں روئے

جواب حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس میں کئی روایات ہیں۔

بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے رونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے دو شاگرد تھے قرابتیوں میں سے تھے جو ہمیشہ حضرت ایوب علیہ السلام کی تیمارداری میں آیا کرتے تھے۔ ایک روز کہنے لگے حضرت ایوب علیہ السلام اگر کچھ گناہ نہ کرتے تو خدا ان کو مرض میں کیوں گرفتار کرتا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے بے گناہ کو نہیں پکڑتا ہے۔ تب حضرت ایوب علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت غمگین ہوئے اور رو کر کہتے لگے یا الٰہی تجھ کو خوب معلوم ہے میرے گناہوں کا حال۔ اور دوسری ایک روایت میں یوں آیا ہے کہا یک دو کیڑے ان کے زخم سے باہر نکل گئے حضرت ایوب علیہ السلام نے ان دونوں کیڑوں کو پکڑ کر اسی گھاؤ میں رکھ دیا اور کہا کہ اپنی جگہ میں رہو۔ تب وہ ایسا کاٹنے لگے کہ ابتدائے بیماری سے اٹھارہ برس تک ان کو کبھی ایسا درد نہ پہنچا تھا۔ جناب باری تعالیٰ میں فریاد کی قولہ تعالیٰ

وَاَیُّوبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اَنِّی مَسَنِی الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْنَ

ترجمہ:۔ اور ایوب علیہ السلام نے پکارا جس وقت اپنے رب کو الٰہی بے شک پہنچا ہے مجھ کو درد اور تو ہے مہربان سب رحم والوں سے زیادہ رحم والا تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی کہ اے ایوب علیہ السلام تم کیوں روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں اس کیڑے کا کاٹنے سے بے تاب ہوا ہوں اور اس کا کاٹنا برداشت نہیں کر سکتا اور میں نے اٹھارہ برس سے ایسی تکلیف نہیں اٹھائی اس کے جواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اے ایوب تم نے اپنے آپ

Marfat.com

اس مرض کو خدا سے مانگا ہے اور کیڑا آپ کے زخم سے باہر ہو گیا تھا تو اس کو بھی تو نے اپنے آپ اٹھا کر اس گھاؤ میں رکھا ہے یہ تکلیف اسی کی وجہ سے ہو رہی ہے اور خدا بے گناہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس سے کسی امر میں کسی کو اختیار دیا ہے مگر جو جیسا خدا سے مانگتا ہے وہ ویسا ہی پاتا ہے۔ اور بعض روایات میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک روز سوداگروں کے قافلے حضرت ایوب علیہ السلام کے دروازے پر آئے انہوں نے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے اور اس میں کون رہتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں حضرت ایوب علیہ السلام پیغمبر خدا رہتے ہیں وہ بولے اگر نیک بندہ خدا کا ہے تو اس بلا میں کیوں گرفتار ہے شائد وہ خدا کے نزدیک گنہگاروں میں ہو گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس بات کو سن کی زار و قطار رونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ سچ کہتے ہوں گے اور مجھ کو تو معلوم نہیں کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک آواز آسمان سے آئی اے ایوب علیہ السلام اب تم اندیشہ مت کرو اور جس مصیبت و بلا میں گرفتار ہو اس میں گھبراؤ مت اس میں تو اللہ رب العزت کی رحمت مضمر ہے۔ پس یہ سن لی حضرت ایوب علیہ السلام نے جانا کہ ضرور مجھ پر کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا عتاب آیا ہے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے روح الامین کو پکارا تم کہاں ہو۔ آواز آئی میں روح الامین نہیں ہوں میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر عتاب لے کر آیا تھا۔ تب ایوب علیہ السلام نے درد سے اپنے معبود برحق کو پکارا، قولہ تعالیٰ:

وایوب اذ نادی ربه انی مسنی الضروانت ارحم الراحمین فاستجبناله فکشفنامابه من ضرواتینه اہله ومثلم معم من عند ناوذ کری للعبدین۔

ترجمہ:۔ اور پکارا ایوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانی کرنے والوں سے پھر ہم نے سن لیا اس کی پکار کو، پس اٹھا دی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف اور اس کو دیا ہم نے اس کی گھر والی کو اور ان کے برابر ساتھ ان کے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت دی ہم نے بندگی والوں کو، مروی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلاو تکلیف اللہ تعالیٰ نے دور کی اور اس مرض مہلک کے شفاء دیدی اور خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا اے حضرت ایوب علیہ

Marfat.com

السلام **قم باذن اللہ تعالٰی رحمک وفرحک من الغم**۔ ترجمہ:۔ یعنی اٹھ اللہ تعالٰی کے حکم سے خدا نے رحم کیا تجھ پر اور راحت دی تجھ کو غم سے۔ بولے اے جبرائیل! میں کیونکر اٹھوں اس حال میں کہ مجھ میں کچھ طاقت، نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے کہ آپ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو۔ چنانچہ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے **ارکض برجلک ہذا مفتسل باردوشراب** ترجمہ:۔ فرمایا لات مار اپنے پاؤں سے یہ ہے چشمہ نہانے کا اور پانی پینے کا تب حضرت ایوب علیہ السلام نے لات ماری اس سے چشمہ نکلا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے اس میں نہاؤ اور پانی پیو' خدا کے فضل وکرم سے آرام پاؤ گے یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا یعنی اس چشمہ جاریہ سے نہائے اور اسی سے پانی پیا۔ اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے بالکل چنگے ہو گئے اور اتنی خوبصورت ہو گئے کہ مانند چودھویں رات کے روشن ہو گئے۔ اور ایک چادر بھی بہشت سے اڑھا دی گئی اور اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام ایک پل پر جو قریب ہی تھا۔ اس پر جا بیٹھے۔ چند ہی ساعت کے بعد بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کچھ کھانے کو لائیں آکر دیکھتی ہیں کہ جس جگہ پر حضرت ایوب علیہ السلام کو چھوڑ گئیں وہاں پر نہیں' یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں اور پکار پکار کر روتی ہوئی کہنے لگیں وائے افسوس صد افسوس اس ضعیف بیمار پر۔ کاش کہ میں اگر جانتی تو یہاں سے نہ جاتی تم کہاں ہو کیا تم کو شیر کھا گیا ہے یا بھیڑیا لے گیا ہے' اگر میں ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ہی جان دے دیتی اور اس بلا اور محنت کی جدائی سے تمہاری خلاصی پاتی اگر تمہاری ہڈی بھی ملتی تو اس کو تعویذ بنا کر اپنے گلے میں رکھتی تو اس سے تمہاری یادگار رہتی۔ اب میں کہاں جاؤ اور کس سے پوچھوں کچھ بھی بن نہیں آتی۔ غرض اسی طرح میدان میں چاروں طرف تفحص کرتی پھرتیں اور زار زار روتی رہیں۔ جب وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس پہنچیں اور حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو اس طرح روتا ہوا دیکھا تو ان سے اجنبی ہو کر پوچھا۔ اے بی بی تم کیوں روتی ہو اور تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے۔ وہ بولیں یہاں ایک بیمار تھا میں ان کو تلاش کرتی ہوں۔ اگر تمہیں معلوم ہو تو مجھے بتا دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اس بیمار کا کیا نام تھا اور اس کی شکل و صورت کیسی تھی۔ وہ بولیں بس شکل و صورت تو آپ کی سی تھی جب وہ تندرست تھے اور ان کا نام

Marfat.com

ایوب علیہ السلام تھا اور پیغمبر خدا بھی تھے اور حال ان کا ایسا تھا کہ آفتاب کی دھوپ بھی ان کے پہلو میں تپش کرتی تھی۔ کیونکہ تمام بدن ان کا سڑ گیا تھا اور ان کا گوشت پوست رگوں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور وہ بہت ناتواں و ضعیف تھے اور ان میں کروٹ بدلنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام مسکرائے اور کہا کہ میرا نام ایوب علیہ السلام ہے تم پہچانتی نہیں ہو' پس رحیمہ بی بی نے ادنیٰ تامل میں ہی پہچان لیا۔ اور صورت و شکل ان کی بدل گئی تھی۔ پس رحیمہ بی بی نے جلدی سے ان کو گود میں بٹھالیا۔ اور خوش و محفوظ ہو کر پوچھنے لگیں کہ اے حضرت یہ تو بتاؤ مجھے کہ آپ کس طرح سے صحت یاب ہوئے ان کے پوچھنے پر حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا حال بیان کیا اور وہ چشمہ آب شفا کا دکھایا۔ بی بی رحیمہ وہ چشمہ دیکھ کر خدا کا شکر بجالائیں' پھر اس کے بعد دونوں اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو بیٹے بیٹیاں چھت سے دب کر مر گئے تھے سب کو جلا دیا یہ انبیاء کرام کو معجزے دیئے گئے ہیں اس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور جو جو چیزیں گم ہو گئی تھیں۔ وہ بھی واپس سب مل گئیں۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی کے اور بڑی شکر گزار تھی۔ پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو مسلط کیا کھیت جل گئے' مویشی مر گئے' اولاد اکٹھی چھت کے نیچے دب کر مری اور جو دوستدار تھے وہ بھی الگ ہو گئے اور سارے بدن میں آبلوں پر کیڑے پڑ گئے۔ اس موقعہ پر صرف ایک عورت رفیق رہی۔ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ ایک قرن گزرنے کے بعد توبہ کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ان کی دبی ہوئی اولاد کو پھر زندہ کر دیا اور اس کے علاوہ اور بھی نیک اولاد عطا فرمائی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی چشمے سے پانی پیتے اور نہاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صحت مند تندرست کر دیا اور ان پر سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور ہر طرح سے درست کر دیا۔ الغرض جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر لے لیں تھیں وہ پھر بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتیں عنایت فرما دیں اور جو بیبیاں چلی گئی تھیں وہ بھی واپس آگئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ومثلہم معہم رحمتہ مناو ذکری لاولی الالباب** ترجمہ:۔ اور دیا ہم نے اس کو اس کی گھر والیاں اور ان کے برابر ان کے ساتھ

Marfat.com

اپنی طرف سے مہر سے اور یاد گاری واسطے عقلمندوں کے جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو چنگا کر کے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے وہ اسی چشمہ میں نہایا کرتے اور پیتے ہی ان کی شفا ہوئی اور جو ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب کر مرے تھے ان کو زندہ کیا اور اتنی ہی اولاد اور عنایت فرمائی اور رسول بنایا ان کو پھر وہ اپنی قوم کے ہدایت کرتے اور شریعت سکھاتے اور حالت بیماری میں جو قسم کھائی کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو اپنی زوجہ رحیمہ کو سو لکڑی ماروں گا۔ چاہا کہ اس کی ادائیگی کروں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اگر خدا کے حکم کے تحت ان کو منع فرمایا اور کہا کہ اے ایوب علیہ السلام زوجہ رحیمہ مستوجب سزا نہیں ہیں تم ان کو رنج مت پہنچاؤ کیونکہ تمہاری باقی عورتیں تمہاری بیماری میں ساتھ چھوڑ گئی تھیں صرف بی بی رحیمہ ہی تمہاری تیمار داری مین رہی ان کو حقیقی معنی میں رفیقہ حیات مانو' کیونکہ وہ جس طرح تیری صحت و تندرستی میں شریک حیات رہیں۔ ویسے ہی تمہاری بیماری میں ہر وقت تیمار داری کرتی رہیں اس لئے وہ تمہاری صحیح معنی میں شریک حیات ہیں ان کو کسی طرح سے رنج و غم نہ دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں حالت بیماری میں قسم کھائی تھی کہ اس کو سو لکڑی ماروں گا۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک مٹھا سیکوں کا لو جس میں سو خوشے گندم کے ہون وہ مارو صرف ایک دفعہ تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے اور وہ چونکہ سو خوشے کا ہو گا اس لئے تمہاری قسم کی تصدیق بھی ہو جائے اور پھر اپنی قسم کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہو گے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ **وخذ بیدک غثا فاضرب ولا تحنث** ترجمہ:۔ اور پکڑا اپنے ہاتھوں میں سیکوں کا مٹھا پس مار اسے اور اپنی قسم میں جھوٹا نہ ہو۔

سوال حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے آخر صابر کی جزا میں صحت پائی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا **وانا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب** ترجمہ:۔ تحقیق پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا۔ آخر اس میں کیا حکمت تھی خدا کو معلوم ہے کہ بندہ کو کسی امر میں صبر نہیں۔ اس لئے ایوب علیہ السلام کو بلا میں مبتلا کر کے مخلوق خدا کو عبرت دلوائی تاکہ گناہ سے باز رہے اور وہ چشمہ پیدا کرنے کا یہ ماجرا تھا کہ جو شخص گناہ کے مرض میں مبتلا ہو تو اپنا بدن آب ندامت سے دھو کر توبہ استغفار کرے تاکہ اس کا گناہ جاتا رہے اور وہ خدا کے نزدیک پاک صاف ہو جائے جس

Marfat.com

طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے کیڑے جاتے رہے۔ اس چشمہ میں نہا کر اور پانی پی کر اور خدا کے فضل و کرم سے صحت و شفا پائی بدن سے کیڑے جاتے رہے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے حضرت ایوب علیہ السلام تم اس سے نہاؤ اور اسی پانی کو پیو تاکہ خدا کی مخلوق کو معلوم ہو کہ عبادت بھی کرے اور شکر بھی کرے اپنے پروردگار کا۔ پس اے ایمان والو! ہم سب کو بھی ہر وقت خداوند قدوس سے ڈرتے رہنا چاہئے کیونکہ وہ سمیع و بصیر ہے یعنی وہ ہماری ہر حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس لئے ہم سب کو لازم ہے کہ ہر وقت اس کا شکر ادا کریں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر دانی کریں اور اس کے حکم کو بجالانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ دنیائے آفرینش سے خداوند تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے نیک و صالح بندوں پر آزمائش کے مواقع پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ابتدائے دنیا سے آج تک بحوالہ تواریخ پتہ چلتا ہے۔ کہ ہر زمانے میں اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کی آزمائش کی اور پھر اس کے صلہ میں اپنی نعمتوں سے بھی نوازا۔ جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں مبتلا کیا اور پھر اپنی بھرپور نعمتوں سے بھی نوازا چنانچہ ایوب علیہ السلام اپنی رسالت اور نبوت میں اڑتالیس برس اور زندہ رہے پھر انتقال فرمایا۔

بیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرنا احوال سکندر ذوالقرنین کا

معتبر راویوں سے یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ کئی وجہ سے اسکندر ذوالقرنین کہتے ہیں کہ وہ قاف سے قاف تک گئے یعنی وہ مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہت دی تھی اور انہوں نے اپنی بادشاہت کے طول و عرض میں سیر کی اور قرن کہتے ہیں تیس برس یا اسی برس یا ایک سو بیس برس کو یہی صحیح ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک مرد عش قرنا۔ اور اس مرد کی عمر اس وقت سو برس کی تھی اور ایک دوسری روایت میں قرن گوشہ جہان کو بھی کہتے ہیں یعنی ایک گوشہ جہاں کا وہ ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ وہ ہے جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ پس اسکندر ذوالقرنین دونوں

Marfat.com

گوشوں تک پہنچے تھے اور ذوالقرنین اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے دو شاخ تھیں اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا تولد اسکندریہ میں ہوا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو جہل اور مکے کے کفار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور بطور شرارت بدذاتی کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری آزمانے کے لئے ایک شخص کو ملک یثرب میں علماء یہود کے پاس بھیجا کہ ہمارے درمیان ایک شخص ہے اور وہ دعوی نبوت کا کرتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے یہ شخص سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ تم کو تو علم توریت خوب معلوم ہے لہٰذا ہمارے لئے چند مسئلے قدیم زمانہ گزشتہ کے جس کا وہ جواب نہ دے سکے اپنی کتابوں سے چن چن کر ہمارے پاس بھیج دو یہاں آکر ہم کو سوالات اس کے سکھا دو کہ ہم اس سے پوچھیں اور سوال کریں پھر دیکھیں وہ اس کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں۔ تب یہودیوں نے کئی سوالات مشکل ترین اپنی کتاب توریت و زبور سے دیکھ دیکھ کر نکالے۔ مثلاً ان سے پوچھو کہ روح کیا چیز ہے اور اصحاب کہف کون لوگ ہیں اور ان کا حال کیا تھا۔ اور اسکندر ذوالقرنین کون ہے اور ان کا کیا حال تھا یہ مشکل سوالات یہودیوں کے بہت نامور عالموں نے اپنی کتاب سے نکالے تھے اور یہ سب سوالات و مسائل ابو جہل کے پاس لکھ کر بھیجے تب اس ملعون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاکر سوالات مذکورہ شروع کئے۔ سب سے پہلے اس نے یہ کہا **ان اتیت الکتب بمثل ماا وتی موسٰی من الکتب لا منابک**۔ ترجمہ: یعنی اگر آئے تم کتاب کے ساتھ مثل اس کتاب کی جو دی گئی موسیٰ علیہ السلام کو یعنی توریت تو البتہ ہم تم پر ایمان لائیں گے۔ جیسا کہ توریت پر ایمان لائے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا جواب میں کل دوں گا۔ اور یہ جملہ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ کل جبرائیل علیہ السلام آویں گے تو ان سے پوچھیں گے اور اس کا مکمل جواب دیدیں گے، لیکن یہ جملہ کہتے وقت آپ نے انشاء اللہ نہ کہا اس لئے گیارہ دن تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام نہیں آئے۔

یہ دیکھ کر کافروں نے آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے یہ بات کافروں کی سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی غمگین ہوئے اور پھر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ کافر لوگ ہم پر طعنہ دے رہے ہیں اور سوال کر رہے ہیں میں ان کا کیا جواب دوں یہ آپ کی معروضات سن کر اللہ رب العالمین نے حضرت جبرائیل

Marfat.com

علیہ السلام کو جمعہ کے دن ظہر کے وقت نازل فرمایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام پہنچایا اور یہ فرمان خداوندی بھی اپنے ساتھ لائے قولہ تعالیٰ **ولا تقولن لشیئی انی فاعل ذالک غدا الا ان یشاء اللہ**

ترجمہ:۔ اور نہ کہوں تم کسی کام کو کہ میں یہ کروں گا کل کو مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر بھول جاؤ تو یاد آئے۔ اگرچہ وقت گزر چکا ہو تو بھی پھر انشاء اللہ کہنا چاہئے۔ اور کافروں نے جو کہا تھا کہ خدا نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ تو یہ دشمنی سے کہتے تھے بلکہ وہ خود منفعل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم کھا کر۔ **والضحی واللیل اذا سجی ماودعک ربک وما قلی** ترجمہ:۔ قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جاوے نہ رخصت کیا تیرے رب نے تجھ کو اور نہ بیزار ہوا تجھ سے یعنی حضرت رسول اکرم ﷺ کو کئی دن تک وحی نہ آئی دل میں بڑا تفکر پیدا ہوا اور دل کے مکدر ہونے کی وجہ سے تہجد کو نہ اٹھے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے شور کیا کہ محمد ﷺ کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور وہ چند سوالوں کے جوابات نہ بتا سکتے پس یہ سورۃ نازل ہوئی۔ پہلے قسم کھائی دھوپ کی اور رات کے اندھیری کے اندھیرے کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدرتیں ہیں اور باطن میں بھی چاندنی ہے اور کبھی اندھیرا اور وہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بندہ سے اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی دور نہیں۔ اور یہ فوائد کتب تفاسیر میں سے لکھے ہیں اور اگر سوال کریں تجھ سے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے قولہ تعالیٰ

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

ترجمہ:۔ اور اے نبی اگر تجھ سے پوچھیں روح کے بارے میں تم تو کہہ دو کہ وہ تو میرے رب کے حکم سے ہے اور میں نے تھوڑی سی خبر دی ہے۔ خیر بس اتنا ہی ان لوگوں کا جاننا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آ پڑی وہ بدن زندہ ہو گیا اور جب وہ چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بدن سے نکل گئی تو وہی بدن پھر مردہ ہو گیا اور یہ بھی ایک تفسیر کا مضمون ہے۔ اور اے نبی ﷺ اگر یہ کافر لوگ تجھ سے سوال کریں اسکندر ذوالقرنین کا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ویسئلونک عن ذی القرنین ط قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا ط انا

Marfat.com

مکنا له فی الارض واتیناه من کل شیی ء سبباہ ناتبع سبباہ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب نی عین حمیئة ووجدها قوماہ قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیهم حسناہ قال امامن ظلم فسوف نعذبه ثم یرد الی ربه فیعذبه عذابا نکراہ وامامن امن وعمل صالحا فله جزاء ن الحسنی ہ وسنقول له من امر نایسراہ

ترجمہ:۔ اور سوال کرتے ہیں تجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں تو آپ کہہ دیجئے کہ عنقریب پڑھوں گا میں اوپر تمہارے اس میں سے کچھ مذکور بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے قوت عطا کی تھی زمین میں اور اس میں دنیا کے ہر راستے پر چلنے کی صلاحیت دی تھی۔ یعنی سرانجام سفر کا کرنے لگا۔ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ تو اس نے سورج کو ڈوبتا ہوا پایا ایک دلدل کی ندی میں اور اس نے اس جگہ پر ایک قوم کو بھی پایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو یا یہ کہ پکڑے تو ان میں بھلائی۔ یہ سن کر ذوالقرنین بولا جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم ان کو پھر پھیرا جائے گا اپنے پروردگا کی طرف پس عذاب کرے گا ان کو عذاب بڑا اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے پس ان لوگوں کے واسطے بطریق جزا کے نیک ہے اور البتہ ہم کہیں گے اس کو اپنے سے کام آسان فائدہ پس جو حاکم عادل ہو اس کی یہی راہ ہے کہ بروں کو سزا دے ان کی برائی کی اور بھلے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتا رہے اس دعوت الی الحق کا یہ اثر ہوا کہ وہاں کے سب لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور ان لوگوں کو نوازشیں بھی کیں اور جو لوگ ان کے باغی رہے تو ان لوگوں کو جہنم دکھائی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکندر ذوالقرنین کی نبوت اور بادشاہت میں بعض حضرات کو اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اول بادشاہ تھے پھر اس کے بعد وہ نبی ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اول نبی تھے پیچھے بادشاہ ہوئے اور بعضوں نے اسی پر دلیل قائم کی ہے کہ اگر اسکندر ذوالقرنین نبی نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ **قلنا یا ذالقرنین** کر کے خطاب کیوں فرماتا۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ وحی الہامی تھی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حق تعالیٰ نے فرمایا۔ **اوحینا الی ام موسی ان ارضعیه** الہام فرمایا تھا بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اور ان کو بادشاہی تھی مشرق سے مغرب تک اور تمام راہ ملک کی سمجھائی تھی مشرق اور مغرب اور

Marfat.com

مختلف جزائر اور دیگر شہروں میں جا کر خلق خدا کو دعوت پہنچانا۔ یہاں تک کہ زمین مغرب میں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے جا پہنچے تو وہاں جا کر ایک شہر ایسا بھی پایا کہ اس کی چار دیواری روئیں کی تھی اور اس کے اندر کسی طرف سے جانے کے واسطے کوئی راہ نہ تھی آپ کا تمام لشکر اس کے ارد گرد پڑا رہا اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ آخر اس کے اندر کس طرح جائیں۔ مہر تقدیر کسی حکمت عملی سے رسی اور کمند دیوار پر ڈال کر ایک آدمی کو اس دیوار سے پار کر دیا اور پھر نہ آیا' کچھ دیر کے بعد اسی حکمت عملی سے دوسرے آدمی کو بھی دیوار پر چڑھایا اور اس سے کہا کہ شائد اس طرف بہشت یا اور کچھ ہو گا لہٰذا آگے مت جانا اور پھر ہم کو خبر دو تاکہ ہم کو معلوم ہو کہ اس کے پیچھے کیا ہے لیکن باوجود اس تاکید کے وہ بھی پھر واپس نہ آیا۔ یہ کیفیت حال دیکھ کی اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے سمجھا کہ جس کو بھی بھیجوں گا واپس نہیں آوے گا۔ پس ملک کی حد بنا کر واپس مشرق کی طرف چل دئے' چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچے۔ وہاں بھی ایک شہر آباد دیکھا لیکن بغیر کشتی کے وہاں جانا بالکل محال تھا اور اس جگہ پر دانا عقلمند اور حکیم تھے۔ جب ان لوگون کو جو اس شہر میں آباد تھے اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کے آنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے تمام کشتیاں جزیرے سے چھپا دیں۔ غرض اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام مع اپنے لشکر کے برلب دریا چند روز تک ٹھرے اور یہ سوچتے رہے کہ کسی حکمت عملی سے دریا عبور کر کے اس جزیرے میں جا اتریں وہاں کے جو لوگ ان کو ملتے وہ اپنے جسمی اعتبار سے بہت دبلے تھے ان سے پوچھتے کہ تمہارے دبلا پتلا ہونے کا کیا سبب ہے اس کے جواب مین ان لوگوں نے اسکندر سے کہا یہ ہمارے شہر کی غذا اور آب وہوا کا اثر ہے۔ ہم لوگ بڑی حکمت سے غذا کھاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی خاصیت بھی یہی ہے کہ جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ پس ان لوگوں نے اسکندر ذوالقرنین کی دعوت طعام کی اور ضیافت میں اپنے حکمت عملی سے غذا تیار کر کے ایک خوان میں جواہرات سجا کر اسکندر ذوالقرنین کی سامنے لا رکھا اور پھر وہ سب کے سب الگ ہو گئے۔ اور سکندر ذوالقرنین سے کہنے لگے کہ آپ تناول کیجئے۔ اسکندر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا آپ لوگ بھی آویں اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر کھانا تناول کریں اور اسکندر ذوالقرنین نے ان سے یہ بھی کہا کہ بھئی یہ تو ہماری غذا نہیں ہے اور ہم یہ غذا اس طرح کھائیں اس کے جواب میں ان لوگوں نے اسکندر ذوالقرنین سے کہا کہ تم اسی لئے یہاں

Marfat.com

تک ائے وہ اور تمہاری یہاں تک آنے کی کیا غرض و مقصود ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو چیزیں آپ کے سامنے ہم لوگوں نے پیش کی ہیں ہو بھوک کو نفع دیتی ہیں۔ پھر آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ جب یہ باتیں سکندر ذوالقرنین نے ان لوگوں سے سنیں تو پھر وہاں سے ہندوستان طی طرف روانہ ہو گئے اور اپنا ایک قاصد بھی شاہ ہند کے پاس روانہ کر دیا کہ وہاں جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ بہت لشکر ہے اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ تمہارا ملک برباد نہ ہووے اور نہ ہم یہ چاہتے کہ تم سے لڑائی کریں۔ پس تمہیں لازم ہے کہ اس خبر کو پاتے ہی سب کے سب ہماری اطاعت میں آجاؤ اور جو خراج ہم مقرر کریں اس کو قبول کرو۔

چنانچہ اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کے قاصد نے یہ باتیں شاہ ہند سے جا کر کہیں کہ آپ ہمارے شہنشاہ اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کی اطاعت قبول کریں اور ایک ایلچی بھی اپنی طرف سے ان کے پاس بھیج دیں تا کہ ہو شہنشاہ کو شاہانہ استقبال کے ساتھ لائے نہ سن کر شاہ ہند نے بہت تعظیم و تکریم سے ایک ایلچی معہ تحفہ وہدایا دے کر اسکندر ذوالقرنین کے پاس بھیجا جب شاہ ہند کا ایلچی اسکندر ذوالقرنین کے پاس پہنچا تو اس نے بادشاہ کا بھیجا ہو تحفہ وہدایا اور نذرانے ان کے سامنے پیش کئے تو اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اس ایلچی کو لے جاؤ اور اچھی طرح رہنے کو جگہ دو اور تین دن کے بعد اس ایلچی کو میرے پاس حاضر کرنا۔ چنانچہ حسب الحکم ملازموں نے اس کو لے جا کر اچھی طرح سے ایک جگہ پر رکھا اور تین دن کے بعد حضرت اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کیا اور اسکندر ذوالقرنین نے اس کو دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور اس ایلچی نے اسکندر ذوالقرنین کو دیکھ کر اپنی انگلی ناک کے نتھنے میں ڈال کر پھر نکال لی اور بغیر کہے کسی سے اپنی جگہ پر چلا گیا۔ خاص لوگوں نے یہ حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین سے عرض کی اے بادشاہ آپ نے شاہ ہند کے ایلچی کو دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور اس نے حضرت کو دیکھ کر اپنی انگلی ناک کے سوراخ میں ڈال کر پھر نکال لی اور بغیر کہے سنے یوں ہی اپنی جگہ پر چلا گیا اس میں کیا راز ہے اسکندر نے فرمایا کہ میں نے اس کو دراز قد دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور یہ بات سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ لمبے قد کا آدمی احمق اور بیوقوف ہوتا ہے اور یہ مثل مشہور ہے۔ کہ **کل طویل احمق الا عمر و کل قلیل فتنہ الا علی**۔ یعنی دیکھا گیا ہے کہ آدمی دراز قد والے زیادہ تر احمق ہوتے ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں

Marfat.com

ہیں ۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہر پستہ آدمی فتنہ ہوتا ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ اور اس نے جو اپنی ناک کے سوراخ میں انگلی رکھی تھی کہ یہ میرا طالع اسکندری دیکھئے پھر جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ اور اس کو کھانا کھلاؤ وہ بزرگ آدمی ہے۔ پھر اس کو واپس لے آئے اور اس کے کھانے کے واسطے صرف روٹی اور گھی بھیج دیا تاکہ اس کی عقل کی آزمائش ہو جائے چنانچہ وہ روٹی اور گھی کھا گیا اور اس نے ایک سوئی روئی میں رکھ کر اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کے پاس بھیجی اور اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے اسی سوئی کو سیاہ رنگ کر کے اسی روٹی اور گھی پر رکھ کر اس کے پاس بھیج دی اور اس نے پھر ایک ٹکڑا آئینہ کا اس پر رکھ کر اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کے پاس بھیج دیا پس یہ ماجرا بھی خاص خاص لوگوں نے دیکھا اور پھر ان لوگوں نے اپنے بادشاہ اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام سے عرض کی کہ اے جہاں پناہ اس میں کیا حکمت ہے بادشاہ بولے کہ روٹی اور گھی پر سوئی رکھ کر بھیجی تھی یہ سمجھ کر کہ وہ علم و حکمت میں خوب ہے۔ پھر میں نے اس کی سوئی کو سیاہ رنگ کر کے جو بھیجا تھا اس کا یہ مطلب تھا اس کا علم اور حکمت مانند آئینہ کے صاف روشن ہے اور ہم نے اس سے معلوم کر لیا کہ بے آدمی حقیقتاً بے وقوف ہوتے ہیں۔ پس ہم دونوں میں یہی اشارات میں گفتگو جاری تھی۔ پھر ہند سے ذوالقرنین علیہ السلام مشرق کو جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں پہنچے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثم اتبع سببا۔ حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدها تطلع علی قوم لم نجعل لهم من دونها سترا

ترجمہ:۔ پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یعنی سفر کا انجام کیا یہاں تک کہ پہنچا ذوالقرنین علیہ السلام سورج نکلنے کی جگہ پر تو اس نے پایا کہ سورج نکلتا ہے اور اسی جگہ ایک قوم کو بھی پایا کہ نہ ان کیلئے کوئی گھر ہے اور نہ سایہ اور نہ کپڑا اور وہ لوگ بیابان ریگستان میں رہتے تھے کیونکہ ریگستان میں گھر وغیرہ نہیں بن سکتے اور نہ روئی کی کھیتی ہو سکتی ہے کہ اس سے کپڑا بناویں اور وہاں جاڑا بہت ہوتا ہے اور وہ لوگ اپنے کھانے کو دوسرے شہروں سے لا کر کھاتے ہیں اور زن و مرد سب ننگے رہتے ہیں اور مثال جانوروں کے جماع وغیرہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جب دھوپ نکلتی ہے تو ان کے بدن میں قوت آتی ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو سخت سردی پڑتی ہے یہ دیکھنے کے بعد پھر اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام

Marfat.com

دوسری جگہ پر جا پہنچے۔ چنانچہ اللہ رب العزت باین الفاظ میں ارشاد فرماتا ہے کہ قولہ تعالیٰ **ثم اتبع سببا حت اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لا یکادون یفقہون** ترجمہ:۔ پھر پیچھے چلا اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام اور راہ کے یہاں تک کہ جب پہنچا درمیان دو دیواروں کے تو پایا اس نے ان دیواروں کے پاس ایک قوم کو جو ان دیواروں کے نزدیک تھی اور وہ یہ بات نہ سمجھتے تھے۔ فائدہ حد مشرق میں دو پہاڑ بلند ہیں اور درمیان ان دونوں پہاڑوں کے زاہد و حکیم بہت تھے اور وہ ایک دوسرے کی بولی کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کے درمیان دو پہاڑ حائل تھے اور وہی دو پہاڑ یاجوج ماجوج کے ملک کے درمیان اٹکاؤ ہیں لیکن درمیان میں کچھ کھلا تھا۔ چنانچہ اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر کے چلے جاتے پس ذوالقرنین علیہ السلام نے وہاں کے زاہدوں اور حکیموں کو وعظ و نصیحت کی اور خداوند قدوس کی راہ بتائی اس کے بعد وہ ان دونوں پہاڑوں کی طرف گئے وہ دونوں نہایت عظیم الشان پہاڑ تھے جانے کی راہ اس میں کسی طرف نہ تھی اور اس میں آدمی دو گروہ ان کی تعداد بے حد و بے شمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور ان کو قوم یاجوج اور ماجوج کہتے ہیں ایک اولاد یاجوج کی ایک پہاڑ میں رہتی ہے اور دوسرے پہاڑ میں اولاد ماجوج کی رہتی ہے اور یہ دونوں بھائی یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں' اور یہ لوگ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد وہاں رہ گئے اور نسل ان کی بے حد ہے اور بصورت آدمی ہیں لیکن قد و قامت کم و بیش ہیں۔ یعنی بعض تو دراز قد اور بعضے ایک گز اور بعضے ایک بالشت کے ہیں اور کان ان کے اتنے بڑے کہ وہ زمین پر لٹکتے ہیں اور جب وہ لوگ سوتے ہیں تو اپنا ایک کان زمین پر بچھا لیتے ہین اور دوسرا کان بطور چادر کے اوڑھتے ہیں اور مثل حیوانات کے ایک سے ایک جماع کرتا ہے ان میں کچھ شرم و حیا نہیں ہے اور مثل بہائم کے بول و براز کرتے ہیں اور ان کے کھیتوں میں سوائے تل کے دوسری کوئی چیز بھی پیدا نہیں ہوتی۔ لہٰذا اسی کو وہ روزانہ کھاتے ہیں اور کسی دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کو بھی نہیں جانتے اور نہ مانتے ہیں اور وہ مرتے بھی نہیں ہیں کافی عرصہ سے زندہ ہیں اور اپنی اسی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ پس وہ پہاڑ سے نکل کر ان زاہدوں اور حکیموں پر آکر ظلم کیا کرتے اور جس کو بھی پاتے مار ڈالتے۔ کھیت و مویشی ان کے لوٹ مار کر کھا جاتے اور وہ سب اس قوم وحشی سے مقابلہ

Marfat.com

نہیں کر سکتے تھے۔ جب اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ یاجون اور ماجوج کے ظلم سے ہم لوگ یہاں نہیں رہ سکتے۔ اور ان پر جو جو احوال گزری تھے وہ سب اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کی سامنے بیان کئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **قالوا یاذی القرنین ان یاجوخ و ماجوج مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا و بین ہم سدا** ترجمہ:۔ کہا انہوں نے اے ذوالقرنین علیہ السلام یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہین زمین مین پس کردیں ہم واسطے تیرے کچھ مال اوپر اس بات کے کہ کردے تو درمیان ہمارے اور درمیان ان کے دیوار کہ وہ ہمارے طرف نہ آسکیں۔ پس خراج گزر بھی ہمیشہ ہم تمہارے ہوں گے۔ یہ سن کر اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے فرمایا۔

قال ما مکنی فیہ ربی خیرفا عینو نی بقو ۃ اجعل بینکم و بینہم ردماہ اتونی زبرا الحدیدہ حتی اذا ساری بین الصدفین قال انفخو حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطراہ فما اسطاعوا ان یظہرہ وما استطاعوا لہ نقباہ قال ہذا رحمۃ من ربی ہ فاذا جاء وعد ربی جعلہ بکس و کاف ہ و کان وعد ربی حقاہ

ترجمہ:۔ کہا اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے جو مقدر دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے بیچ اس کے پس مدد کرو میری ساتھ قوت کے کہ کروں میں درمیان یاجوج و ماجوج کے ایک دیوار موٹی اور کہا کہ تم لے آؤ میرے پاس تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا پھاٹکوں تک پہاڑ کی گھاٹیوں کو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا لے آؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر تانبا پگھلا ہوا۔ تاکہ نہ چڑھ سکیں کہ آئیں اوپر اس کے نہ سوراخ کر سکیں اس میں کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ اور پس جب آئے گا وعدہ میرے پروردگار کا تو کردے گا اس دیوار کو ریزہ ریزہ اور یہی وعدہ میرے پروردگار کا سچ ہے۔ فائدہ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتے گئے کہ دو پہاڑوں کے درمیان کے برابر ملا دیا پھر تانبا درزوں میں بیٹھ کر جم گیا سب مل کر ایک پہاڑ کے مانند ہو گیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کہا میں سد سکندری تک گیا ہوں اور میں نے اس کو دیکھا بھی ہے یہ سن کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی کیفیت بیان

Marfat.com

کرو۔ اس نے کہا کہ وہ دیوار جیسے چار خانہ لنگی ہو آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے۔ کیونکہ اس دیوار میں لوہے کے تختے لگے ہیں اور ان کی دیواروں میں تانبا پگھلا کر بھر دیا گیا ہے اس لئے وہ چار خانے کی شکل بن گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون** ترجمہ:۔ یہاں تک کہ کھولے جائیں گے یاجوج ماجوج سد سکندری سے نکلیں گے اور تمام روئے زمین پر منتشر ہوں گے جہاں جہاں جو چیزیں پائیں گے کھا جائیں گے اور پھر خدا کے حکم سے صور پھونکا جائے گا اور اس کی آواز سے ساری مخلوق مرجائیگی۔ اور ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ ہر روز یاجوج اور ماجوج کوشش کرتے ہیں کہ کل سب توڑ دیں گے اور پھر آسانی سے باہر نکل جائیں گے۔ مگر وہ انشاء اللہ اپنی زبان سے نہیں بولتے اس لئے وہ توڑ نہیں سکتے۔

بس صبح سے شام تک ان کا یہی معمول ہے۔ اور جب ان کا خروج ہو گا قیامت کے نزدیک تو اس قوم میں ایک مسلمان لڑکا پیدا ہو گا اور جب وہ بڑا ہو گا تو انہیں لوگوں کے ساتھ مل کر **بسم اللہ** کے کے دیوار چاٹنا شروع کرے گا اور پھر شام کو انشاء اللہ پڑھے گا۔ کہ کل انشاء اللہ اس کو توڑ ڈالوں گا جب وہ خدا کے حکم سے سد سکندری ٹوٹے گی۔ اور پھر اس کے بعد سب قوم اس دیوار سے باہر نکل آئے گی روایت ہے کہ طول اس دیوار کا چھبیس کوس کی راہ ہے اور عرض اس کا تین کوس کی راہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس دیوارو کا طول تین سو کوس کی راہ ہے اور عرض اس دیوار کا ڈیڑھ سو کوس کی راہ ہے اور اونچائی ستر گز اور یہ بھی خبر ہے کہ جب وہ دیوار کو توڑ کر باہر نکلیں گے تو سب سے پہلے ملک شام میں آئیں گے اس کے بعد بلخ میں پس اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے یہاں سے مشرق کی طرف جانے کا قصد کیا موجودہ علماء و حکماء سے پوچھا کہ تم نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ درازی عمر کس چیز کے سبب ہوتی ہے ان میں سے ایک حکیم صاحب نے اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام سے عرض کی کہ اے جہاں پناہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کے وصیت نامہ میں ہے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے ایک چشمہ آب حیات ظلمات میں کوہ قاف کے اندر پیدا کیا ہے۔ کہ پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے نرم اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جو اسے پیئے گا تو اس کو موت نہ

Marfat.com

آئے گی اور وہ قیامت تک زندہ رہے گا اور اس کا نام آب حیات ہے۔ یہ سن کر حضرت اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کو اس کا شوق پیدا ہوا کہ اس چشمہ آب حیات کا پانی پینا چاہئے اور علماء سے بھی سکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا کہ رتم بھی ہمارے ساتھ اس کوہ قاف کے ظلمات میں چلو۔ انہوں نے کہا کہ آپ جائیے اور ہم تو یہاں کے قطب ہیں۔ دنیا کی آفت سے ہم لوگ کس طرح جائیں' اس کے لئے ہم نہیں جا سکتے اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا کہ تم لوگوں کا ہمارے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ اور تم لوگ یہ بھی بتاؤ کہ سواری میں سب سے زیادہ کونسا جانور چست و چالاک ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ گھوڑی جس نے ابھی تک بچہ نہ جنا ہو تو وہ نہایت چست و چالاک ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے چند اعلیٰ قسم کی گھوڑیاں چن چن کر مخصوص کر لیں اور ادھر حضرت خضر علیہ السلام کو بھی اس لشکر کا پیشوا مقرر کیا اور ان سے کہا کہ جب ہم اس کوہ قاف کے ظلمات میں جا پہنچیں گے تو یقین ہے کہ کوئی کسی کو نہ پائے گا تو اس وقت کیا ہو گا۔ اس وقت حکماء نے کہا کہ لعل و گوہر شہسوار حضور کی سرکار میں ہو تو لے لیجئے جب ایسی کوئی نوبت آئیگی تو اس کی روشنی سے راہ چلیں گے پھر ایک گوہر شب چراغ خزانہ عامرہ سے نکال کر حضرت خضر کے حوالے کیا اور تخت و تاج اور سلطنت ملازموں سے اپنے ایک دانا عقلمند کے سپرد کیا اور بارہ برس کے وعدہ پر رخصت ہو کر اور کھانے پینے کا توشہ سرانجام لے کر ظلمات کوہ قاف کی طرف آب حیات کی تلاش میں روانہ ہو گئے راہ بھول کر ایک برس مسلسل گھومتے رہے اور حضرت خضر علیہ السلام بھی لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک اندھیرے میں جا پڑے اس وقت اس گوہر شب چراغ کو جیب سے نکال کر زمین پر رکھ دیا تو اس کی روشنی سے تاریکی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے چشمہ آب حیات ان کو ملا پھر حضرت خضر علیہ السلام نے اس میں منہ ہاتھ دھو کر آب حیات پی لیا اور خدا کا شکر بجا لائے۔ پس اس وجہ سے حضرت خضر کی عمر دراز ہوئی پھر وہاں سے مراجعت کر کے دوسری تاریکی میں آپڑے۔ پھر اسی گوہر شب چراغ کو نکال کر زمین پر رکھ دیا اس کی وجہ سے سب اجالا ہو گیا۔ اور جتنے لشکر اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے سب حضرت کے پاس آکر جمع ہو گئے اور اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام اپنے لشکر سے کہہ رہے تھے کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں آگے چل کر کچھ تماشہ عجیب و غریب دیکھ آؤں یہ کہہ کر جب وہ آگے بڑھے ایک بالا خانہ نظر آیا چار دیواری اس کی ہوا پر معلق ہے اور اس میں مرغ

Marfat.com

پرندے بہت دیکھے مرغوں نے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام سے کہا کہ اس ظلمت میں بستی چھوڑ کر کیوں آئے ہو اس کے جواب میں حضرت اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا کہ میں آب حیات پینے کو آیا ہوں پھر ایک مرغ جو ان کا شاہ تھا وہ حضرت اسکندر علیہ السلام سے کہنے لگا کہ اے ذوالقرنین علیہ السلام اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ مرد سب لباس حریر کا پہنیں گے اور اچھے اچھے مکان بنا کر دنیا کے پیچھے لہو و لعب عیش نشاط میں مصروف رہیں گے۔ یہ کہہ کر پھر وہاسی بالا خانہ کو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالا خانہ تمام کا تمام جواہرات کا بن گیا۔

پھر کہا اے ذوالقرنین علیہ السلام اب وہ وقت آگیا ہے کہ چنگ و رباب اور بربط اور طنبورہ بجے۔ پھر تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ تمام بالا خانہ لعل و یاقوت کا بن گیا ہے۔ پھر تو دیکھ کر بہت حیران رہ گئے اس مرغ نے پھر حضرت اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام سے کہا اے مرد مجاہد تو مت خوف کر یہ تمام کارخانہ ابلیس لعین کا ہے۔ پھر اس مرغ نے کہا کہ اب فساد ظاہر ہو گا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت لا الہ الا اللہ باقی ہے یا نہیں۔ یہ سن کر حضرت اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا کہ ہاں وہ باقی ہے پھر پوچھا خلق اللہ میں ہنوز دیانت بجا ہے یا نہیں اس کے جواب میں حضرت اسکندر علیہ السلام نے کہا بجا ہے، پھر وہ مرغ اس جگہ سے دوسری جگہ پر چلا گیا۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ اس مرغ نے کہا کہ تم اس بالا خانہ پر جا کر دیکھو وہاں کیا چیز ہے۔ تب ذوالقرنین علیہ السلام وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص پاؤں پر کھڑا اپنے منہ میں صور لئے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے کہتے ہیں کہ وہ اسرافیل علیہ السلام تھے۔ ذوالقرنین علیہ السلام تم اپنی سلطنت اور روشنی چھوڑ کر اس ظلمات میں کیوں آپڑے۔ کیا وہ تجھ کو بس نہ تھا آپ نے اس کے جواب میں کہا کہ میں آب حیات کو پینے آیا ہوں تاکہ آب حیات پینے سے زندگی زیادہ ہو اور خدا کی عبادت زیادہ کروں۔ اس بات کو سن کر اسرافیل علیہ السلام نے اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک پتھر مثل بلی کے سر کے برابر دیا اور کہا کہ میں نے تجھ کو غفلت میں ہوشیار کیا اور اب تم یہاں سے چلے جاؤ اتنے زیادہ حریص مت بنو۔ یہ سن کر اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام وہاں آب حیات نہ پا کر اپنے لشکر میں آگئے پھر سب اکٹھے ہو کر چلے آتے تھے اندھیری رات میں ٹکڑے ٹکڑے سنگریزوں کے گھوڑوں کے پیر تلے مثال لعل شب چراغ کے چمکتے دیکھ کر پوچھا کہ یہ سب کیا چیز ہے جو حکماء اس وقت ان کے ہمراہ تھے وہ بولے یہ پتھر ہیں جو شخص

Marfat.com

بھی اس کو اٹھائے گا وہ پچھتائے گا اور جو شخص اس کو نہ اٹھائے گا وہ بھی پچھتائے گا۔ آخر کسی نے ان کو چن لیا اور کسی نے ان کو نہ چنا جب ظلمات سے نکل آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر جن لوگوں نے چن لئے تھے وہ تمام جواہرات لعل اور زبرجد اور یاقوت اور فیروزہ اور زمرد ہیں یہ دیکھ کر وہ لوگ پچھتانے لگے جنہوں نے ان کو نہ چنا تھا۔ اور جن لوگوں نے ان کو چن لیا تھا وہ اس لئے پچھتائے کہ کیوں زیادہ نہیں چنے۔ اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے حکماء سے پوچھا کہ جو پتھر اسرافیل علیہ السلام نے مجھے دیا ہے اس میں کیا ماجرا ہے حکماء نے کہا کہ تم اپنا پتھر ایک ترازو میں ایک طرف رکھو اور پھر سب پتھر ایک دوسری طرف رکھو کہ کس کا پتھر وزن میں بھاری ہوتا ہے۔ یہ ایسا کیا گیا تو دیکھا کہ اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کا ہی وہ پتھر وزن میں بھاری تھا جو ان کو حضرت اسرافیل علیہ السلام نے دیا تھا۔ پھر اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے اپنے حکماء سے دریافت کیا کہ اس میں کیا اسرار ہے وہ بولے کہ اب سب کے پتھر اتار کے اس پلے میں مشت خاک رکھ دو جب ایک مشت خاک کو پلے میں رکھا تو دونوں پلے ترازو میں برابر آئے۔ دونوں طرف برابر رہے پھر پوچھا کہ اس میں کیا بھید ہے حکماء ہے کہا اللہ تعالیٰ نے مشرق سے مغرب تک بادشاہت دی ہے تو بھی تم کو سیری نہیں۔ مگر تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارا پیٹ اور کھوپڑی کی خواہش ایک مٹھی خاک سے بھرے گی جو گورستان میں نصیب ہو گی۔ جب اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے یہ بات سنی تب تمام لشکروں کو اپنے پاس سے رخصت کیا اور سب اپنے اپنے ملک میں واپس چلے گئے اور سکندر ذوالقرنین علیہ السلام یہیں رہ گئے اور پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور پھر چند روز بعد ہی انتقال کیا اور پھر سونے کے تابوت میں وہیں مدفون ہوئے اور یہ بھی بذریعہ ایک خبر کے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین علیہ السلام نے اپنے مرنے کے وقت اپنی ماں کو وصیت کی تھی کہ بعد موت کے میری روح کو ثواب بخشیو اور یتیم' اسیر' غریب' مسکین' بیوہ' بیکس اور محتاجوں کو خوب کھانا کھلانا اور ان سے میری مغفرت کی دعا کرانا جب ان کی ماں کو یہ خبر پہنچی تو وہ زار زار رونے لگیں۔ اور بعد مرنے کے ان کی وصیت کو پورے طور پر بجا لائیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احوال اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام کو اور سوالات مذکور سے ابو جہل اور مکے کے کافروں کو اور وہاں کے یہودیوں کو جواب دیا سب کافر سن کر متحیر ہوئے اور بولے سچ کہتے ہیں اور بالکل توارت و زبور کے جوابات ہی

Marfat.com

بتاتے ہیں اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں ہے پس سوائے ابو جہل کے اور سب کے سب رسول خدا ﷺ پر ایمان لے آئے اور ابو جہل نے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تم کو معلوم ہوا یا اب بھی شک میں ہو کہو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں یا نہیں۔ اور اگر تم کو کچھ اب بھی شک ہو تو پھر پوچھو تب اس لعین نے کہا کہ تم تو ایک ساحر اور دوسرا ساحر موسیٰ علیہ السلام تھا۔ ہرگز تمہارے دین میں نہیں آؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان کافروں کے بارے میں **فلما جائھم الحق من عندنا قالو الولا اوتی مثل ما اوتی موسٰی** ترجمہ:۔ پس جب پہنچی ان کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہا انہوں نے۔ کیوں نہ ملی پیغمبری جیسی ملی تھی موسیٰ کو یہ بات کہی اور راہ ضلالت اختیار کی۔ پس اے میرے محترم بھائیو مومنو! ہم سب کو لازم ہے کہ خدا اور رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی پر راضی رہیں اور ان کے جملہ احکام شرع کو بجالائیں اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین **واللہ اعلم بالصواب**

بیان فرعون علیہ اللعنتہ

بعض تواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون کے باپ کا نام معصب اور دادا کا نام ملک ریان تھا اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ فرعون کا نام معصب بن ولید بن ریان تھا اور عمر بھی تقریباً چار سو برس کی ہوئی اس عرصہ میں کبھی بیمار نہ ہوا تھا۔ اور نہ اس کے سر میں درد ہوا تھا اور نہ کوئی غنیم و دشمن اس پر غالب ہوا۔ اور فرعون بھی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعوی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فقال انا ربکم الاعلی فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولی** ترجمہ:۔ کہا فرعون نے لوگوں سے میں ہوں تمہارا رب سب سے بڑا اور اونچا۔ پس پکڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے سزا میں پچھلی اور پہلی اور آخرت میں بھی عذاب ہو گا اور اس نے دنیا میں بھی عذاب پایا اول اچھا تھا۔ اس ملعون نے جب دعوی خدائی کا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی بلاؤں میں گرفتار کیا۔ اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش بلخ میں ہوئی تھی۔ جب وہ بڑا ہوا اور سیر و سیاحت کو نکلا۔ بیوشخہ ایک شہر کا نام ہے سیر کرتا ہوا وہاں پہنچا۔ اس جگہ ہامان بے ایمان سے ملاقات ہوئی چونکہ ہامان اسی جگہ کا باشندہ تھا جب آپس میں ربط و ضبط قائم ہوا تو ہامان نے

Marfat.com

فرعون سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ سیر کو چلوں گا اور دنیا کے حالات معلوم کروں گا۔ چنانچہ دونوں معلون مصر شہر میں آئے اور وہ ایام خربزے پھل کے تھے۔ ان دونوں نے کھیت والے کے پاس جا کر کھانے کا سوال کیا خربزے والے نے ان دونوں سے کہا کہ بھائی ایسا کرو کہ تم دونوں ہمارے یہاں کے خربزے بازار لے جاؤ اور وہاں جا کر فروخت کرو' جب یہ مال میرا تم لوگ فروخت کر دو گے تو پھر ہم تم دونوں کو کھانے کو دیں گے یہ سن کر فرعون نے ہامان سے کہا کہ تم یہیں رہو اور میں یہ مال خربزے لے کر بازار جاتا ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یعنی فرعون خربزے لے کر بیچنے کو شہر گیا۔ اور دو کانداروں سے اس نے کہا ہم تو سودا ادھار خریدتے ہیں اور نقد میں پھل و ترکاری نہیں خریدتے اور جس کو جو قیمت ہوتی ہے اس کو مال اپنا فروخت کر کے بعد میں دے ڈالتے ہیں۔ ہمارے شہر کا تو یہی دستور ہے۔ فرعون کچھ عرصہ تک سوچتا رہا پھر وہ خربزے اس وعدہ پر بیچ کر واپس اسی جگہ آگیا اور مالک خربزے سے کہا کہ یہ کام اچھا تو نہیں اتنا بول کر وہ وہاں سے چل دیا۔ اور پھر شاہ مصر کو جا کر ایک درخواست پیش کر دی کہ میں بعید الوطن غریب ہوں۔ اور کھانے پینے سے بہت عاجز ہوں۔ فدوی کو کوئی کام اسی شہر مصر میں جہاں پناہ کی سرکار عالی میں موافق گزارے کے ہو تو غلام کو اس جگہ پر مامور فرما کر سرفراز فرمائیں۔ اس بدبخت کا نصیب بیدار تھا۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ مصر کا حکم ہوا کہ تو کون سا کام کرنا چاہتا ہے۔ وہ بولا داروغی مقبرہ اسی شہر کی چاہتا ہوں کہ بے اجازت میری کوئی وہاں مردہ نہ گاڑنے پائے یہ سن کر بادشاہ مصر نے اس کو گورستان کی داروغی دے دی۔ تب دروازے پر گورستان کے جا بیٹھا۔ قضا الٰہی سے ایسا ہوا کہ اسی سال مصر میں وبا پھیل گئی۔ اور بہت آدمی مرنے لگے فرعون نے جب یہ دیکھا تو اس نے ہر ایک لاش کے وارثوں سے ایک ایک درم سونے کا لینا شروع کر دیا۔ اس طریقہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس بہت سا روپیہ جمع ہو گیا۔ پھر اس روپے سے مقربان بادشاہ کو دے کر تمام شہر کی داروغائی لے لی اور شاہ مصر اپنے جہل سے اس کو پیار کرتا اور خلعت بھی دیتا اتفاقاً قضائی الٰہی سے وزیر مصر مر گیا اس کے بعد فرعون ہی کو بادشاہ مصر نے وزیر مقرر کر دیا۔

اس وقت فرعون نے ہامان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدائی کا دعوی کروں' تاکہ ساری مخلوق مجھ کو اپنا معبود جانے اور میری پوجا کرے یہ سن کر ہامان نے اس سے کہا کہ اگر

Marfat.com

تو خدائی چاہتا ہے تو یہ کام آہستہ آہستہ کر سب سے پہلے مخلوق اپنے ہاتھ میں لے لو۔ فرعون نے کہا ایسا کرنے کی کیا تدبیر ہے کیونکہ تمام لوگ تو اس وقت یوسف بن یعقوب علیہما السلام کے دین پر مستحکم ہیں کس طرح ان کو اپنا بناؤں آخر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہامان اس بات کو کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ پھر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ بادشاہ مصر سے درخواست کر کہ میں چاہتاہ ہوں کہ ایک برس تک مصر کی رعیت کے واسطے خزانہ سے مفت فرمائشیں پوری کی جائیں اور فدوی اپنی طرف سے سرکاری خزانہ میں ایک سال کا جو خرچ ہو گا دے گا بادشاہ نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارا نقصان ہو اور میرا نفع۔ اچھا میں اجازت دیتا ہوں کہ اس سال خزانہ رعیتوں پر خاطر معاف کیا۔ فرعون نے جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ سرکار عالی کا خزانہ کسی طرح کم ہو۔ پس بادشاہ نادان اور کم فہم تھا۔ فرعون کی خاطر رعیتوں سے ایک سال کا خزانہ لیا اور کہا کہ اپنے دل کی مراد پوری کرو۔ تب فرعون نے اپنے دیوان اور خزانچیوں کو بلا کر پوچھا کہ مصر کا خزانہ رعیتوں سے کتنا وصول ہوتا ہے وہ سب بولے کہ اتنا ہوتا ہے پس فرعون نے اسی قدر روپیہ اپنی طرف سے ہامان کی ہاتھ بادشاہ کی سرکار میں داخل کر دیا اور اس کے بعد پورے شہر میں منادی کرا دی کہ اس سال خزانہ رعیتوں پر معاف کیا اور ہم نے اپنی طرف سے خزانہ بادشاہ سرکار میں داخل کر دیا اور مزید دو برس کی معافی کے واسطے بھی ہم نے سرکار عالی میں عرض کی سو وہ بھی قبول ہوئی۔ پھر تو تمام رعایا مصر کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی غریب و مساکین جتنے تھے سب نے فرعون کی ترقی کے واسطے دعائیں کیں اور سب کے سب خدا کا شکر بجا لائے پس تین سال کا خزانہ موقوف ہونے سے مصر کی رعایا کو فراغت ہو گئی اور پھر چند ہی روز بعد بادشاہ مصر کی تجہیز و تکفین کے بعد تین دن تک تعزیت کی گئی۔ اور چوتھے روز تمام شہر کے لوگ قاضی مفتی عالم فاضل امراء و غربا چھوٹے بڑے سب بادشاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ کے تخت پر کس کو بٹھانا چاہئے کیونکہ ملک بے سرنباشد۔ چونکہ مصر کے لوگوں کے فرعون سے نیکی دیکھی تھی کہ تین برس کا خزانہ مصر کا معاف کیا تھا اور اپنے پاس سے تین برس کا روپیہ بادشاہ کو دیا تھا اس لئے سب اس سے خوش تھے۔ یہ خیر خواہی دیکھ کر سبھوں نے اس فرعون مردود کو تخت پر لے جا کر بٹھا دیا جب یہ ملعون مصر کا بادشاہ ہوا اور پھر اس ہامان بے ایمان کو اپنا وزیر بنایا۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ اب ملک مصر پورا ہمارے ہاتھ میں آیا ہے یعنی ہم اس

Marfat.com

ملک کے بادشاہ مقرر ہو گئے ہیں۔

ہامان سے اس نے کہا کہ اب کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ تمام ملک مصر کے باشندے اور تمام خلائق مجھ کو خدا کہے اور مجھ ہی کو معبود جانے اور میری پرستش کرے۔ اس کے مقرر کردہ وزیر ہامان نے فرعون ملعون کو یہ صلاح دی کہ پہلے مصر میں یہ حکم دیا کہ اس وقت تمام علماء و فضلاء جتنے ہیں ہمارے قلمرد میں درس تدریس نہ دینے پائیں اور اپنے تمام تدریسی سلسلے کو بالکل ختم کر دیں۔ اس تدبیر سے آہستہ آہستہ لوگ اپنے دین سے بے خبر ہوتے رہیں گے اور جو آئندہ پیدا ہونگے وہ سب کے سب بغیر علم کے جاہل ہوں گے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ اپنے اپنے دین سے برگشتہ ہو جائیں گے یہ بات ہامان کی سن کر فرعون نے اپنے ملک مصر میں تعلیم و درس و تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا کہ میرے اس ملک میں کوئی بھی نہ علم سیکھنے پائے فوراً درس و تدریس کو بند کر دیں ورنہ ہم ان سب کو قتل کرا دیں گے فرعون بادشاہ کا یہ حکم سن کر اور قتل کرانے کے خوف سے سب نے درس و تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا اور بالکل لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ سارا ملک جاہل بن گیا اور اپنے حقیقی خدا کو بالکل ہی بھول گئے اور وہ مثل چوپائے وحوش کے ہو گئے اس کے بعد فرعون نے حکم کیا کہ تمام لوگ اپنے اپنے بتوں کو سجدہ کیا جائے۔ پس ایک قوم قبطی جو کثیر تعداد میں تھی اس نے بت پرستی شروع کر دی اور یہ سلسلہ تقریباً بیس سال تک رہا پھر اس کے بعد فرعون ملعون نے اعلان کرایا اور اس اعلان میں یہ الفاظ لوگوں کے کانوں تک پہنچائے جس کو قرآن مجید نے نقل فرمایا۔ **فحشر فنادی فقال انا ربکم الاعلی** ترجمہ: پس لوگوں کو جمع کیا پھر ان لوگوں سے کہا میں ہوں رب تمہارا سب سے بڑا اور بلند۔ اور اس حالت میں چالیس برس گزرے۔ اس کے بعد تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ پھر اسی قوم قبطی نے فرعون کو پوجنا شروع کر دیا۔ اس قوم پر فرعون ملعون بہت نوازش کرتا اور دوسری قوم بنی اسرائیل تھی وہ اس کو خدا نہیں مانتی تھی اس کو طرح طرح سے تکلیفیں دیتا کیونکہ بنی اسرائیل قوم تو دین یوسف علیہ السلام پر قائم تھی۔ اور بعوض جزیہ کے فرعون ملعون ان سے قبطیوں کی خدمت کرواتا اور ان کی ہر وقت تحقیر کرتا اور جن کاموں کو وہ ناچیز سمجھتا تھا مثل محنت اور بوجھ اٹھانا لکڑی چیرنا اور چنا دلنا۔ اور گھاس کاٹنا۔ جھاڑو کشی کرنا۔ اور گوہ گوبر پھینکنا علیٰ ہذا القیاس ان سب کاموں پر مقرر کیا تھا۔ اور کچھ لوگوں کو

Marfat.com

بنی اسرائیل قوم میں سے مختلف شہریوں اور دیہات میں اپنے تابعین کی خدمت میں بھیج دیتا۔ اور ان کی عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت لیتا۔ غرضیکہ بنی اسرائیل قوم کی عزت و وقار نہیں کرتا تھا۔ مگر صرف ایک عورت کہ جن کا نام آسیہ تھا وہ بنی اسرائیل قوم سے تھیں اور بڑی ہی حسین و جمیل تھیں لیکن وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین پر ہی تھیں اور ان کے خصائل بھی شہرہ آفاق تھے اس وجہ سے فرعون ملعون ان کو اپنے نکاح میں لایا تھا۔ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ فرعون نے ان کو پرستندہ اپنا جان کر بڑی عزت سے اپنے گھر میں رکھا تھا۔ مگر وہ اپنے دین میں بہت مضبوط تھیں اور وہ خلاف شرع نہیں چلتی تھیں اور ہمارے رسول اکرم ﷺ نے پانچ عورتوں کی پاکی اور بزرگی بیان فرمائی ہے۔ ایک حضرت موسیٰ کی ماں۔ دوسری مریم بنت عمران اور تیسری خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد جو حضور اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور چوتھی حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول خدا ﷺ اور پانچویں بی بی آسیہ رضی اللہ عنہن کیونکہ یہ سب صالح تھیں۔ الغرض قوم بنی اسرائیل تیرہ برس تک فرعون کے عذاب میں اور اس کی قوم کی خدمت میں گرفتار رہی۔ زن و مرد اس قوم کی خدمت کرتے اور ان کی باربرداری میں لگی رہتے اور صبر کرتے تھے۔ لیکن باوجود اتنی سخت تکلیف کے وہ اپنی آبائی دین اسلام سے نہیں پھرے اسی حالت میں وہ شب و روز استغفار اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن فرعون ملعون نے دریائے نیل کے کنارے مجلس جشن کی تھی تمام لوگ بنا کر وہاں گئے اور اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی لے گئے اور وہاں جا کر خوشیاں منائیں اور پھر فرعون نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالیٰ

ونادی فرعون فی قومه قال یقوم الیس لی ملک مصرو ہذه الانهار تجری من تحتی افلا تبصرون○ ام انا خیر من ہذ الذی هو مهین ولا یکاد یبین○

ترجمہ:۔ اور پھر پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا اے قوم میری بھلا مجھ کو کیا نہیں ہے حکومت مصر کی اور یہ نہریں چلتی ہیں نیچے میرے کیا تم نہیں دیکھتے بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص سے کہ جس کو عزت نہیں ہے اور وہ صاف بھی نہیں بول سکتا۔ اتنی بات فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں تکبری سے کہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے اس بات کو لوگوں نے مانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قولہ تعالیٰ **فستخف قومه فاطاعوه انهم کانوا**

Marfat.com

قوما فسقین ○ ترجمہ:۔ پھر عقل کھودی اپنی قوم کو بھی جہنم میں ملا دے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو چار سو برس کی عمر دی تاکہ وہ ہر روز باغی ہوتا رہے اور اپنے حقیقی معبود کی نافرمانی کرتا رہے۔ پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے دریائے نیل کو سکھا دیا اور اس میں کچھ بھی پانی باقی نہ رہا۔ یہ دیکھ کر فرعون ملعون کی قوم نے اکٹھے ہو کر کہا اگر تو ہمارا خدا ہے تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دے تب جانیں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ پس فرعون نے یہ بات سنی اور سنتے ہی سات لاکھ سوار اپنے ہمراہ لے کر میدان سعید الاعلیٰ کی طرف نکل گیا اور ایک ایک منزل پر ایک ایک لاکھ سواروں کو چھوڑتا گیا اسی طرح سب کو رخصت کر کے تنہا ایک میدان میں جا کر ایک غار میں اندر گھسا اور گھوڑے کی باگ کو گلے میں لپٹ کر قبلہ رخ ہو کر سجدی میں جا گرا اور پھر یہ مناجات کی۔ الٰہی تو حق پر ہے اور میں باطل پر ہوں اور میرا رب بے نیاز و بے پرواہ ہے اور میں نے دنیا کو بعوض آخرت کے اختیار کیا اے میرے رب جو کچھ مجھ کو دینا ہے تو وہ مجھے دنیا کی زندگی میں ہی دے دے اور میں آخرت نہیں چاہتا ہوں اور مجھ کو خوب معلوم ہے کہ آخرت میں میرے لئے سوائے دوزخ کے اور کچھ نہ ہو گا۔ جب فرعون نے خدا کی درگاہ میں یہ دعا و مناجات کی تو اسی وقت ایک شخص غیب سے آیا اور اس غار کے منہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور فرعون سے کہنے لگا کہ میں ایک شخص کی شکایت تمہارے پاس لایا ہوں تم اس کا انصاف کرو یہ سن کر فرعون بولا تو یہاں کیوں آیا یہ جگہ تو انصاف کی نہیں ہے کل دربار میں آنا وہاں میں اس کا انصاف کر دوں گا اور اس وقت تو یہاں سے چلا جا۔ پھر وہ بولا کہ تم ہمارا انصاف یہیں کر دو اور بغیر انصاف کرائے ہوئے ہم یہاں سے نہیں جائیں گے چنانچہ یہ مکالمہ ہو ہی رہا تھا کہ ادھر دریائے نیل کا پانی جاری ہو گیا نیل پھر بھر گیا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے بہت خوشی محسوس کی اور اسی خوشی کے عالم میں وہ اس شخص سے کہنے لگا کہ اے نوجوان تم کیا چاہتے ہو۔ اس کے پوچھنے پر اس نوجوان نے فرعون سے کہا کہ جو بندہ خداوند عالم کی نافرمانی کرے اور اس کے حکم کو بھی تسلیم نہ کرے اور خداوند قدوس اس پر اپنی مہربانی کرے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اس بندہ کی کیا سزا ہے؟ فرعون نے جواب دیا کہ اس بندہ کی سزا تو یہ ہے کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارنا چاہئے اس نوجوان نے یہ جواب سن کر کہا بہت اچھا۔ آپ اس کو مجھے لکھ کر دے دیں تاکہ یاداشت رہے اور کل بندہ آپ کے

Marfat.com

دربار میں حاضر ہو گا آپ کے حضور میں اظہار کرے گا۔ فرعون بولا کہ بھئی یہاں تو دوات قلم و کاغذ نہیں میں کس طرح لکھوں۔ اس نوجوان نے کہا میں دیتا ہوں تم لکھو۔ پھر فرعون نے اس غار کے اندر بیٹھ کر خوشی سے لکھا کہ جو بندہ اپنے خداوند کی نافرمانی کرے گا اور اس کا حکم نہ مانے اور خداوند اس کو سب طرح سے آرام دے کھانے کو دے تو اس بندہ کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارا جائے۔ اس طرح پر یہ دستاویز لکھ کر اس نوجوان کے حوالے کی اور اس نے یہ نہ جانا کہ وہ نوجوان کون تھا اور وہ نوجوان یہ دستاویز لکھوا کر نظروں سے غائب ہو گیا۔ وہ در حقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھا اور پھر اس کے بعد ایک آواز آئی کہ اے فرعون! دریائے نیل کو میں نے تیرے حکم کے تابع کیا تو جب حکم کرے گا کہ اے پانی کھڑا رہ تو وہ پانی تیرے فرمان کے باہر نہ ہو گا تب فرعون یہ سن کر اور خوش ہو کر اس میدان الاعلیٰ سے اپنے گھر پر چلا آیا اور دریائے نیل کو جس طرف کہتا وہ اسی طرف ہو جاتا۔ اگر وہ یہ کہتا کہ اے پانی تو اونچا ہو کر چل تو پہاڑ سے زیادہ اونچا ہو کر چلتا اور اگر وہ کہتا کہ اے پانی تو نیچے ہو کر چل تو وہ پانی نیچے ہو کر چلتا۔ چند روز کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرعون ملعون کو ایسی کرامت دی تھی۔ باوجود اس کے وہ ملعون دعوی خدائی کا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے لوگو! میں مصر کا مالک ہوں اور دریائے نیل بھی میرے تابع ہے دیکھو تو پانی دریائے نیل کا بالکل خشک ہو گیا تھا وہ میں نے ہی جاری کیا تمہارے پینے کے لئے اہل مصر نے جب یہ کرامت دیکھی فرعون سے تو تعریف کرتے ہوئے سجدہ میں گرے اور اس کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ بولے بے شک تو ہمارا پروردگار ہے۔ لعنتہ اللہ علیہم اجمعین اور ایک مکان بھی عالی شان لب دریا بنایا تھا اس کا نام عین الشمس رکھا تھا ایک حوض بنا کر دریا کے پانی کی نہر اس پر جاری کی تھی اور اس پر چار ستون سونے کے بنائے تھے اور وہ اس طرح بنائے تھے کہ حوض کے کنارے پر سے کوشک پر جا کر دوسری راہ نکل پڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے دو درخت بھی اس حوض پر پیدا کیا تھے ایک درخت سے تو روغن زرد نکلتا تھا اور دوسرے درخت سے روغن سرخ وہ روغن جس بیمار کو دیا جاتا خدا کے فضل و کرم سے شفا پاتا اسی وجہ سے فرعون ملعون فخر کرے لوگوں کو جتاتا اور خدائی کا دعوی کرتا تھا اور اپنی ربوبیت کی دلیل ان دونوں درختوں سے دیتا کہ دیکھو میری ربوبیت کی یہ دلیل ہے چنانچہ مخلوق نے جب ان درختوں پر غور کیا اور اس میں فرعون کی کرامت ظاہر پائی جو وہ

Marfat.com

کہتا اسی وجہ سے خلق اور بھی فرعون کی ربوبیت کی قائل ہو کر گمراہ ہوتی چلی گئی اور تمام ملک میں گمراہی پھیل گئی۔

بیان عوج بن عنق

تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض راویوں نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم موسیٰ علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ زمین شام مقدس کی تم کو دوں گا تم وہاں ظلم و تعدی کرنے والوں کو نکال دو اور در حقیقت مقام اجداد بنی اسرائیل کا کنعان میں ہی تھا اب مصر میں ہوا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ تمام ملک شام میں خدا کے دشمنوں سے جہاد کرو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ساتھ فتح کا وعدہ کیا تھا اور وحی بھی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام بارہ آدمی سردار بارہ قوم سے بنی اسرائیل کے نقیب کرتا کہ ہر ایک سبط اپنے اپنے سرداروں کے تابع رہے اور ہماری رضا پر رہیں تو ان سے اس بات کو کہہ دے کہ ان کا سردار نقیب جو حکم ان پر کرے تو وہ اس پر عمل کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وبعثنا منہم اثنتی عشر نقیبا

ترجمہ:۔ اور اٹھائے ہم نے ان میں بارہ سردار۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو ہمراہ لے کر جب کنعان میں گئے تو اپنے نقیبوں کو شام کے اطراف میں بھیجا تاکہ ان پر ظالم و جابر لوگوں کا حال معلوم کریں جب وہ لوگ وہاں سے کچھ حالات معلوم کئے تو وہاں ایک بہت بڑے قد و قامت والا انسان بھی دیکھا جو سمندر کی تہہ میں مچھلی پکڑ لاتا اور اپنی لمبائی کے سبب سے وہ سورج کی تپش سے بھون کر کھاتا تھا۔ اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے یہی شخص بچا تھا۔ اور ایسا دراز قد تھا کہ سمندر کے پانی میں بھی وہ ڈوب نہ سکتا تھا اتنا بڑا لمبا جوان تھا اور اس کی عمر تین ہزار پانچ سو برس تھی وہ شخص حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک وہ زندہ رہا اور اس کی ماں کا نام صفورہ تھا وہ بیٹی حضرت آدمی علیہ السلام کی تھیں اور اس کے باپ کا نام عنق تھا۔ اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ اس کے باپ کا نام سبحان تھا اور ماں کا نام عنق تھا۔ پس عوج بن عنق نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ سرداروں کو دیکھ کر پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ پھر انہوں نے اپنا حال بیان کیا اس کے بعد عوج بن

Marfat.com

عنق نے ان سب کو پکڑ کر اور اپنی ازار میں لے کر اپنی بیوی کو دکھانے لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو یہ سب میرے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں یہ کہہ کر زمین پر رکھ کر اس نے چاہا کہ مثال چیونٹی کے پیر سے مل دے اس وقت اس کی بیوی نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو وہ ضعیف و ناتواں ہیں خود ہی چلے جائیں گے تجھ کو ان کو مارنے سے کیا فائدہ ہو گا۔ چنانچہ وہ نقیب حضرات جابروں کی کثرت اور حقیقت دریافت کر کے ڈر گئے اور اپنی جگہ پر واپس چلے گئے اور آپس میں کہنے لگے ان جابروں اور ظالموں کا حال جو ہم دیکھ آئے ہیں اپنی قوم سے نہ کہنا چاہئے کیونکہ وہ تو پہلے ہی بزدل ہیں لڑائی اور جہاد کے نام سے بھاگ جائیں گے لیکن ان لوگوں کا احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے کہنا چاہئے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وہاں کا حال بیان کیا اور نیز یہ بھی بیان کیا کہ وہاں کے پھل فروٹ بھی بہت بڑے بڑے ہیں اگر ایک دانہ انار کا نکالیں تو آدمی سیر ہو جائے اسی طرح انگور بھی بہت بڑا دیکھا اگر ایک دانہ کھالیں تو جی بھر جائے گا اور دوسرا نہ کھایا جائے اور پھل فروٹ جو وہاں سے لائے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دکھائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئے۔ پس دس نقیبوں نے عہد شکنی کر کے احوال وہاں کا جو دیکھا تھا اور عوج بن عنق کے ہاتھ گرفتار ہونے کا اپنی قوم سے کہہ دیا لیکن دو شخص یعنی یوشع اور کالوت نے عہد شکنی نہ کی۔ یہ خبر سن کر بنی اسرائیل نے چاہا کہ جہاد میں نہ جائیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہا اے لوگو تم مت گھبراؤ اور نہ جہاد سے بھاگنے کی کوشش کرو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ نصرت فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان کافروں پر فتح دوں گا ادھر قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا قولہ تعالیٰ **قالوا یموسی ان فیہا قوما جبارین** ترجمہ:۔ بولی قوم اے موسیٰ وہاں پر ایک شخص ہے بڑی قد و قامت والا اور وہ بڑا ہی زبردست ہے۔ ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل جائے۔ اللہ تعالیٰ کی نوازش تھی ان دونوں پر وہ یوشع بن نون علیہ السلام اور کالوت بن قتادہ علیہ السلام تھے اور وہ دونوں بزرگ نیک طینت تھے ان بارہ سرداروں میں بنی اسرائیل کے اور وہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بعد پیغمبر ہوئے۔ وہ دونوں بزرگ بولے کہ اے قوم بیٹھ جاؤ اور ان پر حملہ کرو دروازے سے کیونکہ قوم جبار نہایت قوی ہے اور خدا تم کو فتح دے گا اور موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ

Marfat.com

کیا ہے کہ خدا ان کو ضرور ہلاک کرے گا جیسا کہ فرعون کو ہلاک کیا۔ اور تم لوگ تو اللہ پر یقین رکھتے ہو پھر کیوں نہیں اس پر بھروسہ کرتے اس پر بھی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ہرگز نہ جائیں گے ساری عمر جب تک وہ وہاں رہیں گے اے موسیٰ علیہ السلام تو اور تیرا رب دونوں جاکر ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے غصہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے بدعا کی قولہ تعالیٰ **قاب رب انی لا املک الخ** ترجمہ:۔ بولے موسیٰ علیہ السلام اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو تو جدائی کر دے ہم میں اور بے حکم لوگوں میں' قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جہاد کرو عمالقہ جبار سے ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ کے لئے وہ ملک تمہارا ہو گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک کی بیان کیجیو اور قوت دشمن مت بیان کرنا۔ اس حکم پر صرف دو شخص قائم رہے اور دس نہ رہے۔ جب قوم نے ان سے عمالقہ کا زور و قوت سنا تو اپنی نامردی ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے یہ چاہا ہے ہم پھر لوٹ کر مصر جائیں۔ اس تقصیر کی وجہ سے چالیس برس شام میں دیر لگی اور اس قدر مدت بنی اسرائیل جنگلوں میں پھرتے رہے اور اس قرن کے لوگ سب مر گئے تھے مگر وہ شخص جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے یوشع اور کالوت ان کے ہاتھ سے ملک شام فتح ہوا۔ القصہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام اپنا عصا ہاتھ میں لے کر ملک شام کو برائے جہاد روانہ ہوئے اور جب رات ہوئی بنی اسرائیل نے مصر جانے کا قصد کیا تمام رات چلتے رہے اور صبح فجر کے وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا اسی پر آرہے ہیں پھر دوسری شب کو تمام رات چلتے کو تمام رات چلے فجر کو دیکھتے ہیں کہ جہاں سے کوچ کیا تھا وہیں ہیں۔ وہ سمجھے کہ موسیٰ کی بددعا سے یہ حال ہوا تو تب یوشع بن نون علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اس میدان میں ٹھہر جاؤ اور صبر کرو استغفار پڑھو جب تک موسیٰ علیہ السلام ملک شام فتح کر کے واپس نہ آئیں تب تک یہیں ٹھہرے رہو۔ یہ بات سن کر بنی اسرائیل خدا پر توکل کر کے اسی جگہ رہے اور اس جگہ کا نام تیہ ہے جن جگہ پر یہ لوگ ٹھہرے رہے اور اس میں بارہ اسباط بنی اسرائیل اور چھ لاکھ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے چالیس برس محبوس رہے اور وہاں سے نکل نہ سکے۔ اور عرض اٹھارہ کوس کا ہے غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نزدیک شہر عوج کے گئے۔ لوگوں کی مہیب شکل دیکھ کر ڈرے اور حافظ حقیقی کو یاد کر کے آگے

Marfat.com

بڑے۔ جب عوج بن عنق نے ان کو دیکھا تو چاہا کہ پکڑ کر چیونٹی کی طرح پیروں سے مل دیں اور کہا کہ تو ہے سردار قوم بنی اسرائیل کا اور تو نے قبطیوں کو دریائے نیل میں فرعون کے ساتھ ڈبا مارا ہے یہ کہہ کر اس نے موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوابی حملہ کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد بھی تقریباً دس گز لمبا تھا اور دس گز اوپر چھل کر اس کے ٹخنوں پر عصا مارا وہیں مردود گر کر مر گیا چالیس برس سے بنی اسرائیل تیہ مذکور میں تھے اور ادھر لاش عوج بن عنق کی میدان میں پڑی تھی اور گوشت پوست گل گیا تھا اور پشت کی ہڈی مثل پہاڑ کی اونچی ہو رہی تھی۔

بیان پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام

بعض تواریخ کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک رات فرعون ملعون نے اپنے خواب میں دیکھا کہ دو درخت عالم بالا پر گئے اور پھر سارا عالم ان کے زیر سایہ ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی اس نے اپنے تمام حکیموں اور منجموں اور جادوگروں کو بلایا اور پھر ان سے پوچھا کہ تم کو خوب غور و خوض کر کے ہم کو اس خواب کی تعبیر بتانا چاہئے۔ یہ سن کر فرعون نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم اپنی اپنی کتابوں میں اس خواب کی تعبیر کو معلوم کرتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے خیالات کے مطابق اپنی اپنی کتابوں میں خوب اچھی طرح غور کیا۔ پھر ان لوگوں نے آکر کہا کہ قوم بنی اسرائیل سے ایک ایسا شخص پیدا ہو گا کہ تمہاری مملکت کو وہی خراب کرے گا اور تمام لوگ اس کے زیر حکم ہوں گے۔ یعنی ملک و میراث و نعمت کل اس کے ہاتھ میں ہو گی یہ گفتگو اپنے منجموں کی سن کر فرعون بہت ہی ہراساں ہوا اور پھر بولا۔ وہ لڑکا کب پیدا ہو گا۔ وہ منجم کہنے لگے کہ تین دن رات میں وہ لڑکا اپنے باپ کی پشت سے مادر رحم میں آئے گا۔ یہ سن کر فرعون نے گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے حکم دیا کہ جتنے بنی اسرائیل ہیں آج سے کوئی بھی اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر نہ ہونے پائے اور جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ اس نے ایک ایک آدمی بنی اسرائیل کے گھروں میں متعین کر دیا اور فرعون کے ڈر کی وجہ سے بنی اسرائیل میں کوئی آدمی بھی اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرتا مگر تقدیر الٰہی سے چارہ نہ تھا اور باوجود اس تنبیہ اور تہدید کے اسی تین دن رات کے اندر جو نجومیوں نے کہا تھا روز موعود میں وہ لڑکا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام انی

Marfat.com

ماں کے شکم میں آگئے اور اس کی شرح یوں ہے کہ خاتون عمران کی بی بی تھی اور وہ بنی اسرائیل کی قوم سے تھیں اور اس سے پہلے ایک لڑکا بھی تھا اور ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام مریم تھا اور عمران فرعون کے ندیموں میں سے تھا اور وہ اس دن فرعون کے پاس تھا۔ بی بی کو شوق مباشرت کا ہوا اور ان کو ایسا غلبہ ہوا کہ صبرو قرار بھی جاتا رہا آخر وہ نہ ٹھہر سکیں رات ہی کو اٹھ کر اپنے گھر سے نکل کر فرعون کے دروازے پر جا پہنچیں۔ اتفاقا تمام دروازے کھلے ہوئے تھے اور دروازوں پر نگہبان اور دربانوں کو سوتے ہوئے دیکھا اس دن اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کا غلبہ بھی زیادہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ خاتون بے کھٹکے فرعون کی خوابگاہ میں جا پہنچیں وہاں اپنے شوہر کو دیکھا کہ فرعون کی نگہبانی کر رہا ہے اور فرعون سوتا ہے ادھر عمران اپنی بیوی کو دیکھ کر جب تمام لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے۔ شوق مباشرت زیادہ ہوا۔ پس وہاں سے سرک کر زن و شوہر نے مجامعت سے فراغت کرلی۔ اور اس گھڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں آئے بعد اس کے بی بی خاتون وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلی آئیں اور یہ بھید کسی کو معلوم نہ تھا سوائے رب العالمین کے وہ تو ہر بھید کو اچھی طرح جانتا ہے بلکہ وہ تو ظاہروباطن چیزوں کی خبر رکھتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو فرعون نے اپنے نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں۔ تو انہوں نے اپنے حساب نجوم سے حساب لگا کر بتایا کہ وہ آج شب گزشتہ میں باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں آچکا ہے۔ یہ سنتے ہی فرعون نے ملعون نے اپنے تمام کارکنوں کو حکم دیا اگر کوئی بھی لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوا تو اس کو فورا مار دو' لیکن لڑکی کو مت مارنا اور خوف کے عوض میں اس کی ماں کو ستردرم دے دینا۔ چنانچہ پھر ایسا ہوا کہ روپے کی لالچ سے ماں باپ اپنے نوزائیدہ بچے کو فرعون کے پاس لاتے اور وہاں سے ستردرم لے کر اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور فرعون نے ملعون نے ہر ایک گھر میں بنی اسرائیل کے ایک ایک قبطی کو تعینات کیا اور وہ. قبطی اگر بیٹا ہوتا تو اس کو مار ڈالتا اور اگر بیٹی ہوئی تو اس کو نہ مارتا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **واذ نجینکم من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناء کم و یستحیون نساء کم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم۔**

Marfat.com

ترجمہ: اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے کہ دیتے تھے تم کو بڑی تکلیف ذبح کرتے تمہارے بیٹے اور زندہ رکھتے تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں آزمائش ہوئی تمہارے رب کی بڑی۔ پس بنی اسرائیل کو فرعون نے بڑے دکھ میں رکھا تھا اور ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور یہاں تک کہ اس نے کر رکھا تھا ان کی عورتوں کے حمل آکر دیکھتے اور ان کے پیٹ پر غیر محرم ہاتھ پھیرتے تھے کہ حمل ہے یا نہیں۔ اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حمل سے تھیں ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ وہ روٹی پکاتی تھیں یکایک ان کو درد زہ ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ نہایت خوبصورت تھے ان کے تولد سے سارا گھر روشن ہوگیا اور جو کوئی بھی ان کی طرف دیکھتا تو اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور کچھ ہی عرصہ میں فرعون کے لوگ بھی آپہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اندیشہ کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ میں اس بچے کو کہاں لے جاکر چھپاؤں کیونکہ فرعون کے لوگ اس بچے کو دیکھتے ہی مار ڈالیں گے' یا اللہ اس بچے کو معصوم کو تو کسی جگہ پر پناہ دے آخر مجبور ہو کر تنور کی آگ میں بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ڈال دیا اور ایک دیگ خالی اس کے اوپر چڑھا دی۔ بعد اس کے فرعون کے لوگوں نے آکر خاتون کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو کچھ حمل کا اثر نہ پایا اور پھر وہ چلے گئے اور ادھر خاتون اپنے فرزند کی محبت میں رونے لگیں اور کہتی تھیں کہ ناحق میں نے اپنے بچے کو تنور میں ڈال دیا۔ نہایت ہی افسوس کر کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ اب تو بچہ بالکل جل گیا ہو گا اور کہنے لگیں کہ اگر جلے ہوئے بچے کی ہڈی بھی ہو تو اس سے اپنے دل مجروح کی دوا کرتی۔ بعد اس کے جب انہوں نے چولہے کے اندر دیکھا تو وہ بچہ اسی آگ میں اپنے ہاتھ میں ایک سیب لئے کھیل رہا ہے۔ یہ حال رکھ کر بڑی ہی متعجب ہوئیں اور خدا کا شکر بجالائیں یہ دیکھتے ہی ان کو اس تنور سے فورا اٹھالیا۔ اس کے بعد وہ پھر متفکر ہو گئیں۔ کہ اس لڑکے کو کہاں چھپا کر رکھوں۔ ایسا نہ ہو کر فرعون کے لوگ اس کو آکر مار ڈالیں۔ یہ کہتی جاتی تھیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رآدوه الیک وجاعلوه من المرسلین ؛

ترجمہ: اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلا پھر جب تم کو

Marfat.com

ڈر ہو اس کو تو ڈال دے اس کو دریائے نیل میں اور اس میں نہ کچھ خطرہ کر اور نہ کچھ غم کر ہم پھر پہنچادیں گے تیری طرف اور کریں گے اس کو اپنے رسولوں میں سے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یہ بشارت پاکر بہت خوش ہوئیں اور ایک صندوقچہ بنانے کے لیے ایک بڑھئی کی تلاش میں نکلیں فورا حضرت جبرائیل علیہ السلام بصورت بڑھئی کے ان کے سامنے آکھڑے ہوئے حضرت موسیٰ کی والدہ ان سے کہنے لگیں کہ کیا تم صندوقچہ بنانا جانتے ہو۔ بولے ہاں میں صندوقچہ بنانا جانتا ہوں چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام صندوقچہ بناکر چلے گئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے ان کو خوب دودھ پلایا اور بہترین حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر اس صندوقچہ میں رکھ کر مقفل کرکے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ چپکے سے بڑھئی کو گھر میں لائیں اس سے کوئی بھی آگاہ نہ تھا مگر ایک شخص ہمسایہ ان کا اس راز سے مطلع تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اس سے بہت خوف کرتی تھیں' اور بڑھئی کو ستر دینار اجرت اس کی دے کر رخصت کیا۔ چنانچہ اس ہمسائے نے یہ چاہا کہ اس کی خبر فرعون کو کر دوں جب وہ اس ارادے سے فرعون کے پاس گیا اور چاہتا تھا کہ اس لڑکے کی خبر دوں تو خدا کے حکم سے اس کی زبان گونگی ہوگئی اور وہ اپنا مقصد جو لے کر گیا تھا فرعون سے کہہ نہ سکا' جب فرعون کے پاس سے باہر نکل آیا پھر اس کی زبان کھل گئی' یہ دیکھ کر پھر اس نے قصد کیا کہ میں فرعون سے جاکر کہوں تو پھر وہ گونگا ہوگیا جب وہ وہاں سے باہر آیا تو اس کی زبان کھل گئی بیان کیا گیا ہے کہ ایسا قصد اس نے تقریبا سات مرتبہ کیا۔ لیکن جب وہ فرعون کے قریب پہنچتا اور ارادہ کرتا کہ میں اس خبر کو فرعون سے کہوں تو اس کی زبان فورا گونگی ہو جاتی تھی۔ چنانچہ وہ مجبورا چپ ہو کر وہاں سے باہر نکل آیا اور اس قصد سے وہ باز آگیا اور پھر اس نے توبہ کی اور خداوند کریم پر ایمان لے آیا اور پھر اس نے یہ بات کسی سے بھی نہ کہی الغرض ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس صندوقچہ میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم سے کہہ دیا کہ اے بیٹی تو اس صندوقچے کو دیکھتی ہوئی دریا کے کنارے کنارے چلی جا' کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص دیکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وقالت لاختہ قصیہ فبصرت بہ عن جنب وھم لا یشعرون** ۔ ترجمہ: اور کہہ دیا اس کی بہن کو کہ اس کے پیچھے

Marfat.com

چلی جا پھر وہ دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ پس خدا کے حکم سے وہ صندوقچہ پانی میں بہتا ہوا دریائے نیل سے اس نہر کے اندر سے جو فرعون نے اپنے محل کے اندر ایک بڑا حوض بنایا تھا وہاں پر جا کر ٹھہرا اور اس وقت فرعون اپنی بیوی آسیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے جو پانی پر بہتی ہے یہ کہہ کر دونوں نے اپنے تخت شاہی سے اٹھے اور اس کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک صندوقچہ ہے فرعون نے چاہا کہ اس صندوقچہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھالے لیکن وہ صندوقچہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔ کیونکہ فرعون مردود کافر و مشرک تھا پلید کے ہاتھ سے نہ اٹھا۔ اس کے بعد آسیہ خاتون نے اپنے ہاتھ دراز کئے اور انہوں نے وہ صندوقچہ اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا اور پھر فرعون کے سامنے لا کر رکھا پھر فرعون نے اس کے کھولنے کی ہرچند کوشش کی لیکن وہ اس صندوقچہ کو نہ کھول سکا مجبورا تھک کر بیٹھ گیا پھر آسیہ خاتون جو کہ مومنہ تھیں انہوں نے اس صندوقچہ کو کھولا اور بسم اللہ پڑھی۔ اس میں دیکھا کہ ایک لڑکا مہتاب صورت ہے اس کے نور سے سارا گھر فرعون کا روشن ہو گیا یہ دیکھ کر فرعون کے دل میں اس کی محبت آگئی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی نیک صورت دی تھی کہ جو کوئی ان کی طرف دیکھتا فریفتہ ہو جاتا تھا۔ پھر آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ مجھے فرزند نہیں ہے میں اس کو پالوں گی اور یہ واضح ہو کہ آسیہ خاتون بنی اسرائیل قوم سے تعلق رکھتی تھیں اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چچیری بہن تھیں اور وہ اچھی طرح اپنے خویش برادر کو پہچانتی تھیں پھر فرعون سے کہنے لگیں کہ دیکھو یہ لڑکا تمہارا اور میرا نور چشم ہے اس کو نہ مارنا کیونکہ ہم اس کو پالیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وقالت امراۃ فرعون قرۃ عین لی ولک ○ لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا اونتخذہ ولدا وھم لا یشعرون -

ترجمہ: اور بولی فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ لڑکا مجھ کو اور تم کو اور اس کو نہ مارو شائد یہ ہمارے کام آوے یا بنالیویں اس کو اپنا بیٹا اور وہ اس بات کو نہ سمجھتے تھے یعنی ان کو کچھ بھی نہ خبر تھی کہ وہی لڑکا بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن وہ خوب جانتا تھا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے دریائے نیل میں ڈال دیا ہے کہنے لگا کہ اگر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔ یہ سمجھ کر ان کو نہ مارا' اور فرعون کے یہاں ایک بیٹی تھی جو

Marfat.com

برص کی بیماری میں مبتلا تھی۔ اس نے آکر دیکھا کہ لڑکا رو رہا ہے اور اس کی منہ سے رال گرتی ہے اس نے جلدی سے آکر اس لڑکے کو اٹھالیا اور اپنی گود میں بٹھالیا۔ خدا کے فضل وکرم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ سے جو لعاب نکل رہا تھا وہ لعاب اس لڑکی کے برص کے دھبوں پر لگا تو اس کی برص کی بیماری جاتی رہی اور وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔ یہ دیکھ کر آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا مبارک لڑکا ہے کہ اس کے منہ سے جو رال نکل رہی تھی وہ تمہاری بیٹی کے بدن پر لگی تو اس کے بدن سے برص کی بیماری جاتی رہی۔ یہ سن کر اس نے اپنی بیٹی کو بلایا اور پھر دیکھا کہ واقعی جو برص کی بیماری تی وہ ٹھیک ہوگئی ہے تب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیار کرتے ہوئے اپنی گود میں لے لیا اور ایک دائی دودھ پلانے کے واسطے بھی مقرر کردی اور کہتے ہیں کہ فرعون نے جب اپنے کی تمام دائیوں کو بلایا اور بہت سی دائیاں آئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی دائی کا دودھ نہ پیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ **وحرمنا علیه المراضع من قبل فقالت هل ادلکم علی اهل بیت یکفلو نه لکم و هم له ناصحون**۔ ترجمہ: اور حرام کر دیا ہم نے اوپر اس کے دودھ دائیوں کا پہلے سے۔ پس خواہر موسیٰ وہارون علیہما السلام موجود تھیں۔ وہ بولیں کہ میں بتاؤں تمہیں ایک گھر والی کو کہ پالے اس کو واسطے تمہارے اور واسطے اس کے بہت خیرخواہ ہے۔ یہ سن کر فرعون نے کہا کے لے آؤ ان کو' پھر وہ دوڑی ہوئی گئیں اپنی ماں کے پاس جاکر بولیں اے ماں میرے خدا نے مہربانی کی ہے ہم پر چلو تم میرے بھائی کو دودھ پلانے اور فرعون بلاتا ہے اور اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور اس نے بہت سی دائیوں کو بلایا تھا۔ مگر وہ کسی کا دودھ نہیں پیتا ہے۔ تم چلو کیونکہ میں نے اجنبی طور پر تمہاری بات فرعون سے کہی ہے کہ میں دودھ پلانے والی ایک دائی لاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں خوش ہوکر فرعون کے گھر پر آئیں وہاں آکر دیکھا بہت سی دائیوں کو بلایا ہے لیکن کسی دائی کا دودھ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں پیتے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کو اپنی گود میں لیا اور اپنی دودھ پلانا چاہا تو انہوں نے فورا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ خوش ہوکر فرعون سے اس کے گھر والوں سے یہ کہنا چاہتی تھیں کہ یہ بیٹا بھی میرا ہے۔ تب فورا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں القا ہوا کہ اے خاتون یہ راز کسی پر

Marfat.com

مت ظاہر کرو اور اپنا بیٹا کہہ کر کسی کو مت کہو ہامان پلید نے جو فرعون کا وزیر تھا اس نے شمسہ اس کا قرینہ سے اور قیاس سے دریافت کیا اور وہاں سے کھڑا ہو کر دیکھتا رہا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں سے پوچھا کہ اے دائی یہ لڑکا شائد تمہارے ہی بطن سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولیں کہ ایسا نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ لڑکا میرے دودھ پر بہت خوش ہے۔ پس فرعون نے اس سے کہا کہ تم اپنے دودھ پلانے کی اجرت ہر روز ایک دینار ہم سے لیا کرو۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون سے اجرت دودھ پلانے کی مہینہ میں تیس دینار لیا کرتی تھیں اور اس طرح وہ اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فردونه الی امه کی تقرعینا ولا تخزن ولتعلم ان وعداللہ حق ولکن اکثرھم لا یعلمون۔

ترجمہ: پھر پہنچا دیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور وہ غم نہ کھائے اور جانے کے وعدہ اللہ تعالیٰ کا ٹھیک ہے۔ لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اسی طرح پر چند روز گزرے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون دیکھ کر خوش ہوا اپنی گود میں لے کر حضرت موسیٰ کو بوسے دینے لگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے منہ پر ایک طمانچہ لگایا یہ کیفیت دیکھ رک فرعون بہت ہی غصہ میں آگیا اور اسی وقت مار ڈالنے کا حکم کیا اور پھر بولا کہ شائد یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے جس کے ہاتھ سے میرا ملک تباہ برباد ہو گا۔ اس وقت آسیہ خاتون نے کہا اے فرعون کیا تم نہیں جانتے شیر خوار بچوں کا تو یہی فعل ہے ان کو سمجھ بوجھ نہیں ہوتی اور یہ لڑکا قوم بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے جو تم خیال کرتے ہو اور تم نے تو تمام قوم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالا ہے۔ پس اس کے آزمانے کے لیے ہامان نے دو طشت زر کے منگوائے ایک طشت میں تو انگارے آگ کے رکھے اور دوسرے طشت میں یاقوت سرخ سے بھر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے لاکر رکھے اور پھر یہ بولا اگر یہ لڑکا آگ کی طشت میں اپنا ہاتھ ڈالے گا تو یہ سمجھنا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل کی قوم سے نہیں ہے اور اگر یہ لڑکا یاقوت کے طشت میں ہاتھ رکھے گا تو تو سمجھنا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ اپنا ہاتھ اس یاقوت والی پشت میں ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے آکر ان کا ہاتھ پکڑ کر آگ کے طشت میں ڈال دیا۔

Marfat.com

پس اسی طشت سے ذرا سی آگ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے منہ میں رکھ لی اس سے کچھ زبان مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جل گئی۔ تب خاتون نے فرعون سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ بچے نے آگ پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ یہی خصائل بچوں کے ہوتے ہیں۔ پھر یہ بات سن کر فرعون ان کو گود میں لے کر پیار کرنے لگا اور پھر ان کے ماں کے حوالے کر دیا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان طفولیت میں فرعون کے گھر میں جل گئی تھی جس کی وجہ سے سے صاف گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے نوکر چاکر فرعون کے اپنے ساتھ لے کر شہر میں پھرا کرتے اور لقب آپ کا پسر فرعون تھا۔ اور کبھی کبھی فرعون ملعون ان کا ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھا کر اکثر باتیں علم اور حکمت کی لب شیریں سے ان کے سنتا اور پھر بہت پیار بھی کرتا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر بیس برس کی ہوئی تو فرعون نے ان کی شادی بڑی شان و شوکت سے کر دی اور شادی کے بعد دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں ایک کا نام حرتون تھا' اور دوسرے کا نام بلقا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون ملعون کی پاس تقریباً تیس برس رہے۔ پھر اس کے بعد شہر مدین کی طرف ہجرت کی اور حضرت شعیب علیہ السلام کی پاس گئے۔

بیان ہجرت مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملاقات حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معمول کے مطابق ایک دن شہر کے اندر قیلولے کے وقت گشت کر رہے تھے اسی اثناء میں دیکھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک ان سے قوم قبطی سے تھا اور نام اس کا سامری تھا۔ دونوں میں اچھا خاصا جھگڑا ہو رہا تھا۔ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کی کہ دیکھو قبطی مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور میری لکڑیاں ظلم سے چھین لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو اس کی لکڑیاں چھوڑ دے۔ قبطی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ لکڑیاں تمہارے باپ فرعون کے باورچی خانے کے لئے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میرے کہنے سے اسے چھوڑ دے اور دوسری لکڑیاں لے لو۔ لیکن اس قبطی نے نہ مانا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام نے اس قبطی کے سینہ پر ایک گھونسہ ایسا مارا کہ وہ زمین پر گڑا پڑا اور فورا اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ:

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام آئے شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہو رہے تھے وہاں کے لوگ پس پائے اس میں دو آدمی لڑتے ایک ان میں ان کے رفیقوں میں سے تھا اور ایک ان میں دشمنوں میں سے تھا پس فریاد کی موسیٰ علیہ السلام کے پس اس نے جو تھا ان کے رفیقوں میں اس شخص سے جو تھا ان کے دشمنوں میں سے پس مکا مارا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پس تمام کیا اس کو اور وہاں کوئی قبطی برادر اس کا نہ تھا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو وہاں سے بھگا دیا کہ تو یہاں سے چلا جا نہیں تو تیرا دشمن قبطی تجھ کو پکڑ لے جائے گا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تضرع و زاری کی اپنے گناہ سے جو کہ انہوں نے ایک قبطی کو ان کے حکم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کے سبب سے مار ڈالا تھا۔ قولہ تعالیٰ:۔ **قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ** ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب برا کیا میں نے اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پس بخش دیا اس کو بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ اس کے بعد سب قبطی آئے اور اس سردار قبطی کو مرا دیکھ اس کی خبر فرعون ملعون کو پہنچائی۔ فرعون بولا جاؤ اور اس کے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ تمام قبطیوں نے بہت تلاش کیا لیکن اس کا قاتل نہ ملا۔ پھر اس مرے ہوئے قبطی کو لے جا کر دفن کیا۔ اگرچہ فرعون کافر بیشک تھا مگر عدل و انصاف ظالم و مظلوم کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کا قاتل نہ پا کر خاموش ہو رہا۔ پھر دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبح اٹھ کر شہر میں جا کر دیکھا کہ ایک قبطی سردار دوسرا اسی سامری کو اوپر سے مار رہا ہے۔ مصداق اس آیت مذکورہ ہے:۔

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يٰمُوْسٰى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ○ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ○

Marfat.com

ترجمہ: پھر صبح کو اٹھا موسیٰ علیہ السلام شہر میں ڈرتا ہوا گیا تاکہ خبر لے' پھر وہی جس نے کل مدد مانگی تھی وہی موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرتا ہے۔ اس کو کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تحقیق تو گمراہ ہے صریح یعنی تو ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور پھر مجھ کو لڑواتا ہے۔ پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ علیہ السلام کیا چاہتا ہے تو کہ خون کرے۔ میرا جیسا خون کر چکا ہے تو کل ایک آدمی کا کیا تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھروں ملک میں اور تو نہیں چاہتا کہ ہو تو صلاح پسند ملاپ کرنے والا پس موسیٰ علیہ السلام نے ظالم قبطی کو مار ڈالا تھا لہٰذا تم جبار ہو اس ملک میں پس دوسرا قبطی سامری سے یہ بات سن کر دوڑا فرعون کے پاس کہ کل کی اصلیت اس سے جا کر کہہ دے کہ کل موسیٰ علیہ السلام ہی نے خون کیا ہے اس قبطی کا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام ڈرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ کو گئے کہ نہ جانے فرعون مجھ کو کیا کہے گا اور وہ ظالم بھی ہے اور عادل بھی ہے کہ اپنے بیٹے کی بھی رعایت نہیں کرتا اس سے بھی قصاص لیتا ہے۔ اپنی محترمہ والدہ صاحبہ سے یہ پوشیدہ باتیں کہہ رہے تھے اسی وقت ایک شخص نے آکر خبر دی کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم کو فرعون مار ڈالنے کی فکر میں ہے اسی قبطی کا قصاص تم سے لے گا تم اس شہر سے کسی دوسرے شہر چلے جاؤ تب تم بچ سکو گے ورنہ پھر مشکل ہے اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں نے تم کو یہ خبر سنا دی ہے اور خبر دینے والا بھی فرعون کا چچیرا بھائی مومن مسلمان ایمان والا تھا قولہ تعالیٰ:۔

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ○ قَالَ يَامُوْسٰى اِنَّ الْمَلَاءَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النَّاصِحِيْنَ ○ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ترجمہ: ایک شخص شہر کے دوسرے سرے سے دوڑتا ہوا آیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں لہٰذا تو یہاں سے نکل جا اور میں تیرا بھلا چاہتا ہوں۔ پھر چلے گئے موسیٰ علیہ السلام وہاں سے اپنی والدہ کو چھوڑ کر ڈرتے ہوئے اور خبر لیتے ہوئے کہا اے پروردگار نجات دے مجھ کو قوم ظالموں سے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکل کر مدین کی طرف چلے گئے اور کہتے ہیں کہ مدین شہر مصر سے تقریباً دس کوس پر واقع ہے اور بعض راویوں نے کہا کہ وہ سات دن کی راہ ہے۔ غرضیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مدین کو چلے

Marfat.com

گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تلقاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِي سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ وَلَمَّاوَرَ وَمَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ○ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِم اُمَرْاتَيْنِ تَذُوْدَانِ ○ قَالَ مَاخَطْبُكُمَا قَالَتَ لانَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرُ الدِّعَاء وَ ابُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○

ترجمہ: اور جب متوجہ ہوا موسیٰ علیہ السلام طرف مدین کے کہا نزدیک ہے پروردگار میرا یہ کہ دکھادے مجھ کو راہ سیدھی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی راہ سے کما حقہ آگاہ نہ تھے اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ پر لے گیا۔ جب پہنچے مدین کے پانی پر تو دیکھا کہ ایک جماعت لوگوں کی کہ پانی پلاتے ہیں اپنے مویشی کو اور اس کے سوا اس پانی کے قریب پائیں دو عورتیں جو رکی کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰ نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیا غم ہے۔ وہ بولیں کہ ہم اپنے مویشی کو اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتے' جب تک تمام چرواہے اپنے اپنے مویشی کو پانی نہ پلالیں اور پھر وہ چلے جائیں' اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ بڑی عمر کا۔ یعنی وہ شرم و حیا سے کنارے پر کھڑی تھیں' اپنی بکریاں لے کر' ان میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ بھاری ڈول سے پانی اٹھا کر بکریوں کو پلا دیں۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میدان میں جا پہنچے تو وہاں دیکھا دو عورتیں چند بکریاں ڈول لے کر کنوئیں کے کنارے کھڑی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کون ہو! یہاں کیوں کھڑی ہو۔ بولیں ہم بکریوں کو پانی پلاویں گی۔ لیکن یہ پتھر جو کنوئیں پر رکھا ہے۔ یہ بہت وزنی ہے یعنی ہماری طاقت سے باہر ہے کہ ہم اس کو ہٹا سکیں اور ہمارا باپ بھی نہایت ضعیف ہے ان میں بھی قوت نہیں رہی کہ وہ یہاں آکر پانی پلاویں اس لئے ہم لوگ یہاں کھڑے ہیں کہ چرواہے آئیں گے تو وہ اپنے مویشیوں کو پلانے کے واسطے پتھر کو ہٹائیں گے پھر ہم بھی اپنے مویشی کو یعنی بکریوں کو پانی پلاویں گی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو از روئے ہمدردی کے انہوں نے اس پتھر کو کنوئیں سے ہٹا دیا۔ اور پھر اس کنوئیں سے پانی بھر کر ان بکریوں کو پلا دیا اس کے بعد وہ چونکہ بہت تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الٰہی مجھ کو کچھ کھانے کو دے اور میں اس وقت شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

فسقی لہما ثم تولی الی الظل فقال رب انی بما انزلت الی من خیر فقیر

ترجمہ: پس پلا دیا اس نے ان جانوروں کو پانی پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب تو نے جو اتاری ہے میری طرف اچھی چیز سے میں اس کا محتاج ہوں۔ پس دونوں بیٹیاں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا کر بولیں۔ آج ایک نوجوان اجنبی نے آکر کنوئیں کے منہ پر سے اس پتھر کو اٹھا دیا اور پھر ہماری بکریوں کو لا کر پانی پلا دیا۔ اور پھر ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھا۔ جب تعریف قوت کی انہوں نے اپنے باپ سے بیان کی تو حضرت شعیب علیہ السلام یہ سن کر بولے کہ اے میری بیٹی جلدی جا کر اس کو لے آؤ تاکہ میں اس کو اس پانی بھرنے کی اجرت دیدوں اور صحیح معنی میں حق ادا کر دوں۔ تب حضرت شعیب علیہ السلام کی بڑی بیٹی صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لانے کے واسطے گئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَجَآءَتهُ اِحْدٰلُهمَا تَمْشِیْ عَلٰی اِسْتِحْیَآءَ قَالَتْ اِنَّ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا**۔ ترجمہ: پس آئی ان کے پاس ایک ان دونوں میں سے چلتی ہوئی شرم سے کہا تحقیق میرا باب تم کو بلاتا ہے تاکہ دیوے تجھ کو مزدوری کہ تو نے پانی پلایا واسطے ہمارے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ تقریباً سات دن کے بھوکے پیاسے تھے وہاں سے اٹھ کر اس لڑکی صفورا کے ساتھ چلے۔ صفورا آگے چلتی رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے چلتے رہے۔ تھوڑی دور جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صفورا سے کہا کہ اے صاحبزادی میں آگے آگے چلوں۔ صفورا نے جواب دیا تم میرے گھر کی راہ نہیں جانتے اس لئے میں تم سے آگے چلتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں راہ بھولوں گا تو تمہارا کام یہ ہوگا کہ تم پیچھے سے اشارہ کر کے راہ بتا دینا۔ یہ بات سن کر صفورا نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص بڑا ہی نیک مرد پارسا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے آگے چلے اور صفورا ان کے پیچھے پیچھے چلیں اور راہ بتاتی جاتی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد دونوں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا پہنچے۔ دونوں نے جا کر حضرت شعیب علیہ السلام کو السلام علیکم کہا حضرت شعیب علیہ السلام نے سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیا اور پھر ان کو اپنے پاس بٹھایا اور ان سے حال واحوال پوچھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے دریافت کرنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا احوال مصر کا بیان کیا اور فرعون اور قبطی وغیرہ کا بھی درمیان گفتگو کے بیان کر دیا۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ

Marfat.com

السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب تم کچھ بھی اندیشہ مت کرو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَ هُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لاتَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔۔

ترجمہ: پس آئے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس اور بیان کیا اس کے قصہ کہا مت ڈر تو نے نجات پائی ظالموں سے اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لے کر آئی تھی وہ اپنے باپ سے بولی' چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

قَالَتْ اِحْدَاهُمَا يٰاَبَتِ اسْتَاجِرْهُ اِنَّ خَيرَ مِنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ۔

ترجمہ: بولی ان دونوں میں سے ایک اے میرے باپ اس کو نوکر رکھ لو اور البتہ یہ بہتر نوکر ہے اگر تم کو رکھنا ہی ہے کیونکہ یہ مرد زور آور بھی ہے اور امانتدار بھی ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹی بھلا تم نے ان کا زور تو دیکھا کنوئیں میں سے پانی بھرنے میں اور امانتدار تم نے اس کو کیونکر جانا۔ وہ بولیں کہ ہم نے ان کی امانتداری راستے میں چال اور گفتگو سے معلوم کی۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے اس چیز کو تسلیم کر لیا اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا قولہ تعالیٰ:

اُرِيْدُ اَنْ اَنكِحَكَ اِحْدى ابنَتَّىَ هٰتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاجُرَنِى ثَمَانِىَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْراً فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا اُرِيْدَ اَنْ اَشُقَ عَلَيكَ سَتَجِدُنِى اِنْشَآءَ اللهُ مِنَ الصَالِحِيْنَ ○

ترجمہ: کہا حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کو بیان دوں ایک بیٹی سے ان دونوں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس تک پھر اگر تو پورا کرے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہوگا اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ بلاوجہ تجھ پر تکلیف ڈالوں اور تو انشاء اللہ آگے مجھ کو پائے گا نیک بختوں سے۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ **تعالٰی قَالَ ذَلِكَ بَيْنِى وَبَيْنِكَ اَيمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلا عُدْوَانَ عَلَىَّ واللهُ عَلٰى مَانَقُوْلُ وَكِيْلٌ۔** ترجمہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ ہو چکا ہے عہد میرے اور تمہارے درمیان جونسی بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سو وہ زیادتی نہ ہوگی مجھ پر اور

Marfat.com

ہمارا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اس کا جواب جو آپ کہتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ آٹھ برس میں مجھے اختیار ہے چاہوں آٹھ برس نوکری کروں یا پھر دس برس لیکن ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے قول سے پھر جائیں۔ غرضیکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے آٹھ برس کے اقرار سے اپنی بیٹی کے مہر کے عوض ان کی بکریاں چرانے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لکھوا کر اپنی بیٹی کو ان سے بیاہ دیا تاکہ دونوں پر نکاح درست ہو مصداق اس حدیث شریف کے کہ **اُعطُوْا الاجِیْرَ اَجرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجَفَّ عَرْقُہٗ**۔ یعنی مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔ اب اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ اجرت نوکر کی جلدی ادا کرنا واجب ہے اب اگر ہزار قطرے مزدور کی پیشانی سے نکل آئیں اور خشک ہوں تو بھی اس کو کوئی غور نہیں کرتا۔ الغرض حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا۔ اور ایک عصا جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہشت سے لا کر آدم کو دیا تھا وہ عصاء حضرت شعیب علیہ السلام کو ورثہ نبوت میں پہنچا دتھا اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ عصا لائق پیغمبر مرسل ہے لہٰذا یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دینا چاہیئے۔ تب یہ سنتے ہی وہ عصا لیجا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا ور پھر کہا اے موسیٰ شائد تم کو اللہ تعالیٰ پیغمبر مرسل کرے گا۔ اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ دیکھو اس فلانے میدان میں ہرگز بکری چرانے مت جانا کیونکہ اس میدان میں اژدھے والے میدان میں بکریاں چرانے مت جانا۔ اس نصیحت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر وقت ملحوظ رکھا اور ہر چند چاہا کہ بکریوں کو سانپوں کی جگہ سے روکیں وہ بکریاں کو نہ روک سکے۔ بکریاں اس میدان میں جا کر چرنے لگیں۔ ناچار ہو کر وہاں سے ایک سرشتہ پر جا بیٹھے اور اس عصا کو اپنے پہلو میں رکھ کر بولے اے عصا خبردار اگر اژدھا آئے تو اسے مار ڈالنا تاکہ وہ بکریوں کو کھانے نہ پائے۔ یعنی بکریوں پر نگہبان رہنا یہ کہہ کر سو گئے اور خوب اچھی طرح نیند آگئی۔ کچھ دیر بعد ایک اژدھا اپنی جگہ سے نکل کر بکریوں کو کھانے آیا۔ پس اس اعصا نے مثال ایک بڑے اژدھے کے بن کر اس آنے والے اژدھے کو مار اڈالا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوئے کہ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اژدھا اس میدان میں بکریاں چر رہی تھی مردہ پڑا ہوا ہے۔ خوش ہو کر اپنی بکریوں کو لے کر گھر چلے آئے۔ یہ بات گھر آ کر حضرت شعیب علیہ السلام سے کہی کہ اجی

Marfat.com

حضرت وہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ اس میدان میں مت جانا۔ کیونکہ وہاں پر اژدھا ہے وہ بکریوں کو کھا جائے گا۔ وہ اژدھا خدا کے فضل و کرم سے مارا گیا۔ پس اس چیز سے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور بھی یقین ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرسل پیغمبر ہوں گے کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار برس حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں اور جب پانچواں سال شروع ہوا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے اقبال سے اگر اس دفعہ ہماری بکریاں نر جنیں گی تو وہ سب تم کو دے ڈالیں گے۔ پس خدا کی مرضی وہی ہوا کہ تمام بکریوں نے نر ہی جنے تو سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیئے پھر جب چھٹا سال شروعد ہوا تو فرمایا کہ اگر اس سال ہماری بکریاں مادہ جنیں گی تو وہ بھی تم کو دے دوں گا۔ فضل الٰہی سے سب بکریوں نے مادہ ہی جنے۔ اور وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدی گئیں۔ پھر ساتواں سال شروع ہوا تو پھر کہا گیا کہ اس سال ہماری بکریاں سیاہ بچہ جنیں گی تو وہ بھی تم کو ہبہ کر دیں گے آخر وہی ہوا۔ تمام بکریاں نے سیاہ بچنے جنے وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہبہ کر دیا گیا۔ پھر آٹھواں سال شروع ہوا تھ پھر فرمایا کہ اگر اس سال ہماری بکریاں بچے ابلق جنیں گی تو وہ بھی حضرت موسیٰ کو ہبہ کر دوں مرض الٰہی سے تمام بکریوں نے وہی ابلق بچے جنے وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہبہ کر دیا گیا۔ پھر تو ایسا ہوا کہ حضرت موسیٰ کی بکریاں حضرت شعیب علیہما السلام کی بکریوں سے دونی ہو گئیں۔ پس دس برس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بکریاں حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو چرایا اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہ سب بکریاں اور لونڈی باندی مال و متاع اور میری بیٹی صفورا کو میں نے تمہارے ملک میں دے دیا تم جہاں چاہو وہاں جاؤ اور ان سب کو بھی اپنے ہی ہمراہ لے جاؤ میں اس میں کچھ رکاوٹ نہ کروں گا خدا سب کو خیریت سے رکھے۔

بیان مراجعت مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام

مصر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آبائی وطن تھا اس لئے اس سے مانوسیت بھی بہت زیادہ تھی یکایک ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمنا ہوئی کہ اپنے ملک مصر جائیں اور وہاں جا کر اپنی والدہ کی خدمت سے مشرف ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے بھی ملاقات کریں چنانچہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر

Marfat.com

جانے کی اجازت چاہی اور ساتھ ہی گذارش کی کہ ہمارے ہمراہ آپ کی بیٹی صفورا اور لونڈی باندی بھیڑ بکریاں مال واسباب بھی سب مصر جائیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرما دی۔ اس کے بعد وہ مدین سے روانہ ہو گئے۔ جب وہ مدین سے ایک منزل نکل آئے تھے کہ رات ہو گئی اور اسی جگہ رات گزارنے کے لئے قیام کیا اور بکریوں بھیڑوں کو ایک جگہ پر باندھ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی صفورا حمل سے تھیں اور وہ حمل بھی قریب الولادت تھا چنانچہ اسی رات بچہ جننے کا بھی اتفاق مرضی الٰہی سے ہو گیا۔ ادھر اسی وقت ایک ایسی ہوا اور آندھی کا طوفان آیا کہ تمام عالم پر اندھیرا ہو گیا۔ اور پھر آسمان بھی گرجنے لگا کسی نے بھی اس رات آرام نہ کیا پانی بھی برسنے لگا اور سخت سردی پڑنے لگی۔ یہ دیکھ کر پھر موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر آگ نکالنے کو چقماق جھاڑنے لگے لیکن اس سے آگ نہ نکلی ناچار ہو کر غصے سے چقماق زمین پر پھینک دیا۔ پس خدا کے حکم سے اس چقماق نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ علیہ السلام مجھ کو خدا کا حکم نہیں ہے کہ تم کو آگ دوں۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام اس چقماق سے باز آئے پھر آگ کے واسطے بہت متفکر ہوئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ کوہ طور کی طرف ایک آگ کا شعلہ نظر آیا اور حقیقت میں وہ آگ نہ تھی بلکہ وہ خداوند قدوس کا نور مبارک تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○

ترجمہ: پس جب پورا کر چکا موسیٰ علیہ السلام وہ مدت اور لے چلا اپنے گھر والوں کو دیکھا کوہ طور کی طرف ایک آگ پھر یہ دیکھ کر کہنے لگے اپنے گھر والوں کو تم سب یہاں ٹھہرے رہو میں نے ابھی دیکھی ہے ایک آگ شائد میں اس آگ کو لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے یا تو وہ کچھ خبر ہے۔ یا پھر وہ آگ کا انگارہ تاکہ تم لوگ اس سے تاپو۔ پھر جب پہنچا اس کے پاس قولہ تعالیٰ: فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ پھر جب پہنچا موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے پاس آواز آئی میدان کے داہنے کنارے برکت والی

Marfat.com

زمین میں اس درخت سے کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں ہوں اللہ تمام جہان کا رب۔ پھر کہا قولہ تعالیٰ : اِنِي اَنَارَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعيَكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ لْمُقَدَّسِ طُوَىَ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعُ لِمَ يُوْحى۔ اِنِّى اَنَا اللهُ لا اِلَهَ اِلا اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ۔ ترجمہ پھر کہا تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میں میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طوی ہے اور میں نے پسند کیا تجھے پس سن جو کچھ کہ وحی کی جاتی ہے تحقیق میں ہوں اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہوں پس تو عبادت کر میری اور قائم رکھ نماز کو واسطے میرے روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کو آنے لگے تو اپنی بیوی اور اپنی بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھول گئے اور دوسرے ان کی بیوی کو دردزہ شروع ہوگیا۔ بہت دور سے آگ نظر آئی کوہ طور پر حقیقت میں وہ آگ نہ تھی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں کچھ دیر ٹھہرو میں تمہارے واسطے آگ لاتا ہوں یہ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عیال کو یہاں چھوڑ کر اپنا اعصا ہاتھ میں لے کر کوہ طور پر گئے۔ جب اس کے نزدیک پہنچے ایک درخت سبز دیکھا کہتے ہیں کہ وہ درخت عناب کا تھا یعنی بیری کے درخت کے مثل اور اوپر سے نیچے تک اس پر نور ہی نور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ جانا کہ یہ آگ ہے پس اس کو جھاڑ کاٹ کر سرے پر باندھ کر عصا سے اس درخت کے سر پر رکھا تاکہ آگ سلگے اور اس کو پکڑے پس وہ نور درخت کا ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اور دوسری شاخ سے تیسری شاخ پر چلا جاتا تھا غرضیکہ جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا رکھ دیتے تھے اس پر آگ نہیں سلگتی تھی یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت مایوس ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب نعلین اپنے پاؤں سے نکالے اس وقت دونوں نعلین دو بچھو ہو گئے۔ اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ سے کوہ طور کی طرف جاتے ہوئے صفورا نے ان سے کہا تھا کہ خبردار اس میدان میں جہاں جا رہے ہو سانپ و بچھو بہت ہیں اچھی طرح سمجھ بوجھ کر جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے میرے پاؤں میں نعلین ہیں اور میرے ہاتھ میں عصا ہے پھر مجھ کو کیا ڈر ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان مادی طاقتوں پر اعتماد کیا تو وہ خدا کے حکم سے دونوں نعلین دو بچھو ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اور پھر وہیں آواز غیب سے آئی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا تِلْكَ

Marfat.com

بَیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی قَالَ ھِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْھَا وَاَھُشُّ بِھَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْھَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی قَالَ اَلْقِھَا یٰمُوْسٰی فَاَلْقٰھَا فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی قَالَ خُذْھَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی ترجمہ: اور کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ علیہ السلام یہ کیا چیز ہے تیرے داہنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے پتے بھی جھاڑتا ہوں اپنے مویشی یعنی بکریوں کے واسطے اور بھی اس میں میرے کتنے ہی کام ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تو اس کو ڈال دے اے موسیٰ علیہ السلام' پس ڈالا اس کو ناگہاں پھر تو وہ سانپ تھا دوڑتا پھرتا پھر کہا اے موسیٰ علیہ السلام اس کو تو پکڑ لے اور مت ڈر ذرا ابھی پھر میں اس کو اسی حالت پر کردوں گا جو اس کی پہلی حالت تھی یعنی یہ پھر لاٹھی بن جائے گا پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑا پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا ہو کر ہاتھ میں آگیا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس عصا کو ایک جگہ حَیَّتَہٌ تَسْعٰی اور ایک جگہ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ اور ایک جگہ کَاَنَّھَا جَانٌّ فرمایا کہ پہلے دیکھتے ہی سانپ تھا معلوم ہوتا دوڑتا پھرتا اور بزرگی میں ثعبان کے مانند جان کبی یعنی سانپ کی سٹک یہ تینوں صفتیں ہیں اور اس میں موجودہ تھیں کہتے ہیں کہ وہ عصا جب ثعبان کے مانند ہوتا تو بڑا اژدہا بنتا اور پشت اس کی مانند نیزے کے ہوتی اگر وہ پتھر پر بھی مارے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے پھر کہا اللہ تعالیٰ نے اسے موسیٰ علیہ السلام اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَاءَ مِنْ غَیْرِ سُوْءٍ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّھْبِ فَذٰنِكَ بُرْھَانَانِ مِّنْ رَبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِہٖ اِنَّھُمْ كَانُوْا قَوْماً فَاسِقِیْنَ اے موسیٰ علیہ السلام لے جا اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں نکل آئے سفیدی بغیر برائی کے اور ملا اپنی طرف بازو دوڑ سے تاکہ سانپ کا ڈر جاتا رہے پس وہ دو دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے۔ فرعون اور اس کے سرداروں پر تحقیق وہ ہیں قوم فاسق۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے فرمان سے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور اس میں ایک سفیدی ہتھیلی پر نظر آئی اور مثل آفتاب روشن کے ظاہر ہوا اور اسی کا نام ید بیضا ہے اس کی روشنی سے تمام جہان روشن ہو جاتا تھا اور اس کا نور آفتاب پر غالب ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو معجزے موسیٰ علیہ السلام کو دیئے تھے ایک عصا کا جس سے ہزاروں قسم کے معجزے ظاہر ہوئے اور دوسرا معجزہ ید بیضا دیا تھا اس معجزے

Marfat.com

سے عالم روشن ہو جاتا اور انہیں دو معجزے کو دیکھ کر مخلوق خدا ان پر ایمان لاتی تھی۔ حکم ہوا اے موسیٰ علیہ السلام تم مصر میں جاؤ اور وہاں جا کر فرعون ملعون کو خدا کی دعوت دو قولہ تعالیٰ:

اِذْنَا دَاهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُلْ هَلْ لَكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِكَ فَتَخْشٰى

ترجمہ: جب پکارا اس کو رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے اے موسیٰ علیہ السلام تو جا فرعون کے پاس اس نے بہت سر اٹھایا ہے۔ پس اس کو کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے اور میں تجھے نیک راہ بتاؤں جو حقیقی رب کی راہ ہے پس تجھ کو ڈر ہو۔ کہا موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اے رب میرے عیال اور میری یہ بکریاں بیابان جنگل میں پڑی ہیں اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ سب چھوڑ کر مصر میں کیونکر جاؤں۔ ندا آئی اے موسیٰ علیہ السلام میں نے بہشت سے حوریں بھیجیں تیری بیوی کے پاس کہ وہ ان کی خدمت کریں اور بچے کو دودھ بھی پلائیں اور بھیڑیوں کہ کہا گیا ہے کہ وہ بکری کے ریوڑ کی نگہبانی کریں اور تو ہر طرح سے خاطر جمع رکھ اور کوئی اندیشہ مت کر۔ قولہ تعالیٰ: قَالَ رَبِّ قَتَلْتُ مِنْهُم نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ وَ اَخِيْ هَارُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِيْ اِنِّي اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنَ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَا اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُوْنَ ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں سے ایک جی کا سو ڈرتا ہوں کہ کبھی وہ کو مار ڈالیں اور میرا بھائی ہارون ہے کہ اس کی زبان اچھی صاف چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو تو اس کو بھی میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ میرا مددگار ہو اور میں ان کی نظر میں سچا ثابت ہوں اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ کبھی وہ لوگ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یقیناً ہم زور دیں گے تجھ کو تیرے بھائی ہارون علیہ السلام سے اور پھر مدد دیں گے ان لوگوں پر تجھ کو تاکہ تو غالب آئے ان پر اور وہ میری مدد کی وجہ سے تم پر غالب نہ آسکیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اپنے رب سے پانچ حالتیں طلب کیں قولہ تعالیٰ:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ

Marfat.com

يَفْقَهُوا قَوْلِی وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هَارُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ وَاَشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِیْ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا وَنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا

ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب کشادہ کر میرا سینہ کہ میں جلدی خفا نہ ہوں اور آسان کر کام میرا سخت اور گرہ کھول میری زبان سے تاکہ لوگ سمجھیں میری بات۔ زبان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بچپن میں جل گئی تھی اور وہ صاف بول نہ سکتے تھے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ یا الٰہی زبان میری کھول دے اور میرے واسطے ایک وزیر کا میرے بھائی ہارون کو جو کہ میرے اہل سے ہے اور میری قوت اس کے ساتھ مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو شریک بنا دے یہاں تک کہ وہ شریک ہو میری پیغمبری میں کہ صحیح طور پر تیری ذات پاک کو بیان کر سکوں اور پھر مل کر تیری یاد کرتے رہیں بیشک تو ہی ہم کو دیکھنے والا ہے یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُئْلَكَ یٰمُوْسٰی ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ نے ملا تجھ کو تیرا سوال۔ اے موسیٰ علیہ السلام دل تیرا روشن کیا اور کام تیرا آسان ہوا اور زبان بھی تیری بڑی فصیح کی۔ اور تیرے بھائی ہارون کو تیرا وزیر کیا اب تو جا فرعون کے پاس کیونکہ اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سوال کیا تو اس نے اللہ سے پایا اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا۔ علم لدنی ان کو پورا حاصل تھا اور پھر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ترجمہ: کیا ہم نے نہیں کھولا اے محمد ﷺ تمہارا سینہ اگرچہ تم نے مجھ سے نہیں چاہا تھا کہ علم و حکمت سے پر رہے اور اتار رکھا ہم نے تم سے تمہارا بوجھ جسنے توڑی تھی پیٹھ تمہاری اور بلند کیا ہم نے تمہارے واسطے ذکر تمہارا پیغمبروں میں فرشتوں میں نام تمہارا نام بلند کیا اور ابراہیم خلیل اللہ نے بھی اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگی تھی جب کہ مکرمہ کی بنیاد ڈالی تھی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ: وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلَ ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ترجمہ: اور جب اٹھانے لگے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام بنیادیں اس گھر کی تب کہا

Marfat.com

اے ہمارے رب قبول ہم سے تحقیق تو ہے سننے والا اور جاننے والا اور کہا رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ ترجمہ : یارب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو معاف کر گناہ سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تب کچھ ملا اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے اللہ تعالیٰ نے سب کو عنایت کیا تھا اور ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ میں نے سب کچھ بخشا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اگلوں اور پچھلوں کو پس حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا ان کی ذلت سے تجھ کو شفیع لانے سے اور امت کو بخشا تیری شفاعت سے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چاہنے سے ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو ان کا وزیر مقرر کیا اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چاہت کے چار خلفاء کو وزیر مقرر کی اور اسی طرح سے ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے مقصد کو خدا تعالیٰ سے مانگ لیا تھا۔ اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے سب کچھ عنایت کیا غرض موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قولہ تعالیٰ :

اِذْهَبَا اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ اِذْهَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی قَالَا رَبَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَا اَوْ اَنْ یَّطْغٰی قَالَ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی خَاتِیَاهُ الا یته

ترجمہ : اے موسیٰ علیہ السلام جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور اس کام میں سستی نہ کرو میری یاد میں جاؤ فرعون کی طرف کیونکہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے اور کہو اس سے بات نرم شائد کہ وہ نصیحت پکڑے یا پھر وہ مجھ سے ڈرے۔ کہا دونوں نے اے پروردگار ہمارے بیشک ہم ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا پھر وہ غصہ کے جوش میں آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم بالکل مت ڈرو تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں اور سب سنتا اور دیکھتا ہوں' پس تم جاؤ اس کے پاس اور اس سے جا کر کہو کہ ہم دونوں اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ان کو کسی طرح کے عذاب میں نہ ڈال اور ہم لوگ یہ پیغام لے کر آئے ہیں تیرے پاس اور ہم دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کی نشانیاں موجود

Marfat.com

ہیں اور سلامتی بھی اس شخص کی ہوگی جو ہدایت کی پیروی کرے گا اور بیشک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ اس شخص کے واسطے عذاب ہوگا جو کہ آئے ہوئے رسول کی پیروی نہ کرے بلکہ اس کو جھٹلائے اور ہدایت سے منہ پھیرے۔ اور اس وقت تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو ایمان لے آ' اور دعویٰ باطل کو چھوڑ دے پھر تجھ کو تین چیزیں ملیں گی۔ ایک جوانی۔ دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک۔ تیسری چیز یہ ہوگی کہ تیری عمر بھی دراز کر دی جائے گی تاکہ تو بہت عرصہ تک دنیا میں بادشاہی کرے۔ االلہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا رسول بنا کر تمام علم و حکمت کی باتیں اس میدان مقدس میں جو کوہ طور پر تھا سکھائیں۔ پھر ان کو حکم دیا کہ اب تم مصر میں جاؤ اور فرعون کو ہدایت کرو۔ یہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی پا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام فوراہی واپس اسی جگہ پر آگئے جہاں پر اپنی بیوی صفورا کو چھوڑ گئے تھے آکر دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا ان سے تولد ہوا۔ اور ان کی خدمت میں اللہ تعالیٰ نے حوران بہشت مقرر فرمادی تھیں۔ اور بھیڑیئے اور شیران کی بکریوں کی پاسبانی کر رہے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے تمام احوال نبوت جو منجانب اللہ عنایت ہوا تھا اور جو جو گفتگو اللہ تعالیٰ سے کوہ طور پر ہوئی تھی اور جو حکم فرعون علیہ اللعنتہ کی طرف جانے کا اور اس کو ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے دیا تھا سب کچھ اپنی بیوی صفورا سے بیان کیا۔ صفورا ہے جب یہ گفتگو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سنی تو وہ بولیں کہ تم فوراً واپس چلے جاؤ خدا کے امر میں تاخیر مت کرو۔ بہت جلد جا کر اس کو خداوند قدوس کا پیغام پہنچاؤ۔ یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اپنا تمام اسباب ولوازمہ اپنی بیوی صفورا کے پاس چھوڑ کر اور اپنا عصا ہاتھ میں لے کر خدا کو یاد کرتے ہوئے مصر روانہ ہوگئے اور جب وہ مصر میں داخل ہوئے تو اس وقت عشا کا وقت تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر جا کر دستک دی تو ان کی بہن مریم نے گھر سے نکل کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ میں مسافر ہوں۔ یہ سن کر مریم اپنی ماں سے بولیں اے اماں جان ایک مسافر دروازے پر آیا ہے۔ مریم کی والدہ نے کہا کہ جلدی جا کر دروازہ کھول دو اور اس مسافر کو اندر لا کر کھانا کھلاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر اپنی صورت ایک اجنبی کی سی بنا کر بستر کے کنارے پر جا بیٹھے اس کے بعد ہارون علیہ السلام اور ان کے والد عمران ان دونوں سے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

Marfat.com

دیکھا۔ لیکن بعض حوالے کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ان کی والدہ اور ان کی بہن دونوں انتقال کر گئے تھے اور یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ الغرض والدہ نے آکر دروازہ کھول دیا۔ بچھونا اور چراغ اور کھانے کو نمک اور روٹی لاکر رکھ دی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کھانا کھا رہے تھے تو ان کے بھائی ہارون نے آ کر اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ وہ بولیں کہ یہ مسافر مہمان ہیں۔ پھر ہارون نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہے کہ یہ تو میرا بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تب پھر وہ اپنی ماں سے کہنے لگے کہ واہ یہ تو میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں یہ کہتے ہی گلے مل کر رونے لگے اور یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں بھی رونے لگیں۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کو تسلی دینے لگے اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا اے میرے بھائی میں نے سنا ہے کہ تم نے شہر مدین میں حضرت شعیب کی بیٹی سے بیاہ کیا ہے اور وہاں بہت دن رہے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں نے شادی کی ہے ور مزید ایک خوشخبری میں تم کو دیتا ہوں کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر کر کے فرعون کی طرف بھیجا ہے اور بلاواسطہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر مجھ سے کلام کیا۔ ہارون علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کر تعظیم کی اور دست بوس بھی ہوئے اور پھر خدمت میں حاضر رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا بھائی ہارون علیہ السلام تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے میری پیغمبری میں شریک کیا ہے چلو مل کر فرعون کے پاس چلیں اور اس مردود ملعون کو خدا کا پیغام پہنچائیں اور اس کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں اور خداوند قدوس نے مجھ کو دو معجزے بھی عنایت فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ عصا اگر اس کو میں اس زمین پر ڈال دوں تو یہ اژدہا بن کر سارے مصر کے کفارے کو کھا جائے اور پھر اس کے علاوہ جو میں کہوں گا سو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہزار طرح کے معجزے اس عصا سے ظاہر ہوں گے اور دوسرا معجزہ ید بیضا کا ہے یعنی میں جب جیب میں ہاتھ ڈالوں گا تو یہ ید بیضا یعنی سفیدی نکل آئے گی اور پھر ہر ایک انگلی سے نور نکلے گا اور تاریکی جاتی رہے گی۔ تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ ان وجوہات سے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کافروں پر غالب ہونگے۔ ہارون علیہ السلام بھی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کے ظلم و ستم سے

Marfat.com

خلاصی پائیں گے۔ پھر دوسری صبح کو فجر کی نماز پڑھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام دونوں فرعون لعین کے مکان پر گئے اور اس مردود نے اپنے گھر کے سامنے دونوں طرف راستے کے درخت خرما بوئے ہوئے تھے اور ان کے نیچے بڑے بڑے جنگلی شیر باندھ رکھے تاکہ کوئی دشمن اس کے مکان پر نہ جا سکے اور اس کے حکم بغیر اس کے گرد بھی نہ پھرے۔ فی الواقع وہاں کوئی بھی اس کے ڈرے سے نہ جا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام علیہما السلام وہاں تشریف لے گئے تو تمام شیروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کو دیکھ اسلام کیا اور پھر باادب کھڑے ہو گئے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اس کے ساتھ ہی یہ آواز دی کہ اَنَا رَسُوْلُ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہ آواز بھی فرعون کے کان میں جا پہنچی۔ پردہ زرنفت اٹھا کر دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام ہیں یہ دیکھ کر چپ ہو رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو برس فرعون کے در پر حضرت موسیٰ علیہ السلام رہے اس لے دربان وغیرہ سے کہتے رہے کہ ہم خدا کے رسول ہیں تم لوگ فرعون کے پاس خبر دو۔ وہ مردود کہنے لگے کہ تم لوگ دیوانے ہو۔ اور یہ فرعون تو ہمارا خدا ہے اور تم کیا بکتے ہو۔ دوسرے دن پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو فرعون کے پاس جانے دو یا ہماری خبر اس کے پاس پہنچا دو' اور اہم دونوں خدا کی طرف سے آئے ہیں اس کو سیدھے راستے کی ہدایت کرنی ہے لیکن اس کے دربان کافروں نے نہ مانا اور ایک دن ایک مسخرہ جو کہ فرعون ملعون کے دربار میں ہمیشہ نہرلیات کہا کرتا تھا جا کر بولا کہ کیا عجب بات ہے کہ آپ کے دروازے پر دو شخص دو سال سے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ ہے کہ جو اگلے اور پچھلوں کا خدا ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور وہی سب کو روزی دیتا ہے اور وہی سب کو پیدا کرتا ہے اور وہی پھر موت دیتا ہے لیکن لوگ ان کو دیوانے کہتے ہی اور آپ کے پاس نہیں آنے دیتے یہ باتیں جو اس مسخرے نے فرعون سے کہیں اس کو سن کر فرعون بہت ہی خفا ہوا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طیش میں آکر اندر بلا لیا۔ قولہ تعالیٰ: اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ○ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ○ ترجمہ: کہا فرعون ملعون نے کیا میں نے تجھ کو نہیں پالا تھا بطور اپنے فرزند کے اور برسوں تو ہمارے پاس رہا۔ اور کر گیا تو وہ کام اپنا جو کر گیا۔ اور گو تو ناشکروں سے ہے پس تھوڑے

Marfat.com

دن ہوئے تو ہمارے پاس سے نکلا ہے اور ایک قبطی کا خون کر کے اب آئے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سچ ہے میں وہی ہوں قولہ تعالیٰ:

قَالَ فَعَلْتُهَا اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا میں نے وہ کام اس وقت اور میں تھا رکنے والا پس میں بھاگا تم سے جب ڈر دیکھا پھر بخشی میرے رب نے حکومت اور کیا مجھ کو پیغمبروں میں سے کہا فرعون نے قولہ تعالیٰ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ ترجمہ: فرعون نے کہا کہ کون ہے پروردگار تیرا جس نے تجھ کو بھیجا ہے میرے پاس' حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ: قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار ہے آسمان اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین لانے والے یہ سن کر فرعون نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ○ قَالَ رَبُّكُمْ وَ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ترجمہ: کہا فرعون نے واسطے ان لوگوں کے جو اس وقت اس کے گرد تھے کیا تم سنتے ہو کہ کیا کہتا ہے موسیٰ علیہ السلام کہ پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلوں باپ داداؤں کا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ○ ترجمہ: کہا فرعون نے لوگوں کو تمہارا پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا ہے ہے سو وہ مجنوں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ: قال رَب المشرق وَالمغربِ وَما بينهما اِن كنتم تعقلون ترجمہ: کہ موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے یہ پیغام ہے پروردگار مشرق و مغرب کا اور جو کچھ درمیان میں ان دونوں کے ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو سمجھ لو۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اس وقت ایک ایک بات کہے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بتاتے جاتے تھے۔ اور فرعون بیچ میں اپنی سرداروں کے ساتھ کچھ غلطیاں فہمیاں کرتا جاتا تھا اور ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ابھارتا جاتا تھا کہ کہیں ان کو یقین نہ ہو جائے۔ پھر فرعون بولا قولہ تعالیٰ: قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ترجمہ: کہا فرعون نے اگر پکڑے گا تو معبود میرے سوا تو البتہ کر دوں گا میں تجھ کو قیدیوں میں یہ سن کر حضرت موسیٰ

Marfat.com

علیہ السلام علیہ السلام نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تم پر پر پیغمبر بنا کر بھیا ہے تو کہہ لَا اِلٰہَ اِلا اللہُ مُوْسی رَسُوْلُ اللہ یہ سن کر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اگر میں یہ کلمہ پڑھوں تو تیرا خدا مجھکو کیا دیگا۔ اسی وقت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے فرعون سے کہا اگر تو ایمان لاوے گا تو میرا خدا تجھ کو تین چیزیں دیگا۔ اول جوانی۔ دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک۔ تیسرے عمر دراز یعنی ایکسو برس کی عمر اور بڑھادی جائیگی۔ تاکہ تیری زندگی دنیا کے عیش و نشاط میں گزرنے اور پھر قیامت میں اس کا حساب نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف سے حکم ہوا تھا۔ کہ فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کریں۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے نرم نرم بات کہتے تھے۔ فرعون بولا۔ اے موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام آج مجھکو مہلت دے تاکہ میں اپنے وزیروں سے صلاح و مشورہ کر کے جو کچھ مصلحت ہوگی اس کا جواب کل کو دوں گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام دونوں اپنی والدہ کے گھر چلے آئے۔ اس کے بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو بلایا اور جو باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ف سے ہوئی تھیں وہ سب اس کو بیان کر دیں اور بولا کہ مجھ کو اب اور کسی بات کی آرزو نہیں ہے مگر میں اپنی جوانی چاہتا ہوں کہ میں از سر نو جوان ہو جاؤں۔ تب وزیر ہامان بے ایمان نے اس سے کہا کہ ابھی چند روز ہوئے تھے کہ تو نے دعویٰ معبودیت کا کیا ہے۔ اور اب تو اقرار عبودیت کا کرتا ہے۔ اس بات سے تمام خلائق ہنسے گی۔ اور اگر تجھ کو جوان ہونے کی آرزو ہے تو آج ہی شب میں تجھ کو جوان کر دوں گا جب رات ہوئی جواہر فرعون کی داڑھی میں رہتے تھے اس نے ان کو لے کر کسی ترکیب سے کالا خضاب تیار کیا اور فرعون کی داڑھی میں سوتے میں لگا دیا۔ فرعون نے صبح کو اٹھ کر دیکھا تو اپنی داڑھی کو سیاہ پایا پھر اس کو یقین ہو گیا کہ میں جوان ہو گیا ہوں پھر دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام تشریف لائے۔ تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام سے کہا۔ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے پاس تیرے رب کی کیا دلیل ہے اور تیری پیغمبری کا کیا معجزہ ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ○ کہا موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اگرچہ لاؤں میں تیرے پاس ایک چیز تب تو یقین لائے گا میری پیغمبری پر کہا فرعون نے قولہ تعالیٰ: فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ

Marfat.com

ترجمہ: پس سے لا اگر ہے تو سچوں میں سے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا۔ قولہ تعالیٰ: **فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعبَانٌ مُّبِیْنٌ** پس حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے ڈال دیا اپنا عصا پس ناگاہ اژدھا اسی گز کا ظاہر ہوا اور منہ اس کا کھلا رہا اور بہتر پاؤں مثل بڑے ہاتھی کے تھے اور بیشمار دانت اس کے ظاہر ہوئے اور دم اس کی مانند نیزے کے تھی اور اس کے منہ کا کف جس جگہ گرتا اس زمین کو بالکل جلا دیتا۔ پھر اس جگہ پر گھاس بھی نہ پیدا ہوتی اور اگر وہ کف کسی آدمی پر گرتا تو وہ فوراً مر جاتا یا پھر اس کو برص کی بیماری ہو جاتی اس مہیب شکل سے وہ سانپ فرعون کے بالا خانے کی طرف گیا پھر اس سانپ نے اس بالا خانے کے قریب پہنچ کر ایک لب اس نے فرعون کے تخت کے نیچے رکھا اور دوسرا لب اس تخت کے اوپر رکھا چاہتا تھا کہ معہ فرعون کے اس کے شاہی تخت کو نگل جائے۔ یہ دیکھ کر فرعون بہت جلدی سے اپنے تخت سے اتر پڑا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر معذرت کرنے لگا۔ اے موسیٰ علیہ السلام تو مجھ کو خدا کی دعوت دینے آیا ہے یا مجھے ہلاک کرنے آیا ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے فرعون سے کہ میں تو تجھے خدا کی دعوت دینے آیا ہوں۔ یہ دیکھ کر فرعون گھبرا گیا اور پھر کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام مجھ میں تجھ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے' بس اب تو اپنا اژدھا تھام لے۔ پھر اس کے کہنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس اژدھے کی گردن پر ہاتھ رکھا اسی وقت وہ سانپ عصا بن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر ید بیضا نکال کر دکھایا قولہ تعالیٰ: **وَنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیضَاءُ لِلنّٰظِرِیْنَ** ترجمہ: اور بغل میں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا موسیٰ علیہ السلام نے پس ناگہاں وہ سفید تھا واسطے دیکھنے والوں کے پس یہ دیکھ کر فرعون نے اپنی قوم سے کہا جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: **قَالَ لِلْمَلَا حَوْلَهٗ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ○ یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَامُرُوْنَ ○ قَالُوْا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَائِنِ حَاشِرِیْنَ یَاْتُوْکَ بِکُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ○** بولا فرعون اپنے آس پاس کے سرداروں سے یہ کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا اور چاہتا ہے کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب تم کیا حکم دیتے ہو۔ وہ بولے کہ کچھ مہلت دو اس کو اور اس کے بھائی کو اور تمام شہروں میں نقیب بھیجو تاکہ وہ بڑے بڑے جادوگر لے آویں۔ ادھر

Marfat.com

فرعون سے وزیروں نے کہا کہ تمہاری سلطنت میں تو بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں ان سب کو بلا کر جمع کرو۔ پھر دیکھیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی جادوگری میں کیونکر بڑھ سکتا ہے بلکہ وہ جادوگر تو موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ جائیں گے۔ ان وزیروں کے کہنے سے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام سے چند روز کے واسطے مہلت لے لی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اپنے گھر واپس آگئے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئے اس عرصہ میں تقریباً چھ مہینے گزر گئے فرعون ملعون نے تقریباً چار ہزار مشہور اور نامور جادوگروں کو جمع کیا۔ اور ہر جادوگر ایسا اپنے ہنر میں ہوشیار تھا کہ وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ ان میں ایک بڑا جادوگر اندھا بھی تھا۔ فرعون ملعون نے اپنے جادوگروں سے کہا کہ ہم تم کو تین سو برس سے پرورش کر رہے ہیں اور کپڑا بھی دیتے ہیں' اب اس وقت ہم پر کچھ مصیبت آپڑی ہے تم لوگوں کو یہ کرنا چاہئے کہ اپنے اپنے علم اور جادو سے موسیٰ علیہ السلام کو روک دو بلکہ اس کو شرمندہ کر کے ہمارے ملک سے نکال دو تب تم سے ہم خوش ہوں گے اور دولت بھی بہت دیں گے جادوگروں نے کہا ہم سب آپ کے نمک خوار ہیں ذرا ابھی حضور کے کام میں قصور نہ کریں گے' مگر عرض یہ ہے کہ آلات جادوگری بہت چاہئیں۔ برائے کرم ہم کو منگوا دیجئے ہم سب طلسم تیار کریں گے۔ یہ سنتے ہی فرعون نے حکم دیا اور سب خزانہ اس کے خرچ کیواسطے کھول دیا۔ ریسماں اور سیمات غیرہ جو ضروریات سے تھے سب مہیا کر دیا گیا چھ مہینے تک جادوگروں نے طلسم تیار کیا اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اپنے معبود برحق کی عبادت میں مصروف تھے اور فرعون ملعون اپنے جادوگروں میں مشغول تھا' اور بارہ ہزار لشکر تیار کیا اور ان کو اس مکان کے داہنے بائیں کھڑے کر دیئے اور اطراف میں اس مکان کے بارہ بارہ کوس تک میدان وسیع تھا۔ اسی میدان میں دوپہر کے وقت جب آفتاب گرم ہوا جادوگروں کے آلات طلسم والے چار ہزار ایک بار جنبش میں آئے اور وہ حشرات الارض سانپ اژدھا اور بچھو بن گئے اور اس میدان کے تمام پتھر و کلوخ موم ہو گئے پھر جادوگروں نے کہا۔

قولہ تعالیٰ: قَالُوْا مُوسٰی اِمَّا اَنْ تَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُھُمْ وَ عِصِیُّھُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِھِمْ اَنَّھَا تَسْعٰی ○ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ○ وَاَلْقِ مَا فِیْ

Marfat.com

يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ○

ترجمہ: کہا ان جادوگروں نے اے موسیٰ علیہ السلام یا تو ڈال یا ہم ہوں ڈالنے والے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں تم ہی ڈالو۔ تب انہوں نے ڈالا سب رسیاں ان کی اور لاٹھیاں ان کی خیال میں آئیں ان جادو سے کہ وہ زمین پر دوڑنے لگیں' پھر ڈرنے لگے اپنے جی میں موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام تو نہ ڈر اور البتہ تو ہی غالب رہے گا اور اب آخر میں ڈال اے موسیٰ علیہ السلام جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے نگل جاویگا وہ سب جو انہوں نے بنایا ہے وہ تو ایک فریب ہے جادوگروں کا پس ڈالا اپنا عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ قولہ تعالیٰ: **فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ بِىَ تَلقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ** ترجمہ: پھر ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا پس وہ نگلنے لگا جو کچھ انہوں نے سانگ بنایا تھا۔ پھر وہ عصا اژدھا بن کر میدان کے کنارے چل کر آیا اور جو اس میدان میں چار ہزار طلسم جادو کے فرعون کے جادوگروں نے تیار کیے تھے ان سب کو ایک دم ایک ہی لقمہ میں نگل کیا۔ اور جو آلات اور اوزار ان کے بنانے کے تھے وہ بھی نگل گیا۔ اس میدان میں پھر کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور پھر بھی اس کا پورا پیٹ نہ بھرا۔ تب وہ اژدھا فرعون کے مکان کی طرف چلا۔ فرعون اس کو دیکھ اپنا تخت چھوڑ کر بھاگا۔ جب لوگوں نے بھاگتے دیکھا تو معلوم کیا کہ وہ جھوٹا بر سر باطل تھا۔ اس اژدھے نے ایک لب اپنا فرعون کے بالا خانے پر رکھا اور دوسرا لب اس کے نیچے رکھ کر زمین سمیت اس مکان کو کھود کر ہوا میں اڑا دیا۔ پھر مکان کا کوئی نام ونشان بھی نہ رہا اور اس طرح سے حق اور باطل ظاہر ہو گیا۔ **فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ** ترجمہ: ثابت ہوا حق اور باطل ہوا جو کچھ وہ کرتے تھے۔ تب ہارے اس جگہ پر اور پھرے بہت ذلیل ہو کر اور پھر ندا آئی اے موسیٰ علیہ السلام عصا اپنا پکڑ نہیں تو ملک مصر تباہ کر دیگا۔ اور اگر تو ذرا بھی ٹھہرے گا تو سارے مصر کو کھا جائے گا۔ تب خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اپنا عصا پکڑا اسی وقت وہ لاٹھی بن کر ہاتھ میں آگیا یہ دیکھ کر جادوگر بولے کہ عصاء موسیٰ علیہ السلام اژدھا بن کر ہمارے تمام سانگ جادو کو کھا گیا۔ پھر ان سردار جادوگردوں نے آپس میں کہا کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام حق پر ہیں اور اب ہماری تو صلاح یہ ہے کہ ہم سے مل کر ان پر اور ان کے خدا بر حق ہے۔

Marfat.com

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ ○ قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ۔ اور پڑ گئے جادوگر سجدے میں اور کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار عالموں کے پروردگار موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے اس کے بعد خداوند قدوس نے ان کی آنکھوں کا پردہ اٹھا کر تحت الثریٰ دکھایا۔ جب انہوں نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا پھر ان کو عرش اور کون و مکاں دکھایا پھر انہوں نے کہا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم ایمان لائے پروردگار بے شمار عالموں کے تب فرعون ملعون نے ان سے کہا کہ تمہارا رب تو میں ہوں۔ جادوگروں نے برجستہ جواب دیا کہ تو ہمارا پروردگار نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا پروردگار تو وہ ہے جو پروردگار ہے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا۔ پھر فرعون نے ان سے کہا کہ ان کا خدا تم کو کیا دے گا۔ انہوں نے کہا قولہ تعالیٰ: اِنَّا اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَا کْرَھْتَنَا عَلَیْہِ مِنَ السِّحْرِ ○ ترجمہ: وہ بولے تحقیق ہم ایمان لائے ساتھ پروردگار اپنے تاکہ بخشے ہمارے واسطے خطائیں ہماری اور وہ چیز کہ زبردستی کی ہے تو نے ہم کو اوپر اس کے جادو سے یہ تو کفر ہے اور خدا برحق ہے تو باطل ہے فرعون لعین نے کہا قولہ تعالیٰ: فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِنْ خِلَافٍ وَ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَا عَذَاباً وَّ اَبْقٰی ○ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَ نَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ ○ اِنَّمَا تَقْضِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ○

ترجمہ: پس کہا فرعون نے جادوگروں کو البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمہارے اور پاؤں تمہارے مخالف ہے اور البتہ سولی پر بھی کھینچوں گا تم کو اوپر ٹنڈ کھجور کے پھر البتہ جانو گے تو کونسا ہم میں سے اشد ہے عذاب میں اور کون ہے باقی رہنے والا کہا انہوں نے ہرگز نہ اعتبار کریں گے ہم تجھ کو اوپر اس چیز کے کہ آئی ہے ہمارے پاس دلیلوں سے اور اوپر اس کے کہ پیدا کیا انہوں نے ہم کو پس حکم کر جو کچھ کہ تو کرنے والا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ حکم کرے گا تو بیچ زندگانی دنیا کے یہ سن کر فرعون لعین نے اپنے جلادوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ چنانچہ ان جلادوں نے حکم پاتے ہی ان جادوگروں کے ہاتھ پاؤں مخالف طریقے پر کاٹ ڈالے اور سولی پر بھی ان لوگوں کو کھینچا۔ پھر ان کے سروں سے آواز آئی۔ قولہ تعالیٰ: قَالُوْا لَا ضَیْرَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ○ اِنَّا

Marfat.com

نَطْمعُ اَنْ یَغْفِرلَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَا اَنْ کُنَّا اَولَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ ترجمہ: ہوے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے پروردگار کی طرف پھر جانا ہے اور ہم لوگ اس چیز کی امید رکھتے ہیں کہ ہم کو ہمارا رب بخشے اور تمام تقصیروں کو درگزر فرمائے اور ہم پہلے قبول کرنے والے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان لانے والے ہیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون اپنے مکان پر آئے اور خدا کا شکر بجالائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَا اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاهٗ زِیْنَتةً وَّ اَمْوَالا فِیْ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ○ رَبَّنَا اطْمسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوبِهِم فَلا یُؤْمِنُواْ حَتّٰی یَرَوا الْعُذَابَ الْالِیمَ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعوَتُكُمَا وَلا تَتَّبعٰنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو آرائش اور مال بیچ زندگانی دنیا کے اے پروردگار ہمارے تاکہ گمراہ کریں تیری راہ سے اے پروردگار مٹادے ان کا مال اور سخت کر ان کے دلوں کو تاکہ ایمان نہ لاویں جب تک کہ دیکھیں وہ دکھ کی مار کو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ قبول ہو کی تمہاری دعا سو تم ثابت رہو اور مت چلو راہ ان کی جو انجان ہیں یعنی جلدی مت کرو اور میرے حکم کا انتظار کرو اور چند روز وعدہ ابھی باقی ہے یعنی چالیس برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون برابر فرعون کو دعوت الی اللہ دیتے رہے کہ اے فرعون توحدانیت کا اقرار کر اور خدا پر ایمان لا جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا مگر باوجود بار بار تلقین و ہدایت کے اس ملعون نے نہیں مانا اور اپنا جھوٹا دعویٰ خدائی کرتا رہا اور لوگوں کو برابر بہکاتا رہا۔ پھر کچھ روز بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا قولہ تعالیٰ: وَقَالَ فِرْعَوْنُ یَاهَامَانُ ابْنِ لِی صَرْحًا لَّعَلِّیْ اَبْلغُ الْاسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاطَّلَعَ اِلٰی اِلٰهِ مُوْسٰی وَ اِنِی لاَظَنُّهٗ کَاذِباً ترجمہ: کہا فرعون نے اے ہامان بنا واسطے میرے ایک محل بلند مینارے والا تاکہ جا پہنچوں میں آسمانوں کے راستوں پر۔ پس جھانکوں میں موسیٰ علیہ السلام کے معبود کی طرف اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں اس کو جھوٹا۔ پس یہ حکم سن کر وزیر ہامان نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد اینٹیں پختہ بنائی جائیں۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اینٹ کی ایجاد سب سے پہلے فرعون کے وزیر ہامان نے

Marfat.com

کی ہے۔ غرضیکہ اینٹیں پختہ تیار ہونا شروع ہو گئیں اور چند روز میں ایک محل بڑے اونچے مینار والا تیار ہونے لگا اور اس کا مینارہ اتنا بلند کیا گیا کہ راج اس پر اینٹیں رکھنے سے قاصر ہو گئے یعنی بلندی کی وجہ سے اینٹیں جما نہ سکتے تھے۔ غرض بہت کچھ مال و زر خرچ کر کے سات برس میں وہ مینار تیار ہوا۔ جب وہ بن کر تیار ہوا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر اس مینارے پر اپنا پر مارا تمام مینارے کا ستیاناس ہو گیا اور اس مینارے کے بنانے والوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور جو لوگ اینٹوں کو پختہ کر رہے تھے وہ بھی اس میں جل کر راکھ ہو گئے اور جو مزدور گارا بنا رہے تھے ان کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا اور پھر مانند خاک کے بنا دیا کسی بانی کار کو اس نے زندہ نہ رکھا جب بیس برس گزرے تو ایک دن آسیہ خاتون اپنے سر میں کنگھی کر رہی تھی اتفاق سے کنگھی ہاتھ سے نیچے گر گئی۔ تب بددعا کی کہ یہ الٰہی تو فرعون کو غارت کر فرعون نے اس بات کو سن کر آسیہ خاتون سے کہا۔ اے آسیہ شاید تو موسیٰ علیہ السلام و ہارون پر ایمان لائی ہے مجھے گفتگو کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے وہ بولیں بیشک آج چالیس برس ہوئے ہیں' میں خدا پر ایمان لائی ہوں۔ اتنے دن میں نے چھپا رکھا تھا۔ اب ظاہر کیا ہے۔ یہ سن کر فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے کہا کہ دیکھ تو موسیٰ علیہ السلام کا دین چھوڑ دے میں تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ وہ بولیں خدا نے میرے واسطے بہشت میں لعل و یاقوت اور جواہر کے مکان بنا رکھے ہیں۔ میں دنیا میں تمہارے سونے کا گھر نہیں چاہتی ہوں' یہ سن کر اس کا غصہ بڑھ گیا اور وہ ملعون کہنے لگا کہ آسیہ میں تجھے سخت عذاب میں ڈالوں گا۔ آسیہ خاتون نے یہ سن کر اس کا جواب دیا کہ جو تیرے جی میں آئے سو کر ڈال میں تو ہرگز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو نہ چھوڑوں گی۔ پھر اس کے بعد مجبور ہو کر اس ملعون نے حکم کیا کہ اس کے بدن سے کپڑے اتار کر زمین پر لٹا کر چاروں ہاتھ پاؤں میں اس کے لوہے کی میخیں ٹھونک دیں۔ جلادوں نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا جب ان میخوں سے ان کے جگر میں درد پہنچا تب انہوں نے درد کی پریشانی کے عالم میں رو بسوئے آسمان کر کے کہا۔ اے میرے خدا یہ فرعون مجھ کو سخت ایذا دے رہا ہے تاکہ میں موسیٰ علیہ السلام کے دین سے پھر جاؤں اور مجھے یہ بھی لالچ دے رہا ہے کہ تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ اور یہ چیزیں میں نہیں چاہتی ہوں بس تو مجھے اس عذاب ایذا سے نجات دے۔ پھر فرعون نے آسیہ خاتون سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام کے دین کو چھوڑ دے تو میں تجھ کو

Marfat.com

عذاب و ایذا دونگا۔ وہ بولیں اے فرعون تجھکو میرے بدن سے کام ہے میرے دل سے کیا تعلق تو جو چاہے میرے ساتھ کر یہ سن کر اس کے بعد فرعون شقی القلب وہاں سے الگ ہو گیا۔ ایک شخص بصورت موسیٰ علیہ السلام آکر کہنے لگا اے آسیہ خاتون اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے ساتوں آسمان کے دروازے کھولے ہیں اور تمام فرشتے اس وقت تجھ کو دیکھتے ہیں تو اس وقت کچھ حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگ تیری فرمائش ضروری پوری ہو جاویگی تب وہ بولیں قولہ تعالیٰ

: اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْنَا فِیْ الْجَنَّتِهِ وَ نَجِنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○

ترجمہ: بولی فرعون کی بیوی اے رب بنا واسطے میرے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے۔ منقول ہے کہ حضرت آسیہ خاتون رضی اللہ عنہا پہلے فرعون کے گھر میں آتے ہی یہ بولی تھیں کہ یا الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تجھی کو میں معبود سمجھتی ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسیہ خاتون شروع ہی سے خدا پرست اور وحدانیت کی قائل تھیں۔ اور جب وہ فرعون ملعون کے گھر میں داخل ہوئیں تو بہت بڑے مصائب و ایذا میں مبتلا ہوئیں غرضیکہ فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے بار بار کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو بھول جا اور اس کے دین کو چھوڑ دے اور مجھ کو خدا مان لے جیسا کہ اور لوگ مانتے ہیں' ورنہ میں تجھ کو طرح طرح کی ایذا و تکالیف دیتا رہوں گا۔ یہ سن کر آسیہ خاتون بولیں اے فرعون تجھ سے میں نہیں ڈرتی خدا میرا حافظ و ناصر ہے۔ پھر ملعون نے طیش میں آکر حکم کیا کہ اس کو شکنجہ آہنی میں ڈالا جائے چنانچہ جلادوں نے فرعون کے حکم کی تعمیل کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیا اور گھر بہشت میں دکھلا دیا۔ ان کا خیال بھی بہشت کی طرف رہا اور فرعون ملعون کا عذاب ان کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔ مروی ہے کہ فرشتے نے ایک سیب لا کر بہشت سے ان کے ہاتھ میں دیا اس میں ہی ان کی جان قبض ہو گئی تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسیہ خاتون نے پالا تھا فرعون کے گھر میں اور ان کی مددگار بھی وہی تھیں۔ ایمان کو ظاہر کرنے کی وجہ سے فرعون ملعون نے ان کو مار ڈالا اس وجہ سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام فرعون کو چالیس برس تک دعوت خداوند پہنچاتے رہے۔

Marfat.com

لیکن آخروہ مردود حقیقی خدا پر ایمان نہ لایا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا بھی خیال اور کہا چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَقَالَ فِرْعَوْنَ ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَ لْیَدْعُ رَبَّهٗ اِنِیف اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْاَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ

ترجمہ: اور بولا فرعون اپنے ارکان دولت سے کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں مار ڈالوں موسیٰ علیہ السلام کو اور میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ اپنے رب کو نہ پکارے اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بگاڑ دے اور ملک میں فساد برپا کر دے اس وجہ سے میں ہر وقت سوچتا رہتا ہوں اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ میں پناہ لے چکا ہوں اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے رب کی اور جس وقت فرعون نے اپنے لوگوں سے یہ بات کہی کہ مجھے تم لوگ چھوڑ دو کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالوں اس وقت کوئی مومن وہاں پر موجود نہ تھا مگر ایک بڑھئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ایک صندوقچہ بنا کر دے گیا تھا۔ جس صندوقچہ میں رکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈالا تھا۔ وہ وہاں حاضر تھا اور نام اس کا حزقیل تھا اس نے کہا اے فرعون! حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول خدا برحق ہے اور تم ان کو نہیں مار سکو گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم ان پر ایمان لے آؤ اور جو دین اسلام لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے ہیں۔ اس کو قبول کر لو یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ فرعون اس کا کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس کے بعد فرعون ملعون کے لوگوں میں سے ایک شخص ایماندار تھا۔ اس نے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِیْ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ○ مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَااللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِه ○ وَ یٰقَوْمِ اِنِیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَنَادِ ○ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ مَالَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ○

ترجمہ: اور کہا اس شخص نے کہا ایمان لایا تھا اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر دن ان قوموں کی مانند جیسی مصیبت آ پڑی قوم نوح پر اور قوم عاد پر اور قوم ثمود پر اور ان کے پیچھے جو ہوئے اور انہیں ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ ظلم کا واسطے بندوں اپنوں کے اور اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں اس پکارنے والے دن سے کہ اس دن پھر

Marfat.com

جاوے گا اپنی پیٹھ موڑ کر اور ہو گا کوئی بچانے والا اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ نکل جائیں فرعون ملعون کے مکان سے اور ادھر فرعون کی قوم قبطیوں نے قصد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو شیر فرعون کے دروازے پر بندھے ہوئے تھے وہ سب چھوٹ گئے اور مارنے والے قبطیوں کو پھاڑ کھایا اور جو باقی رہے تو انہوں نے فرعون ملعون کو خبر پہنچائی پھر جو لوگ فرعون کے نزدیک تھے وہ کہنے لگے قولہ تعالیٰ: **وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ**

ترجمہ: اور سرداروں نے قوم نے فرعون سے کہا کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو اور اس کی قوم کو کہ فساد پھیلا دیں ملک میں اور موقوف کرے تجھ کو اور تیرے بتوں کو یہ سن کر فرعون نے کہا کہ اچھا اب ہم ان قوموں کے بیٹوں کو ماریں گے اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو اور ہم ان پر زور آور ہیں۔ بس فوراً ملعون نے اپنا حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے بیٹے ہیں ان سب کو مار ڈالو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھو اور آئندہ سے کوئی مرد بھی اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرے اور ان کو یہ بھی بتا دو کہ دیکھو ہم قاہر ہیں مقہور نہیں ہیں کہو کہ ہم جبار ہیں مجبور نہیں اور ہم سب دولت والے ہیں مفلس و قلاش نہیں ہیں۔ ہم لوگوں سے مقابلہ کوئی کیونکر کرے گا ان باتوں کو بنی اسرائیل نے سن کر کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر آپ نہ آتے تو اتنا عذاب فرعون ہم پر نہ کرتا اب قوم قبطی اور فرعون پہلے سے زیادہ عذاب کرنے لگے ہیں اور ہم پر تیری سختی آپڑی ہے۔ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے ان سے کہا قولہ تعالیٰ:

قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ○ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی قوم کو کہ تم لوگ اپنے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور پھر ثابت قدم رہو تحقیق زمین ہے اللہ تعالیٰ کی جس کو وہ چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے

Marfat.com

اپنے بندوں میں سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو کامیابی ہو گی وہ بولے کہ ہم پر سخت تکلیف رہی تیرے آنے سے پہلے اور جب تو آچکا تو بھی تکلیف بدستور رہی۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ وقت بالکل قریب آچکا ہے کہ تمہارا رب اس قوم کو لاک کرے گا۔ یعنی تمہارے دشمن نیست و نابود کرے گا اور پھر اس زمین کا وارث بنا کر خلیفہ بنائے گا پھر دیکھتے ہیں کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر سال فرعون کو اور اس کی قوم کو ایک ایک نشانی دکھاتے گئے اور خدا کے عذاب سے بھی ڈراتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰاتٍ بَيِّنٰتٍ۔ ترجمہ: اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں ظاہر میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب عذاب خداوندی سے ان کافروں کو ڈراتے تھے وہ کہتے تھے اے موسیٰ علیہ السلام اگر تو اس عذاب سے ہم کو بچالے گا تو ہم لوگ تجھ پر ایمان لے آئیں گے چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خداوند قدوس سے دعا کرتے تو عذاب ٹل جاتا اور جب کافر یہ دیکھتے کہ عذاب آیا ہوا ہم سے ٹل گیا تو وہ پھر ایمان لانے سے منکر ہو جاتے اور ایمان نہ لاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○

ترجمہ: اور جس وقت پڑتا کافروں پر عذاب تو بولتے اے موسیٰ علیہ السلام پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ کو تیرے رب نے اگر تو اٹھائے ہم سے یہ عذاب بے شک ہم تم کو ضرور مانیں گے اور پھر رخصت بھی کر دیں گے تیرے ساتھ قوم بنی اسرائیل کو پھر جب اٹھاتے ہم ان سے عذاب ایک وعدے تک جو ان کو پہنچا تھا پھر وہ اپنے وعدے سے منکر ہو جاتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور اسی طرح عہد شکنی کرتے رہیں گے اور ہم ان کو نشانیاں بھی بڑی سے بڑی دکھاتے تھے۔ چنانچہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا السَّاحِرُ الخ

ترجمہ: اور جو دکھاتے ہم ان کو نشانی سو وہ دوسری نشانی سے بڑی ہوتی تھی (لیکن بدبخت

Marfat.com

ایمان نہ لائے) اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں شائد وہ باز آ جائیں شرک سے اور کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام کو اے جادو گر پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ کو تیرے رب نے ہم ضرور ایمان لائیں گے پھر جب اٹھائی ہم نے ان پر سے تکلیف تب ہی وہ اپنے وعدے توڑ ڈالتے تھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی نو نشانیاں دکھائیں اور ان کو ہر طرح سے ڈراتے رہے۔ لیکن اس قوم نے برابر ایمان سے انکار ہی کیا۔ سب سے پہلی نشانی قحط سالی کی ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُوْن** ۔ ترجمہ اور پکڑا ہم نے فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کے نقصان میں شائد کہ کچھ نصیحت پکڑیں پس غضب الٰہی تین برس مصر میں رہا۔ اور پھر مصر میں کچھ بھی زراعت اور میوے پیدا نہیں ہوئے مارے بھوک اور پیاس کے لوگوں نے فرعون کے آگے گریہ و زاری کی قوم کی گریہ زاری دیکھ کر اس ملعون نے ستر ہزار مہمانوں کو سرائے بنا کر کھانا کھلایا۔ آخر پھر وہ تمام غلہ ختم ہو گیا اور قحط بدستور جاری رہا۔ اور قحط سے لوگ پریشان ہوئے اور بے اختیار ہو کر کہنے لگے اے فرعون جو ہم پر قحط بدستور جاری رہا۔ اور قحط سے لوگ پریشان ہوئے اور بے اختیار ہو کر کہنے لگے اے فرعون جو ہم پر قحط آ پڑا ہے یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا سے ہے یہ سن کر فرعون بولا کہ تم سب موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے پاس جاؤ اور پھر اس سے کہو کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ قحط کا عذاب تمہارا خدا ہم پر سے اٹھا لے تو پھر ہم سب تیرے خدا پر ایمان لے آئیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قولہ تعالیٰ : **فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗ** ترجمہ : پس جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہمارے واسطے اور اگر پہنچی ان کو برائی تو شومی بتاتے موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے ساتھ والوں کو۔ آخر قوم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر مکرو فریب سے رو رو کر کہنے لگی۔ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے خدا سے کہو یہ قہر ہم پر سے دور کرے۔ تب ہم سب ایمان لائیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے دعا کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ قحط جاتا رہا لیکن پھر بھی وہ مردود ایمان نہ لائے اور کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام جو تو لائے گا ہمارے پاس اپنی کوئی نشانی کہ اس سے تو ہم کو جادو کرے تو ہم

Marfat.com

تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعائیں کیں جس کی وجہ سے ان پر مندرجہ ذیل بلائیں نازل ہوئیں قولہ تعالیٰ:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيَاتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۔

ترجمہ: پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان مینہ کا اور ٹڈی اور چچڑی یعنی جوئیں اور مینڈک اور لہو' دیکھو کتنی نشانیاں جدا جدا پھر تکبر کرتے رہے اور در حقیقت وہ لوگ تھے گنہگار تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس برس فرعون سے مقابلہ رہا اس بات پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن مالوف کو جانے دے لیکن اس نے نہ مانا اور برابر ادھر ادھر کی حیلہ سازیاں کرتا رہا۔ مجبوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے بد دعائیں کی جس کی وجہ سے یہ بلائیں ان پر آتی رہیں۔ یعنی دریائے نیل بہت چڑھ گیا۔ کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہوگئے اور ٹڈیاں سبزی کھا گئیں اور پھر آدمیوں کے کپڑوں میں جوئیں کثرت سے پڑ گئیں اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور تمام پانی خون بن گیا۔ لیکن ان سرکش کافروں نے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا رسول بھیجا ہوا رسول تسلیم نہ کیا اور برابر انکار ہی کرتے رہے۔ پہلا عذاب ان پر طوفان کا نازل کیا گیا تو اس وقت لوگوں نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اس بلا سے اپنے رب سے دعا کر۔ تاکہ ہم کو اس سے نجات ملے اور پھر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے التجا کی' اس دعا سے وہ طوفانی عذاب جاتا رہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے سبزی اور زراعت بہت پیدا کی تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم لوگ ایمان لے آؤ اور اپنا وعدہ پورا کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تم کو ہرگز خدا کا رسول نہیں مانیں گے کیونکہ یہ زراعت تو ہر سال ہمارا بت ہم کو دیتا ہے یہ پیداوار کوئی تمہاری دعا سے تو نہیں ہے پھر یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم کے واسطے بد دعا کی تو پھر اللہ تعالیٰ نے ٹڈیاں بہت کثیر تعداد میں بھیج دیں جو ان کی تر و تازہ زراعت کو کھا گئیں۔ پھر کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اگر تم ہم سے ان ٹڈیوں کے عذاب و بلا سے نجات اپنے خدا سے دلواؤ گے تو پھر ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس ظالم قوم کی باتیں سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر اپنے خدا سے دعا

Marfat.com

کی۔ چنانچہ ان پر سے وہ ٹڈیوں کا عذاب جاتا رہا۔ پھراس ظالم قوم نے آکر حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ یہ ٹڈیوں کا عذاب تو تمہاری شومی سے آیا تھا اور ہم تم پر یقین نہیں لاتے اور نہ ہم تمہارے خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم کے واسطے بد دعا کی۔ اور اس کے نتیجے میں اس قوم پر جوؤں کا عذاب ایا اور ہر شخص کے کپڑوں میں بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئیں اور سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت موسی علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ ہمارے بدن اور کپڑوں میں بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئی ہیں وہ ہمارے جسموں کو کھا رہی ہیں۔ ہم لوگ سخت پریشان ہیں۔ آپ اپنے خدا سے ہمارے لئے اس عذاب سے نجات دلانے کی درخواست کیجئے تو پھر ہم لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے کہنے سے پھر اپنے رب سے دعا کی' اس دعا کی برکت سے ان پر آئی ہوئی یہ بلائیں جاتی رہیں۔ پھر ان کافروں نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ اے موسی علیہ السلام علیہ السلام یہ سارا کھیل تیرے جادو کا ہے ہم تجھ کو ہرگز نہ مانیں گے تو بڑا جادوگر ہے قولہ تعالی: **قَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ**۔ ترجمہ: اور کہنے لگا کافر اے موسی علیہ السلام جو تو لائے گا ہمارے پاس نشانی کہ اس سے ہم کو جادو کرے سو ہم تجھ کو نہ مانیں گے پھر حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب سے بد دعا کی جس کی وجہ سے مینڈک بیشمار پیدا ہوئے کہ کوئی جگہ ان کافروں کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کی خالی نہ رہی تمام مینڈکوں سے بھر گئی چنانچہ وہ پلید اس عذاب میں گرفتار ہوئے اور سخت عاجز آ گئے اگر وہ ایک مینڈک کو مارتے تو بے شمار اور پیدا ہو جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر سخت پریشانی کی وجہ سے لوگوں نے فرعون ملعون سے جا کر کہا۔ ہم لوگ اس شدید عذاب سے تنگ آ گئے ہیں اور کسی طرح سے برداشت نہیں کر سکتے اور کہنے لگے کہ ہم سب موسی علیہ السلام سے سخت عاجز آ گئے ہیں وہ ہم کو ہر ہفتہ ایک نہ ایک بلا میں ضرور ڈالتا ہے فرعون بولا تم مت ڈرو یہ تو اس کے جادو کے کھیل ہیں بلکہ تم پھر اس سے جا کر کہو کہ اے موسی علیہ السلام جب ہم تو کو مانیں گے کہ اب کی دفعہ اس بلا سے ہم کو نجات دلا دو تب انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام سے جا کر التجا کی۔ پھر یہ سن کر حضرت موسی علیہ السلام علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تم ایمان لے آؤ خدا پر آخر کار انہوں نے انکار کیا

Marfat.com

اور نہ مانا۔ جہنم کی راہ لی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے مناجات کی۔ تو پھران مردودوں منکروں کے پینے کے پانی دریا ندی سب لہو بن گئے۔ اور جب قوم بنی اسرائیل اس کو پیتی تو صاف ہوتا۔ اور اگر قوم فرعون اسی پانی کو پیتی تو وہ خون بن جاتا۔ پھر عاجز ہو کر فرعون سے کہنے لگے کہ اب تو ہم سخت عاجز آ گئے ہیں۔ کہ ہر جگہ کا پانی لہو بن گیا ہے۔ اور کسی جگہ پانی پی نہیں سکتے۔ یہ سن کر فرعون ملعون کہنے لگا کہ سب سحر سازی موسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ لہٰذا پھر تم اس سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ علیہ السلام اب کی دفعہ تو اور نجات دلا دو ہم لوگ ضرور تیرا دین قبول کر لیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی قوم کے کہنے سے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ خدا کے حکم سے وہ ندی نالے دریا جو خون بن گئے تھے وہ سب پانی بن گئے اور پھر اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا سے ہر بلا جب ان کافروں پر نازل ہوتی تھی تب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے پاس کر جا کر تضرع و زاری اور عذر حیلہ کر کے ایمان لانے کا وعدہ دے کر اپنے سر سے بلا دور کروا لیتے تھے۔ اور جب وہ بلا ان کے سر سے ٹل جاتی تو پھر منکر ہو جاتے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَمَا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا الخ** ترجمہ: جب آن پڑتا ان پر عذاب تو بولتے اے موسیٰ علیہ السلام پکار اپنے رب کو ہمارے واسطے جیسا کہ اس نے تجھ کو سکھا رکھا ہے اگر تو نے یہ عذاب ہم سے اٹھا لیا تو بے شک ہم تجھ کو مانیں گے اور رخصت کریں گے قوم بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اٹھا لیا ہم نے ان سے عذاب ایک وعدے تک کہ ان کو پہنچتا تھا۔ تب ہی وہ منکر ہو جاتے اور ہرگز ایمان نہ لاتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون نے اپنے خدا سے بد دعا کی اے رب تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو زینت مال و دنیا کی اور وہ پانی زندگی میں لوگوں کو تیری راہ سے بہکاتے ہیں اے اللہ تو ان لوگوں کا سب مال و دولت ان سے مٹا دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ: **رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا۔ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۔**
ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب مٹا دے ان کے مال اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ اب وہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ دیکھیں دردناک عذاب کو پس اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

قَالَ قَدْاُجِیْبَتْ دَّعوَتُکُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلا تَتَّبِعنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لا یَعْلَمُونَ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالی نے قبول ہو چکی دعا تمہاری اے موسی علیہ السلام اور ہارون تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو ان کی راہ جو انجان ہیں۔ پس خدا کے حکم سے فرعون اور اس کی قوم کا مال و متاع درم و دینار اور میوے سب پتھر ہو گئے یہاں تک کہ جو مرغیاں انڈے دیتیں زمین پر گرتے ہی سنگ ہو جاتے یہ دیکھ کر فرعون کی قوم نے پھر حضرت موسی علیہ السلام سے جا کر التجا کی کہ اے موسی علیہ السلام علیہ السلام یہ جو چیزیں پتھر کی ہو گئیں ہیں۔ اگر تیری دعا سے یہ اپنی اصل حالت پر آ جائیں تو ہم سب تیرا دین ضرور قبول کر لیں گے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے ان لوگوں کی یہ عاجزانہ التجا سنی اور کہنے لگے اے لوگو! میں تمہارے کہنے سے پھر اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ وہ تمام چیزیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ کہتے ہی حضرت موسی علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور اپنے پروردگار سے پر خلوص التجا کرنے لگے اس التجا سے اللہ تعالی نے ان چیزوں کو جو پتھر بن چکی تھیں۔ پھر ان کو اصلی حالت پر کر دیا یہ ٹھیک ہوتے ہی پھر فرعون کی قوم فوراً ہی حضرت موسی علیہ السلام علیہ السلام کی نبوت سے منکر ہو گئے۔ اور حضرت موسی علیہ السلام کو جادو گر ٹھہرایا۔ باوجود ان نوعلامات کے اول عصا۔ دوسرا ید بیضا۔ تیسرا طوفان۔ چوتھا قحط۔ پانچویں ٹڈی۔ چھٹا جوئیں۔ ساتواں مینڈک۔ آٹھواں لہو۔ نواں طمس۔ پھر بھی کفار حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ آخر وحی نازل ہوئی اے موسی علیہ السلام علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر رات کو مصر کی جانب نکل کر لب دریا جا رہو اور اس طرح پر جاؤ کہ اہل مصر کو تمہارے جانے کی خبر نہ ہو میں تم کو دریا کے پار کر دوں گا۔ فرعون ملعون کو اور اس کی ساری قوم کو دریا میں ڈبو دوں گا۔ تب تم اور تمہاری قوم اس کے شر سے نجات پاؤ گے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے: وَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ اِنَّکُمْ مُتَّبَعُوْنَ

ترجمہ: اور حکم بھیجا ہم نے موسی علیہ السلام کو کہ رات کو لے کر نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگے گا فرعون معہ اپنے تمام لشکر کے اور ہم ان کو غرق کرنے والے ہیں اور تم کو دریا کے پار اتار دیں گے تم کسی کا خیال مت کرو۔

بیان غرق ہونا دریا میں فرعون اور اس کی قوم کا

Marfat.com

تواریخ کے مطابق حسب الحکم خداوندی دوسرے دن قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے پاس جو جو ضروری لوازمات سونے اور چاندی کپڑے اور زیور جو ان کو درکار تھا عاریتا مانگا۔ اور فرعون نے خوش ہو کر ان کو حکم کیا کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ بخوشی ہمارے سرکاری خزانے سے بے تکلف لے لو۔ یہ سن کر قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے حکم پانے سے شاہی خزانہ سے جا کر سونے اور چاندی، لعل و جواہر کے زیورات اور جو کچھ ان کو مطلوب و مقصود تھا لے لیا اور وزیر ہامان نے اور دیگر قبطیوں کے گھر جا کر بھی کچھ ضرورت سامان کے لئے اور قبطیوں نے بھی ان کو دینے میں کوئی تردد نہ کیا۔ کیونکہ ہر سال بنی اسرائیل ان سب سے زیورات عاریتا مانگ کر نماز پڑھنے کے لئے عید کے دن میدان کی طرف نکل جاتے تھے۔ اس لئے آج بھی سونے اور چاندی کے اسباب دینے میں ان پر کچھ گمان فرار کا نہ کیا اور بے تکلف دیدیا۔ بعض تواریخ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شمار میں بنی اسرائیل چھ لاکھ مرد عاقل۔ اور بالغ سوائے عورت اور لڑکے تھے۔ سب کے سب کمر باندھ کر مصر سے نکل جانے کو تیار ہوئے۔ خدا کی مرضی سے ایسا ہوا کہ اسی دن شہر میں وبا پڑی کہ ہر ایک قبطی کے گھر میں ایک ایک بڑا بیٹا مر گیا وہ لوگ اپنے اپنے غم میں رونے لگے۔ جب رات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام معہ اپنے تمام لشکر کے مصر سے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو مقدم لشکر کر کے قوم بنی اسرائیل کو جماعت جماعت بنا کر پیچھے روانہ کیا اور پھر آخر میں آپ بھی روانہ ہو گئے اور دریائے نیل کے کنارے ایک بڑے میدان میں پہنچے اور وہ تاریخ نویں محرم الحرام کی تھی جب سحری ہوئی تو فرعون کو خبر ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام قوم بنی اسرائیل مل کر تمہارا مال و متاع اور سونا چاندی وغیرہ لے کر شب گزشتہ مصر سے نکل کر کہیں بھاگ گئے فرعون بولا تم جاؤ اور ان کا پیچھا کرو پکڑ کر سب کو مار ڈالو۔ اتنا مال و اسباب تمہارا اور ہمارا دغا سے لے کر بھاگ گئے یہ خبر تمام شہر میں اور اپنے تمام سپہ سالاروں کو بھیجی اور نقارہ کوس رحلت کا مارا چونکہ اس کی آواز بہت بلند تھی اس لئے آواز سن کر تمام سپاہ و لشکر چاروں طرف سے شام کے وقت دو شنبہ کے دن فرعون کے دروازے پر حاضر ہو گئے اس وقت ایک سو امیر سردار لشکر فوج کے تھے اور ہر ایک سردار کے ہمراہ سو مرد جنگی رہتے تھے اور فرعون نے اپنے ہمراہ سات لاکھ غلام سیاہ پوش لے کر اور خود بھی سیاہ لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر

Marfat.com

وزیر ہامان کو مقدم لشکر کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کیا اور دریائے نیل کے کنارے بڑے میدان میں بنی اسرائیل کو دیکھا چونکہ وہ لوگ تین دن اسی میدان میں ٹھہرے رہے اور بنی اسرائیل کی قوم نے جب فرعون کی قوم کا حشمت اور دبدبہ دیکھا تو وہ خوف سے کہنے لگے کہ شائد اب ہم کو فرعون اور اس کی قوم پکڑ لے گی اور اتنے بڑے لشکر سے ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے کیونکہ فرعون کی فوج بہت ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ:

فَلَما تَرَ آی ءَ اَلْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰی اِنا لَمُدْرَکُوْنَ۔

پس جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام کے لوگ ہم تو پکڑے گئے، کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیوں گھبراتے ہو اے میرے ساتھیو! رب میرا میرے ساتھ ہے اور وہی مجھ کو راہ بتائے گا اور مجھ کو اور میری قوم کو بچائے گا انشاء اللہ فرعون سے ہم کو کچھ ڈر نہیں ہے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا دریائے نیل پر مارو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **فَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنِ اضْرِبْ بِعَصَاکَ الحَجَرْ الخ** پس جب حکم بھیجا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہ اپنا عصا دریا پر مارو۔ پس پھٹ گیا دریا اور بن گیا اس میں ایک راستہ اور پار کر دیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو اور دوسرے یعنی فرعون کو اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں عصا مارا پانی پھٹ گیا اور بارہ راستے بن گئے اور بیچ پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے اور ان ہی بارہ راستوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے اتر کر پار ہو گئے اور اس کے پیچھے قوم فرعون ان ہی راستوں سے قوم بنی اسرائیل کو پکڑنے کے واسطے دوڑی جب وہ دریائے نیل کے بیچوں بیچ پہنچی تو وہ راستے جو خدا کے حکم سے حضرتؑ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے واسطے بنائے گئے تھے ختم کر دیئے گئے اور سب راستوں میں دریا کا پانی پھیل گیا۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا مارا دریا خشک ہو گیا اور اس میں بارہ راستے بن گئے اور بنی اسرائیل بارہ قبیلوں پر مشتمل تھے وہ ہر ایک اپنے اپنے راستے سے نکل گئے اور کچھ دیر بعد فرعون ملعون نے جا کر دیکھا کہ دریائے نیل میں بارہ راستے بنے ہوئے ہیں اور ان ہی راستوں سے قوم بنی اسرائیل پار ہوئی ہے تب اس نے

Marfat.com

سوچا کہ یاتو موسیٰ علیہ السلام کے جادو کی وجہ سے یہ راستے بنے ہوئے ہیں یا معجزہ پیغمبری سے' اگر یہ کیفیت میرا لشکر دیکھے گا تو شائد وہ ان پر ایمان لے آئیگا۔ پھر تو مجھے بڑی ہی ندامت ہو گی۔ تب حیلہ سازی سے اپنے لشکر کو کہا کہ اب ہم کو خوب یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑا جادوگر ہے' دیکھو تو جادو سے دریا کا پانی تک خشک کر دیا اور اپنی قوم کے واسطے بارہ راستے بنا لئے تاکہ لوگ دیکھ کر اس کے خدا پر ایمان لے آئیں اور اس کی نبوت کے قائل ہو جائیں اور دل میں یوں بھی کہتا تھا کہ میری فوج کو دریا میں ان کے پیچھے جانے سے پانی ڈبو ماریگا۔ کیونکہ پانی دو طرفہ مثل پہاڑ کے معلق کھڑا ہے یہی دل میں پس و پیش کرتا تھا کہ دریا میں اپنا گھوڑا ڈالوں یا نہیں۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا یہ دیکھ کر فرعون نے بھی اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور پھر ہرچند اس نے چاہا کہ اپنے گھوڑے کی باگ تھامے مگر رک نہ سکا اور فرشتے سواروں نے آ کر لشکر کے گھوڑوں کو چابک مار کر بیچ دریا میں ڈال دیا۔ جب فرعون کا لشکر بیچ دریا کے آچکا اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ دریا میں عصا مار کر ان کی راہ بند کر دیں' ندا آئی اے موسیٰ علیہ السلام قولہ تعالیٰ: وَاُتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۝ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ترجمہ اے موسیٰ علیہ السلام چھوڑ دے دریا خشک تحقیق و لشکر ڈوبنے والے ہیں تب وہ پانی جو دیوار سا ہو گیا تھا اور ہوا میں معلق تھا وہی پانی دونوں طرف سے آیا اور پوری قوم کو ڈبو دیا۔ ایک روایت میں ہے فرعون اپنے ڈوبتے وقت کہتا تھا کہ میں ایمان لایا بنی اسرائیل کے خدا پر اور اس کے رسول پر چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَجَاوَزْنَا بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ الْبَحْرَ الایہ۔ ترجمہ: اور پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے جب تک کہ پہنچا اس پر دباؤ کہا فرعون نے کہا ایمان لایا میں کہ کوئی معبود نہیں کہ جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل میں بھی فرمانبرداروں سے ہوں۔ خدا کے فرمانے سے حضرت جبرائیلؑ نے اس کو کہا قولہ تعالیٰ: اٰلْاٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ترجمہ: کیا اب ایمان لاتا ہے اور تحقیق تو نافرمانی کر چکا ہے پہلے اس سے اور تھا تو مفسدوں سے فائدہ جبرائیل نے کہا اس کو اے فرعون تو ساری عمر اللہ کا مخالف رہا اور اب عذاب دیکھ کر ایمان لایا اور اب کامل یقین کرتا ہے اب اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر ہو سکتا ہے۔ تف ہے تجھ پر ایک مشت خاک لے

Marfat.com

کر اس کے منہ پر ڈال دی۔ پس وہ بد بخت اپنے لشکر سمیت دریائے نیل میں ڈوب کر مرا۔
قولہ تعالیٰ :فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ الایہ ترجمہ : سو آج بچائیں گے تجھ کو تیرے بدن سے تاکہ ہووے پچھلوں کو نشانی اور البتہ بہت لوگ ہماری قدرتوں پر دھیان کریں۔ فائدہ وہ بیوقوف جیسا بے فائدہ ایمان لایا ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے مرنے کے بعد اس کا بدن دریا سے نکال کر ایک ٹیلے ڈال دیا کہ قوم بنی اسرائیل اس کو دیکھ کر شکر کریں اور پھر عبرت حاصل کریں بدن بچنے سے اس کو کیا فائدہ۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ فرعون ملعون معہ اپنے تمام لشکر کے خدا کے حکم سے دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ یہ سن کر قوم بنی اسرائیل نے کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تک ہم اس کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے تب تک اس کے ڈوبنے پر ہم کو یقین نہ ہو گا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی اس دعا کی برکت سے موج دریا نے ان سب کی لاشوں کو جہاں بنی اسرائیل تھے پہاڑوں پر پھینک دیا۔ ہڈیاں ان کی درہم برہم ہو گئیں تھیں اور ان کے قلب میں کچھ رمق جان باقی نہ تھی بنی اسرائیل دیکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنظُرُونَ** ترجمہ : اور ڈبو دیا ہم نے فرعون کے لوگوں کو اور یہ کہ تم دیکھتے ہو ایک شخص نے بنی اسرائیل کی قوم سے آرزو کی کہ اللہ مجھ کو فرعون سے ملا دے تو ہمیں اس کی ڈاڑھی سے اپنے گھوڑے کی باگ بناؤں گا۔ مرض الٰہی سے اس نے اسی دن فرعون کو باریش سرخ دریا کے کنارے مردہ پایا پھر اس کی داڑھی سے اپنے گھوڑے کی باگ بنائی اور اس کے وزیر ہامان کو بھی بہت تلاش کیا پر وہ نہ ملا۔ تب وحی نازل ہوئی۔ اے موسیٰ علیہ السلام اب تم مصر جاؤ اور ہامان کو مصر ہی میں پاؤ گے اس کو میں دوسرے عذاب میں گرفتار کروں گا۔ یہ حکم سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام اور اپنی قوم کو لے کر مصر میں آئے اور فرعون کے گھروں میں جا کر رہے اور فرعون کے گھروں میں مال و اسباب بہت کچھ ہاتھ لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاَخْرَجْنَا هُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُونٍ وَّ كُنُوزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

ترجمہ : پس نکالا ہم نے فرعون کو اور اس کی قوم کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور باعزت مکانوں سے اسی طرح کیا اور وارث کر دیا ہم نے قوم بنی اسرائیل

Marfat.com

کو مفسرین لکھتے ہیں کہ فرعون کے گھر کو اللہ تعالی نے مقام کریم فرمایا اس واسطے کہ ستر مہمان خانے اس نے پر تکلف بنائے تھے اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالی نے انہی مکانوں کا وارث کیااور ہامان جو وزیر فرعون تھا وہ اندھا ہو کر ٹکڑا نان گدائی سے کھاتا پھرتا تھا۔ حضرت موسی علیہ السلام اسے دیکھ کر جناب باری تعالی میں مناجات کی کہ یا الٰہی تو نے تو فرمایا تھا کہ ہامان کو فرعون کے ساتھ دریا میں غرق کروں گا اور وہ اب تک زندہ ہے۔ ندا آئی اے موسی علیہ السلام اس کو میں نے خلق میں محتاج کیااور دربدر مانگتے پھرنا یہ ہر روز گویا اس کی نئی موت ہے بلکہ ہزار درجہ اس سے مرنا بہتر ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کا شکر بجالائے۔ جب ملک مصر تمام ان کے ہاتھ میں آیا اور کافر سارے نیست و نابود ہو گئے۔ تب خاطر جمع ہو کر اپنی بیوی صفورا کے پاس گئے اور جس میدان میں اس کو رکھ کر گئے تھے جا کر دیکھتے ہیں کہ دو لڑکے جو حضرت سے تھے وہ نہایت توانا اور خوبصورت ان کے پاس موجود ہیں اور بھیڑ بکریاں مال و اسباب سب سلامت پایا بلکہ بکریاں اور بھیڑیں دونی ہو گئیں۔ وہاں سے ان کو لے کر اپنی والدہ کے پاس مصر میں تشریف لائے اور یہاں مقیم اور منتظر ایفائے وعدہ حق تعالی کے تھے کہ اب پھر کوہ طور پر جا کر خداوند قدوس سے مناجات کریں پس وہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور اللہ تعالی نے ان کو کوہ طور پر بلا لیا تاکہ ان سے کچھ مناجات کی جائے اور اللہ تعالی کا وعدہ بھی پورا ہوا۔ میں اس واقعہ کو اسی واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت موسی علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کا اور ان کی قوم کے گئو سالہ پوجنے کا

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام علیہ الصلوۃ والسلام کوہ طور پر جا کر خداوند قدوس سے مناجات کرنے لگے خدا کے حکم سے فرشتوں نے بہشت سے کرسی لا کر حضرت موسی علیہ السلام کو بیٹھنے کو دی اور کہا اے موسی علیہ السلام اپنے نعلین پاؤں سے اتار کر کرسی پر بیٹھ جاؤ اور پھر جو کچھ مناجات کرنی ہے کیجئے کیونکہ یہ جگہ مقدس اور بابرکت ہے قدم تمہارا اس پر گرے گا تب موسی علیہ السلام نے میں اپنے جناب باری تعالی نعلین پاؤں سے اتار کر کرسی پر بیٹھ کر مناجات کی۔ اس کے بعد حکم الٰہی ہوا اے موسیٰ تیس دن رات

Marfat.com

روزہ رکھ تاکہ میں اپنی کتاب توریت نازل کروں۔ پھراس سے تمام خلائق راہ پائے۔ اور میری شریعت سکھیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: **وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً**۔ ترجمہ: اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا۔ یہ حکم پاتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیس راتِ دن کا روزہ رکھا متواتر' پھراپنی قوم سے کہا خدا تعالیٰ مجھ پر توریت نازل کرے گا تاکہ تم کو شریعت سکھاؤں اور تم اس کے ذریعہ سے ہدایت پاؤ گے وہ بولے اے موسیٰ ہم جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے اس وقت تک ہم کو یقین نہ ہو گا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سن کر ان کی قوم کے انہتر آدمی عالم و صالح ساتھ ہوئے اور ایک آدمی یوشع بن نون دیرینہ جو بہ ریش سفید تھے ان کو لے کر ستر آدمی پورے کیے اور پھر کہا تم سب با طہارت لباس پاکیزہ پہن کر میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِمِیْقَاتِنَا**○ ترجمہ: چن لئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر مرد واسطے وعدے کے ہمارے پاس بس سب کو لے کر طور پر آئے اور ایک پتہ درخت سے توڑ کر چاہنے لگے اور حکم الٰہی کے منتظر رہے فوراً جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا اے موسیٰ علیہ السلام میں نے تجھ کو روزہ رکھنے کو کہا تھا کس واسطے تو نے روزہ توڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے خداوند تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے تیس روزے رکھے مگر بوئے دہن سے میں ڈرا کہ کہیں میرے منہ سے بو نکلے اس واسطے پتا چبایا مسواک کا حکم ہوا اے موسیٰ علیہ السلام میری خدائی کی قسم ہے روزہ دار کے منہ کی بو مجھ کو بہت زیادہ محبوب ہے اور وہ میرے نزدیک مشک و عنبر سے بھی زیادہ بہتر ہے کیوں تو نے بغیر میری اجازت کے روزہ افطار کیا۔ اس لئے اس کے بدل اور دس رات دن روزہ رکھ یعنی محرم الحرام کی دسویں تاریخ تک پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس روزے پورے کیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً** اور پورا کیا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور دس روزے سے تب پوری ہوئی مدت اس کے رب کی چالیس رات کیونکہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان ستر آدمیوں کے سامنے جو طور پر گئے تھے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اور دس روزے رکھ تب تجھ کو اپنی کتاب توریت دوں گا۔ اس بات کو سن کر وہ سب یقین نہ لائے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا قولہ تعالیٰ: **وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً**

Marfat.com

ترجمہ : اور جب کہا تم نے اے موسی علیہ السلام ایمان نہ لائیں گے ہم تم پر یہاں تک کہ دیکھیں ہم اللہ تعالی کو ظاہر سامنے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ تم گفتگو خالق اور مخلوق کی تمیز نہ کر سکو گے کیونکہ مخلوق کی بات بغیر کان کے دوسرے اعضاء سے نہیں سنی جاتی اور خالق کل کی بات تو صرف دل پر موقوف ہے وہی خوب سنتا ہے۔ بلکہ وہ ایسا ہے ع معانی در معانی راز باراز : ہرچند موسی علیہ السلام نے کہا لیکن انہوں نے نہ مانا۔ ناگہاں ایک آتش اللہ کی طرف سے آئی اور ان پر آکر گر گئی وہ ستر آدمی جل کے مر گئے۔ چنانچہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا۔ **فَاَخَذْتُكُمُ الصّٰعِقَتُهٗ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ** ترجمہ: پھر پکڑ لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے اس کے بعد حضرت موسی علیہ السلام بہت افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے یا الٰہی میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا وہ سب کیا کہیں گے مجھ کو۔ تب حضرت موسی علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالی نے پھر زندہ کیا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے **ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ**۔ ترجمہ پھر زندہ کیا ہم نے پیچھے مرنے تمہارے کے تاکہ تم شکر کرو۔ اس کے بعد حضرت موسی علیہ السلام ان سب کو لے کر مصر میں آئے اور پھر انہوں نے دس روزے بھی رکھے اور پھر ان کو کوہ طور کی طرف لے کر گئے اور وہاں پہنچ کر کہنے لگے کہ دیکھو میں پہلے جاتا ہوں کوہ طور پر اور تم لوگ میرے پیچھے آنا یہ کہہ کر جب موسی علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خطاب آیا قولہ تعالی : **وَ مَا اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى**۔ ترجمہ : کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسی علیہ السلام بولے وہ میرے پیچھے ہیں اور میں تیری طرف جلدی آیا اے میرے رب یہ میں نے اس واسطے کیا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت طور پر بلاواسطہ ستر کلمے جناب باری تعالی سے سن کر نہایت عشق کے شوق و ذوق میں بے اختیار کہا۔ **قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ**۔ کہا موسی علیہ السلام نے اے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں' یہ آواز سن کر آسمان کے فرشتے کہنے لگے۔ اے پسر عمران کلام الٰہی تو نے سنا اور پھر تجھ کو طمع رویت کی ہے۔ پھر آواز آئی اے موسی علیہ السلام زمین کی طرف دیکھو جب دیکھا عرش تک نظر آیا۔ پھر عرض کیا خداوندا ساکنان آسمان تیرے آفریدہ ہیں مجھ کو اپنا دیدار دکھلا اتنے میں ستر ہزار فرشتے مہیب شکل آسمان سے نازل

Marfat.com

ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گرد پھرنے لگے۔ اور کہتے تھے۔ **يَااِبْنَ النِّسآءِ الْحَيْضِ اَقَطْمَعُ رُئويَتَه رَبِ العِزَّةِ** ترجمہ: اے بیٹے عورت حیض والی کے کیا تو جلیل وجبار کو دیکھنا چاہتا ہے یہ آواز سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام مارے ڈر کے بیٹھ گئے پھر بعد ایک لحظہ امواج عشق نے جوش مارا اور پھر ذوق و شوق سے پکارا: **قَالَ رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرْ اِلَيْكَ**۔ ترجمہ: بولے موسیٰ علیہ السلام کہ اے رب تو مجھ کو دکھلا اپنا جلوہ اور میری یہی تمنا ہے۔ کہ میں تجھ کو دیکھوں پھر ستر ہزار فرشتے بصورت گرگ اور شیر کے نازل ہو کر ایک آواز مہیب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا جس طرح کہ اول فرشتے پکارتے تھے۔ **يَااِبْنَ النِّسَآءِ الْحَيْضِ اَتَطْمَعَ رُوَيَتِه رَبِّ الْعزَّةِ**۔ روایت کی گئی ہے یہ سات دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا۔ **يَارَبِّ اَرِنِيْ اُنْظُرْ اِلَيْكَ** ترجمہ: اور آسمان کے فرشتے ان کو ہر مرتبہ یہی کہتے تھے **يَآ اِبْنَ النِسَاءِ الْحَيْضِ اَتَطْمَعُ** تا آخر پھر ستر ہزار فرشتے شخص پشمینہ پوش اپنی صورت میں دیکھے عصا ہاتھ میں اور پکارتے ہوئے **يَارَبِّ اَرِنِيْ اُنْظُرْ اِلَيْكَ** یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے متعجب ہوئے کہ ہر شخص خواہندہ دیدار حق تعالیٰ کا ہوا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ان کے سوا میری مانند اور بھی کوئی دوسرا ہے خطاب آیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میری قربت کے سبب تو نے بزرگی پائی۔ اپنے تئیں جانتا ہے کہ تیرا کوئی نہیں بلکہ یوں جان کہ ایک پل میں تجھ سے صدہا پیدا کر سکتا ہوں۔ اس بات کو سن کر پھر ذوق و شوق سے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی **:قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ اُنْظُرْ اِلَيْكَ**۔ ترجمہ: بولے اے رب تو مجھے اپنا جلوہ دکھا اور میں یہی تمنا رکھتا ہوں۔ تب جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَه فَسَوْفَ تَرَانِي** ترجمہ: کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا دنیا میں لیکن تو نظر کر اپنی پہاڑ کی طرف پس اگر قائم رہے وہ اپنی جگہ پر پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو دنیا میں پس جب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی دکھائی اپنی تو پہاڑ پر موسیٰ گر پڑے اسی وقت بے ہوش ہو کر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَما تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكاً وَّخَرَّ مُوْسى صَعِقاً فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحَنَكَ تَبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ: پس اپنی تجلی ڈالی پروردگار نے پہاڑ کی طرف تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور

Marfat.com

حضرت موسی علیہ السلام م بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب حضرت موسی علیہ السلام ہوش میں آئے تو کہا موسی علیہ السلام نے تیری ذات پاک ہے اور میں نے توبہ کی تیرے پاس میں سب سے پہلے یقین لایا۔ بعض تفسیروں میں یوں لکھا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بزرگی دی تھی اور بغیر فرشتے خداوند قدوس سے کوہ طور پر کلام کیا اور پھران کو شوق ہوا کہ خدا کا دیدار بھی دیکھیں۔ تب اللہ تعالی نے ذرا سی تجلی پہاڑ کی طرف کی تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا اور اس کی برداشت نہ ہوئی۔ پھر خدا اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو فرمایا: **قَالَ يَامُوْسى اِنِي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاس بِرِسٰلٰتِى وَ بِكَلَامِيْ فَخُذْنَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ**۔ ترجمہ: کہا اے موسی علیہ السلام برگزیدہ کیا میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنے پیغام بھیجنے کی وجہ سے اور اپنے کلام کرنیکی وجہ سے پس پکڑ جو کچھ دیا ہم نے تجھ کو اور تم شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اسی وقت جناب باری تعالی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ بہشت سے لوحیں زمرد کی لائیں اور قدرت کے قلم کو حکم ہوا اس پر کتاب توریت لکھے تقریباً چار ہزار فرشتوں نے ان تختیوں کو لے حضرت موسی علیہ السلام کے سامنے لا کر رکھا حضرت موسی علیہ السلام نے ان تختیوں کو دیکھا کہ اس میں ایک ہزار سورت اور ہر سورت میں ہر آیت کی درازی مثل سورہ بقر کے اور ہر آیت میں ہزار وعدہ اور ایک ہزار وعید اور ایک ہزار امر اور ایک ہزار نہیں لکھی ہوئی تھیں اور توریت کے شروع میں عبادت کا ذکر اس کے بعد علماء و حکماء کی صفت بیان کی گئی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے: **وَ كَتَبْنَا لَه فِى الالْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوعِظَتهً وَّ تَفْصِيلا لِّكُلِّ شَيْءٍ**۔ ترجمہ: اور لکھا ہم نے واسطے اس کے تختیوں پر ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی پس پکڑا اس کو ساتھ قوت کے اور حکم کر اپنی قوم کو کہ عمل کریں اس کی بہتر اور اچھی باتوں پر جلد اور دکھاؤں گا میں تجھ کو گھر فاسقون کا حضرت موسی علیہ السلام نے خوش ہو کر جناب باری تعالی میں عرض کی یا الٰہی کیا وہ علماء و حکما میری امت سے ہے۔ فرمایا اے موسی علیہ السلام یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور وہ تمہاری امت سے ہے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کی: **يَارَبِّ اَلْوَقْتُ وَقْتِى وَالْعَطَاءُ لِغَيْرِىْ**۔ اے رب ہمارے وقت میں عطا کرنا غیر کو کیا مرضی، حکم آیا اے موسی علیہ السلام تو میرا کلیم ہے اور وہ میرا حبیب ہے کلیم کو حبیب سے کیا نسبت پھر حضرت موسی

Marfat.com

علیہ السلام علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی ان کو میری امت میں داخل کر۔ فرمایا اے موسی علیہ السلام پیغمبری تمہاری بھی اس وقت معتبر ہو گی جب تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام اس بات کو سن کر خاتم النبیین پر ایمان لائے اور اسی وقت کوہ طور سے اتر آئے اور فرشتے الواح توریت لے کر ان ستر آدمیوں کے بیچ میں آئے جو کہ نور تجلی سے جل کر مر چکے تھے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے پریشان ہو کر ان کے واسطے درگاہ باری تعالی میں مناجات کی۔ یا رب میری قوم بہت کمزور و ضعیف ہے وہ میرے ساتھ خصومت کرے گی۔ اور بولے گی کہ ہمارے سردار بزرگوں کو تم نے لے جا کر ہلاک کیا۔ میں اس کا کیا جواب دوں گا۔ اغلب ہے کہ وہ میرے دین سے پھر جائیں۔ تب موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے تھے چشم خیرہ ہو جاتی تھی تب اپنے چہرے پر نقاب پیرہن کا رکھا وہ نقاب بھی نور سے جل گیا پھر لوگ ان کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے تھے۔ پھر انہوں نے لکڑی کا نقاب بنا کر اپنے چہرے پر ڈالا وہ بھی نور سے جل گیا۔ پھر انہوں نے لوہے کا نقاب بنا کر ڈالا تو وہ بھی جل گیا۔ اس کے بعد جناب باری تعالی میں عرض کی۔ کہ الٰہی میں کس چیز کا نقاب بناؤں۔ ندا آئی اے موسی علیہ السلام فقیروں کے خرقے سے نقاب اپنا بنا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے نقاب بنا کر اپنے منہ پر ڈالی تب لوگ آ کر حضرت موسی علیہ السلام علیہ السلام سے بات چیت کرنے لگے اس کے بعد حضرت موسی علیہ السلام وہ ستر آدمی اور کتاب توریت لے کر چالیس دن کے بعد مصر تشریف لے آئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور خدا کے پیغام برابر لوگوں کو پہنچاتے رہے۔

بیان گئو سالہ پرستی قوم بنی اسرائیل اور سامری کی

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک زرگر تھا۔ اس کا نام سامری تھا اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سامری حضرت موسی علیہ السلام کا بھانجا تھا۔ جب بنی اسرائیل کو حضرت موسی علیہ السلام فرعون کے قبضہ سے نکال کر مصر لے چلے اس وقت یہ سامری بالکل بچہ تھا۔ جب دریا کے کنارے سب اکٹھے ہوئے تو لوگوں نے اس سامری کو بہت ڈھونڈا لیکن اس کو اس گنتی میں نہ پایا۔ مصر آتے وقت راستے میں اکیلے بیٹھے روتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو اپنے بازوؤں پر

Marfat.com

بہت زور تک رکھا یہاں تک کہ جب ماں باپ اس کے گھر میں آئے تب حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو لیجا کر اس کے ماں باپ کے گھر کے دروازے پر بٹھا کر چپکے سے چلے گئے کیونکہ سامری کو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے بہت محبت تھی۔ ان کے چلے جانے اور جدا ہونے کیوجہ سے بلند آواز سے رونے لگے۔ ان کے باپ ان کے رونے کی آواز سن کر اپنے گھر سے باہر نکل آئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ اپنا ہی بیٹا رو رہا ہے تب گود میں اٹھا کر اسے اپنے گھر میں لے گئے اندر گھر میں اس کی ناں بھی دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد چند روز تک سامری نے زرگری سیکھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر اسرائیل میں چھوڑ گئے تھے اور ستر آدمیوں کو لے کر کوہ طور پر گئے تھے۔ اس کے بعد سامری نے فرصت پا کر سب قوم کو جمع کر کے کہا کہ آج بیس دن ہوئے ستر آدمی بزرگ کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اس کے خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ وہ سب کوہ طور پر مر گئے۔ اگر تم لوگ اس کی صداقت چاہتے ہو تو اس کے خدا کو میں تمہیں دکھاؤں تاکہ تم اس سے پوچھ لو تب حال معلوم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا اچھا اس میں کیا مصائقہ ہے۔ تب سامری مردود نے سونا سے ایک قالب صورت گئو سالہ بنا کر بطور سانچے کے اس کو آگ میں رکھ دیا اور پھر اس مردود نے سونا و چاندی بہت سالا کر اس آگ میں سانچے پر ڈال دیا وہ دونوں پگھل کر پانی ہو کر اس قالب کے اندر بیٹھ گیا اور پھر وہ بچھڑے کی صورت بن گیا۔ سامری نے اس قالب کو آگ سے نکال کر ایک بچھڑا سونے کا خوبصورت اس کے اندر سے نکال کر پاک و صاف کر کے رکھ دیا۔ اور اس کا نام بھی گئو سالہ سامری رکھا۔ اور پھر اسی کو قوم سامری پوجتی تھی۔ اور بعض محققوں نے یوں لکھا ہے کہ فرعون کے دریا میں غرق ہونے کے وقت سامری اس وقت طفل نہ تھا بلکہ جوان تھا۔ اس وقت ایک شخص کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے لشکر میں آیا جب اس کا گھوڑا قدم اٹھاتا تو اس کے زیر سم مرتبے اور بزرگی سے تازہ گھانس پیدا ہوتی تھی۔ سامری نے معلوم کیا کہ شائد جبرائیل علیہ السلام ہوں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد کو آئے ہیں۔ اس وقت ایک مشت خاک ان کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اٹھا کر رکھ لی تھی۔ تب گئو سال بنایا تو قوم بنی اسرائیل کو کہا کہ آؤ تم اس خدا کو سجدہ کرو معاذ اللہ منہ۔ اور جو گمراہ ہوئے وہ اسی قوت سامری کے کہنے سے چلے آئے۔ جب سامری نے اس مشت خاک

Marfat.com

کو بچھڑے کے منہ میں ڈال دیا تو خدا کے حکم سے اور اس کی قدرت سے اس بچھڑے کے منہ سے بے دھڑک گائے کی آواز نکلی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے: **فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَا اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ** ترجمہ: پس نکالا ان کے واسطے ایک دھڑ جس میں چلانا وغیرہ گائے کا تھا۔ پس کہا انہوں نے ان سے یہ خدا ہے تمہارا اور خدا موسی علیہ السلام علیہ السلام کا سو وہ بھول گیا۔ یعنی حضرت موسی علیہ السلام بھول گئے اور جگہ چلے گئے۔ لیکن بنی اسرائیل اس کی آواز سن کر یقین لائے اور سجدہ بھی کیا۔ اور پھر وہ اسی جگہ کو پوجنے لگے۔ اور بعضے آدمی بارہ قوم میں سے تھے جو ایمان کامل تھے ان لوگوں سے جدا ہو کر کوہ قاف کی طرف نکل گئے اور وہاں مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے اور پھر ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کئے گئے۔ معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ شعلہ نور زمین سے لے کر ساق عرش تک چمکتا ہے۔ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کس کا نور ہے وہ بولے کہ قوم بنی اسرائیل جو گئو سالہ پوجتے تھے۔ اور ان میں ایک جماعت نکل کر کوہ قاف میں اللہ تعالی کی عبادت کر رہی تھی یہ نور انہیں کا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ان کے پاس لے کر چلو۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئے اور پھر کہا: **هٰذَا نَبِيُّكُمُ الْاُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ الْهَاشِمِيُّ الْمَكِّيُّ الْمَدَنِيُّ**۔ یہ سنتے ہی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم قرآن اور سورتیں وغیرہ سب سکھا پڑھا دیں اور پھر اس کے بعد ہدایت کی کہ دین محمدی پر قائم رہیں۔ القصہ حضرت موسی علیہ السلام وہ ستر آدمی توریت لے کر جب کوہ طور سے آئے اور اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ ایک گئو سالہ بنا کر پوجتے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت موسی علیہ السلام ساری قوم پر بہت خفا ہوئے اور پھر کہا۔ چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے۔ **بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ الخ**۔ ترجمہ: کہا موسی علیہ السلام نے کیا بری بات کی تم نے میرے پیچھے کیوں جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دیں موسی علیہ السلام نے تختیاں اور پھر پکڑا سر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کا اور اپنی طرف کھینچنے لگے وہ کہنے لگے کہ میرے بھائی میں تو بے گناہ ہوں قوم کو میں نے ہر چند منع کیا لیکن ان لوگوں نے نہ مانا اور مجھ کو ناتوان سمجھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ مجھے مار ڈالیں۔ پس

Marfat.com

اے میرے بھائی مت ہنسا دشمنوں کو مجھ پر اور مجھ کو ان گنہگار لوگوں میں مت ملا۔ حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں سگے بھائی تھے۔ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے سر کے بال چھوڑ دیئے اور کہا گئو سالہ کس نے بنایا وہ بولے سامری نے بنایا ہے۔ یہ سن کر حضرت موسی علیہ السلام نے سامری کو بلا کر زجر و تہدید کیا اور پھر کہا کس طرح بنایا تو نے اس کو اور تو کیوں خدا کو بھول گیا اور اس چیز کے بنانے سے قوم میں فتنہ ڈالا۔ اور یہ گئو سالہ بنا کر قوم کو گمراہ کر دیا۔ یہ سن کر سامری بولا کہ میرے دل نے یہی مجھ سے کہا قولہ تعالی **قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهٖ الخ**۔

ترجمہ: کہا سامری نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکھا میں نے اس چیز کو کہ نہ دیکھا لوگوں نے اس کو پھر لی میں نے ایک مٹھی خاک پاؤں کے نیچے اس بھیجے ہوئے گھوڑے کے سم کے پنجے سے اور وہی خاک میں نے ڈال دی گئو سالہ کے منہ میں تب سے یہ بات نکلی اور یہی مصلحت دی مجھ کو میرے دل نے یہ سن کر حضرت موسی علیہ السلام نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ الٰہی اگرچہ سامری نے گئو سالہ بنایا اس کو بولنے کے واسطے زبان کس نے دی۔ ندا آئی اے موسی علیہ السلام اس کو بولنے کی قوت گویائی میں نے دی۔ پھر جناب باری تعالی میں عرض کی یہ سب تیرا آزمانا ہے قولہ تعالی: **اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ الخ**

ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے الٰہی یہ سب تیرا آزمانا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو تو چاہتا ہے تو ہمارا دوست پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ جناب باری تعالی سے وحی آئی اے موسی علیہ السلام تم نے اپنی قوم اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے سپرد کی تھی کہ وہ آپ کی عدم موجودگی میں نگہبان رہے گا۔ کیوں تم نے مجھ کو نہ سونپا کہ ہم ان کو راہ پر رکھتے۔ جب حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت پہنچی تو آپ نے اپنی امت کو خدا پر سونپا۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حشر کے دن اولاد آدم ایک سو بیس صفوں ہوں گی اس وقت خدا تعالی فرمائے گا اے محمد ﷺ تمہاری امت میں جتنے چھوٹے بڑے ہیں دیکھ لو موجود ہیں اور پھر اس وقت جو کچھ مجھ سے مانگو سو پاؤ گے یہ سنتے ہی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ اے پروردگار میرے اس وقت میری امت میں عرصات کہاں رہے گی اور میں کہاں لے جاؤں گا

Marfat.com

تو ان کا گناہ بخش اور عفو فرما اور ان کو بہشت دے اور ان کے درجات بلند فرما اور پھر اپنے دیدار سے شاد فرما تا کہ تیرا فضل و کرم ظاہر ہو۔ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا الٰہی میں نے توبہ کی اور تو میری توبہ قبول کر پھر حکم ہوا کہ اے موسی تمہاری توبہ قبول ہو گئی۔ مگر تم اپنی قوم کے گئو سالہ پرستوں کو ایک دوسرے سے قتل کرواؤ یا پھر اپنے وطن سے خالی ہاتھ ان کو نکال دو ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے تب ان کی توبہ اور تمہاری توبہ میری درگاہ میں قبول ہو گی۔ موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جو بت پرست تھے بلوا کر اللہ تعالی کی طرف سے یہ بات کہی کہ سزائے اعمال کی برداشت نہیں۔ آپس میں لڑ کر مرجانا بہتر ہے۔ تب حضرت موسی علیہ السلام کو خدا کی طرف سے خطاب آیا کہ اے موسی علیہ السلام ان سے کہہ دو کہ وہ اپنے بدن سے کپڑے اتار کر اپنے گھر کے دروازے پر تلوار سے ایک دوسرے کو قتل کریں تب ان کی توبہ قبول ہو گی۔ اگر کوئی اس معاملے میں اف بھی کرے گا تو پھر توبہ قبول نہ ہو گی۔ پس بجز جان دینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا تب صبح کے وقت ستر ہزار مرد گئو سالہ پرست برہنہ ننگی تلوار کھینچ کر باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو اپنے آپ مار کر قتل ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سر کو برہنہ کیا اور پھر خدا کے دربار میں خوب گریہ و زاری کی اور برابر سرگوشی کرتے رہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِی وِلاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ: موسی علیہ السلام نے کہا اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے بھائی کو اور ہم کو داخل کر اپنی رحمت میں اور تو ہے سب سے زیادہ رحم ولا۔ ندا آئی اے موسی دعا تمہاری اور توبہ ان کی قبول ہوئی پھر اس کے بعد حضرت موسی علیہ السلام نے وہ تختیاں اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ قولہ تعالی: وَلَما سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبَ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ الخ ترجمہ: اور جب فرو ہوا غصہ موسیٰ علیہ السلام کا تو انہوں نے وہ تختیاں اٹھالیں اور جو ان میں لکھا ہوا تھا راہ کی سوجھ ہے اور مہربانی ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام نے ان تختیوں کو ہاتھ میں لے کر بنی اسرائیل کو کہا اے لوگو! تمہارے واسطے ہم نے کتاب توریت لا دی کہ احکام الٰہی اپنے گھروں میں لکھو اور پھر اس کو ہر وقت پڑھتے رہو۔ اور پھر جو کچھ اس میں اللہ تعالی نے تم کو حکم دیا اس کو بجالاؤ۔ وہ کہنے لگے اے موسی اگر ہم پڑھیں گے تو کچھ عمل نہ کریں گے اور اگر عمل کریں گے تو کچھ نہ پڑھیں گے

Marfat.com

ان دو میں سے ایک عمل بھی کرو اور اس کو ہر وقت پڑھو بھی۔ وہ بولے اے موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ عمل بھی کرو اور اس کو ہر وقت پڑھو بھی۔ وہ بولے اے موسیٰ علیہ السلام یہ ہم سے نہ ہو سکے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پہاڑ مثل ابر کے سر پر لا کر رکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے میری قوم تمہارے سر پر خدائے تعالیٰ نے ایک عذاب کا پہاڑ نمودار کیا ذرا اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ جب ان لوگوں نے اپنی نگاہوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو وہ اس عذاب کو دیکھ کر ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: **وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ الخ**۔ ترجمہ: اور جب اٹھایا ہم نے پہاڑ اوپر ان لوگوں کے کہ گویا وہ ایک سائبان ہے اور جانا انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا ان پر کہا ہم نے جو کچھ دیا تم کو ساتھ قوت اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کتاب کے ہے تاکہ تم بچو۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم خدا پر ایمان لاؤ اور کتاب توریت کو پڑھو اور اس پر عمل بھی کرو اور گئو سالہ پرستی کو چھوڑ دو۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض لوگوں نے کہا **قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا** یعنی ہم نے سنا اور پھر اس کو نہ مانا۔ جب منکروں نے یہ کہا تو پہاڑ ان کے سر کے قریب آیا تو اس کو دیکھ کر سب کے سب بیٹھ گئے۔ پھر پہاڑ جو درحقیقت عذاب تھا وہ بھی نیچے اترا اور جب وہ کھڑے ہوتے تو پہاڑ بھی ان کے سر پر کھڑا رہتا یہ دیکھ کر مارے ڈر کے سب کے سب سجدے میں گر گئے اور پھر اپنا آدھا سر منہ مٹی میں لگاتے اور نگاہ کو بار بار اٹھا کر اس پہاڑ کو دیکھتے تھے کہ کہیں یہ پہاڑ ہمارے سروں پر نہ گر پڑے جس میں دب کر ہم سب مر جائیں۔ پس بعض ایمان لائے اور بعضے کہنے لگے کہ ہم ایمان تو لائے مگر سچے دل سے نہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے سر پر سے پہاڑ اٹھا لیا اور جو لوگ منکر تھے وہ اپنے گئو سالہ پرستی میں رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قسم دے کر فرمایا کہ میں اس گئو سالہ کو پارہ پارہ کر کے جلا دوں گا اور پھر اس کو دریا میں بہا دوں گا۔ غرض کہ اس کا نام و نشان نہ رکھوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَانْظُرْ اِلٰى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا الخ**۔ ترجمہ: کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے دیکھ طرف اپنے معبود کے جو ہو گیا تھا تو اوپر اس کے معتکف ابھی جلا دوں گا اس کو اور پھر اس کو اڑا دوں گا دریا میں۔ حضرت عبداللہ بن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ

Marfat.com

علیہ السلام سے کہا فلانی گھانس سے اس بچھڑے کو جلا ڈالو۔ تب یہ اچھی طرح سے جل جائے گا اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ پتھر سے چورہ کر کے دریا میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ان گئو سالہ پرستوں نے دریا میں جا کر اس کا پانی پی لیا مارے کفر کے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاشْرِبُوْا فِی قُلُوبِہِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِہِمْ ترجمہ: اور پلایا گیا دلوں میں ان کے بچھڑے کی محبت بسبب کفران کے روایت ہے کہ جو کوئی اس کا شستہ پانی دریا میں جا کر پی آیا تو اس کا تمام بدن سیاہ ہو گیا اور کفر کی حالت میں ہی مر گیا لہٰذا میں اس واقع کو جو سامری اور گئو سالہ پرستی کا تھا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان قارون کے ہلاک ہونے کا

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ ان تختیوں سے کتاب توریت کو نقل کر کے پڑھو۔ اور پھر اسی عمل کرو تب انہوں نے کتابیں اس کی نقل کیں پھر حکم ہوا کہ اے موسیٰ ان لوگوں سے کہو کہ اس کتاب کو بہت زیب و زینت سے رکھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے گزارش کی کہ یا رب ہم زر نہیں رکھتے بچھڑے کو رکھ کر اس میں جلا ڈالو سو وہ گھانس اور یہ ایک قسم اور اس میں ملا لو تو جس پر یہ رکھو گے ہماری قدرت سے اگر تانبا پر رکھو گے تو سونا ہو گا اور اگر پیتل رکھو گے تو چاندی ہو گی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک رقعہ یوشع کو لکھا اور ایک قارون کو لکھا کہ فلانی گھانس مجھے لادو اور ایک رقعہ کالوت کو بھی لکھا کہ فلانی گھانس مجھ کو درکار ہے بھیج دو۔ تب تینوں نے گھانس منگوائی قارون نے یوشع سے کہا کہ میں دیکھوں کہ تمہارے رقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا لکھا ہے قارون چونکہ چالاک تھا اس نے ان کا رقعہ پڑھ کر پھر کالوت کے رقعہ کا مضمون بھی دریافت کیا اور ان تینوں گھانسوں سے اس نے کیمیا گری سیکھ لی اور وہ تینوں گھانسیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے جا کر دیں قارون چونکہ حافظ توریت تھا وہ سب دریافت کر کے چپکے سے جا کر گھر میں کیمیا بناتا رہا اس سے اس نے دولت جمع کر لی۔ بجز خدا کے کوئی بھی اس کے حال سے خبردار نہ تھا۔ خبر ہے کہ عمل قارون کا توریت پر تھا۔ جب دولت جمع ہوئی تو مال کی محبت اور بخل کی وجہ سے زکوۃ مال اور صدقہ نہیں دیتا تھا اور پھر خدا کا حکم بھی نہیں مانتا تھا اسی وجہ سے کافر مردود ہوا۔ روایت ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچیرا بھائی تھا وہ بیٹا صافن کا تھا اور صافن

Marfat.com

بیٹا فاحش کا اور فاحش بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا تھا۔ جب دولت دنیا اس نے جمع کرلی تو وہ اپنا تکبر و غرور میں پرورش پاتا رہا اور موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کرنی شروع کردی اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ کافر ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى يَنبغٰى عَلَيْهِمْ الخ**۔ ترجمہ: قارون جو تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے پھر وہ شرارت کرنے لگا اور پھر ہم نے اس کو دولت کے خزانے دیئے اور اتنے دیئے کہ کنجیوں سے کئی مزدور تھک گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ساٹھ مزدور زور آور مقرر تھے اس کی کنجیاں اٹھانے اور رکھنے پر اور ہر ایک کنجی کا وزن نیم درہم سنگ تھا اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ اس کی کنجیوں کا بوجھ ستر اونٹ تھا۔ مترجم نے بھی توریت میں یہی دیکھا ہے یہ دیکھ کر پھر اس قوم نے کہا۔ قولہ تعالیٰ: **اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ الخ** ترجمہ جب قارون کو اس کی قوم نے کہا مت اترا تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے اترانے والوں کو۔ اور کچھ اللہ نے تجھ کو دیا ہے اس سے تو اپنا پچھلا گھر بنا اور ایسا بھی نہ کر کہ اپنا حصہ جو تو دنیا میں لینا چاہتا ہے اس کو چھوڑ دیے یعنی اپنے حصہ کے مطابق دنیا میں کھا اور پہن اور اپنے زیادہ مال سے آخرت کما اور وہ کام کر کہ جس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور ان پر تیرا احسان ہو جیسا کہ احسان کی اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد مت پھیلا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے فساد کرنیوالوں کو اور صدقات اور زکوۃ اور خیرات دیا کرو محتاجوں کو تاکہ اس سے آخرت میں تمہارا بھلا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ** یعنی بھلائی کر جیسی اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی تجھ سے قارون بولا۔ قولہ تعالیٰ۔ **قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ**۔ ترجمہ: قارون بولا اے موسیٰ علیہ السلام یہ مجھ کو ملی ہے دولت ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے اور تیرا خدا میرے مال پر کیا حق رکھتا ہے رب العزت نے ارشاد فرمایا: **اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ قَدْ اَهْلَكَ الخ**۔ ترجمہ: اور کہا نہ جا اس طرف کیا اس نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے سنگین اور قوت والی جماعت کو ہلاک کرچکا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ گنگاروں سے ان کے گناہ پوچھے نہ جائیں گے اور بے پوچھے وہ تمام سب کے سب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور باغی ہو گیا پھر اس نے ایک ایسا عالی شان مکان بنوایا کہ اونچائی اس کی اسی گز تھی

Marfat.com

اور اس پر کنگرے بڑے بڑے بنائے تھے اور طلا کاری سے مزین کیا تھا اور تخت مرصع تھا۔ یہ جو کچھ لکھا گیا سب جامع التواریخ سے لکھا ہے اس کے بعد قارون نے بنی اسرائیل کی دعوت کی اور وہ دو گروہ ہو گئے ایک گروہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری میں۔ اور دوسرا گروہ قارون کے ساتھ فسق و فجور شیطانی میں رہا۔ ایک دن قارون اپنی عورت کو خوشی سے لباس فاخرہ پہنا کر اور ہزار غلام و لونڈی کو بھی مرصع جواہرات سے آراستہ کر کے ہمراہ لے کر پھرنے لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ** ترجمہ: پس نکلا قارون اپنی قوم کے سامنے ساتھ آرائش کے اور بہت بڑی تیاری کے اپنا تاج بھی مرصع جواہرات سے کر کے اپنے سر پر رکھ کر نکلا تاکہ اس کو آفتاب کی گرمی نہ پہنچے۔ اور اس کے غلام سب کے سب دائیں بائیں چلتے تھے اور کچھ غلام اس کے آگے اور کچھ پیچھے بھی چلتے تھے۔ یہ دیکھ کر جو لوگ مال اور زندگانی دنیا کے طالب تھے وہ اس کو دیکھ کر کہنے لگے اور ان کے دل میں حرص پیدا ہو گئی قولہ تعالیٰ: **قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا الخ**۔ ترجمہ: کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے افسوس کس طرح ہم کو ملے جیسی کہ ملی ہے دولت قارون کو۔ بیشک اس کی بڑی قسمت ہے اور وہ بولا جس کو ملی تھی سمجھ بوجھ اے خرابی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور نہیں سکھائی جاتی یہ بات مگر صبر کرنے والوں کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ قارون کو کہہ دو کہ وہ اپنے مال میں سے زکوۃ نکلتی تھی۔ یہ معلوم کر کے اس کے دل نے چاہا کہ ہم اپنے مال کی زکوۃ ادا کریں پھر قارون بولا اے موسیٰ علیہ السلام میں زکوۃ دوں یا نہ دوں تم کو اس سے کیا واسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیمیاگری سے سونے چاندی کے ظروف بنانے میں جتنے ریزے گرتے ہیں اتنا فقیر محتاجوں کو دے ڈالو۔ تب بھی زکوۃ تیری ادا ہو جائے گی۔ یہ سن کر قارون بولا اگر میں زکوٰۃ مال کی دوں تو تیرا خدا مجھ کو کیا دے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اس نیکی کے سبب تجھ کو جنت ملے گی۔ پھر وہ مردود بولا کہ بہشت سے مجھ کو کیا کام ہے۔ آخر ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک افترا کی تہمت لگائی تاکہ ان کو لوگوں میں شرمندہ کرے اور پھر یہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے زکوۃ کی بات نہ بولے۔ ایک دن ایک عورت فاجرہ خوبصورت قوم بنی اسرائیل میں سے تھی قارون کے پاس گئی تو قارون نے اس سے

Marfat.com

کہا کہ تجھ کو ایک ہزار اشرفی اور مختلف قسم کے زیورات اور اچھی اچھی پوشاک بیش قیمت دوں گا تو میرے واسطے ایک کام کر جب بنی اسرائیل کی جماعت جمع ہو گی تو سب کے سامنے مجمع میں جا کر پکار پکار کر یہ کہنا کہ موسیٰ ہمارا یار ہے اور وہ ہم سے زنا کرتا ہے۔ معاذ اللہ پس اس فاجرہ عورت نے روپے کی لالچ سے کہا بہت اچھا میں ایسا ہی کہوں گی۔ پس قارون نے اس سے جو کچھ کہا تھا روپے وغیرہ دے کر اس کو رخصت کر دیا۔ اتفاق سے ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے منبر پر بیٹھے وعظ وغیرہ کر رہے تھے اور ان کے گرد قوم بنی اسرائیل بیٹھی ہوئی تھی۔ قارون نے موقعہ پا کر اس فاجرہ عورت کو وہاں بھیج دیا اور خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حلال و حرام کی باتیں بتا رہے تھے۔ اور یہ بھی بتا رہے تھے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عذاب میں گرفتار کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے مال کا مواخذہ لے گا اور جو زنا کرے گا اس کو سنگسار کر دینا ہو گا۔ یعنی دنیا میں ایسا ہو گیا اور آخرت میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ اس قسم کی نصیحتانہ باتیں لوگوں کو سناتے تھے۔ پس قارون مردود نے اس مجلس میں جا کر کہا اے موسیٰ علیہ السلام اگر تم نے زنا کیا ہو گا تو تمہاری کیا سزا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ میرا بھی قتل واجب ہے۔ قارون بولا البتہ تم نے زنا کیا گواہ موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ثابت کیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو جاؤ مانند اور لوگوں کے جنہوں نے ایذا دی موسیٰ علیہ السلام کو پس پاک کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے جو وہ کہتے تھے اور وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا آبرو والا تھا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات ہمیشہ سیدھی کہا کرو پس قارون نے اس فاجرہ عورت کو بلا کر حاضرین مجلس کے روبرو کہا کہ کہو موسیٰ علیہ السلام نے تم سے کیا بدفعلی کی تھی۔ وہ چاہتی تھی۔ بولے کہ موسیٰ علیہ السلام میرا یار ہے قوم قارون خوش ہوئی اتنے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی سے دل اس کا جھوٹ بات سے پھر گیا۔ پس لوگوں سے کہا اے نیک مرد موسیٰ علیہ السلام تو پاک ہے اور جو

Marfat.com

کچھ قارون کہتا ہے جھوٹ و بہتان ہے اور میں اللہ تعالی سے ڈرتی ہوں جھوٹ بات کہنے سے۔ حضرت موسی علیہ السلام اس بات کو سن کر بڑے متعجب ہوئے اور غش کھا کر اپنے منبر سے گر پڑے فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر اپنی گود میں اٹھالیا اور پھر ان کو ہر طرح کی تسلی دینے لگے۔ اور پھر کہا اے موسی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ زمین کو تمہارے حکم کے تابع کیا اور اب تم جو چاہو قارون کو سزا دو۔ یہ سن کر حضرت موسی علیہ السلام نے قارون سے کہا اے قارون تم جھوٹ مت بولو۔ اور افترامت کرو اور نہ تہمت لگاؤ اور خداوند قدوس سے ہروقت ڈرتے رہو اس مردود نے حضرت موسی علیہ السلام کو جواب دیا کہ میں ہرگز تمہاری بات نہ مانوں گا۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنا عصا زمین پر مارا اور پھر کہا اے زمین تو اس مردود سرکش کو اپنے اندر دبالے یہ حکم سنتے ہی زمین نے اس کے تخت سمیت اس کو اور جو اس کے فرمانبردار تھے سب کو ٹخنوں تک دبالیا اس کے بعد وہ لوگ سب کے سب حضرت موسی علیہ السلام سے فریاد کرنے لگے اے موسی مجھ کو اس سے خلاصی دے میں کبھی ایسا نہ کہوں گا اور نہ میرے ساتھی اس قسم کی کوئی بات آپ سے کہیں گے۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام نے زمین کو غصہ سے کہا کہ اے زمین ان کو تورانوں تک دبالے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس مردود نے حضرت موسی علیہ السلام سے ستر مرتبہ معافی مانگی اور اپنے اعمال سے توبہ کی اور حضرت موسی علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام نے ان کو عذاب الٰہی میں مبتلا دیکھا تو وہ اپنے بھائی حضرت موسی علیہ السلام سے کہنے لگے اے میرے بھائی موسی! قارون تو ہماری برادری میں سے ہے اور ان کی جو تقصیر ہو اس کو درگزر کیجئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ سے کہا یَا اَرْضُ خُذِیْهِ پھر زمین نے گلے تک دبالیا۔ قارون نے کہا اے موسی علیہ السلام تو ہماری دولت پر طمع رکھتا ہے فقرائے بنی اسرائیل کے دینے کو جب اس نے کہا تو جتنا مال و متاع اور گنج و خزانہ اس کا تھا خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سامنے لا کر رکھا۔ اس وقت حضرت موسی علیہ السلام نے کہا اے قارون لے اپنے مال کو زمین کو کہا اے زمی دبالے' زمین نے اس کو معہ مال و متاع و درم و مکانات سب کو دبالیا کچھ اثر اس کا باقی نہ رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ قولہ تعالی: فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَتٍ۔ پس دھنسا دیا ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں پس نہ ہوئی واسطے

Marfat.com

اس کے کوئی جماعت مدد گار۔ اور پھر قارون کوئی مدد نہ لا سکا قارون مردود کا یہ حال دیکھ کر باقی لوگ خدا کا شکر بجا لائے۔ اور پھر کہنے لگے قولہ تعالیٰ: **وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَکَانَهٗ بِالْاَمْسِ الخ** ترجمہ: اور فجر کو کہنے لگے جو شام کو آرزو کرلی تھی اس کے سارے مرتبے ارے خرابی ہو' تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے رزق جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں اور بند کرلیتا ہے رزق جسے چاہتا ہے پھر جو لوگ نیک کام کرتے تھے۔ وہ بولے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ ارے خرابی یہ تو کچھ بھی بھلا نہیں پاتے کافر و منکر لوگ' یعنی اگر فضل خدا ہم پر نہ ہوتا تو مثل قارون کے ہمارا بھی یہی حال ہوتا تعجب ہے کہ کافر لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے اور نہ وہ کچھ سنتے ہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ جو کوئی جیسا کرتا ہے ویسا ہی اس کو بدلہ ملتا ہے۔ اگر اس دنیا میں میں نیک کام کرو گے تو تم کو اچھا بدلہ اس دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی اجر ملے گا لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ نیک کام کرے تاکہ بدلہ اس کو دو جہاں میں اچھا ملے۔

بیان ہے عامیل مقتول بن سلیمان کا

روایت کی گئی ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نام اس کا عامیل تھا ملک اور دولت اور حشمت اس کی بہت تھی لیکن اس کے گھر میں کوئی فرزند نہ تھا ایک بھتیجا تھا وہ بھی بہت غریب مگر تھا بہت ہی طاقتور اور اپنے چچا کے مال پر طمع رکھتا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ سوچتا رہتا تھا کہ کوئی وقت ایسا مجھے جائے کہ میں اپنے چچا کو مار ڈالوں اور اس کی ملک اور میراث پر اپنا قبضہ کرلوں۔ غرض دنیا کی طمع و لالچ نے اس کو مجبور کردیا۔ اور ایک شب چپکے سے اپنے چچا کو مار کر شہر سے باہر لے جا کر دور کسی گاؤں کی سرحد پر رکھ آیا اور پھر اس کے ملک اور میراث سلطنت کا مالک ہوا۔ اور مکر و فریب کر کے اپنے چچا کے قاتل کا پتہ تلاش کرنے لگا بالآخر اسی گاؤں والوں پر تہمت لگائی کہ انہوں نے میرے چچا کو مار ڈالا ہے' لہٰذا تم گاؤں والوں کو میرے پاس حاضر کرو تاکہ میں ان سے اپنے چچا کے متعلق معلومات کروں ادھر گاؤں کے لوگ ایک دوسرے پر تہمت لگانے لگے کہ اس نے ان کے چچا کو مارا ہے اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو یوں فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: **وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَاْتُمْ فِیْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ**۔ ترجمہ: اور جب تم نے مار ڈالا ایک شخص کو اور پھر لگے ایک دوسرے پر بہتان کرنے اور اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام کے پاس آکر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس مقتول کے قاتل سے اللہ تعالی خبردے کہ اس کو کس نے مارا ہے یہ بات سن کر حضرت موسی علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ غماز کو ہم دشمن جانتے ہیں غمازی کیونکر کریں۔ ان کو کہہ دو کہ وہ ایک گائے ذبح کریں اور پھر اس کی زبان لے کر اس مقتول پر ماریں تب وہ زندہ ہو جائے گا اور وہ خود بولے گا کہ مجھے فلاں آدمی نے مارا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو فرمایا گائے ذبح کرنے کو کیونکہ وہ قوم گائے ہی پوجتی تھی اس لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ اپنے معبود کو ذبح اپنے ہی ہاتھ سے کریں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہم جس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ تو ہماری جتنی بھی طاقت و عقل کا مالک نہیں ہے۔ غرض حضرت موسی علیہ السلام نے خدا کے فرمانے سے اس قوم کو اس چیز کی خبر دی قولہ تعالی : **اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً** ترجمہ : اور جب کہا حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا اللہ تعالی فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے تو البتہ تم قاتل کو معلوم کرلو گے۔ انہوں نے کہا قولہ تعالی: **قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ہُزُوًا**۔ ترجمہ : بولی وہ قوم کیا تو ہمارے ساتھ مذاق کرتا ہے یہ سن کر حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالی: **قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاہِلِیْنَ**۔ ترجمہ : حضرت موسی علیہ السلام نے پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ تعالی کی اس سے کہ ہو جاؤں میں جاہلوں سے بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کردے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہو۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا۔ قولہ تعالی **قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ** ترجمہ : کہا اللہ تعالنے کہ وہ گائے نہ تو بوڑھی ہو۔ اور نہ بچہ بلکہ جواں سال ہو۔ اب تم وہی کرو جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے پھر انہوں نے کہا: **قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُہَا**۔ ترجمہ : کہنے لگے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ وہ بیان کردے ہمارے لئے کیسا ہے رنگ اس گائے کا۔ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا **قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ** ترجمہ : کہا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہو خوب زرد رنگ کی جو اچھی معلوم ہوتی ہو دیکھنے والوں کو پھر انہوں نے کہا قولہ تعالی: **قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ہِیَ**۔ الخ ترجمہ : بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کردے ہم کو کس قسم کی ہے وہ گایوں میں

Marfat.com

شبہ پڑا ہے ہم کو اللہ تعالی نے چاہا تو ہم راہ پائیں گے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالی: قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنهَا بَقَرَةٌ لا ذَلُوْلٌ الخ۔ ترجمہ: کہا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ایک گائے ہے نہ وہ محنت کرنے والی ہو اور نہ ہل جوتنے والی ہو کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی دیتی ہو کھیتوں کو اور اپنے بدن سے پوری تندرست ہو اور داغ اس میں کچھ نہ ہو۔ تب کہا انہوں نے اب لایا ہے تو ہمارے پاس ٹھیک بات اب ہم ضرور ذبح کریں گے۔ پھر وہ مذکورہ بالا صفت کی گائے تلاش کرنے لگے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بصورت اجنبی ان کو آکر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں فلاں آدمی کے پاس اس صفت کی گائے کو میں دیکھ آیا ہوں اور قیمت اس کی اس کے چمڑے بھر کے روپے کی ہے جو چاہے سو خریدے دراصل قصہ گائے کا یوں ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں مرد صالح نیک بخت تھا اور اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ بہت چھوٹا تھا اور اس کی گائے تھی جو اس نے اپنے بیٹے کے واسطے جنگل میں خدا پر سونپی تھی کہ الٰہی جب میرا بیٹا بڑا ہو تب اس گائے کو دیجئو۔ اور وہ گائے جب بڑی ہوئی جنگل میں اسے کوئی پکڑ نہیں سکتا تھا جب وہ لڑکا جوان ہوا نیک بخت صالح اپنی ماں کی خدمت کرتا اور اپنی ماں کا مطیع و فرمانبردار رہتا اور اس نے اپنا معمول یہ بنا رکھا تھا کہ وہ رات کے تین حصے کرتا پہلے حصے میں وہ سوتا اور دوسرے میں عبادت کرتا اور آخری حصے میں اپنے باپ کی قبر کی زیارت کرتا تھا یہ اس کا روزانہ کا دستور العمل تھا۔ جب فجر ہوتی تو جنگل و میدان میں جا کر لکڑیاں چن لاتا اور پھر اس کو بازار میں بیچتا جب وہ فروخت ہو جاتیں تو اس کے بھی تین حصے کرتا۔ ایک حصہ تو فقرا و مساکین کو صدقہ کرتا اور ایک حصہ اپنی ماں کو دیتا اور تیسرے حصے میں آپ کچھ کھا لیتا ایک دن اس کی ماں نے کہا اے بیٹے تیرا باپ فلانے میدان میں تیرے لئے ایک گائے خدا پر سونپ کر گزر گیا ہے تو جا اور وہاں جا کر حضرت ابراہیم و اسماعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے خدا سے مانگ تب وہ گائے تیرے ہاتھ آ جائے گی اور اس گائے کی شناخت یہ ہے کہ وہ مثل شعار آفتاب کے نظر آئے گی۔ یہ سن کر اس نے اس میدان میں جا کر دیکھا اور کہا یا الٰہی وہ گائے جو میرے باپ نے میرے واسطے اس میدان میں چھوڑی ہے سو مجھ کو دے دے پس وہ گائے بحکم خدا اس کے سامنے آ موجود ہوئی اور وہی گائے پھر بولی اے لڑکے اپنے ماں باپ کے فرمانبردار تو میری پیٹھ پر بیٹھ میں تیری فرمانبردار ہوں۔ اس لڑکے نے کہا کہ میری ماں نے مجھ سے نہیں کہا تیری پیٹھ پر

Marfat.com

بیٹھنے کو مگر یہ کہا کہ تجھ کو پکڑ لے جاؤں پس وہ جوان لڑکا اس گائے کو پکڑ کر اپنے گھر کی طرف لے چلا۔

اس وقت شیطان بصورت رکھوالے کے اس کے آگے آکر بولا کہ اے جوان مرد میں اس کا پاسبان ہوں اس پر اپنا اسباب لاد کر اپنے گھر کو جانا چاہتا تھا۔ جب راستے میں مجھے کچھ حاجت پڑی میں اس میں مشغول ہو گیا اور یہ گائے مجھ سے چھوٹ گئی تھی اور مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ میں اس کو پکڑ سکوں۔ آخر یہ بھاگ گئی اور اب میں نے اسے یہاں پایا ہے۔ اب تم ہم کو اس پر سوار کر کے مجھے اپنے گاؤں تک پہنچا دو اور جو اس کی مزدوری ہو گی وہ مجھ سے لے لینا۔ یہ بات سن کر اس جوان نے کہا کہ جا خدا پر بھروسہ کر جب تیرا ایمان درست ہو تو اللہ تعالیٰ بے توشہ اور بے سواری تجھ کو منزل مقصود پر پہنچا دے گا ابلیس نے کہا اگر تم چاہو تو مجھے بیچ دو اس لڑکے نے جواب دیا کہ بات میری ماں نہیں کہی ہے کہ میں گائے کو بیچ دوں یہ کہتے ہی اس نے اپنا ایک قدم بڑھایا اچانک ایک پرند جانور گائے کے پیٹ کے نیچے سے اڑ گیا اور گائے بھی اس کے ساتھ بھاگ گئی۔ تب اس نے پکارا اے گائے برائے خدا میرے پاس آجا گائے نے یہ آواز سنی اور فوراً حاضر ہو گئی اور پھر اس نے اس لڑکے سے کہا اے نوجوان مجھ کو لے بھاگا تھا وہ مرغ نہ تھا بلکہ وہ شیطان تھا اور وہ مجھ پر سوار ہو کر بھاگا۔ جب تو نے خدا کا نام لیا تو میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور مجھ کو اس لعین سے چھڑا لیا۔ غرض وہ جوان اس گائے کو لے کر اپنی ماں کے پاس آیا اس کی ماں نے کہا اے بیٹا ہم غریب ہیں اور کچھ روپیہ پیسہ کھانے پینے کو نہیں تو اس گائے کو فروخت کر ڈال۔ وہ بولا اے میری ماں اس کو کتنے میں فروخت کروں اس کی ماں نے جواب دیا کہ تو اس کو تین اشرفی میں فروخت کر ڈال وہ لڑکا اپنی ماں کی بات سن کر بازار میں گیا۔ ادھر خداوند قدوس نے فرشتہ بھیجا کہ گائے کی قیمت بتا دے فرشتے نے پوچھا کہ تم اس کو کتنے میں فروخت کرو گے وہ بولا ہم اس کو تین دینار میں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ فرشتے نے اس کو بتایا کہ اس گائے کو تم چھ دینار میں فروخت کرو۔ وہ لڑکا بولا کہ میری ماں نے تو اس کو چھ دینار میں فروخت کرنے کو نہیں کہا اگر تم اس گائے کے وزن کے برابر بھی دینار دو گے تو بھی بے حکم ماں کے نہیں بیچوں گا۔ یہ سنتے ہی پھر جوان نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ گائے کی قیمت تو چھ دینا بازار میں ہوتی ہے تب اس کی ماں نے اس کو اس کی اجازت دے دی۔ جب وہ بازار

Marfat.com

میں آیا تو پھر اس فرشتے نے بارہ دینار قیمت اس کی کہی پھر اس نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ بازار میں اس گائے کی قیمت بارہ دینار ہوتی ہے۔ یہ سن کر اس ماں نے اس لڑکے سے کہا کہ شائد وہ شخص فرشتہ ہو گا جو اس کی قیمت لگاتا ہے اور وہ ہم کو فائدہ بتانے آیا ہے۔ پھر وہ جوان جا کر دیکھتا ہے کہ وہ مرد وہیں کھڑا ہے تب اس نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اب اس گائے کو مت بیچو اور تم اپنی ماں سے جا کر کہو کہ تم اس کو موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے آنے تک اس کو رکھیو کیونکہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا ہے اور قاتل اس کا اب تک نامعلوم ہے اس کو وہ خریدے گا اور چمڑا بھر وزن کر کے روپے تم کو دے گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وہ گائے اسی صفت کی پائی جو اللہ تعالیٰ نے اس کا نشان بتایا تھا۔ چنانچہ اس گائے کو اس پیرزن سے خرید کر ذبح کیا اور اس کے چمڑا بھر روپے وزن کر کے اس کو دیئے اور زبان اس گائے کی کاٹ کر عامیل مقتول پر جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے رکھ دی' خدا کے حکم سے وہ شخص زندہ ہو گیا۔ اس کی رگوں سے اور اس کے گلے سے خون جاری ہوا تب اس نے باآواز بلند اور فصیح زبان سے کہا۔ اے لوگو! گواہ ہو مجھ کو گاؤں والوں نے نہیں مارا میرے بھتیجے نے مجھے دولت کے لالچ سے مارا ہے اتنا بول کر وہ پھر مر گیا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عامیل مقتول کے بھتیجے قاتل کو مار ڈالا اس کا قصاص لے کر تمام مال و اسباب اس کا محتاجوں میں فقیروں کو بانٹ دیا۔ تب وہاں کے لوگوں نے اس قاتل کے شر سے امان پائی اور پھر وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

بیان ملاقات حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام

بعض تواریخ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک محفل میں بیٹھے ہوئے قوم بنی اسرائیل کو وعظ کر رہے تھے۔ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ جب اس میدان تیہ میں قوم بنی اسرائیل کو نصیحت کرنے لگے تو اس وقت بحکم خدا ایک ابر سفید نے ان کے سر پر سایہ ڈالا اس وقت ان لوگوں کے دلوں میں یوں گزرا اور وہ کہہ بیٹھے کہ آج ہمارے برابر کوئی علم و فضیلت میں نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس واسطے یہ بات کہی کہ چالیس شتر کا بوجھ توریت کی تختیوں میں تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو حفظ کر رکھا تھا اور خداوند قدوس سے بلاواسطہ نقل کیا تھا یہ سن کر اس محفل میں ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بالکل بجا فرماتے ہیں۔ آپ کے برابر

Marfat.com

کوئی بھی نہیں تمام طرح کے مدارج میں آپ بلند و بالا ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سچ کہتے ہو' حقیقت میں میں کسی کو بھی اپنے سے بلند نہیں دیکھتا اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب باری تعالیٰ نے فرمایا ایسا خیال مت کر کہ تجھ سا کوئی نہیں۔ خبردار میرے بندوں میں تجھ سے زیادہ علم ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں نے کس کو زیادہ علم دیا دیکھ خلق میں ایک نیک میرا بندہ ہے جو مجمع البحرین ہے اس سے جا کر ملاقات کر پھر دیکھ کہ زیادہ علم اس کو ہے یا تجھ کو۔ یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے خداوندا وہ کون ہے اس کو مجھے دکھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجمع البحرین کے قریب ایک میدان ہے اس میں وہ رہتا ہے اور اس کام پر مامور ہے کہ ہر گمراہ کو راہ بتاتا ہے اور میری طرف سے یہ معجزہ بھی اس کو دیا گیا ہے کہ وہ زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اس کے ذمے دیگر اور کام بھی ہیں اور اس کا نام خضر علیہ السلام ہے لہٰذا تو اگر دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو جا کر دیکھ پھر تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کیا کیا کرامات ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام مجمع البحرین کی طرف گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع سے کہا قولہ تعالیٰ: **وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا**۔ ترجمہ: اور جب کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان یعنی یوشع علیہ السلام کو میں نہ ہٹوں گا جب تک کہ پہنچوں گا دو دریا کے ملاپ پر خواہ میں چلا جاؤں برسوں تک پس دونوں حضرات مجمع البحرین تک گئے۔ اور مجمع البحرین دو دریاؤں کا نام ہے جو فارس اور روم کے درمیان جانب مشرق کے واقع ہیں اور ان کے ساتھ ان کی زنبیل میں بھنی ہوئی نمکدار مچھلی تھی اور یہ واقعہ معالم التنزیل میں لکھا ہے اور کلام اللہ اور حدیث شریف میں ترجمہ تلی ہوئی مچھلی ہے ان دونوں نے پانے کھانے کے واسطے لے لی تھی۔ جب یوشع نے دریا کے کنارے ایک پتھر کے قریب زنبیل رکھ دی اور اسی دریا کے پانی سے وضو کیا تھا تو ایک قطرہ پانی کا ان کی انگلی سے مچھلی پر ٹپکا تو فوراً مچھلی زندہ ہو گئی زنبیل میں سرنگ بنا کر دریا میں جا پڑی چنانچہ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَلَمَّا بَلَغَ مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا الخ**۔ ترجمہ: پس جب پہنچے دونوں دریا کے کنارے تو وہ اپنی مچھلی کو بھول گئے تو اس مچھلی نے اپنی راہ نکال لی سرنگ بنا کر دریا میں۔ یوشع علیہ السلام چاہتے تھے یہ ماجرا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام سوئے تھے۔ بعد ایک لحظہ خواب سے اٹھ کر اس جگہ زنبیل بھول کر اپنی راہ پر چل دیئے اور پھر دوسرے دن فجر کی نماز پڑھ کر جلد روانہ ہوئے راہ میں حضرت موسی علیہ السلام کو بھوک لگی اس وقت اپنے ساتھ یوشع علیہ السلام سے وہ مچھلی کھانے کو مانگی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے: فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآئَنَا الخ پس جب وہ آگے چلے دونوں کہا حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے جوان کو دے ہم کو کھانا ہمارے صبح کا ناشتہ تحقیق ہم نے پائی سفر میں تکلیف۔ یوشع علیہ السلام نے کہا کیا نہ دیکھا تم نے جب ہم نے وہ جگہ پکڑی تھی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا وہ مچھلی تھی کہ جو اپنی سرنگ لگا کر دریا میں چلی گئی۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ وہی جگہ ہے جو ہم چاہتے تھے۔ پھر الٹے واپس پھرے دونوں اور اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے جاتے تھے۔ پس پایا اس جگہ ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جس کو دی تھی ہم نے اپنے پاس سے مہر اور اس کو علم بھی اپنے پاس سے سکھایا تھا۔ غرض حضرت موسی علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام دونوں اسی جگہ پر واپس آئے جہاں مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی اور وہی مچھلی دریا میں کبھی تو پانی کے اوپر دکھائی دیتی تھی اور کبھی وہ پانی میں ڈوبتی نظر آتی تھی۔ اس مچھلی کو جب حضرت موسی علیہ السلام نے دیکھا تو حضرت موسی علیہ السلام دریا میں جا گرے اور پانی میں غوطہ لگایا تاکہ وہ اس مچھلی کو پکڑ لیں۔ پس جب انہوں نے پانی میں غوطہ لگایا تو ایک گنبد نظر آیا جو پانی میں معلق کھڑا ہے اور اس میں حضرت خضر علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ جب حضرت خضر علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے حضرت موسی علیہ السلام نے سلام علیک کہا اور پھر ان کے سامنے بیٹھے۔ انہوں نے احوال پوچھا حضرت موسی علیہ السلام نے پورا پورا حال بیان کیا۔ حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام میں بات چیت ہو رہی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور ان کے سامنے دریا سے ایک قطرہ پانی چونچ مار کر لے چال۔ بس حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے تئیں سمجھتے ہو کہ میں علم میں سب سے زیادہ ہوں حالانکہ علم اول و آخر ظاہر و باطن بنی آدم کا اللہ تعالی کے نزدیک اس سے کمتر ہے جیسا کہ اس مرغ کا ایک قطرہ پانی سمندر کے نزدیک کیا چیز ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالی کے نزدیک تمہارا اور ہمارا علم کیا چیز ہے۔ پس اللہ تعالی نے تم کو تربیت فرمائی یہ بات یوں ہے کہ اللہ تعالی کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں یہ سن

Marfat.com

کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ:

مُوْسیٰ هَلْ اتَّبِعكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِمْتَ رَشْداً

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کیا پیروی کروں میں تیری اس پر کہ سکھادے تو مجھ کو اس چیز کو کہ سکھایا گیا ہے تو کچھ بھلائی سے یعنی خدا نے تجھ کو علم سکھایا ہے سو تو مجھ کو سکھا۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ اور مجھے یقین ہے تو صبر ہرگز نہ کر سکے گا۔ اور کیونکر صبر کرے گا تو اس چیز کو کہ جس چیز کو کہ جس چیز کا تجھ کو علم نہیں ہے کیونکہ یہ میرا کام باطنی ہے اور تو اس کو دریافت نہ کر سکے گا۔ کیونکہ باطن کا حال معلوم کرنا بڑا محال ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ البتہ پاوے گا تو مجھ کو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ تیری نافرمانی بھی نہ کروں گا کسی حکم میں یہ سن کر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اگر پیروی کرے تو میری پس سوال مت کیجیو مجھ سے کسی چیز سے یہاں تک کہ میں شروع کروں تجھ کو دکھانے کو کوئی چیز۔ پھر یہ عہد کر کے دونوں وہاں سے چلے یہاں تک کہ سوار ہوئے ایک کشتی پر پھاڑ ڈالا اس کو حضرت خضر علیہ السلام نے تب یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ تو نے کشتی ہی کو پھاڑ ڈالا ممکن ہے وہ ہم کو ڈبو دے یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے خضر علیہ السلام تم نے تو ایک بالکل نئی چیز پیدا کر دی تب حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل پھر دونوں چلے وہاں سے یہاں تک کہ ملاقات ہوئی ایک لڑکے سے تو اس کو خضر علیہ السلام نے مارا ڈالا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو نے تو اس لڑکے کو مار ہی ڈالا اے خضر علیہ السلام تو نے یہ فعل نامعقول کیا۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے کہا تھا تجھ کو اے موسیٰ علیہ السلام کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر میں اس کے بعد تجھ سے کوئی چیز پوچھوں تو پھر تم ہم کو اپنے ساتھ نہ رکھنا یہ کہہ کر وہ دونوں پھر چلے ایک گاؤں کی طرف یہاں تک کہ پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس کھانا مانگا وہاں کے لوگوں سے پس انکار کیا یہ کہ وہ ضیافت کریں۔ پس پائی ان دونوں نے ایک دیوار اس گاؤں میں کہ وہ گرنے کے قریب ہی تھی۔

Marfat.com

پس حضرت خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ پھر یہ دیکھ کر حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ اے خضر علیہ السلام اگر تو چاہتا تو البتہ لیتا تو اس دیوار کی مزدوری اور ہم بھوکے ہیں کیوں تو نے بغیر مزدوری کے دیوار کو سیدھا کر دیا ہم تو ان سے مزدوری طلب کرتے وہ مجبوراً اس کی مزدوری دیتے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام علیہ السلام نے کہا کہ جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر مزدوری ہم نہیں لیتے پس حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے پہلی دفعہ بھول کر پوچھا تھا اور دوسری دفعہ اقرار کرنے کو آپس میں اور تیسری دفعہ رخصت ہونے کو جان بوجھ کر پوچھا تھا کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب میں نہیں اور میرا علم تو وہ ہے کہ جس میں خلق خدا پیروی کرے تو اس کا بھلا ہو اور حضرت خضر علیہ السلام کا علم وہ ہے کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آئے۔ تب حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسی تو نے عہد اپنا توڑ دیا۔ اور میں نے تجھ سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں جو کام کروں گا تو مجھ سے مت پوچھیو۔ اب تم سے ہماری جدائی ہے قولہ تعالی **هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَ بَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ**۔ الخ۔ ترجمہ: کہا حضرت خضر علیہ السلام نے اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اب جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان اور اب پھر میں بتاتا ہوں تجھ کو ان باتوں کو کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا پہلا وہ کشتی تھی کتنے فقیر اور محتاجوں کے لئے کماتے اور محنت دریا میں کرنے سو میں نے چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں کیونکہ ایک بادشاہ ظالم لوگوں سے کشتی چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس کے تختے الگ الگ کر دیئے تاکہ ظالم بادشاہ اس کو عیب دار جان کر نہ لے سکے اور غریبوں کے لئے کمائی باقی رہے۔ اور دوسرے وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ تھے ایمان والے ڈرا کہ وہ اپنے ماں باپ کو گرفتار کرے سرکشی اور سفر میں پس اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اور اس وجہ سے اسکے ایمان دار ماں باپ بدنام ہوتے۔ پس میں نے چاہا کہ خدا تعالی اس کو جزا دے بہتر اور جزا اور مہر کرے اس واسطے میں نے اس کو مار ڈالا تاکہ ماں باپ اور مخلوق خدا اس کے ہاتھ سے امن میں رہے۔ اور پس کے ماں باپ کو خدا تعالی اس کے بدلے میں ایک لڑکی دے کہ اس کی نسل سے ستر پیغمبر پیدا ہوں۔ اور تیسرا یہ کہ وہ دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے مال گڑا ہوا تھا۔ اور ان یتیم بچوں کے ماں باپ صالح یعنی نیک تھے اور لوگوں کو قرض حسنہ

Marfat.com

دیتے تھے لیکن کبھی تقاضا نہیں کرتے تھے اس سبب سے خداوند قدوس نے ان کو مال و دولت سے نوازا تھا۔ اور وہ اپنا فرض نہایت نرمی سے لیتے۔ اور سود بالکل نہیں لیتے تھے اور نہ خیانت کسی کی کرتے تھے اور نہ کسی کو آزاد پہنچاتے تھے۔ اور میں نے یہ چاہا کہ یہ دونوں لڑکے جب جوانی کو پہنچیں گے تو اپنے ماں باپ کا گڑا ہوا مال نکال لیں گے۔ اس دیوار کے نیچے سے تیرے رب کی مہربانی سے اور یہ میں نے کہا اپنے حکم سے پھر ہے ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا اور وہ دیوار قریب گرنے کے تھی اگر وہ گرتی تو مال اس کے نیچے سے ظاہر ہو جاتا سو اس کو لوگ لے جاتے اور وہ یتیم محروم رہ جاتے اس لئے میں نے اس کی مرمت کر دی بغیر کسی مزدوری کے اور پھر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام تم نے سمجھا تھا کہ تمہارے برابر کسی کو علم نہیں اور تم نے یہ نہ سوچا کہ خدا کے بندے ایک سے ایک ایسے ہیں کہ تمہارا علم ان کے برابر رائی اور سرسوں کے برابر ہے۔ پس اب تم جاؤ اور اب ہماری تم سے جدائی ہے اور دو تین باتیں نصیحت کی بھی مجھ سے یاد رکھو' اول خوش رہو' خوش خلق لوگوں میں رہو' تب تمہاری عزت و وقار ہو گا۔ اور ترش روئی اور غرور کسی بات پر مت کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ مغرور کو دوست نہیں رکھتا اور دوسرے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے حاجب مت مانگیو خواہ اپنے واسطے ہو یا غیر کے واسطے ہر حاجت کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اگر ایسا خیال رکھو گے تو ہر دعا مقبول ہو گی پس حضرت علیہ السلام یہ کہہ کر ایک دم غائب ہو گئے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

بیان وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام

روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے رخصت ہو کر جب اپنی قوم میں آئے تو لوگوں نے ان سے کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ خضر علیہ السلام سے کون سا علم سیکھ کر آئے ہیں وہ ذرا بیان تو کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جو دیکھ کر یا سن کر آیا ہوں وہ تم سے بیان کرنے کے قابل نہیں ہے وہ علم تو نبیوں کو ہی ہوتا ہے۔ جب تیس برس موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو اس میدان تیہ میں گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اے موسیٰ فلانے روز فلانے وقت

Marfat.com

فلانی جگہ ہارون علیہ السلام کو اپنے پاس بلا لوں گا۔ جب ارشاد ہوا موسیٰ روز موعود کے منتظر رہے۔ جب وعدہ آیا ہارون علیہ السلام کو فرمایا اے بھائی چلو اس میدان سے فلانی جگہ پر۔ پس دونوں حضرات اپنی قوم سے نکل کر ایک باغ میں گئے اس کے نیچے ایک نہر جاری دیکھی اور اس کے کنارے پر ایک تخت پر تکلف دھرا پایا۔ حضرت ہارون علیہ السلام اس پر جا بیٹھے اور کہا اے بھائی یہ کیا خوب جگہ ہے یہاں رہنا چاہئے تب خدا کے حکم سے ملک الموت نے آکر ان کی جان قبض کی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر بہت ہی افسوس کیا۔ اکثر حضرات کا یہ قول ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو اس تخت سمیت اللہ تعالی نے آسمان پر لے لیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو تخت سمیت زمین کے نیچے لے لیا۔ اس کے بعد حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میرے بھائی ہارون علیہ السلام نے انتقال کیا۔ یہ سن کر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ وہ میرے نہیں شائد تم نے ہی مارا ہو گا حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ان کو نہیں مارا اس بات کو اللہ تعالی خوب جانتا ہے۔ وہ بولے اگر تم نے نہیں مارا تو ان کی لاش ہم کو دکھاؤ۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا کی اللہ تعالی نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی لاش اللہ تعالی نے آسمان سے نیچے اتاری یا نیچے سے زمین کے نکالی تب انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی لاش کو سرتاپا دیکھا کچھ اس پر نشان نہ پایا پھر بھی ان کو مرنے پر یقین نہ کیا۔ اور پھر کہا اے موسی ہارون علیہ السلام کو تم نے ہی مارا ہے۔ اس بات کو قوم نے حضرت موسی سے اس واسطے کہا کہ وہ قوم حضرت ہارون علیہ السلام کو زیادہ دوست رکھتی تھی۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام نے خداوند قدوس ے دعا مانگی پھر اللہ تعالی نے ہارون علیہ السلام کو زندہ کیا حضرت ہارون علیہ السلام نے زندہ ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ مجھے میرے بھائی نے نہیں مارا میں تو خدا کے حکم سے مرا ہوں۔ اتنا کہہ کر پھر وہ جان بحق ہو گئے اور اسی وقت وہ غائب ہو گئے۔ تب ان سب کو یقین ہوا۔ حضرت ہارون علیہ السلام کے مرنے کا۔ اس تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس پھر آئے اور یوشع علیہ السلام جو انکے بھانجے تھے ان کو اپنا خلیفہ بنالیا جب تین برس گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا اے ملک الموت تو میری زیارت کو آیا ہے یا روح قبض کرنے کو وہ بولے میں تو روح

Marfat.com

قبض کرنے کو آیا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کس راہ سے تو میری روح قبض کرے گا وہ بولے تمہارے منہ سے حضرت موسیٰ نے کہا تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے منہ سے خدا سے تکلم کیا انہوں نے کہا اچھا میں آنکھ سے نکال لوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آنکھ سے میں نے خدا کا نور دیکھا ہے انہوں نے کا اچھا ہم پیر کی راہ سے نکالیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پیر سے چل کر کوہ طور پر گیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا اچھا میں خدا کے حکم سے تیری روح قبض کروں گا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت غصہ میں آئے اور کہا اے عزرائیل کتنے ہزار کلام میں نے خدا سے بلاواسطہ کئے کوئی بیچ میں واسطہ نہ تھا۔ پس اس کی عزت کی قسم ہے کہ میں جلدی جان دینا اپنی تسلیم نہ کروں گا۔ خداوند قدوس سے میرا اور بھی سوال ہے ملک الموت یہ سن کر چلے گئے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا تجھ کو خوب معلوم ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو کہا کہ اس وقت میں جان دینا تسلیم نہ کروں گا پھر خطاب آیا کہ اے موسیٰ تو میری طرف آنے کو راضی نہیں ہے۔ وہ فوراً بول اٹھے اے میرے پروردگار میں تیرے پاس آنے کو راضی ہوں مگر ایک بار تیرے دیدار کی تمنا رکھتا ہوں کہ میں کوہ طور پر جا کر مناجات اور شکر کروں اور وہیں تیرا کلام سنوں ہزار جان میری فدا ہوں تیرے کلام پر پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے کوہ طور پر جا کر عرض کی خدایا میں نے اپنی آل اور امت تجھ کو سونپی اس کو تو اپنی رضا پر رکھیو اور ان کو مال حرام سے بھی باز رکھیو اور ان کو روزی حلال دیجئے کیونکہ میری امت ناتوان ہے پس ندا آئی اے موسیٰ زمین پر عصا مار۔ عصا مرا تو پھٹ کر دریا نکلا پھر حکم ہوا دریا پر عصا مار جب مارا تو اس کے اندر سے ایک پتھر سیاہ ظاہر ہوا پھر حکم ہوا اس پتھر پر عصا مار جب عصا مارا تو وہ پتھر بھی دو ٹکڑے ہو گیا اس میں سے ایک کیڑا نکلا وہ کیڑا اپنے منہ میں گھاس لے کر اللہ کا ذکر کرتا ہوا تسبیح پڑھ رہا تھا۔ **رَبِّ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَ تَعْرِفُ مَکَانِیْ وَ تَرْزُقْنِیْ فِیْ قَلْبِ حَجْرِ**۔ ترجمہ: اے پروردگار تو مجھ کو دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور جگہ میری جانتا ہے اور روزی پتھر کے اندر پہنچاتا ہے۔ کسی کو محروم بھوکا تو نے نہیں رکھا اپنے فضل و کرم سے۔ پس جناب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ قعر دریائے تحت الثریٰ میں پتھر کے اندر کیڑے کو میں روزی پہنچاتا ہوں اس کو بھی نہیں بھولتا تو میں تیری امت کو کیونکر بھولوں گا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ

Marfat.com

طور سے خوش ہو کر نیچے اتر آئے اور راہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ سات آدمی ایک قبر کو کھود رہے ہیں ان سے پوچھا تم کس واسطے یہ قبر کھودتے ہو انہوں نے کہا یہ قبر خدا کے دوست کے لئے کھودتے ہیں تم بھی آؤ اور اس میں شریک ہو کر ثواب حاصل کرو۔ جب وہ قبر تیار ہو گئی تو انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ جو صاحب قبر ہے وہ تمہارے قد کے برابر ہے ایک بار تم اس میں اتر کو دیکھو تمہارے قد کے برابر ہوئی یا نہیں۔ تب حضرت موسی علیہ السلام نے قبر میں اتر کر لیٹ کر دیکھا اور پھر کہا یہ کیا خوب جگہ ہے کاش کہ یہ قبر میرے لئے ہی ہوتی تو کیا خوب تھا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نے ایک سیب بہشت سے لا کر حضرت موسی علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اس کو سونگھا فوراً جان بحق تسلیم ہو گئے اور فرشتوں نے ان کو نہلا دھلا کر بہشت کا کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کر اسی قبر میں دفن کر کے قبر کو چھپا دیا۔ اس لئے کوئی نہیں جانتا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی قبر کہاں ہے جب حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام کی جان قبض کرنے کو آئے تو حضرت موسی علیہ السلام نے غصہ ہو کر ایک طمانچہ ان کے چہرے پر ایسا مارا کہ آنکھ ان کی نکل پڑی۔ انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں جا کر فریاد کی کہ الٰہی تجھ کو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو ایک طمانچہ ایسا مارا کہ آنکھ میری جاتی رہی اور اگر وہ تیرا کلیم نہ ہوتا تو ہم ہر دو آنکھیں نکال ڈالتے۔ پس ندا آئی اے عزرائیل علیہ السلام تم جا کر حضرت موسی علیہ السلام کو کہو کہ تم کو حیات دنیا اور منظور ہے۔ تو بھیڑ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ کتنی پشم اس میں آتی ہے اتنی ہی عمر ہم تم کو اور دیں گے اگر تم یہ چاہتے ہو۔ حضرت موسی علیہ السلام نے یہ بات سنی تو اپنے دل میں سوچا آخر ایک بار مجھ کو مرنا ہے۔ تب عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ خدا کے حکم سے اب میری جان قبض کرو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً ایک سو پچاس برس کی ہوئی تھی۔ پس ان کے حکم سے ان کی جان قبض ہوئی اور بعض روایات میں یوں ہے کہ ملک شام میں جباروں سے فتح کرنے کے بعد انتقال فرمایا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بیان عابد بلعم ابن باعور اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا

Marfat.com

تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل اس تیہ مذکورہ میں تقریباً سات برس تک رہی جب چالیس برس بموجب میعاد اللہ تعالیٰ کے اس تیہ میں پورے ہوئے اور نیز یہ بھی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع بن نون بن نون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبری عنائت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس قوم بنی اسرائیل کو اس تیہ سے نکال کر ملک شام جباروں کے قبضے سے نکال کر تم سب مصر میں جار ہو تب یوشع علیہ السلام ابن نون بمطابق ارشاد خداوندی کے تمام قوم بنی اسرائیل کو لے کر ملک شام میں چلے گئے بعض مرددوں کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو رونق اسلام سے مشرف کیا۔ وہاں سے فتحیاب ہو کر شہر ایلیا میں جا کر اکثر مرددوں کو قتل کیا اور پھر اس شہر پر قابض ہو کر پھر شہر بلقان میں آئے یہ بڑا شہر پایۂ تخت بادشاہ کا تھا۔ اور اس بادشاہ کا نام بالق تھا۔ افواج و رعیت اس کی بہت تھی۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے ان سب کا محاصرہ کیا۔ بالآخر کافروں نے شدید ہزیمت پائی۔ بلعم ابن باعور کے پاس جا کر استمداد چاہی اور ان سے کہا کہ آپ مقبول خدا ہیں ہمارے لئے دعا کریں کہ ہم دشمنوں پر فتح پائیں۔ اس نے کہا کہ یوشع علیہ السلام ابن نون تو خدا کو پیغمبر ہے اور اس کا لشکر و سپاہ تو خدا کا فرستادہ ہے اور ہم کو کیا طاقت کہ ہم ان پر بددعا کریں۔ اور میری تو یہ رائے ہے کہ تم سب لوگ دین موسیٰ کو قبول کر لو اور ان پر ایمان لے آؤ اور درحقیقت وہ نبی مرسل تھے یہ سن کر ان مرددوں نے کہا ہم ہرگز موسیٰ کا دین اختیار نہ کریں گے اور تم کہ یہ بتلا دیتے ہیں کہ اگر ہمارے حال پر بددعا نہ کرو گے تو ہم لوگ تمہیں دار پر کھینچیں گے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلعم ابن باعور اسبات کو سن کر دل میں کچھ خوف کرنے لگا لیکن دعا پھر بھی نہ کی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بلعم ابن باعور اس بات کو سن کر دل میں کچھ خوف کرنے لگا لیکن دعا پھر بھی نہ کی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بلعم ابن باعور کی عورت بہت خوبصورت تھی اور وہ اس پر عاشق و فریفتہ تھا اس بادشاہ نے اس کو بہت سا روپیہ دے کر راضی کیا اور وہ تو راہزن ایمان و گمراہ تھی۔ روپے کی لالچ سے اپنے شوہر سے سفارش کی کہ تم دعا کرو ہماری خاطر بادشاہ کے لئے۔ پس بلعم ابن باعور نے اپنی عورت کی خاطر اور اس بادشاہ کے خوف سے ڈر کر کچھ حیلہ کیا اور وہ یہ تھا کہ ان کو ایک فعل ناشائستہ بتا دیا کہ تم اچھی اچھی عورتیں

Marfat.com

ان انارستان چودہ چودہ برس کی لاکران کو یوشع ابن نون علیہ السلام کے لشکر گاہ میں بھیج دوا غلب ہے کہ وہ سب ان کو دیکھ کر فریفتہ ہو کر مرتکب زنا ہوں گے اور وہ اسی بدبختی سے ہزیمت پائیں گے اور اس میں تمہاری فتح و کامیابی ہو جائے گی۔ یہ سن کر بادشاہ فاسق گمراہ نے ویسی ہی فاجرہ عورتیں منگوا کر حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ون کے لشکروں میں بھیج دیں۔ لیکن خدا کے فضل سے وہ نیک سب لوگ اس فعلِ بد سے بچ گئے اور انہوں نے ان فاجرہ عورتوں کی طرف قطعاً خیال نہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر پھر بلعم ابن باعور کی عورت نے آکر اس سے کہا کہ تم میرے کہنے سے بد دعا نہ کروگے تو مجھے تم طلاق دے دو۔ یہ سن کر بلعم ابن باعور بہت پریشان ہوا اور اس مجبوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے چاہا کہ میں ایک حجرے میں جا کر بد دعا کروں ناگہاں اس وقت دو شیر اس حجرے میں آگئے اور ان دونوں نے بلعم ابن باعور پر حملہ کیا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت گھبرایا اور پھر اپنی بیوی سے کہا کہ اے میری بیوی اس بات کو جانے دو مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ اور میں اس کا کیا جواب دوں گا۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پیغمبر کا ہونا اس شہر میں بہتر ہے۔ یہ سن کر اس کی بیوی نے کہا کہ دیکھو جبتک تم ان کے لئے بد دعا نہ کروگے تب تک میں تم سے نہ بولوں گی۔ ناچار بلعم ابن باعور نے چاہا کہ کہیں خلوت میں جا کر دعا مانگے پھر وہی شیر اس کا کاٹنے کے واسطے آگئے پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا میں خداوند قدوس کے نبی پر کیوں کر بد دعا کروں یہ سن کر پھر اس کی عورت بولی کہ پھر تم ایک مکر لائے ہو اگر تم میری بات نہیں سنتے ہو تو مجھ کو طلاق دے دو۔ پھر بہت مجبور ہو کر بلعم ابن باعور اپنے گھر سے نکل کر ایک گدھے پر سوار ہو کر جنگل کی طرف گیا۔ اور اس کا دوسرا چلہ تھا جب کچھ دور گیا گدھا راہ چلنے سے رک گیا۔ ہر چند گدھے کو مارا تو بھی اس نے قدم آگے نہ بڑھایا۔ اور مفسرین نے بعض تفاسیر میں یوں لکھا ہے کہ خدا کے حکم سے گدھے نے یہ بات کہی کہ اے بلعم ابن باعور تم یہاں سے اپنے گھر کی طرف پھرو اور اپنے گھر چلو اور بد دعا مت کرو اور تم اس کام سے باز آؤ ورنہ تم گنہگار ہو گے آگ میں ڈالے جاؤ گے پس گدھے سے یہ بات سن کر وہ بہت ڈرا اور اسی وقت وہاں سے واپس ہو لیا۔ اتنے میں ابلیس لعین بصورت آدمی بن کر اسی راہ پر اس سے بولا کہ اے بلعم ابن باعور تو کیوں نیک راہ سے منہ موڑتا ہے۔ وہ بولا کہ مجھے یہ گدھا منع کرتا ہے کہ تم اس امر سے باز آجاؤ۔ اور پھر میں بھی اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ یہ کام برا ہے۔ یہ

Marfat.com

سن کر شیطان نے اس سے کہا کہ تم کو جس راہ سے پھرا دیا وہ شیطان تھا۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ گدھے نے بھی کوئی بات کہی ہے۔ بس ٹھیک یہی ہے کہ تو بادشاہ بالق کے حق میں دعا کرتا کہ وہ سب لوگ دور ہو جائیں اور تم ہی اس شہر میں قوم بالق پر سرداری کرو گے۔ اگر تم ان کو خدا کی طرف بلاؤ گے تو وہ تم کو مانیں گے اور وہ تمہارے فرمانبردار بھی ہوں گے اور تم ان کے پیغمبر ہو گے اور پھر نیک عورت بھی تمہارے ہاتھ لگے گی۔ بلعم ابن باعور نے ان باتوں کو سن کر ایک پہاڑ کی طرف رخ کیا اور عزم بالجزم ارادہ بھی کیا جہاں کہ اس کا چلہ تھا پاپیادہ وہاں گیا اور پھر وہاں جا کر دعا کی اور گدھا یہیں رہا۔ اس دن کی بددعا سے بنی اسرائیل نے شکست پائی۔ یوشع علیہ السلام ابن نون نے متحیر ہو کر گھوڑے سے اتر کر سر زمین پر رکھ کر درگاہ الٰہی میں مناجات کی یا رب ہم شہر کے در پر آج چھ مہینے سے پڑے ہیں اس میدان میں کہ ان جباروں کا ملک فتح کر کے تیرا حکم بجا لائیں اور تیرا شکر کریں اور جو کچھ مال و متاع ان کا ہم پائیں گے سب آگ میں جلا دیں گے' اور آج کی لڑائی جو جیتا وہ بغیر تیری مدد کے نہیں اور ہم نے جو ہزیمت پائی ہے بے حکم تیرے نہیں۔ ندا آئی اے یوشع ابن نون علیہ السلام اس قوم میں ہمارا ایک بندہ مقبول ہے اور وہ اسم اعظم میرا پڑھتا ہے اس کو میں نے بزرگی دی ہے۔ اس نے وہ پڑھ کر دعا کی میں نے اس کی دعا کو قبول کر لیا اسی وجہ سے تم نے شکست پائی۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے اپنا سر زمین پر رکھ کر عرض کی یا الٰہی تو اس کا مرتبہ اور بزرگی چھین لے تب ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم لباس و تقویٰ بلعم ابن باعور سے چھین لیا۔ تب آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا اور قوم بنی اسرائیل کو اس کی خبر دی اس وقت یوشع علیہ السلام ابن نون نے ایک دن حملہ اس قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مل کر ان کافروں کا محاصرہ کیا اس کے بعد بلعم ابن باعور نے دعا کی لیکن وہ قبول نہ ہوئی اور دوسرے دن روز جمعہ تھا۔ یوشع علیہ السلام ابن نون اور قوم بنی اسرائیل نے مل کر ان جباروں کے ساتھ لڑائی شروع کی خدا کے حکم سے زمین لرزے میں آئی اور حصار ٹوٹ پڑا اور چاروں طرف نمازیوں کی تلوار چلی لڑتے لڑتے جب شام قریب ہوئی تب یوشع علیہ السلام ابن نون دل میں خوف اور اندیشہ کرنے لگے کہ توریت میں ہفتہ کے دن سوائے عبادت کے لڑائی کرنا اور دنیا کا کام وغیرہ کرنا ممنوع ہے۔ دل میں سوچا اگر آج کے دن فتح نہ ہو گی تو کل قوم جباروں کی آ کر ایک ہی حملے میں لے لیگی اور ہم کو یہاں

Marfat.com

سے نکال دے گی۔

تب رو بسوئے آسمان کر کے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس وقت تو آفتاب کو اپنی قدرت سے حرکت دے کر اور دو گھڑی دن زیادہ کر۔ اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول کی اور دو گھڑی دن بڑھا دیا اور آفتاب ٹھہر گیا۔ اس دو گھڑی کے عرصہ میں شب ہفتہ کی شام ہوتے ہوئے قوم بنی اسرائیل فتح یاب ہو کر سجدہ شکر بجالائے اور وہ سب مزدور زیر شمشیر ہوئے اور توریت میں مال غنیمت حلال نہ تھا۔ ایسا مال جو غنیمت سے حاصل ہوتا تھا وہ سب آگ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ لیکن ان کا مال کچھ کم نہ جلا کیونکہ حکم ایسا تھا کہ جو غنیمت سے پاتے آگ لگا دیتے۔ اگر اس میں سے مال کچھ باقی رہ جاتا یا کوئی اس میں سے چرا لیتا تو آگ اس مال کو نہ جلاتی اور علامت مقبولیت اور نامقبولیت کی یہی تھی۔ سب کے نام سے قرعہ ڈالا۔ نام چور کا جب نکلا اس مال کو منگوا کر پھر آگ میں ڈالا تب سب جل گی۔ پس بلعم ابن باعور نے آکر یوشع علیہ السلام ابن نون کو تعظیم و تکریم سے سلام کیا آپ نے فرمایا اے بلعم ابن باعور میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ صرف تین حاجتیں تمہاری اللہ کے پاس بحال ہیں۔ یہ سن کر بلعم ابن باعور پر غم ہوا اور اپنی بیوی سے کہا اے بد ذات بدبخت میں نے کہا تھا کہ پیغمبروں پر بددعا نہیں چلتی۔ یہ میں نے سخت گناہ کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ تعالی نے میری بزرگی اور کرامت سب چھین لی۔ یہ سن کر اس کی عورت بولی کہ تم نے تین سو برس فقیری کوئی اور اپنے اندر کمالیت حاصل کی پھر بھی تمہاری کمالیت اور مقبولیت کچھ بھی باقی نہ رہی۔ بلعم ابن باعور بولا تین دفعہ تین حاجت کی دعا باقی رہی۔ وہ بولی (یعنی اس کی بیوی) اس وقت میرے لئے ایک دعا کرو۔ باقی دو دعائیں تمہارے واسطے رہیں۔ بلعم ابن باعور بولا کہ تینوں دعائیں روز جزا کے واسطے رہنے دو۔ خدا سے مجھ کو اپنی نجات مانگنا ہے آتش دوزخ سے۔ پھر وہ بولی اے صاحب میرے لئے ایک دعا صرف کرو کہ اللہ تعالی مجھ کو جمال بخشے۔ ہرچند بلعم ابن باعور نے کہا کہ جمال صورت تیری سب عورتوں سے زیادہ ہے۔ لیکن وہ نہ مانی بالآخر بلعم ابن باعور نے ناچار ہو کر اس کے لئے دعا کی اس وقت اس کی صورت سے تمام گھر میں اجالا ہو گیا اور خدا کے غضب سے بلعم ابن باعور کی صورت تبدیل ہو گئی چہرے پر سیاہی آگئی۔ ادھر اس کی عورت خلوت میں جوانمرد منگوا کر ہر روز عیش کرتی تھی۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ بیگانے مرد سے عیش کرنے میں مشغول ہے اسی وقت طیش میں آکر

Marfat.com

اپنی بیوی کو بد دعا کی اسی وقت اس کی بیوی کی شکل تبدیل ہو کر کتیا کی مانند ہو گئی اور جو اس سے اولاد تھی وہ یہ حال دیکھ کر رونے لگی۔ کیونکہ اولاد کو اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ ان کی اولاد سے قوم بنی اسرائیل اور اس شہر کے لوگوں نے کہا کہ یہ تمہاری ماں نہیں ہے یہ تو کتیا ہے اور بلعم ابن باعور سے کہا کہ اے بلعم اپنی بیوی کے حق کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہیئت اصلی پھیر دے۔ تب لوگوں کے کہنے سے بلعم ابن باعور نے اپنی بیوی کے حق میں دعا کی کہ خدایا اس کو اصلی صورت بخش دے پھر خداوند قدوس کی قدرت سے جو صورت اس کی اول تھی وہی پھر ہو گئی۔ اے مومنو ذرا غور کرو اور دیکھو کہ بلعم ابن باعور کتنا بڑا درویش تھا۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی نفس امارہ کی پیروی سے کی تھی اپنی بیوی کی بات سے مردود ہوا پس جو شخص نفس امارہ کا تابع ہو گا بیشک اس کی جگہ جہنم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ :فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی۔ وَاَنَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰیٰ

ترجمہ: پس جس نے سرکشی کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا تو بیشک وہ دوزخی ہے اور وہ اسی میں رہے گا اور جو کوئی ڈرا اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے واسطے حساب کے اور اپنے نفس کو برائی سے بچالیا پس بیشک وہ جنتی ہے اور وہ اسی میں رہے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یوشع ابن نون علیہ السلام نے مطابق الہام الٰہی کے قوم بنی اسرائیل کو فرمایا کہ چلو شہر بلقا میں جاکر جہاد کریں۔ اور خدا کی درگاہ میں سجدہ کرتے ہوئے دعا مانگیں تب قوم بنی اسرائیل سے سرکشی کے طور پر حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے فرمانے سے اپنی عبرانی زبان میں حلقہ میں حطتہ عنا خطایا نا اے رب گناہ ہمارے بخش دے اور بعضے مذاق کی صورت میں کہتے حنطتہ حنطتہ یعنی اے رب ہم کو گیہوں دے۔ ہم تقریباً چالیس برس کے بعد اس میدان تیہ سے واپس آئے اور بعض سجدے کی جگہ چوتڑ کے بل ہٹنے لگے اور اس طرح ہنسی کرتے تھے۔ پھر شہر میں گئے تو وہاں جاکر دیکھا کہ ان پر وبا آئی دوپہر کے وقت اور اس وبائی مرض میں تقریباً ستر آدمی مر گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بات کو وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا ھٰذِہِ الْقَرْیَتَہ الخ ترجمہ: اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس گاؤں میں۔ پس کھاؤ اس میں جو چاہو تم فراغت سے اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو بخشش مانگتے

Marfat.com

ہیں ہم تب بخشیں گے ہم تمہارے واسطے خطائیں تمہاری اور البتہ ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو پس بدل ڈالا انہوں نے بات کو جنہوں نے ظلم کیا تھا سوا اس کے کہا گیا واسطے ان کے سب پس بدل ڈالا ہم نے اوپر ان کے جو عذاب وبا کی صورت میں آسمان سب بسبب اس کے کہا گیا واسطے ان کے پس اتارا ہم نے اوپر ان کے جو ظلم کرتے تھے۔ عذاب وبا کی صورت میں آسمان سے بسبب اس کے کہ تھے وہ فسق کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آگ آسمان سے نازل کی تھی ان لوگوں کے جلانے کے واسطے۔ غرض سب نے پھر توبہ استغفار پڑھا۔ تب خدا نے اپنے فضل و کرم سے عفو فرمایا اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل میدان تیہ میں تھی اس وقت لڑائی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جانے کو فرمایا کہ سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ کہتے ہوئے ملک شام میں داخل ہو پس شائد کہ نافرمانی عین حیات میں حضرت موسی علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سے صادر ہوئی تھی۔ اب یوشع ابن نون علیہ السلام نے ان سب کو لے کر اس شہر میں جا کر بت پرستوں کو قتل کر دیا اور وہاں کے بادشاہ کو تخت دار پر کھینچا اور پورے شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر کوہستان کی طرف اطراف شام میں دو شہر تھے ایک کا نام عماد اور دوسرے کا نام صیفون تھا جب وہاں گئے سب نے حضرت یوشع ابن نون علیہ السلام کے پاس آ کر دین موسیٰ علیہ السلام قبول کر لیا۔ پھر وہاں سے کوہ اردی اور سلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں کے حاکم کا نام بارق تھا یوشع کے وہاں جاتے ہی وہ اور اس کے تابع جتنے تھے دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں سے پھر وہ مغرب کی طرف گئے اور وہاں سے پانچ شہر تھے پانچوں شہروں کے بادشاہ حضرت یوشع ابن نون علیہ السلام سے لڑنے کو مستعد ہوئے۔ آخر خدا کے فضل سے یوشع ابن نون علیہ السلام نے ان پر نصرت پائی اور تمام کافر ہزیمت پا کر غاروں میں جا گھسے۔ لشکر یوشع ابن نون علیہ السلام نے وہاں جا کر ان کو واصل جہنم کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو نکال کر تخت دار کھینچا۔ منقول ہے خدا تعالیٰ نے ان کے واسطے ایک شکنجہ بھیجا۔ اس شکنجے نے سب کو مار ڈالا۔ تب یوشع ابن نون علیہ السلام نے ان پر نصرت و فتح پائی۔ پس حضرت یوشع ابن نون علیہ السلام نے سات برس کے اندر بادشاہوں کو مار ڈالا اور تمام ملک فتح کر کے قوم بنی اسرائیل کو تقسیم کر دیا اور تمام لوگوں پر احکامات توریت جاری کر دیئے اس کے بعد کالوت کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کر کے ۳۸۹۰ تین ہزار

Marfat.com

آٹھ سو نوے یا دو سو بیس میں انتقال فرمایا۔ کتاب المنتظم میں لکھا ہے کہ ان کی عمر ایک سو انہتر برس کی تھی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

بیان نبوت کالوت علیہ الصلوۃ والسلام

جامع التواریخ میں کتاب المنتظم سے لکھا ہے کہ طالوت ابن یوقنا علیہ السلام اولاد شمعون بن یعقوب سے تھے اور وہ شوہر مریم کے تھے وہ مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ اور کالوت پیغمبر مرسل تھے بموجب وصیت حضرت یوشع ابن نون علیہ السلام کے آپ نے جمیع مہمات بنی اسرائیل کے اپنے ذمے لئے تھے فراغ امور شرعی وغیرہ کے بحرب بادشاہ بارق ملک سلم میں گئے تھے اور وہ لوگ دین سے برگشتہ تھے اس کو اور اس کے عیال کو حبس کیا اور دس ہزار کافروں کو قتل کیا اور جو باقی بچ رہے تھے۔ وہ سب کے سب پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ بارق کے ساتھ ستر آدمی صاحب ملک محبوس تھے۔ اور ان سب کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ کر پھینک دی تھیں اور روٹی کو ان کے سامنے توڑ توڑ کر ڈال دیتے تھے وہ مثال کتوں کے اوندھے ہو کر منہ سے اٹھا کر کھا لیتے تھے۔ اسی طرح ان کو ذلیل و خوار کر کے مصر میں لائے۔ چند روز کے بعد یوساوش نام اپنے بیٹے کو قائم کر کے انتقال فرمایا۔ قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ تقریباً ساٹھ برس کے بعد بنی اسرائیل مصر میں آئے۔ چالیس برس تک اس تیہ مذکورہ میں رہے اور ان کے بیس برس جہاد میں گزرے اس کے بعد مصر اور شام اور ملکوں میں جا کر سکونت اختیار کی اور اب تک ان کی اولاد ان مذکورہ ملکوں میں موجود ہے۔

بیان خرقیل ابن ثوری علیہ السلام

بعض تفاسیر کے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ خرقیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بذریعہ معجزے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے نام ان کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذوالکفل علیہ السلام رکھا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاُذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَالْکِفْلِ۔ وَکُلٌّ مِّنَ الاَخْیَارِ ترجمہ: اور یاد کر اسمٰعیل کو اور یسع اور ذوالکفل علیہم السلام کو اور ہر ایک میری خبر پہنچانے والوں میں سے تھے اور دراصل خرقیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ایک دن قوم بنی اسرائیل کو خدا کے

Marfat.com

فرمانے سے جہاد میں جانے کا حکم کیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خیال میں جہاد میں جانا قبول نہ کیا اس کو خدا کی پاداش میں وہ لوگ ہ خدا کے غضب میں وبائی امراض میں مبتلا ہو گئے یعنی طاعون کی بیماری ان میں پھیل گئی اور اس وبائی بیماری میں کثیر تعداد میں مرگئے اور بہت لوگ مارے ڈر کے اپنے اپنے گھروں سے نکل کر بھاگے۔ جب وہ لوگ ایک سو کوس پر گئے تو وہاں ایک آواز مہلک ایسی آئی کہ اس آواز سے سب کے سب مرگئے اور بوجہ مردوں کی کثرت کے ان شہر میں لا کر دفن نہ کر سکے اور پھر اس کی ترکیب یوں کی کہ چاروں طرف سے ایک دیوار کھینچ کر سب مردوں کو ایک جگہ پر جمع کر دیا۔ اور ان کو زمین میں دفن نہ کر سکے اور وہ تمام آفتاب کی گرمی سے سڑ گئے تھے۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ ڈھیر میں چار ہزار لاشیں تھیں۔ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ آٹھ ہزار تھے اور وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اسی ہزار کی تعداد تھی جو اس وبائی بیماری سے مرے تھے حضرت خرقیل علیہ السلام سات روز بعد اعتکاف سے نکل کر شہر میں جا کر دیکھتے ہیں کہ صرف ہڈیاں ان سب کی باقی رہ گئی ہیں اور ان کا گوشت سب گل گیا تھا۔ یہ دیکھ کر دل میں رحم آیا۔ جناب کبریا میں عرض کی تو نے میری قوم کو ہلاک کیا تو پھر ان کو زندہ کر۔ ندا آئی اے خرقیل علیہ السلام یہ سب وبا کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور انہوں نے میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا اس لئے میں ان کو مار ڈالا ہے۔ اور پھر تمہاری دعا کرنے سے میں نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِا۔ ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے جو نکلے اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے اور وہ تھے ہزاروں پس ان لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کہا مرجاؤ پھر جلا دیا ان کو تحقیق اللہ تعالیٰ کا یہ سب کچھ فضل ہے اوپر لوگوں کے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے پھر وہ لوگ جب شہر میں آئے کہتے ہیں کہ ان سب کے بدن سے اور ان کی نسل کے بدن سے جب پسینہ نکلتا تو اس میں مردے کی بو آتی تھی اور پھر وہ اپنی میراث پر جا کر بیٹھے اور کبھی تو متابعت اور کبھی مخالفت حضرت خرقیل علیہ اللسام کی کرتے تھے اور انہوں نے رفتہ رفتہ دین موسیٰ چھوڑ کر بت پرستی شروع کر دی اور حضرت خرقیل علیہ السلام یہاں سے ہجرت کر کے دیار شام زمین بابل میں جا بسے اور وہیں انتقال

Marfat.com

فرمایا اور درمیان دجلہ اور کوفہ کے مدفون ہوئے۔

بیان الیاس ابن یاسین بن محاص ابن امام غرار ابن ہارون کا' اور وہ نبی مرسل تھے۔ علیہم السلام

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ الْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ ترجمہ بیشک الیاس علیہ السلام ہے ہمارے رسولوں سے روایت ہے کہ بعد خرقیل علیہ السلام کے ایک مدت تک قوم بنی اسرائیل میں کوئی نبی مبعوث نہ ہوا ان کو وعظ نصیحت امرو نہی سنائے اور ہدایت کرے۔ چنانچہ یہ قوم متفرق ہو کر ملک شام و مصر اور دیگر ملکوں میں جا بسی اگرچہ بعض علماء عصر ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی تحریص و ترغیب دیتے تھے اور ان کو سیدھے راستے کی تلقین بھی کرتے تھے مگر اس قوم پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ بت پرستی اور زناکاری اور فعل شنیعہ اختیار کر لئے اور بہت تھوڑی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر رہ گئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو ان پر مبعوث فرمایا اور ان کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا ملک شام میں اس نے ایک بت تراش کر اس کا نام بعل رکھا تھا اور تمام لوگ اس کو ہر روز پوجتے تھے اور دیگر لوگوں کو بھی پوجنے کو کہتے تھے اور حضرت الیاس علیہ السلام اس کو پوجنے سے مخلوق خدا کو منع کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' قولہ تعالیٰ: وَاِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ترجمہ: جب کہا حضرت الیاس نے اپنی قوم کو کہ کیا تم کو ڈر کہ کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر پیدا کرنیوالے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا اے لوگو ایسے جبار و برابر تکذیب کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَکَذَّبُوْہُ فَاِنَّھُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ترجمہ: پس جھٹلایا اس کو پس البتہ حاضر کئے جائیں گے قیامت کے دن۔ روایت ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر بعلبک میں بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو بعل کے پوجنے سے منع کریں اور بعضوں نے کہا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اور اس کا نام بعل تھا۔ اس کی ایسی صورت تھی کہ بتان آذر بلقابل اس کے رخسارہ درخشندہ کے محض سنگ تھے۔ اسی کو پوجا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر حضرت الیاس

Marfat.com

علیہ السلام وہاں کے لوگوں کو اس کے پوجنے سے ہروقت منع فرماتے تھے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت کیا کرتے تھے۔ پس کچھ روز بعد وہاں کا بادشاہ ایمان لے آیا اور اس نے حضرت الیاس علیہ السلام کو اپنا وزیر بنالیا۔ اور پھران کی بہت ہی قدر و منزلت کرتا تھا۔ پھرچند روز کے بعد اس نے اپنی قوم کے ساتھ راہ ضلالت اختیار کرلی اور اپنی قوم کے ساتھ بت پرستی شروع کردی یہ دیکھ کر حضرت الیاس علیہ السلام نے اس سے خفا ہو کران پر قحط کی بد دعا کی۔ جس کے نتیجہ میں تین برس تک اس جگہ پانی نہیں برسا سارے ملک میں قحط نازل ہو گیا اور کھانا اور جانوروں کو خوراک نہ ملنے کی وجہ سے آدمی اور جانور سب کے سب مرنے لگے معاًلوگوں کو خیال آیا کہ یہ قحظ سالی جو ہم پر نازل ہوئی ہے وہ حضرت الیاس علیہ السلام کی بد دعا سے ہوئی ہے لہٰذا اس کو جہاں بھی پاؤ فوراً مار ڈالو۔ اور ادھر حضرت الیاس علیہ السلام ایک بڑھیا کے مکان میں چلے گئے اس لئے کہ وہ بڑھیا حضرت الیاس علیہ السلام کی معتقدہ تھی اور اس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا اور اس کا نام الیسع تھا اس کو حضرت الیاس علیہ السلام کی خدمت میں دیدیا اور حضرت الیاس علیہ السلام اس لڑکے کو لے کر شہر در شہر پھرتے رہے۔ بعد تین برس کے اس بادشاہ صیفور سے کہا کہ آج تین برس سے تم پر قحط اور تکلیف مسلط ہے لہٰذا تم کو لازم ہے کہ تم جسے پوجتے ہو اسی سے مانگو کہ وہ تم کو پانی دے اور اس بلائے قحظ سے تم کو نجات دے اگر اس سے نہ ہو تو خالق ارض و سما کو پوجو اور اسی پر ایمالاؤ تو ضرور تم کو اس بلا سے نجات دے گا پس حضرت الیاس علیہ السلام کے کہنے سے انہوں نے اسی وقت اپنے بت معبود سے جاکر نجات مانگی اس سے ان کو کچھ جواب نہ ملا۔ پس انہوں نے حضرت الیاس سے آکر عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہم اس بلا سے جلدی خالصی پائیں۔ تب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر حضرت الیاس علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں ان کے لئے دعا مانگی تو ان کی فرمائش کرنے پر اسی شب پانی برسا۔ ترکاری گھاس غلہ زمین سے اگنے لگا قحط جاتا رہا۔ پھر بھی وہ برابر جھٹلاتے رہے اور ایمان نہ لائے۔ گمراہی میں بعل کو پوجتے رہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے جب ان کے لئے دعا کی تب خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی اے الیاس علیہ السلام تیری دعا سے مریے بندے اس قحظ میں بہت مارے گئے۔ تو پھر حضرت الیاس علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی الٰہی تو نے میری دعا سے ان پر قحط نازل کیا۔ اب میری دعا

Marfat.com

سے پھر سب کے واسطے بھلائی کر۔ غرض جب حضرت الیاس علیہ السلام نے دیکھا کہ کافروں نے آخر بت پرستی نہ چھوڑی تب الیسع کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا کر اس قوم سے علیحدہ نکل گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دم صور تک دی اور ان کو بحر و بر میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر الیسع کو نبی کیا آپ نے سب سے پہلے خداوند قدوس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور صحیح کی ہدایت فرمائی لیکن اس قوم نے ان کو بھی نہ مانا اور برابر جھٹلایا آخر وہ ساری قوم مردود رہی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام نے انتقال فرمایا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعد حضرت الیسع علیہ السلام کے سات سو برس تک کوئی نبی ان پر مبعوث نہ ہوا۔ صرف علماء فضلاء تھے وہی خدا کی راہ بتاتے رہے مگر ان کی بات کوئی نہ سنتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو اس قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔

بیان حضرت حنظلہ علیہ السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ قوم بنی اسرائیل کو یہ پیغام پہنچادیں کہ وہ اپنے خالق ارض و سما کو پوجیں اور بت پرستی چھوڑ دیں۔ یہ حکم پاتے ہی حضرت حنظلہ علیہ السلام ہر روز شہر کے چاروں طرف دروازوں پر جاکر قوم بنی اسرائیل کو پکار پکار کر کہتے کہ اے لوگو! خداوند قدوس کو واحد جانو اور اسی کو پوجو اور اسی کو پانا معبود حقیقی مانو اور بت پرستی چھوڑ دو۔ اے قوم یہ شیطان نے تم کو گمراہ کیا ہے۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' اور حقیقت میں وہی تمہارا رب ہے۔ یہ سن کر اس قوم بنی اسرائیل نے کہا جو گمراہی میں بہت ہی بڑھ گئے تھے اے حضرت حنظلہ علیہ السلام ہمارا یہی رب ہے جو ہم پوجتے ہیں حضرت حنظلہ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے تمہارے باپ دادے بتوں کو نہیں پوجتے تھے پھر تم کیوں پوجتے ہو۔ کیا تم کو شرم نہیں آتی خدا سے نہیں ڈرتے ہو تم پر ضرور عذاب نازل ہو گا جیسا کہ تمہارے آگے نافرمان لوگوں پر بلائیں اور عذاب نازل ہوا تھا۔ اور تم لوگ عذاب خدا برداشت نہیں کر سکو گے ہرچند ان کو ہر طرح خوف دلایا لیکن وہ ہرگز ایمان نہ لائے اور برابر تکذیب کرتے رہے بلکہ حضرت حنظلہ علیہ السلام کو مار ڈالنے کے لئے مستعد ہو گئے اور اس شہر کا بادشاہ جس کا نام لیفور بن لیفانوس تھا وہ بارہ ہزار غلام اور اپنے ساتھ خزانے بے حد رکھتا تھا اور

Marfat.com

لشکر بھی اس کا بے شمار تھا۔ اس مردود نے حکم کیا کہ تم لوگ حضرت حنظلہ علیہ السلام کو پکڑ کر مار ڈالو۔ اور ادھر حضرت حنظلہ علیہ السلام رات و دن بام قصر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی دعوت پکار پکار کر لوگوں کو دیتے تھے اور ان لوگوں کو راہ حق بتاتے تھے یہاں تک کہ وہ تبلیغ میں اس قدر بڑھ چکے تھے۔ کہ قوم بنی اسرائیل رات و دن آرام نہیں کر سکتی تھی اور نہ وہ صحیح طور پر سو سکتے تھے۔ ایک رات آپ نے کہا کہ اے قوم بنی اسرائیل تم سب بت پرستی چھوڑ دو ورنہ کل تم پر عذاب نازل ہو گا اور تم پر مرگ مفاجات آجاوے گی۔ پس وہ لوگ چونکہ اپنی موت سے بے خبر تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ موت کیسی ہے کیونکہ اس قوم میں سات سو برس تک کوئی بھی ان میں سے نہ مرا تھا۔ اس لئے وہ حضرت حنظلہ کی بات پر یقین نہ کرتے تھے۔ جن ان پر غضب الٰہی نازل ہوا یعنی ان پر عذاب الٰہی آیا دوپہر کا وقت تھا اور اسوقت ہر آدمی اپنے اپنے کاروبار میں مشغول تھا کسی کو کوئی گمان بھی نہ تھا کہ عذاب الٰہی آج آ ہی جائے گا۔ اس عذاب سے ہزاروں آدمی واصل جہنم ہوئے اور جو لوگ باقی بچے وہ اپنے بادشاہ کے پاس جا کر سوختہ دل ہو کر کہنے لگے۔ اے جہاں پناہ آج مرگ مفاجات سے بے شمار لوگ ہماری قوم کے مر گئے۔ لیفور عقل کے مہجور نے ان سے کہا کہ یہ مرگ مفاجات نہیں ہے بلکہ تم حنظلہ علیہ السلام کے شور و غل سے رات و دن سو نہیں پاتے ہو یعنی کثرت بیداری سے گرمی نے غلبہ کیا یہ موت بیہوشی کا عالم ہے وہ سب مرے نہیں ہیں اگر تم آزمانا چاہتے ہو تو ان کو سیخ چبھو کر دیکھو وہ اپنے آپ سے اٹھ بیٹھیں گے۔ پس لیفور مردود کے کہنے سے ان گمراہوں نے ویسا ہی کیا لیکن ان میں کچھ حس و حرکت نہ ملی پھر بادشاہ لیفور سے جا کر کہا کہ سچ ہے وہ مردے ہوں گے۔ پھر اس بادشاہ لیفور مردود نے ایک ایسا بلند خانہ بنوایا کہ بارہ ہزار برج اس میں تھے۔ اور پھر حکم کیا کہ ہر برج میں ایک غلام زرہ پوش ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر متعین رہے تاکہ موت اس قصر پر آنے نہ پائے اور اگر موت جائے تو اس کو تلوار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور دروازے گنبد کے بند کر دو اور درمیان ان گنبدوں کے ایک کوٹھری لوہے کی بنوائی اور پھر اس میں سنگ مرمر لگایا اور اس میں ایک شاہی تخت اور ہر قسم کی نعمتیں رکھ دیں اور شمع بھی اس میں روشن کی پھر اس کے بعد وہ بادشاہ مردود اس تخت پر جا بیٹھا اور کہنے لگا۔ اے موت اب تو میرا کیا کر سکتی ہے تو اس لوہے کی کوٹھری کے اندر کس طرح آ سکتی ہے اب تو اس کے دروازے بھی

Marfat.com

بند ہیں اور اسی گھمنڈ میں تھا کہ اچانک ایک مرد بڑا ہی ہیبت والا اس گنبد کے درمیان جہاں وہ بادشاہ مردود بیٹھا تھا اس نے اس جگہ کھڑا ہوا دیکھا۔ مارے ڈر کے ایک دم چونک پڑا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اس کی جان قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی۔ اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ یہاں کس طرح آئے ہو۔ اس نے کہا کہ میں عزرائیل علیہ السلام ہوں۔ لیفور بادشاہ نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو وہ بولے کہ میں تیری جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ بادشاہ لیفور بولا آج تم مجھ کو ذرا مہلت دو کل جو چاہو سو کرنا۔

تب ملک الموت چلے گئے چونکہ زندگی بادشاہ لیفور کی ایک دن اور باقی تھی۔ پس ملک الموت کے جانے کے بعد وہ مردود وہاں سے نکل کر ان غلاموں کو جو ان برجوں میں چوکیدار تھے مارنے لگا۔ کہ کیوں تم نے عزرائیل علیہ السلام کو یہاں آنے دیا وہیں کیوں نہیں مار ڈالا۔ انہوں نے کہا اے جہاں پناہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح آیا اس کے بعد بادشاہ لیفور اس گنبد میں جا کر کیا دیکھتا ہے کہ اس میں ایک سوراخ ہے وہ سمجھا کہ عزرائیل علیہ السلام کی آمد اسی سوراخ سے ہوئی ہے لہٰذا وہ اس سوراخ کو بند کرنے لگے گیا وہ جب وہ بند ہو گیا تو پھر وہ بہت ہی بے پرواہ ہو گیا۔ پھر اسی تخت پر جا بیٹھا اور وہ اس قسم سے بنوایا تھا کہ دیکھنے والا خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اس کا دروازہ کہاں سے ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے اپنی نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام اسی جگہ گنبد کے اندر موجود ہیں جہاں کل دیکھا تھا پوچھا کہ تم کس راہ سے آئے ہو۔ یہ بات سن کر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ فوراً جگر میں ہاتھ ڈال کر جان اس مردود کی اور اس کے ساتھ بارہ ہزار غلاموں کی جو اس کی حفاظت میں گرداگرد چوکیدار تھے ایک ہی پل میں قبض کر لی پھر نہ وہ قصر رہا اور نہ وہ گنبد نہ مالک رہا اور نہ وہ حشم نہ صغیر نہ کبیر سب کے سب جہنم رسید ہو گئے اور پانی دریا و چشمے کا سکھا دیا۔ باقی جو قوم بچی تھی وہ یہ دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئی اور بہت حیرت زدہ ہو گئی نہ تو مالک رہا اور نہ اس کا حشم اور نہ پانی سب کا سب ویران ہو گیا۔ پس جو باقی بچے تھے ان لوگوں سے حضرت حنظلہ علیہ السلام نے کہا اگر تم خدا پر ایمان لاؤ گے اور میری رسالت کا اقرار کرو گے تب تو تم اس عذاب سے نجات حاصل کر سکتے ہو ورنہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اس کے جواب میں ان لوگوں نے حضرت حنظلہ علیہ السلام سے کہا کہ یہ سب بلائیں اور مصیبتیں تمہارے بدخواہی و شومی سے ہم پر نازل ہوئی ہیں

Marfat.com

اگر تم ہم میں نے ہوتے تو یہ مصیبتیں ہم پر کبھی نہ آتیں۔ یہ کہہ کر وہ حضرت حنظلہ علیہ السلام پر دست درازی کرنا چاہتے تھے کہ اتفاق سے حضرت حنظلہ علیہ السلام ان کے بیچ سے نکل گئے اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک سانپ ایسا ان کے واسطے بھیجا کہ اس شہر کا طول و عرض چھتیس کوس کا تھا اس سانپ نے یکبارگی چاروں طرف اس کے احاطہ کر لیا اور شہر کو دبانا شروع کیا تاکہ مقامات ان پر تنگ ہو جائیں اور چشموں سے دھواں نکلا اور اس دھوئیں سے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور پھر اس کے کچھ روز بعد حضرت حنظلہ علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور جو نعمتیں بنی اسرائیل نے شام کے عمالقہ سے پائی تھیں وہ سب اپنے صرف میں لائے اور عمالقہ کے لوگ یہاں ہزیمت پا کر زمین مغرب میں جا رہے تھے۔ پھر ایک مدت مدید کے بعد قصد کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ چلو بنی اسرائیل سے جا کر اپنی مملکت اور نعمتیں چھین لیں اور ہم لوگ کب تک اس ملک میں رہیں گے اور اسی طرح دکھ اٹھاتے رہیں گے چلو سب ملک شام میں اپنے باپ دادا کی میراث پر بیٹھیں اور اپنا دخل کریں اور یہ بہتر ہے۔ اس زندگی سے کہ ان سے لڑ بھڑ کر مر جائیں۔ پس عمالقہ قوم اس تدبیر میں تھی اور قوم بنی اسرائیل اس سے غافل تھی۔ تمام دن فسق و فجور میں مستغرق رہتے اور اپنی بدبختی کے مارے اللہ تعالیٰ نے بھی ان میں سے پیغمبری اور بادشاہی کو چھین لیا تب یہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے۔ قوم عمالقہ نے آکر ان سے لڑائی کی اور تابوت سکینہ اور مال و دولت کو ان سے چھین کر زمین مغرب میں لے گئے اور وہی تابوت سکینہ ایک سبب تھا ان کے اقبال بلندی کا۔ اب ان میں نہ بادشاہی رہی کہ آرام سے کھائیں اور نہ اب کوئی پیغمبر رہا کہ اس کی دعا سے مقہور ہوئیں سب کے سب غریب و عاجز ہو گئے اور یہاں تک کہ ان کے درمیان میں کوئی عالم و فاضل بھی نہ رہا کہ ان کو ہدایت کرے اور ان کو شریعت سکھائے۔ تب گمراہ ہو گئے اور تابوت سکینہ جو عمالقہ قوم نے چھین لیا تھا وہ درحقیقت آہنی تھی اس میں قفل مضبوط لگے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ تابوت کا سر مثل بلی کے سر کے تھا۔ جس کسی کے تئیں حاجت ہوتی تو وہ تابوت سکینہ کے چاروں طرف پھر کے دعا مانگتا تو وہ دعا خداوند قدوس فوراً اس کی پوری کر دیتا اور اگر کس دشمن سے لڑائی کا موقعہ ہوتا تو اس تابوت کو سامنے رکھتے تھے اور اس سے آواز نکلتی مثل آواز بلی کے اور اس آواز سے دشمنوں کے دل میں ہیبت طاری ہو جاتی تھی اور وہ سب بھاگ جاتے تھے اور مومن لوگ

Marfat.com

اس کی برکت سے فتح یاب ہوتے تھے اور ہر طرح کا آسائش و آرام ملتا تھا۔ مگر اس تابوت کے اندر کیا تھا یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ الخ**۔ ترجمہ: اور کہا ان کو ان کے نبی نے نشان اس کی سلطنت کا یہ ہے کہ آوے تم کو ایک صندوق جس میں دلجمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور باقی اس چیز سے کہ چھوڑ گئی ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی اولاد۔ اٹھالائیں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی پوری ہے تم اگر یقین رکھتے ہو۔ خبر ہے کہ اس تابوت کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ تھا۔ اور ترنجبین جو آسمان سے ان کی قوم کے لئے میدان تیہ میں اترتی تھی۔ جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور دو تختیاں توریت کی شکستہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین پر مار کر توڑ دی تھیں وہ بھی اسی تابوت کے اندر تھیں یہ حالات تمام کتاب قصص الانبیاء میں ہیں اور انہوں نے توریت سے نقل کئے ہیں۔ بعض تفسیر میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے۔ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو جنگ جب پیش آتی اس کو سردار کے آگے لے چلتے اور پھر حملہ دشمن پر کرتے تو اس وقت اس کو اپنے آگے دھر لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ جب بنی اسرائیل بدنیت ہو گئے تو وہ صندوق ان سے چھین لیا گیا اور وہ غنیم کے ہاتھ لگا۔ اب جو طالوت ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آموجود ہوا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ غنیم کے شہر میں جہاں اس کو رکھا تھا ان پر بلائیں نازل ہوئیں شہر ویران ہو گیا۔ روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص غریب مسکین تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں ایک نے لڑکا جنا اور دوسری نے نہیں جنا۔ لڑکے والی نے اس سے کہا کہ تم نے ایک لڑکا بھی نہ جنا اس نے کہا کہ اے بی بی اللہ تعالیٰ کسی کو بے مانگے فرزند دیتا ہے اور کسی کو مانگنے سے نہیں دیتا اور میں تو اس کی درگاہ سے امیدوار ہوں کہ تم کو بے مانگے اس نے لڑکا دیا مجھ کو بھی دے گا۔ پس دلگیر ہو کر اس نے تمام شب خدا عبادت کی اور پاتا سر سجدہ میں رکھ کر دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا اور ایک فرزند اس کو عنایت کر دیا اور پھر اس کی والدہ نے اس فرزند کا نام شموئیل علیہ السلام رکھا۔ جب وہ بڑے ہوئے اور تقریباً چالیس برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے نبوت سے سرفراز کیا تاکہ وہ مخلوق خدا کو راہ حق دکھائیں اور اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

واحدانیت کا اظہار کریں اور دنیا سے گمراہ لوگوں کا خاتمہ ہو۔

بیان حضرت شموئیل علیہ السلام کا

تواریخ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت خداوندی سے سرفراز ہونے کے بعد موجودہ لوگوں کو خدا کی دعوت دی تو اکثر لوگ قوم بنی اسرائیل کے ان پر ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا کہ جو تابوت سکینہ ہم سے عمالقہ چھین لے گئے ہیں سو وہ ان سے لانا ہے اگرچہ ان سے ہم کو لڑنا ہی کیوں نہ پڑے پھر سب لوگوں سے یہ عہد و پیمان کیا اور جو کافر تھے انہوں نے اس تابوت کو آگ پر لے جا کر رکھ دیا۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے اس کو آگ جلا نہ سکی۔ پھر انہوں نے اس کو توڑنا چاہا لیکن وہ اس کو توڑ بھی نہ سکے آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ بھائی یہ تابوت تو بنی اسرائیل کے خدا کا اسی کے واسطے تو نہیں ٹوٹتا ہے اور نہ وہ آگ میں جلتا ہے پھر ان لوگوں نے اس تابوت کو ناپاک جگہ میں لے جا کر رکھ دیا تاکہ لوگ اس پر بول و براز کریں چنانچہ جو مردود بھی اس پر اپنا بول کرتا تو اس کے ناسور ہو جاتا اور بواسیر کا مرض پیدا ہو جاتا اور وہ کسی طرح سے اچھا نہ ہوتا آخر کار مردود اسی مرض میں مبتلا رہ کر مر جاتا۔ پھر انہوں نے اس تابوت کو بت خانے میں لے جا کر اپنے بتوں کے نیچے دبا رکھا۔ لیکن وہ اس کو وہاں بھی چھپا نہ سکے۔ ہر صورت وہ سب مردود جب اس سے لاچار ہو گئے تب اس تابوت کو دو بیلوں پر لاد کر بیلوں کو ہانک دیا اور اسی وقت فرشتوں نے اس تابوت کو اور دونوں بیلوں کو طالوت کے گھر پہنچا دیا۔

بیان عداوت طالوت کی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ

ایک روایت میں ہے کہ جب طالوت نے جالوت کی لڑائی پر فتح پائی تو قوم بنی اسرائیل نے ان سے کہا کہ تم نے جو وعدہ کیا تھا کہ جو شخص جالوت کے مارے گا اس کو آدھی سلطنت دونگا اور اپنی بیٹی سے شادی کر دوں گا۔ لہٰذا اب اپنا وعدہ پورا کرو یعنی حضرت داؤد کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دو یہ سن کر طالوت نے کہا کہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہے۔

Marfat.com

اور اس داؤد علیہ السلام کا رنگ زرد ہے اور کبود چشم بھی ہے اس لئے میں اپنی بیٹی کی اس سے شادی نہیں کروں گا۔ اور جب حضرت داؤد علیہ السلام کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی انکار کیا اور یہ کہنے لگے کہ اگر وہ ایسا کہتا ہے تو میں بھی اس کے یہاں شادی نہیں کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ بالآخر طالوت نے اپنی بیٹی کو حضرت داؤد علیہ السلام سے بیاہ دیا۔ اور اپنی نصف سلطنت بھی دیدی اس کے بعد جب طالوت نے دیکھا کہ لشکری لوگ حضرت دواؤد سے بہت موافقت رکھتے ہیں تو اس نے اپنے دل میں خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میری سب سلطنت کو چھین لے یہ خیال ہوتے ہی طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک پہاڑ کے کنارے جا کر اور وہاں ایک مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور تقریباً ان کے ساتھ ستر آدمی عابد تھے اور وہ سب کے سب اس مسجد میں عبادت کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل نے طالوت سے کہا کہ داؤد کے ساتھ بہت ہی عابد جمع ہو گئے ہیں اگر وہ سب کے سب بد دعا کریں گے تو ہم سب برباد ہو جائیں گے۔ اور ہماری سلطنت بھی چھن جائے گی۔ طالوت نے جب یہ سنا تو بہت لشکر اپنے ساتھ لے کر داؤد کے مارنے کو اس پہاڑ کے نزدیک گیا جہاں اس کی عبادت گاہ تھی۔ رات کے وقت ان کو جا گھیرا اور ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر چاہا کہ مسجد کے اندر گھس کر معہ تمام عابدوں کے حضرت داؤد علیہ السلام کو مار ڈالے۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ان کو خواب نے غلبہ کیا آخر طالوت بمعہ لشکر سب سو گئے اور جب وہ مع اپنے لشکر کے سو گیا تو اسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام مسجد سے نکل کر دیکھتے ہیں کہ طالوت تو معہ اپنے لشکر کے سو گیا۔ تب ننگی تلوار اس کے ہاتھ سے لے کر پتھر پر ماری اور پتھر کو دو ٹکڑے کر کے اس کے پیٹ پر تلوار اور وہ پتھر بھی اور ایک کاغذ کا ٹکڑا لکھ کر رکھ دیا اور جو چراغ جل رہا تھا وہ بھی بجھا دیا۔ اور اس کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھا تھا۔ اے طالوت یہ تیری تلوار میں نے پتھر پر ماری اور پتھر کے دو ٹکڑے کر دیئے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو تیرے پیٹ کے بھی دو ٹکڑے کر ڈالتا اور پھر تجھ کو خبر بھی نہ ہوتی کوئی بھی تیری فریاد کو نہ پہنچتا۔ پس بہتری تیری اسی میں ہے کہ تو اٹھ کر یہاں سے چلا جا اور ان عابدوں کے مارے جانے کا ارادہ بالکل ترک کر دے ورنہ آخرت میں بھی گنہگار ہو گا جب روز روشن ہوا اور طالوت اپنی نیند سے بیدار ہو ہوا تو وہ دیکھتا ہے کہ اپنی تلوار اور ایک کاغذ کا ٹکڑا اور دو پتھر پیٹ پر رکھے ہیں ڈر کے اٹھ

Marfat.com

کھڑا ہوا اور فوراً پشیمان ہو کر بیت المقدس میں چلا گیا۔ اور ادھر حضرت داوٗد علیہ السلام معہ اپنے تمام عابدوں کے عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پھر کچھ روز بعد طالوت نے حضرت داوٗد علیہ السلام کے پیچھے چند سپاہی بھیجے کہ تم جا کر داوٗد علیہ السلام کو مع اس کی جامعت کے شب خون کر کے مار آوٗ۔ تب وہ مردود حضرت داوٗد علیہ السلام اور ان کے ساتھی عابدوں کے مارنے کے واسطے گئے۔ اتفاقاً اس شب کو حضرت داوٗد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ سے باہر نکلے اور ان کی جماعت کے عابد لوگ مسجد کے اندر ہی تھے ان لوگوں نے مسجد کے اندر جا کر تمام عابدوں کو مار ڈالا۔ جب طالوت کو خبر ہوئی کہ تمام عابد لوگ مارے گئے اور حضرت داوٗد علیہ السلام بچ گئے۔ در حقیقت مطلب اس کا حضرت داوٗد علیہ السلام سے تھا۔ اور ان عابدوں کے مارے جانے سے وہ بہت ہی پشیمان ہوا اور حضرت داوٗد علیہ السلام کو بلا بھیجا تاکہ وہ اپنی بیٹی کو ان کے ساتھ بیاہ دے اور اپنی تقصیر کی عذر داری بھی کرے۔ جب اس کے قاصدوں نے حضرت داوٗد علیہ السلام سے جا کر کہا کہ آپکو طالوت بادشاہ بلاتا ہے آپ ہمارے ہمراہ چلئے وہ آپ سے اپنی تقصیر کی معافی چاہتا ہے حضرت داوٗد علیہ السلام نے اس بات کو سن کر ان سے کہا کہ طالوت نے گناہ کبیرہ کیا ہے کیونکہ اس نے بے گناہ مسلمان عابدوں کو مار ڈالا ہے اور اس نے تو میرے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا تھا جب تک وہ لڑائی میں نہ جائے گا اور بعوض ہر عابد کے ایک کافر کو جب تک نہ مارے گا اس وقت تک وہاں نہ جاؤں گا۔ پس قاصدوں نے یہ باتیں اپنے بادشاہ طالوت سے جا کر کہیں۔ بادشاہ طالوت یہ باتیں سن کر اپنے کردار پر بہت پشیمان ہوا۔ اور حضرت داوٗد علیہ السلام کے فرمان سے جب وہ لڑائی کے معرکے میں جا کر کھڑا ہوا اچانک ایک تیر دشمن کی طرف سے آیا اور اس کے سینے پر ایسا لگا کہ پشت سے نکل گیا۔ بس وہیں اس کی جان نکل گئی اور یہ دیکھ کر اس کا پور لشکر ہزیمت پا کر واپس آ گیا۔ پھر حضرت داوٗد علیہ السلام نے یہ خبر پا کر طالوت کے گھر آ کر اس کی بیٹی سے بیاہ کیا اور بادشاہ طالوت کی سلطنت کے مالک ہوئے اور ان کو صبر کی پاداش میں بادشاہی اور پیغمبری ملی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ۔ ترجمہ: اور دی اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی سلطنت اور حکمت یعنی پیغمبری سے نوازا۔

Marfat.com

بیان نبوت حضرت داوٗد علیہ السلام کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام یہود ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ جب تخت پر بیٹھے اس کے چالیسے برس بعد ان کو پیغمبری ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی قوت دی تھی کہ کوئی بادشاہ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِهٖ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ ترجمہ: اور یاد کر ہمارے بندے داوٗد علیہ السلام کو جو صاحب قوت تھا اور ہماری طرف رجوع کرنے والا اور ہمارا ذکر کرنے والا تھا۔ اور دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے فرمایا: وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ ترجمہ: اور زور دیا ہم نے اس کی سلطنت کو اور ہم نے اس کو حکمت بھی عطا کی اور فیصلہ کرنے والی بات کا ملکہ بھی دیا۔ اور اللہ رب العزت نے ان کو زمین کا خلیفہ بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے: يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ ترجمہ: اے داوٗد تحقیق ہم نے کیا ہے تجھ کو خلیفہ زمین میں پس تو حکم کر درمیان لوگوں کے حق کے ساتھ اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی مت کر اگر تم نے ایسا کیا تو یقینا تجھ کو گمراہ کر دے گی خدا کی راہ سے اور اللہ تعالیٰ ان کو ایس خوش آواز کیا تھا یعنی جب وہ اپنی آسمانی کتاب زبور کو پڑھتے تو ان کی خوش الحانی سے بہتا پانی بھی تھم جاتا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ آسمانی کتاب زبور کو بہتر طرح کے الحان سے پڑھ سکتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے' کہ زمین کے وحوش چرند و طیور و پرند جمیع جانور ہوا پر اور زمین پر کھڑے ہو کر سنتے تھے اور پھر سن کر بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور درختوں کے پتیاں بھی زرد ہو جاتی تھیں اور پتھر موم کی مانند ہو جاتے تھے اور بڑے بڑے پہاڑ جنبش میں آجاتے تے اور سب کے سب حضرت داوٗد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا: يَا جِبَالُ اَوِّبِى مَعَهٗ وَالطَّيْرَ۔ ترجمہ: اے پہاڑ والے جانور رجوع سے پڑھ اور تسبیح کرو اور اسی کے ساتھ کتاب زبور کو بھی پڑھا کرو جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام پر الہام سے وہ نازل فرمائی تھی۔ بعض کتاب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے بلکہ مترجم نے اپنے مطالعہ خاص میں بھی یہ چیز دیکھی ہے کہ توریت اور زبور میں زیادہ تر مسائل امر و نہی وعدہ و عید کے ہیں اور طریقہ عبادت کے کم مذکور ہیں۔ اور زبور پڑھتے وقت حضرت داوٗد علیہ السلام کی آواز تقریباً چالیس فرسنگ تک پہنچتی تھی۔ اس آواز سے کافر لوگ بیہوش اور مردہ ہو جاتے تھے۔ یہ درحقیقت ان کی نبوت کا ایک معجزہ تھا اور

Marfat.com

دوسرا معجزہ یہ تھا کہ خدا نے ان کی انگلیوں میں ایسی تاب اور گرمی دی تھی کہ ان کے چھوتے ہی لوہا پگھل کر نرم ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: **وَاَلَنَّالَهُ اُلْحَدِيدَ**۔ ترجمہ: اور نرم کیا ہم نے داؤد علیہ السلام کے واسطے لوہا یعنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی مثال موم کے نرم ہو جاتا تھا اور بغیر کسی آلہ و ہتھیار اور بے آتش کے ہاتھ سے کڑیاں موڑ کر زرہ بناتے تھے اور لوگوں کو فروخت کرتے اور دیگر لوگ آگ میں تپا کر کڑتیاں بناتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ لوہے کی زرہ پہلے انہوں نے ہی ایجاد کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَعَلَّمْنَهُ صَنْعَتَه لَبُوْسٍ لَّكُمْ** ترجمہ: اور سکھائی ہم نے کاریگری اور بنایا ایک قسم کا پہناوَ تمہارا تاکہ بچائے تم کو لڑائی سے اور ایک زرہ اس وقت چار سو درہم میں فروخت ہوتی تھی اور ان کا یہ معمول تھا کہ وہ دو سو درہم درویشوں محتاجوں کو دیتے تھے اور ایک سو درم اپنے خویش و اقارب کو دیتے اور صرف ایک سو درہم اپنی عبادت کے لئے اپنی غذا میں صرف کرتے تھے اور اپنے جملہ اوقات کو بھی تین طرح پر تقسیم کیا تھا اور وہ طریقہ عمل یہ تھا کہ چند روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور چند روز لوگوں کا انصاف کرتے تھے۔ اور چند روز اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔ یہ ان کی زندگی کا معمول بن چکا تھا۔

بیان مبتلا ہونا بلا میں حضرت داؤد علیہ السلام کا

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بلا میں مبتلا ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک روز کتاب صحیفہ پیشین پڑھتے تھے اس میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی بزرگی کا بیان لکھا پایا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ ان حضرات نے خداوند قدوس کے کیا کام کئے تھے۔ جو یہ مرتبے اور بزرگیاں پائیں۔ اسی وقت سے دربار الٰہ سے خطاب آیا کہ اے داؤد علیہ السلام ان پر میں نے مختلف قسم کی بلائیں نازل کیں اور وہ ان میں ثابت قدم رہے اسی وجہ سے ان کو مرتبہ و بزرگی میری طرف سے عنایت کی گئی۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی حضوری میں درخواست کی کہ الٰہی تو مجھ کو بھی کسی بلا میں مبتلا کر انشاء اللہ میں بھی صبر کروں گا اور ثابت قدم رہوں گا تاکہ اس کے صلہ میں مجھ کو بزرگی ملے اور میں خدا کے یہاں سے مرتبہ پاؤں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب بادشاہ طالوت کی سلطنت ملی اور قوم بنی اسرائیل پر بادشاہ مقرر ہوئے تو مارے خوشی کے انہوں نے یہ اعلان کیا میں اللہ کی قسم اچھی طرح سے عدالت کروں گا اور

Marfat.com

ہر ایک کے ساتھ انصاف کروں گا۔ لیکن یہ کہتے وقت انشاء اللہ کہنا بھول گئے اور اس لفظ کو اپنی زبان سے نہ کیا۔ اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ طالوت کے اعتماد پر دعا کی اے پروردگار تو گنہگاروں پر رحم فرما اور اپنے کو گناہ سے پاک تصور کیا اور اس بات میں اکثر راویوں نے اختلاف کیا ہے حاصل کلام صرف یہ ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اے داؤد خدا نے تم کو صحت اور عافیت سے رکھا ہے اور تم اپنی خواہش سے دکھ طلب کرتے ہو۔ اچھا اگر تمہاری تمنا یہی ہے تو وہ بالکل دن قریب ہے کہ ایک روز تم پر کوئی بلا نازل ہوگئی۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔ روز موعود کو دوشنبے کے دن سترویں تاریخ ماہ رجب کی اچانک ایک خوبصورت پرندہ کبوتر کے مانند اور بدن اس کا سونے کی رنگ کے مانند اور ہر پر اس کا مثل جواہر کا تھا اور ناخن اور چونچ مچل یاقوت سرخ کے اور اس کی آنکھیں مانند زمرد کے اور پاؤں اس کے مانند فیروزے کے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو جو عبادت گاہ اپنے گھر میں تھی۔ اس میں ایک طاق بھی تھا۔ یہ پرندہ اسی طاق میں حضرت کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کا حسن و لطافت دیکھ کر خواہش کی کہ اس کو اپنے لڑکوں کے واسطے پکڑیں۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے پکڑنے کی کوشش کی تو وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر ایک بالا خانے پر جا بیٹھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے پکڑنے کا تعاقب کیا پھر وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر ایک باغ میں جا بیٹھا حضرت داؤد علیہ السلام اس کے پکڑنے کے واسطے وہاں بھی گئے اور وہاں جا کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ باغ کس کا ہے وہاں کے لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام ایک بالا خانے پر چڑھ کر چاروں طرف بہت دیر تک دیکھتے رہے اور اسی باغ میں بطشا عفیفہ ننگی حوض میں اپنے نہاتی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی اچانک نظر اس پر جا پڑی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے بالا خانے سے اتر کر اس باغ کے پاس جا کر پوچھا کہ یہ پرندہ کس کا ہے وہاں کے رہنے والوں نے جواب دیا کہ یہ پرندہ بطشا عورت کا ہے جو اس باغ کی مالکہ ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا شوہر ہے؟ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ ایک عورت اہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو بتلایا کہ ہاں شوہر ہے چند روز ہوئے اس سے اس کا بیاہ ہوا تھا اور اس کا نام اوریا ہے لیکن اب تک اس

Marfat.com

سے اس عورت کی ہم بستری نہیں ہوئی ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کو بلایا اور بہت ہی پیار و محبت سے کہا کہ تم جہاد میں جاؤ اور بہت روپیہ پیسہ دے کر اس کو جہاد میں جانے کو تیار کیا اور اس کو اچھی طرح سے خوش کر دیا اور پھر اس کو جہاد پر روانہ کر دیا۔ جہاں کی جائے دشوار تھی یعنی وہاں جو جاتا پھر واپس لوٹ کر نہیں آتا۔ پس اوریا نے وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور پھر فتح بھی پائی۔ پھر وہاں سے دوسری جگہ کہ اس کا نام ناطقہ تھا وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور درجہ شہادت پائی۔ اس کے بعد اس لشکر نے جو حضرت داؤد علیہ السلام نے روانہ کیا تھا اس ملک کو فتح کر کے اور بہت سا مال غنیمت لا کر حضرت داؤد علیہ السلام کو دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی شہادت سن کر ایک برس تک تعزیت کی۔ اس کے بعد اس بطشا عورت کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کے علاوہ ننانوے بیویاں اور ان کے اور تھیں۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے بطشا سے نکاح کر لیا تو اب پوری ایک سو بیبیاں ہو گئیں۔ ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان بطشا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام محراب میں بیٹھے تھے اور خداوند قدوس سے مناجات کر رہے تھے۔ اتفاقیہ دو شخص اجنبی اس محراب کی دیوار توڑ کر اندر آئے۔ یہ دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام چونک پڑے۔ انہوں نے کہا کہ اے داؤد علیہ السلام مت ڈرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **وَهَلْ اَتٰكَ الْخُصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابِ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰيه دَاوٗدَ۔ الخ**

ترجمہ: کیا پہنچی ہے خبر تجھ کو دعویٰ کرنے والوں کی جب وہ دیوار کو توڑ کر اندر آئے تیرے عبادت خانے میں داخل ہو گئے یہ دیکھ کر داؤد علیہ السلام گھبرایا اور وہ ان سے بولے کہ تم مت گھبراؤ ہم تو دو جھگڑنے والے ہیں۔ اور زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو تو فیصلہ کر دے ہمارے درمیان انصاف کا۔ اور زیادہ دیر مت کر اور ہم کو سیدھی راہ بھی بتا دے یہ سنتے ہی حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا اپنا احوال بیان کرو۔ پس کہا اس فریادی نے حضرت داؤد علیہ السلام سے قولہ تعالیٰ **هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةٌ الا یته**

ترجمہ: یہ جو ہے وہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے پاس ایک دنبی ہے پھر یہ کہتا ہے مجھ سے کہ تم اپنی دنبی بھی میرے حوالے کر دو اور اس بات میں

Marfat.com

مجھ سے زبردستی بھی کرتا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت داوٗد علیہ السلام نے اس کے مخالف شخص سے کہا کیوں جی یہ جو کچھ کہتا ہے سچ ہے یا نہیں۔ وہ بولا سچ کہتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: **قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ تَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ۔**

ترجمہ: بولا داوٗد علیہ السلام کہ وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کو۔ پس حضرت داوٗد علیہ السلام سے دونوں فرشتوں نے جو کہ آپس میں متخاصمین بن کر آئے تھے ہنس کر کہا کہ اے داوٗد علیہ السلام باجود تیری ننانوے بیویوں کے اوریا کی بیوی سے حرص کی غرض سے نکاح کیا اور پوری ایک سو عورتوں کو اپنے نکاح میں لائے۔ یہ درحقیقت ایک مقدمے کی صورت میں پیش کر کے جو ہم آئے ہیں تمہارے پاس یعنی دنبی کا معاملہ لے کر، کہ یہ تم نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ یہ کہہ کر دونوں فرشتے غائب ہو گئے۔ یہ واقعات جامع التواریخ میں مذکور ہیں اور قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام کے وقت میں اوریا ایک شخص تھا اور ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا ور بہت ممکن تھا کہ اس کا نکاح ہو جائے لیکن اس عورت کے وارثوں کو اور یا سے کچھ خلش تھی اسی واسطے اس عورت کو اوریا کے نکاح میں انہوں نے نہیں دیا تھا۔ پھر اس کے بعد حضرت داوٗد علیہ السلام نے اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ حالانکہ ان کی ننانوے بیویاں موجود تھیں۔ اگرچہ یہ خلاف شرع تھا لیکہ از روئے توریت و زبور کے ایسا ہو سکتا تھا۔ لیکن بظاہر اتنا بھی پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی اس میں شک و شبہ کرے کہ یہ چیز بھی شان پیغمبری میں درست نہیں ہے۔ یہ درحقیقت جانچ تھی جو ان دو فرشتوں کے ذریعے سے کرائی گئی۔ اور حضرت داوٗد علیہ السلام اس بات سے بہت ہی نادم ہوئے اور اس واقعہ سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں فرشتے اپنی دنبی کا معاملہ لے کر ہم کو نصیحت کرنے آئے تھے۔ پر حضرت داوٗد علیہ السلام علیہ السلام اپنی جملہ تقصیر و خطا سے معترف ہو کر بہت روئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور چالیس روز تک مسلسل سجدے میں پڑے رہے اور نہ اچھی طرح کھاتے تھے اور نہ اچھی طرح کوئی چیز پیتے تھے اور شب و روز رویا کرتے تھے۔ اور جس جگہ پر وہ سجدہ ریز تھے ان کے رونے کے آنسوؤں سے اس کے قرب و جوار میں گھاس پیدا ہو گئی اور وہ بڑھتے بڑھتے سر سے بھی اونچی ہو گئی۔ تب باری تعالیٰ سے ندا آئی اے داوٗد علیہ السلام اپنا سر سجدے سے اٹھا اور میں نے تیری جملہ

Marfat.com

تقصیرات کو معاف فرمایا۔ یہ سن کر حضرت داوٗد علیہ السلام نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا۔ اور پھر ایک ایسی آہ ماری کہ اس آہ سے سب گھاس جو ان کے چاروں طرف تھے جل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ۔ الایہ۔

ترجمہ: اور خیال کیا داوٗد علیہ السلام نے کہ اس کو جانچا اور پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور پھر گر پڑا جھک کر سجدے میں اور رجوع ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف پس ہم نے معاف کیا اس کو وہ کام حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا۔ اے داوٗد علیہ السلام اوریا کی قبر پر جاکر اس سے اپنی تقصیر کی معافی مانگ تاکہ کل قیامت میں وہ تم سے مواخذہ نہ کرے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس بات کو سن کر اس کی قبر پر جاکر پکارا۔ تیسری دفعہ اس نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو بار بار مجھ کو پکارتے ہو اور مجھے نیند سے جگا دیا ہے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام نے کہا میں داوٗد علیہ السلام ہوں وہ بولا اے خلیفہ خدا آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ اس وقت حضرت داوٗد علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اے حضرت داوٗد علیہ السلام آپ نے تو مجھ کو جہاد میں بھیجا تھا۔ میں وہاں جاکر شہید ہو گیا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہشت میں جگہ دی ہے اور اب آرام سے ہوں۔ اور جو کچھ آپ نے میرے ساتھ کیا ہو گا وہ سب میں نے معاف کیا۔ پس حضرت داوٗد علیہ السلام نے اس سے خوش ہو کر اپنے گھر کی راہ لی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اے داوٗد علیہ السلام خدا نے تم کو سلام کہا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ پھر تم اوریا کے پاس جاکر کہو تو م کو میں نے جہاد فی سبیل اللہ میں بھیجا تھا۔ محض اپنی نفس کی خواہش سے وہاں جاکر شہید ہوا میں نے بطشا سے نکاح کیا یہ تقصیر مجھ سے ہوئی تو مجھ کو معاف کر۔ پس بموجب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے حضرت داوٗد علیہ السلام نے اوریا کی قبر پر جاکر پکارا۔ اس نے جواب دیا۔ اے حضرت داوٗد علیہ السلام پھر کیوں آپ مجھ کو پکارتے ہیں اپنا احوال کہو۔ انہوں نے بطشا اس کی عورت کی حقیقت سب بیان کی اور اپنی خطا کی معافی چاہی۔ اوریا نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ حضرت داوٗد علیہ السلام بہت گرویدہ ہوئے اور رو رو کر کہا اے اوریا میری تقصیر معاف کر میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تب اس نے کہا اے حضرت داوٗد علیہ السلام مت رو۔ اس بارے میں تم کو معاف نہ کروں گا جو تم نے کیا ہے۔ پھر حضرت داوٗد علیہ السلام نے رو رو کر معافی مانگی پھر بھی اس

Marfat.com

نے معاف نہ کیا۔ تب درگاہ الٰہی سے ندا آئی۔ اے داوٗد علیہ السلام مت رو۔ میں نے تجھ کو معاف کیا۔ حضرت داوٗد علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی اوریا مجھ کو معاف نہیں کرتا ہے تب حکم ہوا اے داوٗد علیہ السلام حشر کے دن اس کے لئے ایک قصر یاقوت سرخ کا بناؤں گا اور اس میں حوریں بہشت کی رہیں گی۔ اوریا کو ان پر عاشق و فریفتہ کروں گا۔ تب اس کے بدلے میں وہ تم کو معاف کردے گا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بہشت میں ایک مکان پر تکلف جواہرات سے بنا کر اوریا کو دکھایا اور پھر اس نے فرمایا کہ حضرت داوٗد علیہ السلام کو معاف کر تو یہ قصر بہشت تجھ کو دوں گا۔ پس اس وقت وہ یہ قصر اور حوریں دیکھ کر عاشق ہوا اور خوش ہو کر حضرت داوٗد علیہ السلام کو پاکر کہ اے داوٗد علیہ السلام میں نے تمہاری خطا معاف کی۔ اس کے بعد حضرت داوٗد علیہ السلام علیہ السلام خوش ہو کر اپنے گھر پر آئے۔ ایک دن بنی اسرائیل جمع ہو کر کہنے لگے اے نبی اللہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ ہم لوگ آپ کو تقریباً چالیس روز سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا دہے اور غم دیدہ ہو کر ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت داوٗد علیہ السلام نے فرمایا اے میرے صاحبو! خدا نے جب مجھ کو خلیفہ کیا اور تم پر نبی بنا کر بھیجا اور مجھ کو منع فرمایا تھا کہ دیکھو تم نفس امارہ کے پیچھے مت پڑنا ورنہ خراب ہو جاؤ گے۔ پس میں نے اس بات کا خیال نہ کیا اور میں بھول گیا اور اسی بھول میں میں نے نفس امارہ کی پیروی کی تھی۔ یعنی ایک شخص جس کا نام وریا تھا میں نے مغالطہ دے کر اس کو جہاد میں بھیجا اور وہاں شہید ہو گیا اور میری تمنا تھی کہ بعد شہید ہونے کے اس کی عورت سے میں نکاح کروں' چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ یعنی اس کی چھوڑی ہوئی بیوی سے میں نے نکاح کر لیا۔ اسی پاداش میں خداوند کریم نے مجھ کو چند روز تک اسی بلا میں مبتلا کیا۔ اور اب خدا کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس سے مجھے نجات بخشی ہے اور ایک روایت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام اپنی اس خطا کی وجہ سے تقریباً تیس برس تک روئے اور اتنی کثرت سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے کہ کپڑے تر ہو جاتے تھے۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ماننے والے عابد بھی تقریباً چار ہزار کے لگ بھگ تھے وہ بھی رویا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام جو آپ کی اولاد سے ہیں وہ اپنے والد کی آنکھوں سے آنسو پونچھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت حسن بصری علیہ السلام سے بھی ہے کہ حضرت

Marfat.com

داؤد علیہ السلام اپنے گناہ کے معاف ہونے کے بعد بھی انتہائی انکساری کی وجہ سے اپنی روٹی پر نمک چھڑک کر کھاتے تھے اور پھر بھی آنسو بہاتے رہتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی خوراک ہے صاحب تقصیر کی اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حال تقریباً ستر برس تک یہی رہا۔ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس میں جا کر زمین پر سر رکھ کر رو رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب باری تعالیٰ سے یہ مژدہ لے کر آئے اور پھر کہنے لگے قولہ تعالیٰ: فَغَفَرْنَا لَهٗ ذَالِكَ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ۔

ترجمہ: پس ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام اور اس کا ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن بیت المقدس کے منبر پر چڑھ کر شکر خدا بجا لائے اور زبور پڑھ کر عرض کی الٰہی توبہ تو نے میری قبول فرمائی۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ تمہاری توبہ میں نے قبول کی' پھر اسی وقت عرض کی کہ اے رب میں ڈرتا ہوں کہ خطا اپنی بھول جاؤں تو میرے بدن پر ایک نشان خطا کا رکھ دے تاکہ اس گناہ سے اپنے تئیں نہ بھولوں اور مجھے نشان دیکھنے سے یاد رہے۔ تب بحسب خواہش اللہ تعالیٰ نے ان کی داہنی ہتھیلی پر ایک نشان اس گناہ کا جو مذکورہ رکھ دیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ اس پر نگاہ رکھتے تھے۔ اور اپنی خطا کو ماضی کو نہ بھولتے تھے۔ اور بار بار استغفار پڑھتے رہتے تھے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھتے تھے اور اس ہاتھ کو جس پر وہ گناہ کا نشان تھا سب کو دکھاتے تھے اور خود اس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی زار و قطار روتے بھی تھے۔ اسی وجہ سے خدا کے دربار میں حضرت داؤد علیہ السلام علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور کبھی عدل و انصاف کے تخت پر بیٹھتے تھے۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن دو دہقانی متخاصمین داد خواہ ان کے پاس آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کی بکریوں نے میرا کھیت کھا لیا ہے اور آپ اس کا انصاف کر دیجئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ قیمت بکریوں کی اور کھیت کی بتاؤ تب انہوں نے بکریوں کی اور کھیت کی قیمت ٹھہرائی تو معلوم ہوا کہ زراعت کی قیمت بکریوں سے زیادہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ زراعت والے کو بکریاں دے دیں جس پر بکریوں والا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس سے روتا ہوا نکل آیا۔ اور اس وقت حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر صرف سات برس کی تھی وہ اپنے دروازے پر بیٹھے تھے اس شخص کو روتے دیکھا تو انہوں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ بھائی تم کیوں روتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ بھائی حضرت داؤد علیہ السلام نے انصاف کر کے میری کل بکریاں کھیت والے کو دے دی ہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم خلیفہ خدا سے جا کر کہو کہ اے خلیفہ خدا اگر آپ ہمارے اس مقدمے کو غور کر کے انصاف فرما دیں تو پھر اس غریب کے حق میں بہتر ہو گا۔ اس شخص نے بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضرت داؤد علیہ السلام سے جا کر کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات سنی اور پھر فرمایا کہ یہ بات تم کو کس نے بتلائی۔ وہ بولا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھ کو کہا کہ تم پھر خلیفہ خدا کے پاس جاؤ اور ان سے گذارش کرو کہ میرے مقدمہ پر پھر غور کیا جائے تاکہ غریب کے حق میں کچھ بہتری ہو۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو میرے پاس کیوں بھیجا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے اباجان اگر حضور اس مقدمہ کو اچھی طرح سے غور کر کے انصاف فرما دیں تو میرا خیال ہے کہ پھر اس غریب کے حق میں بہتری ہو گئی تب حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ کہو تم اس کا فیصلہ کس طرح کرو گے تب دونوں حضرات نے اس مقدمہ پر نہایت غور و خوض کیا اور اس کا فیصلہ یوں چکا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قولہ تعالیٰ: وَدَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ الایتہ

ترجمہ: داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو دی ہدایت ہم نے جس وقت وہ حکم کرتے تھے دونوں بیچ کھیتی والوں کے جس وقت کہ چگ گئیں بیچ اس کے بکریاں ایک قوم کی اور روبرو گھا ہمارے ان کا فیصلہ۔ پس سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو اور دونوں کو حکم اور علم تھا۔ بعض تفسیروں میں یوں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریوں کو دلوا دیا۔ اور کھیتی والوں کو بدلہ ان کے نقصان کا اور اس وقت ان کے دین میں یوں تھا۔ کہ چور کو اپنا غلام بنا لیتے تھے۔ اسی کے موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کم سن رہے تھے انہوں نے بھی جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کھیتی والوں کو کہ بکریاں تم ان کی رکھو اور ان کا دودھ پیو اور وہ کھیتی کو پانی دیا کریں بکریاں والے جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تب ان کی بکریاں واپس کر دیجئو اور اپنی کھیتی کو اپنے قبضہ میں کر لینا تاکہ

Marfat.com

دونوں کو کوئی نقصان نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ انصاف کیا اور آئندہ حضرت داؤد علیہ السلام بغیر مشورہ سلیمان کے غائبانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دار خواہ آئی اور وہ آکریوں بولی اے خلیفہ خدا میں بڑھیا ہوں اور نہایت ہی ضعیفہ عیالدار بھی ہوں ایک روز اپنے عیال و اطفال کے لئے دکھ و محنت کر کے اپنے سر پر آٹا لا رہی تھی اسی وقت ہوا اتنی تیز چلی کہ میرے سر پو جو آٹا تھا وہ سب اڑا لے گئی اور میرے لڑکے بالے بھوکے مرتے ہیں آپ اس کا کچھ انصاف کیجئے اگر ممکن ہو تو اس سے میرا آٹا دلوا دیجئے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا اے بڑھیا ہوا پر میرا حکم نہیں چلتا اور میں کیونکر ہوا سے تجھ کو آٹا دلوا دوں۔ میں اس کے بدلے اپنی طرف سے آٹا دیتا ہوں تو اس کو لے جا۔ یہ سن کر بڑھیا خوش ہوئی اور آٹا لے کر دعا کرتی ہوئی چلی۔

دروازے پر حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑھیا کو دیکھ کر پوچھا کہ اے بڑھیا مائی تو کیوں آئی تھی فریاد کرنے آئی تھی یا آٹا مانگنے کو وہ بولی میں تو فریاد کرنے آئی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے انصاف کیا کہ اپنی طرف سے مجھے آٹا دلوا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا وہ کیا معاملہ ہے؟ تب اس نے بیان کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا کہ تم جاؤ خلیفہ خدا سے کہو کہ اے نبی اللہ میں تو ہوا سے قصاص چاہتی ہوں آپ سے آٹا نہیں مانگتی۔ یہ سن کر بڑھیا پھر واپس حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئی اور ان سے جا کر کہا کہ اے بڑھیا تو مجھ سے دس من آٹا لے جا پر ہوا سے انتقام مت چاہ کیونکہ میری حکومت ہوا پر نہیں چلتی کہ میں اس کو پکڑ منگواؤں اور اس سے تیرا انتقام حاصل کروں۔ پھر بڑھیا ناچار ہو کر دس من آٹا لے کر اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام سے رخصت ہو کر دروازے پر جب آئی تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا۔ اے بڑھیا تو کیوں بغیر فیصلہ کے جاتی ہے پھر جا کر خلیفہ خدا سے کہو کہ میں آٹا نہیں چاہتی ہوں آپ اس کو پھیر لیجئے اور میرا خدارا کوئی فیصلہ کر دیجئے یہ سن کر بڑھیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئی اور ان سے وہی باتیں جا کر کہیں جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑھیا سے کہی تھیں۔ وہ باتیں سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ تجھے یہ باتیں کس نے بتائی ہیں۔ وہ بڑھیا بولی کہ یہ باتیں مجھے دروازے پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بتائی ہیں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور کہا

Marfat.com

اے بیٹے میں ہوا کی تجویز کیسے کروں وہ تو پکڑی نہیں جاتی ہاں اس کی صورت مجسم ہوتی تو البتہ اس کو پکڑ منگواتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے ابا جان، اس کو پکڑ کے حاضر کرنا بہت سہل بات ہے اور وہ آپ کی دعا کافی ہے' آپ دعا کریں خدا کے حکم سے ہوا صورت شخص بن کر خود ہی حضرت کے حضور میں حاضر ہو گی۔ اور میں ڈرتا ہوں قیامت کے روز خدا کے پاس مواخذہ ہو۔ اگر وہ بڑھیا آپ سے انصاف کا مطالبہ اور شکوہ کرے اور وہ انصاف طلب کرے تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا کی جانب میں دعا مانگی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کے ساتھ آمین کہی۔ اس وقت خدا کے حکم سے ہوا بصورت شخص ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی۔ تب بڑھیا نے ہوا سے اپنے آٹے کا دعویٰ کیا اور ہوا نے اس کا یہ جواب دیا کہ یا نبی اللہ میں نے جو کیا تھا وہ خدا کے حکم سے کیا تھا۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا وہ کیا ہے بیان کرو ہوا نے اس کا یہ جواب دیا کہ یا نبی اللہ دریا میں ایک قوم کی کشتی تھی اور اس میں ایک سوراخ ہو گیا تھا اور وہ قریب ڈوبنے کے تھی اور دریا کے سیلاب کے گرداب میں آپڑی تھی۔ اس قوم نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر کشتی اس گرداب سے خداوند بچالیوے گا تو اس کشتی کا سب مال خدا کی راہ پر فقیروں اور محتاجوں کو دیں گے۔ اسی وقت خداوند قدوس نے مجھ کو حکم دیا کہ تو اس بڑھیا کا آٹا لے کر اس کشتی کے سوراخ کو بند کر دے تاکہ یہ کشتی غرق ہونے سے بچ جائے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ چند روز کے بعد وہ کشتی کنارے پر آ لگی اور ادھر حضرت داؤد علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ ایک کشتی نذر کی دریا کے کنارے پہنچی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب مال نذر کا کشتی سے منگوا کر آدھا فقیروں اور محتاجوں کو دیا اور آدھا مال اس بڑھیا عورت کو دیا کہ جس کے آٹے سے اس کشتی کا سوارخ ہوا نے بند کیا تھا۔ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ تم نے خدا کی کیا اطاعت و بندگی تھی جو تجھ کو اتنا مال ملا۔ وہ بڑھیا بولی کہ میں نے خدا کی بندگی نہیں کی تھی مگر ایک دن ایک فقیر بھوکا محتاج پیاسا میرے پاس آیا اور اس نے کھانے کا سوال کیا اور اس وقت میرے پاس صرف ایک روٹی تھی چنانچہ میں نے وہ روٹی اس فقیر کے حوالے کر دی اور اس فقیر نے اس روٹی کو کھا کر پھر مجھ سے کہا کہ مین بہت بھوکا ہوں اور بہت دور سے آیا ہوں۔ اور اس روٹی سے مجھے سیری نہیں ہوئی کچھ اور

Marfat.com

دیجئے۔ میں نے کہا تم ذرا ٹھہرو ہیں گیہوں پیس کر روٹی پکائے دیتی ہوں یہ کہہ کر میں آٹا پیس کر اپنے سر پر رکھ کر لا رہی تھی کہ راستے میں ہوا کی تیزی سے وہ سب آٹا اڑ گیا۔ اور میں جانتی ہوں کہ مجھ پر تکلیف گزری۔ اس بھوکے فقیر کے سبب سے بھی بہت ہی متفکر و غمناک ہو کر تمہارے پاس داد خواہ آئی تھی اتنا مال خدا کی مہربانی سے تمہارے ہاتھ سے مجھ کو ملا ہے کہتے ہیں کہ اس وقت خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے آکر کہا یہ بات کہی تھی کہ اس بڑھیا کو کہہ دو اتنا مال جو تو نے پایا اس آٹے کا بدلہ ہے جو ہوا سے اڑ گیا تھا۔ اور اس روٹی کے بدلے جو تو نے اس فقیر کو دی تھی اس کا بدلہ آخرت میں ستر روٹیاں ملیں گی۔

منقول ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ ہم احوال قیامت کو دنیا میں دیکھا چاہتے ہیں تاکہ ہم کو قیامت کا یقین ہوا اور یہ بھی ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ روز قیامت اسی طرح ماجرا گزرے گا۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا کہ عید کے دن تم کو یہ ماجرا دکھاؤں ف گا۔ روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سردار رئیس القوم مال دار تھا۔ اور اس کی ایک گائے زرد رنگ خوش نما پاؤں تھے اور اس پر زری کے کپڑے ڈال کر خوب سجا کر میدان میں چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت نہایت ہی عابدہ زاہدہ تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا۔ وہ بڑا نیک اور صالح تھا۔ دونوں نے صحرا میں جا کر ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی اور وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ دونوں اپنی بنائی ہوئی عبادت گاہ میں خدا کی عبادت میں مصروف تھی اور ان کے پاس کھانے پینے کا کچھ بھی اسباب نہ تھا۔ مگر اس کے کنارے ایک چشمہ قدرتی جاری تھا۔

اور اسی چشمہ کے کنارے ایک انار کا درخت بھی تھا۔ خدا کی مہربانی سے ہر روز اس مین دو انار لگتے تھے اور اس کو وہ دونوں ماں و بیٹے کھاتے تھے اور اسی پر قناعت کرتے تھے تقریباً یہ حال ستر برس تک رہا۔ ایک روز اس کے بیٹے نے کہا کہ اے اماں شہر کے اندر تو بازار میں بہت سی چیزیں بکتی ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ بازار سے لا کر کھاؤں۔ اس کی ماں نے اس سے کہا کہ اے بیٹے دو انار اللہ تعالیٰ ہم کو بغیر کی محنت و مشقت ہر روز عنایت کرتا ہے یہی کھا کر شکر کر اور کسی دوسری چیز کا لالچ مت کر لالچ بری چیز ہے۔ یہ کہہ کر جب

Marfat.com

درخت کی طرف نظر کی تو دو انار جو روزانہ لگتے تھے اچانک غائب ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اس کی ماں نے کہا۔ اے بیٹا وہ دو انار جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بطور روزی کے دے رکھے تھے۔ بسبب بے صبری اور ناشکری کے غائب ہوئے پس ایک رات اور ایک دن دونوں ماں بیٹے بھوکے رہے۔ اتنے میں اجنبی ایک گائے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے دونوں ماں بیٹوں کے پاس آئی اور بولی کہ مجھ کو ذبح کر کے کھا جاؤ میں تمہاری حلال روزی سے ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے بیٹا یہ گائے چاہتی ہے کہ ہم کو گناہ میں گرفتار کرے تب اس کو ہانک دیا پھر وہ آ کر موجود ہوئی ہاتھ پاؤں چھوڑ کر زمین پر سو گئی اور اپنا حلق سامنے کر کے بولی۔ اے میاں مجھ کو ذبح کر کے کھاؤ میں تمہارا رزق حلال ہوں۔ لیکن اس پر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اور پھر اس کو ہانک دیا کچھ دیر بعد پھر وہ آ کر موجود ہو گئی تب ناچار ہو کر تیسرے دن ماں بیٹے نے اس کو ذبح کیا اور کباب وغیرہ بنا کر کھا گئے۔ ادھر جب وہ گائے تیسرے دن اپنے آقا کے گھر نہ گئی تو آقا نے اس کی بہت تلاش کی اور بہت سے لوگوں کو جنگل اور میدانوں کی طرف بھیجا آخر وہ نہ ملی۔ بالآخر ایک عورت دلالہ قوم بنی اسرائیل سے تھی جو ہر گھر میں خرید و فروخت کے واسطے جاتی تھی اتفاقاً وہ عورت ان دونوں ماں بیٹے کے گھر گئی۔ دیکھتی کیا ہے کہ ایک گائے ذبح کر کے وہ دونوں ماں بیٹا کباب بنا کر کھا رہے ہیں۔ اس دلالہ عورت کو دیکھ کر ماں بیٹے دونوں گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آج کتنے برس سے ہم یہاں اپنے خالق کی عبادت میں مشغول ہیں اور رزق بھی حلال کھاتے ہیں آخر میری بات تو نے نہ مانی بیگانی گائے ذبح کر کے کھا گئے کیا خبر خدا ہم کو کس عذاب میں مبتلا کرے اور پھر ہم کو رسوا کرے سارے عالم میں پس اس عورت دلالہ نے جا کر اپنی درخواست پیش کر دی کہ فلاں شخص نے میری گائے ذبح کر کے کھالی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسی وقت حکم کیا کہ اس شخص کو فوراً میرے دربار میں حاضر کرو۔ اس حکم کو لے کر لوگ ان ماں بیٹے کے پاس گئے اور ان دونوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کے دربار میں لا کر حاضر کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں دوسرے کی گائے ذبح کر کے کھائی ہے۔ انہوں نے کہا اے خلیفہ خدا وہ گائے تین دن تک ہمارے دروازے پر آ کر پڑی رہی اور بار بار ہانکنے سے بھی نہ گئی اور وہ بولتی تھی کہ میں تمہاری حلال روزی ہوں مجھے تم ذبح کر کے کھا جاؤ اور ہم لوگ تین دن کے بھوکے تھے اس کو ذبح کر کے کھا

Marfat.com

گئے۔ یہ بات سن کر اس گائے کے مالک نے کہا کہ تم جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ گائے بیل نے بھی کسی سے بات کی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہ البتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بات کر سکتی ہے۔ الغرض صاحب گائے نے دونوں ماں بیٹے سے قصاص طلب کیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ان کو معاف کر دو اور اس کے عوض میں مجھ سے ایک ہزار اشرفیاں لے لو۔ وہ بولا کہ میں ہرگز ان کو معاف نہ کروں گا۔ میں تو اپنی گائے کا قصاص لوں گا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اس گائے کا چمڑا بھر کے اشرفی مجھ سے لے لو۔ اور ان کو اس خطا سے معاف کرو۔ اس جاہل نے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے کہنا نہ مانا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کے اے داؤد اللہ تعالیٰ نے تم کو سلام کہا اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل احوال قیامت تجھ سے دنیا میں دیکھنا چاہتے تھے تم ان سے کہہ دو کہ کل عید کے دن میدان میں جا کر سب حاضر ہوں احوال قیامت کو وہاں دیکھیں گے تب حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہہ دیا۔ وہ سب چھوٹے بڑے زن و مرد قوم کے اس میدان میں عید کے روز جا کر حاضر ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے منبر پر چڑھ کر کتاب زبور پڑھنے لگے۔ اور تمام لوگ ان کی خوش الحانی کی وجہ سے غش میں آ گئے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اس رئیس قوم صاحب گائے سے پوچھو کہ اس دن کو وہ یاد کرے کہ جس دن شام کی راہ سے فلانے سوداگر کے ساتھ تو نوکر ہو کر جاتا تھا۔ اس کے ساتھ پانچ سو اونٹ بکری اور مال و اسباب تھا۔ تو نے اس کو مار کر سب چھین لیا تھا۔ اور پھر مصر میں جا کر اس کے مال و اسباب سے تو نے بہت نفع اٹھایا۔ اور اس کے بعد تو ملک شام چلا آیا تھا۔ اتنا مال و متاع تو نے جو جمع کیا یہاں تک کہ تو قوم بنی اسرائیل کا سرغنہ بھی ہوا سو وہ سوداگر جس کو تو نے مارا تھا اس کی یہ بیوی ہے اور اسی کا یہ لڑکا ہے جو تیری گائے کو ذبح کر کے کھا گئے ہیں۔ اور اس وقت جتنا مال تیرے پاس موجود ہے سب اس کا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ حقیقت جبرائیل علیہ السلام سے سن کر صاحب گائے سے پوچھا اس نے اس بات سے انکار کیا اور پھر کہا کہ میں نے ہرگز کسی کو نہیں مارا اور نہ مال کسی کا میں نے چھینا تم کو یہ بات جس کسی نے کہی ہے بالکل جھوٹ ہے جو آپ نے سنی ہے اس وقت خدا کے حکم سے زبان اس کی گونگی ہو گئی اور پھر ہاتھ پاؤں نے اس کی گواہی دی۔ اس کے

Marfat.com

ہاتھ نے کہا سچ ہے۔ میں نے چھری سے اس سوداگر کو ذبح کیا تھا اور اس کا شتر اور مال و اسباب سب لے لیا تھا اور اسی طرح تمام اعضاء نے اس کی گواہی دی۔ قوم بنی اسرائیل یہ حقیقت سن کر بڑی متعجب ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے بھائی مومنو! یہی حقیقت ہو گئی حشر کے دن جس نے بھی جو کچھ نیک کام اور بد کام کیا ہو گا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ظاہر ہو گا۔ ہاتھ پاؤں ان کی گواہی دیں گے جیسا کہ صاحب بقر کے ہاتھ اور پاؤں نے گواہی دی اور منہ سے اس دن کچھ نہ بول سکے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ الا یہ۔

ترجمہ: آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے دنیا میں۔ آخر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں ماں بیٹوں کو کہا کہ رئیس قوم و صاحب گائے تمہارے باپ کو مار کر تمام مال و دولت لوٹ لے گیا تھا۔ اب خدا کے حکم سے اسے مار کر تم اپنے باپ کا قصاص لو اور اس سے اپنا سب مال و اسباب لے لو۔ اس لڑکے نے اس بات کو سن کر اسی وقت صاحب گائے کا سر کاٹ لیا اور جو مال و اسباب تھا اپنے باپ کا سب لے لیا۔ اور پھر شکر خدا کا بجا لایا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی اور موت قریب آئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک صندوق ان کو لا کر دیا اور پھر کہا اے داؤد علیہ السلام تم اپنے بیٹوں سے پوچھو کہ اس کے اندر کیا چیز ہے۔ جو کوئی اس کے اندر کی چیز بتائے گا اسی کو خلافت و سلطنت ملے گی تب بنی اسرائیل اور پندرہ بیٹوں کو اپنے پاس بلا کر ایک جگہ جمع کر کے پوچھا کہ بتاؤ اس صندوق کے اندر کیا چیز ہے جو کوئی بھی بتا سکے گا اس کو میں اپنا ولی عہد مقرر کروں گا۔ اور وہ نبی بھی ہو گا اور وہ بنی اسرائیل اور سارے جہان کا بادشاہ بھی ہو گا۔ کسی سے بھی اس کے اندر کی چیز نہ بتائی گئی۔ حضرت سلیمان اپنے سب بھائیوں میں سے چھوٹے تھے وہ خدمت باپ کی بجا لائے اور کہا اے اباجان اگر حکم ہو تو خادم عرض کرے کہ اس کے اندر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اے بیٹا کہو۔ تب سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اندر ایک انگشتری اور ایک چابک اور ایک خط یہ تینوں چیزیں اس کے اندر محفوظ ہیں اور ان تینوں کے علاوہ اس میں اور کچھ نہیں ہے۔ جب صندوق کو کھول کر دیکھا تو وہی تین چیزیں پائیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ تینوں چیزیں معجزے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ انگوٹھی جو ہے بہشت کی

Marfat.com

ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے۔ اور جو شخص بھی اس کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا جو چاہے گا اس سے حاصل ہو گا اور جب اس پر نگاہ کرے گا جو کچھ دنیا کے بیچ میں ہے مشرق سے مغرب تک بھلا برا مخلوق کا ہویدا ہو گا۔ اور تمام طیور و پرند چرند و حوش سب کے سب اس کے تابع فرمان ہوں گے۔ اور جو چابک ہے وہ دوزخ کا ہے جو شخص بھی صاحب چابک سے باغی ہو گا یعنی اس کی اطاعت نہ کرے گا جب صاحب چابک اس پر ارشاد کرے گا وہ چابک خود بخود جا کر اس کو معذوب کر کے لائیگا کہتے ہیں کہ کوئی اس چابک کو بوجہ ڈر کے نہ چھوتا تھا۔ یعنی صرف مالک ہی اس کو اپنے ہاتھ میں لیتا تھا۔ کیونکہ اس کا خاصہ تھا کہ بغیر استعانت غیر کے لوگوں پر عذاب کرتا اور پھر اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ اس خط کے اندر کیا لکھا ہوا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تو کوئی اس کا حال دریافت نہ کر سکا سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اندر پانچ مسئلہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ایمان۔ محبت۔ عقل۔ شرم اور طاقت۔ پھر پوچھا ہر ایک کا مقام و قرار بدن میں کس جگہ ہے۔ مقام ایمان و محبت کا دل ہے اور مقام عقل سر ہے اور مقام شرم آنکھ اور مقام قوت و طاقت ہڈی ہے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ باتیں کہیں تب حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور وہ خاتم سلطنت ان کی انگلی میں پہنائی اور وہ چابک بھی ان کے ہاتھ میں دیا اور بخوشی ان کو اس شاہی تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کر کے اپنے عبادت خانے میں جا بیٹھے اس وقت عمران کی ایک سو برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ یہ حوالہ جامع التواریخ سے لکھا ہے۔ ایک دن ملک الموت آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا تم کون ہو وہ بولے کہ میں ملک الموت ہوں۔ آپ کیوں یہاں آئے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ اس کے جواب میں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں ہے اور تم کو ابھی جانا ہے یہ کہہ کر ان کی جان قبض کر لی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ** پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ایک ساعت اور نہ آگے نکل جاتے ہیں بعد وفات کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعزیت اور ان کی تجہیز و تکفین

Marfat.com

کی۔ (وَاللہ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ)

بیان مسخ ہونا بعضے بنی اسرائیل کا حضرت داوٗد علیہ السلام کے عہد میں

ایک روایت میں ہے کہ ایک قبیلے نے قوم بنی اسرائیل سے علیحدہ ہو کر دریا کے کنارے پر کچھ اپنے رہنے کے واسطے مکان بنا لئے تھے۔ اور یہ واقعہ اس وقت عمل میں آیا جب حضرت داوٗد علیہ السلام بلائے ناگہانی میں مبتلا ہوئے تو ان لوگوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اکثر احکام توریت کے چھوڑ کر خلاف شرع کام شروع کر دیئے۔ منجملہ ان امور کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ ہفتہ کے دن شکار نہ کریں اور نہ دنیا کی کوئی خرید و فروخت کریں۔ یہ سب چیزیں کتاب توریت میں حرام تھیں۔ ان لوگوں نے کوئی پروانہ کی اور ان حرام کردہ چیزوں پر کاربند ہو گئے جن سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ جب اس قوم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی شروع کی تو پھر ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے دریا کی مچھلیوں کو حکم دیا کہ وہ ہفتے کے دن دریا سے نکل کر ساحل پر آکر اپنے کھیل کود میں مشغول رہیں۔ اور دنوں میں دریا میں جا رہیں پس خداوند تعالیٰ کے حکم سے مچھلیاں ہفتے کے دن دریا سے نکل کر کنارے پر آکر پھرتی رہتی تھیں اور ہفتہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں دریا میں جا رہتیں۔ آخر یہودیوں نے انَ کو دیکھ کر لالچ سے ایک حیلہ کیا کہ انہوں نے دریا کے کنارے پر نہر کھود کر وہاں پر اپنے جال ڈالے کیونکہ ہفتے کے دن مچھلیاں دریا سے آکر کھیل کود کر شام کے وقت پھر دریا میں چلی جاتی تھیں۔ آخر وہ سب ہفتے کے دن نہر میں جال ڈال کر رکھتے اور صبح کو اٹھ کر یک شنبہ کو حسب ضرورت اپنی آرزو کے مطابق کھاتے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَتِه الَّتِیْ (الایہ)

ترجمہ: اور پوچھ ان سے احوال اس بستی کا کہ جو تھے کنارے دریا کے جب وہ حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں اور جب آنے لگیں ان پر مچھلیاں ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو وہ نہ آئیں یوں ہم آزمانے لگے اس واسطے کہ وہ لوگ بے حکم تھے۔ اور جب بولا ایک فرقہ ان میں سے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو۔ ان لوگوں کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرے یا ان پر عذاب مسلط کرے اور وہ لوگ یہ سن کر سخت بولے کہ تم ہم کو

Marfat.com

ڈراتے ہو ہم ہر طریقہ سے طاقتور ہیں ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن پھر بھی نصیحت کرنے والوں نے ان کو برابر نصیحت کی جب انہوں نے کسی طرح سے بھی نہ مانا اور برابر خلاف شرع کام کرتے رہے۔ پھران کو عذاب خداوندی نے آپکڑا محض اس وجہ سے کہ وہ اپنے رب کی نافرمانی کرتے تھے۔ اور نصیحت کرنے والے کی نصیحت پر عمل نہیں کرتے تھے اور پھر ہم نے جن کاموں سے منع کیا تھا وہ اسی کے کرنے پر برابر گامزن رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بندر ذلیل ہو گئے۔ قرآن مجید کی سورہ اعراف کے ترجمہ کے فائدے میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں یہود کو ہفتے کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہریوں کو بے حکم دیکھا تو پھران کو بطور آزمانے کے ہفتے کے دن مچھلیاں دریا سے اور پھریں اور دوسرے دنوں میں غائب رہیں ان کا جی نہ رہ سکا اور انہوں نے بالآخر ہفتے کے دن شکار کیا۔ اور انہوں نے اپنی دانست میں یہ حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ مچھلیاں وہاں ہو رہیں تو بھی وہ مچھلیاں ان کے ہاتھ نہ آئیں اور ہفتے کی شام کو وہ مچھلیاں نکل جاتیں آخر انہوں نے ہفتے کے دن بھاگنے کی راہ بند کی اور اتوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بندر ہو گئے۔ ایک تو ان میں وہ تھے کہ جو شکار کرتے تھے۔ اور دوسرے لوگ وہ تھے جو باز آگئے تھے۔ نافرمانیوں سے برابر منع کرتے رہے تھے اور تیسرے وہ لوگ تھے جو منع کرنے سے تھک گئے تھے اور منع کرنا چھوڑ بیٹھے تھے۔ لیکن وہ بہتر تھے جو برابر منع کرتے رہے اور منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی تو دیوار پر چڑھ کر دیکھا کہ ہر گھر میں بندر ہی بندر نظر آرہے ہیں اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ آدمی پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر اپنا رکھتے اور پھر رونے لگتے۔ بالآخر وہ اپنے برے حال سے تین دن میں سب کے سب مر گئے کتاب توریت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تم حکم توریت کا چھوڑ دو گے تو تم پر اور لوگ مسلط ہوں گے اور پھر قیامت تک ذلیل ہی رہو گے۔ اب تم غور کرو کہ روئے زمین پر یہود کی کہیں بھی حکومت نہیں اور وہ غیر کی رعیت ہیں۔ پس اے مومنو! بسبب نافرمانی خداوند قدوس بنی اسرائیل کے چہروں اور بدن کو مسخ کیا گیا۔ یعنی مسخ ہو کر وہ بصورت بندر ہو گئے اور ہم لوگ چونکہ خاتم النبیین کی امت میں ہیں اس لئے اس زمانے میں گناہ کرنے کے باوجود بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے مسخ نہیں کیے جاتے لیکن یہ یاد

Marfat.com

رہے کہ قیامت کے دن اس نافرمانی کی سزا ذلت مسخ سے کم نہ ہوگی یا اللہ تو ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرما اور دین اسلام پر ثابت و قائم رکھ اور ہمارے سارے گناہوں کو معاف فرما۔ آمین۔ یا رب العالمین۔

بیان طالوت کے بادشاہ ہونے کا

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ پھر ہم کو سلطنت عنایت فرمائے اور ہم لوگ خدا کے دشمنوں کو مار کر زیر کریں اور ایک سردار بھی ہم پر مقرر کر دے کہ ہم لوگ اس کی اقتداء میں جہاد کریں۔ چنانچہ کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاءِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی**۔ الایہ

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھی ایک جماعت قوم بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد میں جب کہا انہوں نے اپنے نبی کو کہ مقرر کر دیوے ہمارے واسطے ایک بادشاہ کو کہ ہم جہاد کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ بولا یہ بھی توقع ہے تم سے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تب تم نہ لڑو۔ وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نے لڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ہم کو نکال دیا ہے ہمارے گھروں سے اور اپنے بیٹوں سے پھر جب ان کو حکم ہوا لڑائی کا پھر گئے مگر تھوڑے ان کے اپنے عہد و قرار پر قائم رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو خوف معلوم ہے جو ظالم ہیں۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ بعد حضرت موسیٰ کے ایک مدت تک بنی اسرائیل کا کام بہتر رہا۔ پھر جب ان کی نیت بری ہو گئی تو پھر ان پر غنیم مسلط ہوا۔ یعنی جالوت بادشاہ کافر نے ان کے اطراف کے شہر چھین لئے اور خوب اچھی طرح سے لوٹا اور قیدی کر کے لے گیا۔ اور جو باقی بچے وہ بھاگ کر شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے۔ اور پھر انہوں نے حضرت شموئیل پیغمبر علیہ السلام سے کہا کہ کوئی بادشاہ با اقبال مقرر کرو کیونکہ بغیر یا اقبال بادشاہ کے ہم لڑ نہیں سکتے۔ طالوت ایک شخص تھا قوم بنی اسرائیل میں اور وہ کسی کے چوپائے چرایا تھا۔ ایک دن ایک چوپایہ اس سے گم ہو گیا مالک چوپایہ نے اس سے اس کی قیمت طلب کی۔ اور اس کو یہ مقدور نہ تھا کہ وہ اس چوپائے کی قیمت دے آخر ناچار ہو کر حضرت شموئیل پیغمبر علیہ السلام کے پاس گیا کہ چوپائے کے مالک کے لئے کچھ سفارش کریں تاکہ وہ اس چوپائے کی قیمت کو معاف کر دے۔ حضرت شموئیل پیغمبر علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا کہ

Marfat.com

میرا نام طالوت ہے تب شموئیل پیغمبر نے اس کو بغور دیکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک شاخ بہشت سے لا کر شموئیل نبی علیہ السلام کو دی اور پھر کہا جس کا قد اس عصا کے برابر ہو گا وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو گا اور اس کا نام بھی طالوت ہو گا۔ جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت کا قد اس عصا سے ناپا تو اس کے بالکل برابر نکلا۔ پھر حضرت شموئیل علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تعالیٰ طالوت کو تم میں بادشاہ کرے گا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ **وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا۔**

ترجمہ : ان کہا ان لوگوں کو ان کے نبی نے اللہ تعالیٰ نے کھڑا کر دیا تمہارے لئے طالوت بادشاہ کو اور انہوں نے حضرت شموئیل نبی سے کہا کہ کیونکر ہو گی اس کی سلطنت ہمارے اوپر اور ہمارا حق اس سے زیادہ ہے سلطنت میں اور اس کو مال کی بھی کچھ کشائش نہیں ہے اور پھر اس سے ایک چوپایہ بھی گم ہو گیا تھا۔ اور وہ بھی اس کی قیمت نہ دے سکا آخر وہ کیونکر ہمارا بادشاہ ہو گا یہ سن کر حضرت شموئیل نبی نے فرمایا قولہ تعالیٰ **قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ الایتہ**

ترجمہ : تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند فرما لیا تم میں سے اور اس کو زیادہ کشائش علم میں دی اور اس کے بدن میں قوت و طاقت عطا فرمائی اور دیتا ہے اپنا ملک جس کو چاہتا ہے اور بری گنجائش والا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور قوم بنی اسرائیل نے طالوت کو حقیر جان کر اس پر کوئی التفات نہ کیا بلکہ کہنے لگے اے نبی یہ ہم کو بتاؤ کہ اس کی بادشاہی کی کیا ہے تب ہم لوگ آپ کی بات مانیں گے اور اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہا نشانی اس کی بادشاہی کی یہ ہے کہ وہ تنہا جا کر تابوت سکینہ دیار عمالقہ سے تم کو لا کر دے گا قولہ تعالیٰ **وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَتَهٗ مُلْكِهٖ الایہ۔**

ترجمہ : اور کہا ان کو ان کے نبی نے کہ نشانی اس کی سلطنت کی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس ایک صندوق جس میں دلجمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور باقی وہ چیزیں جو چھوڑ گئی موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی اولاد اٹھا لائیں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی ہے پوری تم کو اگر تم لوگ یقین رکھتے ہو۔ پس حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت

Marfat.com

کو اقبال مند دیکھ کر کہا کہ تم قوم بنی اسرائیل میں بادشاہ ہو گے اور اب تم میدان کی طرف جاؤ اور وہاں تم تابوت سکینہ پاؤ گے وہ قوم بنی اسرائیل کو لا کر دے دو۔ پس طالوت حضرت شموئیل علیہ السلام کے کہنے سے میدان کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ تابو سکینہ کو ایک بیل گاڑی پر جس میں دو بیل باندھے ہوئے تھے فرشتے لاد کر لا رہے ہیں۔ طالوت اس کے قریب پہنچے اور اس بیل گاڑی پر بیٹھ کر ہانکتے ہوئے اس تابوت سکینہ کو بنی اسرائیل کی جماعت میں لے آئے۔ اور ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سب فرشتے خدا کے حکم سے اس تابوت سکینہ کو طالوت کے گھر پہنچا گئے بہرحال تابوت سکینہ قوم بنی اسرائیل کو طالوت نے جب پہنچا تو وہ اس کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ تعجب میں پڑ گئے اور حیرت زدہ رہ گئے اور پھر ان کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور اسی وقت سے ان کے مطیع فرمان ہو گئے۔ اس کے بعد طالوت نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر اسی قوم بنی اسرائیل سے کہا کہ چلو ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے تب انہوں نے یہ بات ان کی قبول کر لی اور حضرت شموئیل علیہ السلام نے ایک زرہ آہنی طالوت بادشاہ کو عنایت فرمائی اور پھر کہا کہ یہ زرہ جس کے بدن پر پوری آئے گی اسی کے ہاتھ سے بادشاہ جالوت جو جابر و ظالم اور کافر ہے مارا جائے گا۔

بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے

ایک روایت کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ جب طالوت حضرت شموئیل علیہ السلام سے رخصت ہو کر معہ اپنے تمام غازیوں کے روانہ ہوئے تو ایک روایت میں ہے کہ جالوت کے ہمراہ اسی ہزار آدمی تھے جو طالوت کے ساتھ لڑنے کو گئے اور کچھ مخبروں نے جا کر جالوت کو خبر پہنچائی وہ یہ خبر سنتے ہی ناہنجار کمر باندھ کر اور اپنا لشکر جرار لے کر مستعد جنگ ہو گیا اور ادھر قوم بنی اسرائیل طالوت کے ہمراہ کوچ کرتی ہوئی چلی جاتی تھی۔ جب کچھ دور پہنچی تو طالوت نے ان سے اسی راستے میں مخاطب ہو کر کہا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُوْدِ الخ

ترجمہ: پس جدا ہوا طالوت اپنی فوجیں لے کر تو اس نے اپنی فوجوں سے کہا کہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ تم کو آزمانے والا ہے۔ ایک نہر سے پس جس نے پانی پیا اس کا پس وہ میرا نہیں ہے

Marfat.com

اور جس نے اس کو نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو پانی اپنے ہاتھ سے پھر پی گئے اس کا پانی مگر تھوڑا سا ان میں سے یہ کہہ کر وہ چلے بعد قطع منازل بیاباں کے درمیان فلسطین کے وہ نہر ملی پانی اس کا نہایت صاف شفاف مثل آب حیات کے تھا۔ کچھ لشکریوں نے بوجہ مارے پیاس کے باوجود ممانعت طالوت بادشاہ کے اس نہر سے پانی پی لیا۔ مگر تھوڑے لوگوں نے پانی نہیں پیا اور وہ پیاسے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلا قَلِيْلا مِّنْهُمْ الا يه**

ترجمہ: پس پی گئی قوم پانی اس کا مگر تھوڑے لوگ جنہوں نے ان کی ممانعت نہ سنی انہوں نے زیادہ اور پیاس بڑھائی اور وہ جتنا پانی پیتے اتنی ہی اور پیاس ان پر غالب ہوتی۔ تب ناچار ہو کر طالوت نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پانی پیتے پیتے زبان ان کی باہر نکل پڑی تھی اور ان کے پیٹ پھول گئے پھر وہ اسی حالت میں مر گئے اور جن لوگوں نے موافق حکم طالوت کے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پیا وہ نہایت آرام سے رہے قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ کل آدمی طالوت کے ساتھ اسی ہزار تھے اور اس میں سے تین سو تیرہ جالوت کی لڑائی میں رہے۔ اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بھائی وغیرہ بھی لشکر کے ساتھ تھے راستے میں لشکر کے ساتھ آتے وقت جتنے پتھر ملے وہ کہنے لگے کہ ہم کو بھی اٹھا لے جاؤ اور ہم جالوت کو ماریں گے یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پتھروں کو اٹھا لیا ادھر طالوت کے لشکریوں نے کہا کہ ہم اس جالوت بادشاہ کے مقابلے میں بہت تھوڑے ہیں اور جالوت بادشاہ کا لشکر بہت زیادہ ہے اس لئے ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن ان میں بعض متوکل علی اللہ بھی تھے وہ کہنے لگے کہ اگرچہ ہم تھوڑے ہیں مگر ہمارا خداوند قدوس مددگار و ناصر ہے۔ قولہ تعالیٰ **كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔**

ترجمہ: بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے جب سب جالوت بادشاہ کے مقابلے میں آئے تو کہنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ الا يه۔**

ترجمہ: اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اس کی فوجوں کے بولے یعنی طالوت کے لشکری لوگ اے رب ہمارے ڈال دے ہم میں جتنی مضبوط ہے اور ٹھہرا ہمارے پاؤں

Marfat.com

اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر جالوت نے جب طالوت کے لشکر کی طرف دیکھا اور ان کی دلیری پر متعجب ہوا اور پھر اس کو شرم آئی اس بات سے کہ ہم ایک لاکھ آدمی جری ہیں۔ ان تین سو تیرہ آدمی ضعیف کے ساتھ ہم کو لڑنا کچھ جوانمردی نہیں۔ پھر اس نے طالوت کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جو سپاہی تو لڑنے کو لایا ہے یہ میرے لڑنے کے قابل نہیں بہتر یہ ہے کہ خیال باطن چھوڑ دے اور میری اطاعت قبول کر۔ اور اگر تو یہ نہیں چاہتا ہے تو پھر میرا سامنا کر اور میدان میں آ۔ یہ سن کر طالوت نے حکم کیا اپنے لشکریوں کو کہ تم میں کوئی ایسا ہے کہ جالوت مردود کا سر کاٹ کر جلدی لے آئے۔ اور پھر جالوت مردود کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے آئے ہیں تو یہ مت گمان کر کہ سپاہی میرے قلیل تعداد میں ہیں۔ اور تیرا لشکر اس کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ یاد رکھ خدا میرا بزرگ ہے وہ مجھ کو غالب کر دے گا۔ تجھ پر اور ایسا بہت ہو چکا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے پس ناگاہ ایک لحظہ کے بعد ایک جوان مہیب شکل دیو ہیکل تمام سلاخ پوش گھوڑے پر سوار چوب نیزہ تلوار ہاتھ میں لے کر مخالف لشکر گاہ سے برصف کار زار آ کھڑا ہوا اور ایک ہینگ مثل گدھے کے ماری اور کہا میں جالوت ہوں اور تم سب کو کافی ہوں تم لوگ میرے سامنے آتے جاؤ۔ اس بات کو سن کر طالوت نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس مردود کا سر کاٹ کر لے آئے تو اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دوں گا۔ آخر کسی نے بھی اس کا جواب نہ دیا یہ دیکھ کر طالوت بہت سست ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب جالوت لعین ہم پر حملہ کرے گا اور قوم بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی اس کے مقابلے میں بڑھتا نہیں یہ کہہ کر خود چاہا کہ اس مردود سے جا کر لڑے اس وقت ایک نوجوان نہایت قوی نے اپنے سر پر خود رکھ کر لباس حریر پہن کر ایک چوب ہاتھ میں لے کر طالوت کو آ کر سلام کیا اور کہا کہ تم کچھ اندیشہ مت کرو خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں جالوت سے لڑوں گا اور انشاء اللہ اس کو مار ڈالوں گا۔ طالوت بولا کہ تم کس قوم سے ہو اور تمہارا کیا نام ہے۔ وہ بولے کہ میں اسرائیلی ہوں اور میرا نام داؤد علیہ السلام ہے۔ اور میرے چھ بھائی ہیں آپ کے لشکر میں' اس نے کہا کہ تم نے کبھی اول بھی لڑائی کی ہے۔ وہ بولے اکثر میں سباع اور درندوں سے لڑا ہوں۔ اس وقت دو برادران کے طالوت کے پاس حاضر تھے انہوں نے طالوت، سے کہا اے

Marfat.com

طالوت داؤد علیہ السلام کبھی کسی لشکر سے لڑا نہیں جو کہتا ہے حضور غلط ہے۔ اس نے تو کبھی لڑائی نہیں دیکھی اور وہ جالوت مردود بڑا لڑنے والا ہیکل ہے اور وہ جنگ آزمودہ ہے اس سے یہ کیونکر لڑ سکے گا۔ پس طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک زرہ پہنائی اور وہ زرہ ان کو حضرت شموئیل علیہ السلام نے دی تھی کہ یہ زرہ جس کے بدن پر صحیح آئے گی وہی لڑائی فتح کرے گا اور وہی بادشاہ ہو گا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ طالوت نے خواب دیکھا تھا کہ جس کے بدن میں یہ زرہ موافق آئے گی اسی کے ہاتھ سے جالوت بادشاہ کافر مارا جائے گا۔ بہر صورت وہ زرہ ہر ایک کو پہنا کر دیکھی کسی کے بدن پر موافق نہ آئی اور جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس زرہ کو پہنا تو ان کے بدن میں بالکل ٹھیک آئی اور پھر طالوت نے ان سے کہا کہ تم جاؤ جنگ میں جالوت مردود تمہارے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ پس انہوں نے عہد مؤکد کر کے وہ زرہ پہن کر اور وہ تین پتھر جو لشکر کے ساتھ آتے وقت راہ میں ملے تھے اور جنہوں نے کہا تھا کہ ہم کو بھی اٹھا کر لے جاؤ ہم تمہارے کام آئیں گے اور ہم ان پتھروں میں سے ہیں کہ جن پتھروں کے برسانے سے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کیا تھا۔ لہٰذا ان پتھروں میں سے ہیں کہ جن پتھروں کے برسانے سے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کیا تھا۔ لہٰذا ان پتھروں کو لے کر حضرت داؤد معرکہ جنگ میں جالوت کے سامنے گئے جالوت نے ان سے کہا کہ تو میرے ساتھ کون سے ہتھیار سے لڑے گا۔ وہ بولے میں ان پتھروں سے تیرا سر توڑ کر مار ڈالوں گا یہ سن کر جالوت نے متکبرانہ لہجے میں کہا کہ ان پتھروں سے بادشاہ کے ساتھ لڑنا چاہئے یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ تو میرے نزدیک کتا ہے۔ اور کتے کو پتھر سے مارنا چاہئے۔ جالوت نے کہا تو چلا جا ورنہ ناحق مارا جائے گا اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو نہایت غریب و ضعیف ایک پتھر ہاتھ میں لے کر مجھ سے لڑنے کو آیا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا میں خدا کے حکم سے لڑنے آیا ہوں۔ اسی نے مجھ کو قوت دی ہے تجھ کو اس پتھر سے مار ڈالوں گا یہ کہہ کر پتھر اٹھا کر اس مردود پر پھینک مارا وہ مردود فوراً ہی واصل جہنم ہوا۔

اور دوسری روایت میں بہت تفصیل سے لکھا ہے کہ اس پتھر کو فلاخن میں رکھ کر مارا وہ پتھر جالوت کے سینے پر جا پڑا۔ وہاں اس کو جہنم رسید کر کے وہیں پتھر کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا لشکر کے داہنی طرف جا گرا اور سب کو ہلاک کر دیا اور دوسرا ٹکڑا لشکر کے بیچ میں

Marfat.com

گرا وہ سب درہم برہم ہو کر کوئی کہیں بھاگا اور کوئی جہنم رسید ہوا قولہ تعالیٰ: **فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ**۔ ترجمہ پس شکست دی بنی اسرائیل نے قوم جالوت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور مار ڈالا حضرت داوٗد علیہ السلام نے جالوت کو طالوت نے حضرت داوٗد علیہ السلام سے کہا کہ ماشاء اللہ تمہاری بڑی قوت ہے تم نے اکیلے ہی جالوت کو مار ڈالا اور اس کے لشکر کو بھی شکست دیدی اور میں کیا طاقت رکھتا تھا کہ میں اس کو مار ڈالوں ایک تفسیر میں یوں لکھا ہے۔ کہ حضرت شموئیل علیہ السلام نے حضرت داوٗد علیہ السلام کے باپ کو بلا کر کہا کہ تم اپنے بیٹے کو مجھ کو دکھلاؤ۔ کیونکہ وہ زیادہ قد آور نہ تھے۔ اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے لیکن حضرت شموئیل علیہ السلام نے پھران کو بلایا اور پوچھا کہ تم جالوت کو مارو گے انہوں نے کہا بے شک میں ضرور ماروں گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے بعد وہ جالوت بادشاہ کے سامنے گئے اور وہی تین پتھر انہوں نے اپنے فلاخن میں رکھ کر مارے۔ ادھر جالوت کا سر کھلا تھا۔ اور تمام بدن لوہے کی زرہ میں غرق تھا۔ وہ پتھر اس کے سر پر جا کر لگے اور اس کے پیچھے سے نکل گئے اور بعد فتح لڑائی کے طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داوٗد علیہ السلام سے بیاہ دی اور پھر حضرت داوٗد علیہ السلام بھی بادشاہ ہو گئے اور اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب**

بیان حضرت عزیز علیہ السلام کا

بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ بخت نصر کافر تھا اور مشرق سے مغرب تک اس کی بادشاہت تھی اور اسکی قوم بنی اسرائیل پر غالب ہوئی اور شہر بیت المقدس کو خراب کیا اور بہت کچھ توڑ ڈالا اور بنی اسرائیل کو اس نے کافی تعداد میں مقید کیا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تو وہ کافی مدت کے بعد اس شہر کی طرف گئے تو انہوں نے وہاں جا کر اس شہر کو خراب و ویران دیکھا بہت ہی تعجب و تاسف کیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ یہ شہر پھر کیونکر آباد کرے گا۔ یہ بات وہ اپنے دل میں کہہ رہے تھے کہ اتنے میں خدا کے حکم سے وہیں ان کی قبض ہوئی پھر ایک سو برس بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ اور پھر انہوں نے اس شہر کو آباد دیکھا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا الخ** ترجمہ: یا مانند اس شخص کے کہ گزرا ایک شہر پر سے اور وہ شہر گر پڑا تھا معہ اپنی تمام چھتوں کے وہ بولا کہ

Marfat.com

کیونکر زندہ کرے گا اس شہر کو بعد برباد ہو جانے کے پس مارے رکھا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سو برس پھر جلایا اس کو اللہ تعالیٰ نے پھر کہا کہ تو کتنی دیر سوتا رہا وہ بولا کہ میں ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم خداوند کریم نے فرمایا نہیں بلکہ تو سوتا رہا سو برس اور اب دیکھ کھانا اور پینا کہ وہ نہیں سڑا اور پھر دیکھ اپنے گدھے کو اور میں تجھ کو لوگوں کے واسطے نمونہ بنانا چاہتا ہوں اور پھر دیکھ ہڈیاں کس طرح سے جڑتی ہیں پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں اور جب یہ چیزیں ان پر ظاہر ہوئیں تو وہ کہنے لگے کہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ تمام واقعات کتاب قصص الانبیاء میں مذکور ہیں۔ اور ایک تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ بخت نصر ایک بادشاہ کافر تھا وہ قوم بنی اسرائیل پر غالب آگیا۔ اور اس نے شہر بیت المقدس کو خراب کر دیا۔ اور تمام لوگوں کو قیدی بنا کر پکڑ لیا۔ اس کے بعد حضرت عزیز علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا اور یہ بغرض تبلیغ اس شہر بیت المقدس سے گزرے تو اس کو دیکھا تو اتنا خوبصورت شہر کہ جس کو اس نے بری طرح خراب و برباد کر دیا کہا یہ کیونکر آباد ہو گا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ فوراً ان کی روح اسی جگہ قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور پھر وہ سو برس کے بعد زندہ کئے گئے یہاں تک کہ ان کا کھانا اور پینا بھی ان کے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔ اور جوں کا توں ہی تھا کچھ خراب نہ ہوا تھا اور ان کی سواری کا گدھا مر کر اس کی ہڈیاں بھی ان کے قریب دھری تھیں پھر ان کا گدھا بھی ان کے روبرو خدا کے حکم سے زندہ ہوا۔ اور اسی سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے۔ اور شہر بیت المقدس پھر آباد ہو گیا اور انہوں نے زندہ ہو کر اس شہر کو آباد ہی دیکھا۔ یہ دیکھ کر فوراً سجدے میں گر پڑے اور توبہ استغفار کرتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ**۔ ترجمہ: پھر جب اس پر ظاہر ہوا تو بولے کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کے کام کو کوئی بھی روکنے والا نہیں اور میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ارمیا کی اولاد میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل میں اور پیغمبروں میں برگزیدہ کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

ذِكْرُ رَحْمَتِهٖ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا۔ ترجمہ: یعنی مذکور ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارنا آہستہ یعنی اپنے دل میں ہی دعا کی یا پکارا اکیلے مکان میں چھپ کر اس واسطے کہ وہ بڑھاپے میں بیٹا مانگتے تھے۔ یعنی اگر ان کو بیٹا نہ ملے تو لوگ ہنسیں۔ جب وہ بوڑھے ہوئے فرزند کے واسطے سر اپنا سجدہ میں رکھ کر کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ رَبِّ اِنِّی وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّی وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ الخ۔ ترجمہ: کہا حضرت زکریا علیہ السلام نے اے پروردگار میرے تحقیق ست ہو گئی ہیں ہڈیاں میری اور شعلہ مارا میرے سر نے بڑھاپے سے یعنی بال سر کے سفید ہو گئے ہیں اور تجھ سے شرما کر فرزند مانگ رہا ہوں کہ میں بدنصیب نہ ہوں اور میری موت کے پیچھے لوگ مجھ کو طعنہ دیں اور یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ میری بیوی بانجھ ہے۔ پس اے خدا عنایت فرما مجھے ایک صالح خوبصورت فرزند تاکہ وہ میرا ولی و وارث ہو اور اولاد یعقوب علیہ السلام کا بھی وارث ہو۔ اور وہ فرزند بھی تیرا پسندیدہ ہو اے میرے پروردگار پس حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰزَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ترجمہ: اے زکریا علیہ السلام ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے ایک لڑکے کی کہ نام اس کا یحییٰ ہے۔ نہیں پیدا کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی بھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام بولے اے رب کہاں سے ہو گا مجھ کو لڑکا اور عورت میری بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہوں یہاں تک کہ میرا جسم بھی اکڑ گیا ہے آنے والے فرشتوں نے کہا اے حضرت زکریا علیہ السلام خداوند کریم نے یونہی فرمایا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ یہ چیز مجھ پر بہت ہی آسان ہے کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اس سے پہلے تجھ کو بنایا اور تو کوئی حقیقت نہ تھا۔ یہ سن کر حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا۔ اے میرے رب ٹھہرا دے مجھ کو نشانی۔ کہا رب نے کہ نشانی تیری یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن بات نہ کر سکے گا۔ حالانکہ تو بالکل صحت مند ہو گا۔ اور تیرے جسم کو کوئی بھی گزند نہ پہنچے گا۔ پس زکریا علیہ السلام نے تین رات دن تک لوگوں سے بات چیت نہ کی اور پورے نو مہینے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور چار برس تک حضرت یحییٰ علیہ السلام باہر نکلے اور نہ کسی لڑکے کے ساتھ کھیلے اور ان کی ماں کہا کرتی تھیں اے بیٹا کیوں نہیں باہر لڑکوں میں کھیلتے۔ وہ بولتے اے میری ماں خداوند کریم نے مجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔ اس نے جس

Marfat.com

واسطے مجھے پیدا کیا ہے وہ وہی کام لینا چاہتا ہے۔ یہ بات بار بار کہتے اور پھر رات و دن روتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے عرض کی اے رب میرے میں نے تجھ سے ایک ولی چاہا تھا وہ تو نے مجھے عنایت فرما دیا تاکہ میں خوش رہوں۔ اب گزارش یہ ہے کہ جو فرزند تو نے عنایت فرمایا ہے وہ رات دن روتا ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے مجھ کو چین نہیں پڑتا اور اس وجہ سے غمگین رہتا ہوں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا علیہ السلام مجھ سے تو نے ایک صالح بیٹا چاہا تھا اور میں نے تجھ کو ویسا ہی دیا جیسا تو نے مجھ سے طلب کیا تھا اور تو نے خواہش کی تھی کہ فرزند ایسا ہونا چاہئے کہ وہ میری اطاعت کرے میں ایسے بندے کو پیار کرتا ہوں کہ وہ شب و روز میری محبت میں رویا کرے اور میرے عذاب سے ہر وقت ڈرتا رہے اور میرے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھے یہ سن کر حضرت زکریا علیہ السلام خدا کا شکر بجالائے اور پھر قوم بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت کرتے رہے ایک دن کہنے لگے کہ میرا بیٹا یحییٰ علیہ السلام اگر یہ بات بہشت و دوزخ کی سنے گا تو اور بھی زیادہ روئے گا اور تمام قوم بنی اسرائیل حضرت زکریا علیہ السلام کا وعظ سن رہے تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی وہاں ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے چپکے سے سنتے تھے اور ان سب کو معلوم تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام اس وقت بہشت و دوزخ کا وعظ بیان فرما رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّ جَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمُعِيْنَ لَهَا سَبعَتُه اَبْوَاب۔ لِكُلِ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءً مَّقْتُومٌ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِى جَنَّتٍ وَعُيُونٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ۔

ترجمہ: اور دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا اور اس دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کو ان میں ایک فرقہ بٹ رہا ہے۔ جیسے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ نیک اعمال والوں پر تقسیم کئے ہوئے ہیں۔ شائد بہشت کا ایک دروازہ زیادہ ہے۔ کیونکہ بعضے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جائیں گے اور ان کے پاس کوئی خاص عمل بھی نہ ہو گا اور باقی سات دوازوں سے نیک عمل کرنے والے داخل کئے جائیں گے اور جو پرہیز گار ہوں گے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا کہ اس میں سلامتی سے خاطر جمع سے رہو جب یہ نصیحت و وعظ خوف و رجا کا یحییٰ علیہ السلام نے گوشہ میں بیٹھ کر اپنے باپ سے سنا ایک آہ مار کر اٹھے اور وہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ مسلسل سات

Marfat.com

دن رات پہاڑوں پر روتے اور پھرتے رہے اور ان کی ماں پہاڑوں میں جا کر سات دن تک تلاش کرتی رہیں وہ کہیں بھی ان کو نہ ملے پورے سات دن بعد ایک نوجوان نے خبر دی کہ تمہارا بیٹا تمام دن پہاڑوں میں روتا پھرتا ہے اور شب کو فلانے غار میں جا کر سو جاتا ہے یہ کیا بات ہے۔ یہ بات سنتے ہی ان کی ماں ان پہاڑوں میں جا کر تمام دن اس غار کے پاس بیٹھی رہیں۔ جب شام ہوئی یحییٰ علیہ السلام نے اس غار کے پاس اپنی ماں کو دیکھا' چاہا کہ بھاگیں ان کی ماں رو رو کر کہنے لگیں اے بیٹا ذرا ٹھہر جا مجھ سے بات کر اور اپنا رونا موقوف کر اور مجھے بتاؤ کہ تم کس واسطے روتے ہو۔ مجھ سے کہو تو سہی' وہ بولے اے اما جان میں کیونکر خاموش رہوں مجھے تو دوزخ کی بات یاد پڑتی ہے اور مجھے یہ خوف آتا ہے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ مجھ کو کہاں لیجا کر رکھے۔ میں اسی وحشت میں پڑا ہوں آخر کیا ہو گا۔ بہرصورت ان کی ماں ان کو سمجھا کر پہاڑ سے ان کو اپنے مکان پر لائیں اور یحییٰ علیہ السلام کی اس وقت عمر صرف سات برس کی تھی انہوں نے مسجد میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کی اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور ادھر قوم بنی اسرائیل نے ایک فساد برپا کیا یعنی وہ لوگ بے شر چلنے لگے ہر چند ان کو حضرت زکریا علیہ السلام وعظ و نصیحت کرتے تھے چونکہ ان لوگوں میں شقاوت ازلی تھی اس لئے وہ مردود کچھ نہیں سنتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام کو مارنے کا قصد کیا کرتے تھے اسی وجہ سے حضرت زکریا علیہ السلام نے ان ظالموں سے نکل کر ایک درخت کے پاس جا کر پناہ لے رکھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے درخت کے تنہ کو کھوکھلا کر کے اپنی رہائش اختیار کر لی تھی اور وہ ظالم جو آپ کے دشمن تھے برابر آپ کا تعاقب کرتے رہتے تھے۔ ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام کو جاتے ہوئے دیکھا دشمنوں نے آپ کا تعاقب کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اس درخت کے تنے میں گھس گئے اور مردود آپ کا تعاقب کرتے ہوئے اس درخت کے پاس پہنچے اس کے اردگرد بہت ہی تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر وہ حیرت زدہ ہو گئے اور آپس میں پھر کہنے لگے کہ ابھی ابھی ہم لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو دیکھا تھا وہ کہاں غائب ہو گئے یہ وہ کہہ رہے تھے کہ اتنے میں ان لوگوں کے پاس شیطان مردود آیا اور ان کو بتایا کہ جس کو آپ لوگ تلاش کر رہے ہیں وہ اس درخت کے تنہ میں گھسا ہے اور دیکھو اس کے جانے کا نشان بھی ابھی تک باقی ہے مٹا نہیں ہے یہ سنتے ہی ان ظالم مردودوں نے ایک آرہ بڑا لا کر اس درخت کو سر سے پاؤں تک چیر

Marfat.com

ڈالا اسی اثناء میں جب کہ وہ آرا چلا رہے تھے چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام اندر تھے تو ان کے سر مبارک پر آرہ جالگا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اف کر اٹھے اور فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا اے حضرت زکریا علیہ السلام خدا فرماتا ہے اگر تو اف کرے گا تو صابر پیغمبروں کے دفتر میں تجھ کو داخل نہ کروں گا کیونکہ تو نہیں جانتا کہ خداوند کریم سارے عالم کا پناہ دہندہ ہے اور تو نے کیوں اس درخت سے پناہ حاصل کی اب تو اسی درخت سے پناہ اور مدد مانگ وگرنہ صبر کر اس بلا سے۔ پس زکریا علیہ السلام نے سر پر آرہ لگنے سے اف تک نہ کی اور اپنی جان اسی طرف سے خدا کو سونپ دی اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یہ خبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پہنچی کہ کچھ کافروں نے زکریا علیہ السلام کو اس درخت کے اندر آرے سے چیر ڈالا یہ سن کر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد محترم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک مسجد کے اندر ہی عبادت میں مشغول رہے اور بنی اسرائیل میں ملکہ نام کی ایک عورت تھی اور پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ شوہر ثانی سے اسے کر نکاح دے اور تمام قوم بنی اسرائیل کی اس بات پر متفق تھی اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی ان لوگوں نے بلایا کہ موافق شرع شریف کے اس کے شوہر ثانی سے نکاح پڑھائیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری بیٹی سے تمہارے شوہر کا نکاح درست نہیں ہے۔ اس بات کو سن کر ملکہ عورت نے غصہ ہو کر اپنے شوہر سے یہ بات کہی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اس کام سے منع کرتے ہیں کہ دختر ربیبہ سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ اور وہ شہر کا بادشاہ تھا اس نے یہ سن کر فوراً حکم دیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو باندھ کر میرے پاس لاؤ۔ تب بموجب حکم اس کے کافروں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اسی طرح سے حاضر کیا۔ وہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا اے یحییٰ علیہ السلام اگر تم کہو تو اس شہر کو غارت کر دوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام میری تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں وہ بولے ہاں۔ تب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا: رَضِیْتُ بِقَضَاءَ اللّٰہِ تَعَالٰی ترجمہ: راضی ہوں میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے

Marfat.com

پر۔ بالآخر اس بادشاہ مردود نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مار ڈالا۔ جب سر مبارک بدن سے جدا کیا تو پھر کہا اے بادشاہ اپنی بیوی کی بیٹی سے نکاح درست نہیں فرشتوں نے یہ حال دیکھ کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی یا الٰہی یحییٰ علیہ السلام نے کیا گناہ کیا تھا جو اس طرح مارا گیا۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اے فرشتو! وہ میرا گہرا دوست ہے میں نے اس کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ الٰہی اپنے دوست کو اس طرح مارتے ہیں۔ ندا آئی اے فرشتو! میرے خلق میں مشہور ہے دشمن کو مارنا اور اور دوست کو بچا رکھنا چاہئے تاکہ دشمن سے کسی کو ضرر نہ پہنچے اور دوست سے نفع ہو۔ اور میں تو خدا سارے جہانوں کا ہوں۔ دوست کو مارتا ہوں اور دشمن کو پالتا ہوں تاکہ میری مخلوق کو معلوم ہو کہ نہ دوست سے مجھ کو نفع ہے نہ دشمن سے مجھ کو ضرر۔ جب یحییٰ علیہ السلام نے جان بحق تسلیم کی تب اس ملکہ کافرہ نے اپنی بیٹی کا اپنے شوہر سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ہی اس پر غضب الٰہی نازل ہوا کسی کام کے واسطے وہ اپنی چھت پر گئی تھی ہوا تیز چل رہی تھی چنانچہ ہوا نے اس کو اڑا کر میدان میں پھینک دیا وہاں شیر صحرائی موجود تھا دفعتاً اس کو پکڑ کر پارہ پارہ کیا اور پھر کھا گیا۔ الغرض وہ اس طرح سے واصل جہنم ہوئی۔ اس کے بعد اس کا شوہر بھی چند روز میں معہ اپنی تمام قوم کے غضب الٰہی سے واصل جہنم ہوا اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت شمعون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

روایت ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام بہت بڑے حق پرست زبردست شجاع و بہادر تھے۔ اور یہ بھی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بدن پر بال بہت زیادہ تھے مانند مثال سر کے بالوں کے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قوت بہت زیادہ عطا کی تھی۔ اور ایک شہر کا نام عموزیہ ہے کنارے دریا کے روم کے اس شہر کے بادشاہ کا نام فوطہ تھا۔ وہ بڑا کافر تھا اس نے ایک مکان عالیشان دریا کے کنارے تیار کرایا تھا اور اس مکان کے بڑے بڑے ستون تھے اور وہ اس میں اپنا جشن منایا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام چار مہینے ہر سال اس بادشاہ سے جا کر لڑا کرتے تھے۔ اور اس کافر بادشاہ کا چھ ہزار لشکر تھا۔ حضرت شمعون علیہ السلام سے وہ لشکر بھی لڑا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام چونکہ بڑے جری اور بہادر تھے اس لئے اکیلے ہی اس کافر بادشاہ کے لشکر میں گھس کر ہر مرتبہ تقریباً ایک ہزار فوجی مار آتے تھے اور چار مہینے برابر خلق خدا کی ضیافت بھی بہت کرتے تھے اور خدائے

Marfat.com

تعالیٰ ان کافروں پر ہمیشہ ان کو غالب رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے تمام کافران سے عاجز رہتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی بڑی نیک بخت پارسا تھیں ایک دن کافروں نے آپس میں صلاح کی کہ حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی کو کچھ فریب دیا جائے۔ تب عموزیہ نے فریب کرکے کسی شخص کو مخفی شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے کہا اے بی بی ہم دیکھتے ہیں کہ شمعون تمہاری طرف رغبت نہیں کرتے اور ان کا خیال کسی غیر کی طرف ہے تم اگر ایک کام کرو کہ ان کو کسی طرح سے مار ڈالو تو ہمارا بادشاہ عموزیہ تم سے نکاح کرے گا۔ پھر تم بہت ہی آرام سے رہو گی اور تخت و سلطنت بھی تم کو ملے گا پھر تو تم بادشاہی کرو گی۔ پس عورت ناقص العقل نے دنیا کی طمع سے کہا کہ جو تمہارا بادشاہ حکم کرے گا میں بسرو چشم اس کو بجالاؤں گی۔ تب اس نے ایک رسی اس کو دی کہ جب حضرت شمعون علیہ السلام رات کو سو جائیں تو اس رسی سے باندھ رکھنا اور پھر ہمیں خبر کردینا ہم اسی حالت میں بادشاہ کے پاس لیجائیں گے اور وہیں ان کو مار ڈالیں گے۔ پس مردود کے کہنے سے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی نے اپنے پاس رسی چھپا کر رکھی جب رات ہوگئی اور حضرت شمعون علیہ السلام سو گئے بیوی نے ان کو نیند کے حالت میں باندھنا شروع کردیا۔ اچانک وہ نیند سے بیدا ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں بندھے دیکھے رسی کو توڑ ڈالا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کس نے مجھے باندھا تھا۔ وہ بولی کہ میں نے خود ہی باندھا تھا حضرت شمعون علیہ السلام نے پھر کہا کہ تم نے مجھ کو کیوں باندھا تھا وہ بولی کہ میں تمہارا زور آزماتی تھی کہ تمہارے اندر زور ہے یا نہیں اور میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی دشمن تم سے لڑ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ سن کر حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کوئی دشمن خدا کے فضل سے ہم سے زور میں بڑھ نہیں سکتا۔ پھر چار مہینے کے بعد حضرت شمعون علیہ السلام اس شہر میں جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے گئے اور پھر وہاں سے لڑائی فتح کرکے واپس تشریف لے آئے پھر بادشاہ عموزیہ نے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس لوگوں کو بھیجا وہ بولی میں نے اس کو باندھا تھا لیکن وہ بڑا ہی زور آور ہے اس نے رسی توڑ ڈالی تم لوگ بادشاہ سے جاکر کہو۔

چنانچہ ان لوگوں نے پھر واپس آکر بادشاہ سے کہا۔ پھر بادشاہ نے بہت سا مال و دولت دے کر اور ایک لوہے کی زنجیر حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس بھیج دی کہ اب

Marfat.com

اس کو باندھ رکھنا اور پھر فوراً مجھ کو خبر دینا۔ پس دوسرے دن شمعون علیہ السلام کو ان کی بیوی نے لوہے کی زنجیر سے باندھا جب حضرت شمعون علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں پھر زنجیر میں بندھے دیکھے یہ دیکھتے ہی انہوں نے اپنے پاؤں ہلائے تو وہ زنجیر ٹوٹ گئی پھر اس کی خبر بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ عموزیہ بولا کہ لوہے سے اور کوئی چیز مضبوط نہیں ہے آخر میں اس کے باندھنے کے واسطے کیا بھیجوں۔ اب تو صورت یہی ہے کہ اس سے کہو کہ جس طرح ہو سکے اس کو میرے پاس بھیج دو پھر انہوں نے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی سے جا کر کہا کہ وہ بولی بہت اچھا کچھ تدبیر کروں گی اور پھر آپ کو کہلا بھیجوں گی آپ سب خاطر جمع رکھئے ایک دن شمعون علیہ السلام لڑائی سے واپس گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے ان کی بیوی نے کہا کہ اے صاحب تم کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے اب تم ہم کو یہ بتاؤ کہ ایسی کوئی چیز بھی ہے کہ اس سے تم کو بند کر رکھ سکیں اور تم اس کو باوجود زور آزمائی کے توڑ نہ سکو۔ یہ سن کر حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ اور یہ چیز تم کیوں پوچھتی ہو۔ وہ بولی میں پوچھتی ہوں کہ تم سے کوئی اور زور آور ہے یا نہیں یہ سن کر حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو ایک چیز سے باندھ سکتی ہو یعنی میرے سر کے بالوں سے یا بدن کے بال تراش کر اس کو میں نہیں توڑ سکتا چنانچہ رات کو ان کی بیوی نے بال کاٹ کر اور بال تراش کر رسی بٹ کر دست و پا ان کے مضبوط باندھے انہوں نے نیند سے اٹھ کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ ارے مجھے کس نے اس طرح سے باندھا ہے ان کی بیوی بولی کہ میں نے باندھا ہے اور میں تمہاری قوت آزماتی ہوں کہ کوئی دشمن بھی آپ کو باندھ کر نہیں رکھ سکتا۔ لیکن خدا کی مرضی کو میں نہیں کہتی ہوں۔ حضرت شمعون علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا کہ آؤ میرے بند کھولو' وہ بولی کہ کئی دفعہ میں نے آپ کو باندھا آپ نے اپنی قوت بازو سے کھولا۔ اس دفعہ مجھے کیوں بلاتے ہو۔ اس کے جواب میں حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں ہلوں گا اور زور لگاؤں گا تو میرے تمام بدن کی ہڈیاں درہم برہم ہو جائیں گی۔ پس ان کی بیوی نے جب دریافت کیا کہ بال کے بند توڑنے کی ان کو طاقت نہ رہی پھر بادشاہ عموزیہ کو خبر دی۔ یہ سنتے ہی اس ملعون نے ایک ہزار مرد جنگی شتر سوار بھیجے انہوں نے آکر حضرت شمعون علیہ السلام کے ہاتھ پیر ناک کان کاٹ کر اور ان کی آنکھیں اور زبان نکال کر اور اونٹ پر لاد کر بادشاہ

Marfat.com

کے پاس حاضر کیا۔ اور سب کافر کہنے لگے کہ اب ہم سب شمعون علیہ السلام سے محفوظ ہو گئے۔

جب ان کو بیدست و پا اور زبان کٹی ہوئی اور آنکھیں نکلی ہوئی صرف ان کا دھڑ باقی تھا۔ بادشاہ عموزیہ کے سامنے لیجا کر رکھا تو کوئی شخص ان کافروں میں سے کہنے لگا کہ میرے باپ کو اس نے مار ڈالا ہے اور کسی نے کہا کہ میرے بھائی کو اس نے مارا ہے اور پھر ہر شخص دعویٰ کرنے لگا اور جب دیکھا کہ ابھی دھڑ میں معمولی رمق باقی ہے تو سب کے سب کہنے لگے کہ اس کو کسی شدید عذاب میں ڈال کر بالکل مار ڈالو۔ سب کافروں نے مشورہ کیا کہ اس کو دریا کے کنارے لیجا کر بالاخانے پر سے ان کو دریا میں گرا دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت شمعون علیہ السلام کا دھڑ دریا میں گرایا تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کے حکم سے آئے اور حضرت شمعون علیہ السلام کا دھڑ جو ابھی ہوا پر ہی تھا اٹھالیا اور جو کچھ اعضا ان کے دھڑ سے علیحدہ کر دیئے گئے تھے وہ سب اعضاء خدا کی قدرت کاملہ سے اپنی اپنی جگہ پر آکر نصب ہو گئے پھر جب وہ کٹے ہوئے اعضاء حضرت شمعون علیہ السلام کے ٹھیک ہو گئے تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت شمعون علیہ السلام سے کہا کہ اے شمعون علیہ السلام خدا نے تم کو بہت قوت و طاقت دی ہے خدا کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ اور پھر اس ملعون کے مکان کا ستون پکڑ کر تمام حصار اور مکانوں کی بنیادوں کو اور تمام مکان شہر کے کھود کر معہ تمام کفار کے اٹھا کر اس دریا میں ڈال دیا۔ اور اس طرح کیا کہ کوئی متنفس اور شہر کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ اور پھر خدا کا شکر بجالائے اور اپنے گھر پر جا کر اپنی بیوی کو مار ڈالنے کا قصد کیا خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا تم کو فرماتا ہے کہ اپنی بیوی کو مت مارو اور کوئی اذیت بھی مت دو کیونکہ اس نے نادانی سے بادشاہ عموزیہ کی صلاح سے تم کو باندھ کر اس کے حوالے کیا تھا چونکہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے تم اس کے یہ تقصیر معاف کرو اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرو خدا مالک ہے۔ یہاں تک کہ تو یہ واقعہ قصص الانبیاء میں حضرت شمعون علیہ السلام کا بیان کیا گیا ہے اور بعض تاریخ کی کتابوں میں اور بعض تفسیروں میں جیسے تفسیر مراد یہ اور جامع التواریخ میں شمعون کو نبی کر کے نہیں لکھا ہے بلکہ بلاد عرب میں بنی اسرائیل میں شمعون علیہ السلام نام ایک عابد زاہد پارسا تھا اولا اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا تھا۔ اس کی نیک

Marfat.com

کاری اور نیک نیتی کے سبب ثانیا ایک ہزار مہینے کی عمر اس کو بخشی اور وہ ہزار مہینے تک روزے رکھتے تھے اور شب و روز عبادت کرتے تھے اور کافروں سے جہاد کرتے تھے اور وہ ہروقت نیک کام کرتے تھے جو ثواب کا باعث ہوتے تھے ایک دن ان کی بیوی نے کافروں کی صلاح سے کافرون کے ہاتھوں سے ان کو مروا ڈالا جس کا ذکر تفسیر مرادیہ میں لکھا ہے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور بطشا بنت حنا کے بطن سے تھے وہ بطشا اوریا کی بی بی تھیں بعد شہید ہونے اوریا کے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی کے بطن سے ہیں اور یہ واقعہ جامع التواریخ میں مذکور ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر متمکن ہوئے اور اپنے باپ کی جگہ اور انگشتری سلطنت کی انگلی میں رکھی اور پھر لوگوں سے کہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا الایہ ترجمہ: اور وارث ہوا سلیمان حضرت داؤد علیہ السلام کا یعنی نبی اور بادشاہ ہوا اپنے باپ کی جگہ پر اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگو! سکھلائی گئی ہیں بولیا ہمیں ہر جانور کی دیئے گئے ہیں ہم ہر چیز سے یعنی جو چیز دنیا میں درکار ہے وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو عنایت فرمائی ہیں بیشک بزرگی ظاہر بھی عنایت فرمائی ہے۔ جب سلیمان علیہ السلام کا تخت نکلتا تھا اور ہوا پر چلتا تھا تو تمام پرندے ہوا کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے تخت پر آکر پروں کا سایہ کرتے اور فوج انسانوں کی داہنی طرف اور بائیں طرف ہوتی تھی اور تمام وحوش وطیور چپ و راست پس و پیش گرداگرد حلقہ باندھ کر ان کے ہمراہ چلتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ وَجُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ترجمہ: اور اکٹھے کئے گئے واسطے سلیمان علیہ السلام کے لشکر جنوں اور انسانوں اور جانوروں سے پس وہ مثل کھڑے کئے جاتے ہیں بعض تفسیروں میں یوں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت وہ تھا جس پر سب لشکر چلتا تھا اور ہوا اس کو لے کر چلتی تھی شام سے یمن اور پھر یمن سے شام تقریباً ایک ماہ کی راہ ہے لیکن ہوا اس کی مسافت کو آدھے دن میں طے کر دیتی تھی۔ جیسا کہ حق سبحانہ

Marfat.com

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ الایہ۔
ترجمہ: اور مسخر کیا واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو صبح کی یعنی سیر و مسافت یمن سے شام کی ایک مہینہ کی تھی اور شام کی یمن تک بھی ایک مہینہ کی مسافت تھی' اور بہا دیا ہم نے اس کے واسطے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے بھی لوگ خدمت کرتے تھے اور یہ سب پروردگار کے حکم سے ہوتا تھا قرآن مجید کے ترجمہ کے خلاصے میں لکھا ہے کہ پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اللہ تعالیٰ نے نکال دیا ملک یمن کی طرف اور ان تانبے کو سانچوں میں ڈال کر برتن اور بڑی بڑی دیگیں بناتے تھے اور اس میں لشکر کے موافق کھانا وغیرہ پکتا اور پھر تقسیم کیا جاتا تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحُ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاءً حَيْثُ اَصَابَ۔ ترجمہ: پھر ہم نے تابع کی اس کے ہوا جو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا کہتے ہیں کہ جس جگہ مال دفینہ ہوتا تھا زمین وہاں کی آواز دیتی تھی کہ اے سلیمان علیہ السلام جو کچھ مال مجھ میں سے اٹھا لے جا اور اس کو اپنے کام میں لے لو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو حکم دیا کہ زمین کے دفینے سے موتی و جواہرات دریا کی خشکی سے لاکر جمع کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّ غَوَّاصٍ ترجمہ: اور تابع کئے سلیمان علیہ السلام کے شیطان ہر ایک عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کوئی جن ستاتا ہے آدمیوں کو تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو قید کر کے دریا میں ڈال دیتے تھے۔ یا پھر اس کو زمین میں دفن کر دیتے تھے اور بعض تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جن تو اب تک قید میں ہیں ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پانے لئے مکان نہایت عالیشان نہایت پر تکلف ایسا بنوایا تھا کہ اس کا طول و عرض چھتیس کوس کا تھا۔ اور اس کی اینٹیں سونے چاندی کی تھیں اور اس میں یاقوت و زمرد جڑے تھے اور اس میں تقریباً سات سو کوشک سات سو حرموں کے واسطے اور تین سو کوشک تین سو بیویوں کے واسطے بنوائے تھے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر شب کو اپنی بیویوں اور حرموں کے پاس جاتے تھے اور پھر سب سے جماع کرتے تھے۔ اور دوسری جانب ایک مکان نہایت عالیشان کے ساتھ ایک کوشک بھی بنوایا تھا کہ درازی بھی اس کی تقریباً بارہ کوس کی تھی۔ ایک کوشک پر آپکا تخت جلوس تھا

Marfat.com

اس کا طول تین کوس کا تھا اور سب ہاتھی کے دانت کا تھا اور لعل و فیروزہ اور زمرد اور مروارید سے مرصع کیا تھا اور اس کے گرد اگر سونے کی اینٹیں لگائی گئی تھیں اور اس کے چاروں طرف کونوں پر چاندی کے درخت اور اس درخت کی ڈالیاں سونے کی اور پتے اس کے زمرد سبز کے لگائے تھے اور ہر ایک ڈالی پر ایک طوطی اور طاؤس بنا کر اس کے پیٹ کے اندر مشک وغیرہ بھرا تھا اور خوشے مثل انگور کے تھے اور جو لعل و یاقوت سے بنائے گئے تھے اور نیچے تخت کے داہنے اور بائیں ایک ہزار کرسی ہونے کی لگائی گئی تھیں اس پر آدمی بیٹھتے تھے اور ان کے پیچھے جن و انسان میں سے غلام کھڑے کئے گئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تاج شاہی سر پر رکھ کر جب تخت پر پاؤں رکھتے تو ان کی ہیبت سے تخت اس وقت حرکت میں آجاتا تھا اور طوطی اور طاؤس بھی بحکم خدا اپنے پروں کو پھیلا دیتے تھے اور پھر اس سے بوئے مشک وغیرہ نکلتی تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام اس تخت پر بیٹھ کر توریت پڑھتے تھے اور پھر خدا کی مخلوق پر حکمرانی کرتے تھے اور ہر ایک کی بولی کہ اچھی طرح سے سمجھتے تھے اور تاج شاہی جب سر پر اپنے رکھتے تھے تو تمام پرندے ہوا کے تخت کے اوپر معلق ہو کر ان کے سر پر سایہ کرتے تھے اور جنوں کو حکم فرماتے تھے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق فرش زربفت کا بچھائیں اور اس کے کنارے کنارے نہریں جاری تھیں اور تخت گاہ کے مکان میں کئی محرابیں تھیں اور سب عابد اس میں عبادت کیا کرتے تھے اور ابر کو حکم کرتے تھے کہ پانی بھر بھر کر دیجاویں اور ان کے باورچی خانے میں ہر روز کافی تعداد میں کھانا پکایا جاتا تھا۔ باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے باورچی خانے میں ہر روز کافی تعداد میں کھانا پکایا جاتا تھا۔ باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے باورچی خانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ وہ کھانا تمام لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا تھا اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زنبیل سیتے اور پھر اس کو بیچتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے جس کو پیس کر آٹا بناتے اور پھر اس کی روٹی پکاتے اور ہر شام کو بیت المقدس میں جا کر مسلمان روزہ دار اور درویش غریب کو ساتھ لے کر کھاتے تھے اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے اور ہر وقت خداوند قدوس سے مناجات کرتے رہتے تھے اور کہتے کہ یا الٰہی میں درویشوں کے ساتھ بھی شامل ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بادشاہ بھی ہوں اور پیغمبروں میں پیغمبر بھی ہوں اے میری مالک میں تیری نعمتوں کا کہاں تک شکر ادا کروں اس کی ادائیگی کی مجھ میں طاقت نہیں

Marfat.com

ہے فقط۔

ضیافت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کی

حضرت وہب ابن منبہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشرق و مغرب اور سارے جہان کی سلطنت ملی تو انہوں نے جناب باری میں عرض کی یا الٰہی مجھ کو آرزو ہے کہ ایک دن سارے عالم کی مخلوقات کی جو کہ تیری آفریدہ ہے خشکی و تری میں انسانوں میں اور جنوں میں وحوش و طیور میں یہاں تک کہ چیونٹی و مکھی اور کیڑے اور مکوڑے الغرض جتنے بھی ذی روح ہیں سب کی ضیافت کروں۔ غیب سے ندا آئی اے سلیمان علیہ السلام میں سب کی روزی پہنچاتا ہوں میری موجودات مخلوقات بے انتہا ہے اس لیے سب کو تم نہیں کھلا سکتے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام بولے خداوند تو نے مجھ کو بہت نعمت دی ہے تیری عنایت سے سب کچھ ہے اگر تیرا حکم ہو تو سب کا طعام تیار کروں جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ دریا کے کنارے ایک مکان نہایت عالیشان بنواؤ اور اس کو نہایت کشادہ رکھو تاکہ جس مخلوق کو دعوت دو اس میں آسانی سے آسکے۔ اس مکان کی تیاری میں تقریبا ایک سال اور آٹھ مہینے صرف ہوئے اور مشرق و مغرب سارے جہان سے اس بڑے مکان کے میدان میں کھانے پینے کا سامان و اسباب مہیا کیا۔ اور بہت کثیر تعداد میں دیگیں بڑی لمبی چوڑی اور ایک ایک لگن مثال تالاب کے جنوں نے تیار کی۔ اور یہ واقعات مختلف تواریخ سے لکھے گئے ہیں۔ اور جامع التواریخ میں لکھا ہے کہ دو ہزار سات سو دیگیں پکوائی گئیں تھیں اور ہر ایک بڑی کافی لمبی چوڑی تھی مثل تالاب کے جنوں نے تیار کی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَايَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رَّاسِيٰتٍ

ترجمہ: یعنی بناتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے جو کچھ چاہتا تھا۔ قلعوں سے اور ہتھیاروں سے اور تصویریں اور لگن مانند بالوں کے اور دیگیں ایک جگہ پر دہری رہنے والی ایک حوالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دعوت میں اس وقت بائیس ہزار گائیں ذبح ہوئی تھیں اور باقی اشیاء ضیافت کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے اور یہ جامع التواریخ سے لکھا گیا ہے چنانچہ جب کھانا تیار ہوا جن وانس اور حیوانات سب کو اس بڑے وسیع مکان کے

Marfat.com

میدان میں بٹھایا گیا اور پھر ہوا حکم کیا کہ وہ بساط تخت سلیمان علیہ السلام کا دریا کے اوپر ہوا معلق رکھے تاکہ اس کو ہر متنفس اپنی نظر سے دیکھے من جملہ ان تمام مخلوق کے اس وقت ایک مچھلی نے دریا کے باہر نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ اے حضرت خداوند قدوس نے مجھ کو آپ کی دعوت میں بھیجا ہے اور ہم کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ نے آج تمام مخلوقات کے واسطے کھانا تیار کیا ہے اور میں اس وقت بہت بھوکی ہوں' لہٰذا آپ مجھ کو پہلے کھلا دیجئے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مچھلی سے کہا کہ ذرا صبر کرو اور سب کو آلینے دو ان کے ساتھ جتنا کھانا کھانا چاہو کھالینا۔ خوب آسودہ ہو کر کھانا اچھی طرح کھانا۔ مچھلی بولی کہ حضرت میں تو اتنی دیر نہ ٹھہر سکوں گی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو پھر تم کھانا کھالو= اور تمہارا جتنا جی چاہے کھالو= یہ سنتے ہی مچھلی نے اس میدان میں جو کھانا تیار ہوا تھا وہ سارا کھانا ایک ہی لقمہ میں کھالیا اور کھانا مانگنے لگی اے حضرت سلیمان علیہ السلام مجھ کو تو اور کھانا چاہئے یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی متعجب ہوئے اور اس سے پیٹ بھی نہ بھرا اور پھر تو اور بھی کھانا مانگتی ہے۔ مچھلی نے کہا اے حضرت ہر روز مجھ کو تین لقمے کھانا چاہئے ہوتا ہے اور جو تم نے تیار کیا تھا یہ تو میرا ہی ایک لقمہ ہوا۔ اس کے علاوہ مجھ کو ابھی دو لقمے اور بھی درکار ہیں تب کہیں میرا پیٹ بھرے گا اور میں تو آج آپ کی مہمانی میں بھوکی ہی رہی اگر تم اسی طرح اور لوگوں کو کھانا دے نہ سکو گے تو آپ نے ناحق لوگوں کو بلوایا اور لوگ آپ سے شاکی ہو کر جائیں گے۔ حضرت سلیمان عایہ السلام مچھلی کی یہ باتیں سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔ اور بے ہوش طاری ہو گئی اور کچھ عرصہ کے بعد ان کو ہوش آیا اور اپنا سر سجدے میں رکھ کر درگاہ الٰہی میں مناجات کر کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ الٰہی میں نے بہت ہی قصور کیا اور نادانی کی تیری درگاہ میں' میں اس بات سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرتا ہو۔ بس روزی دینے والا مجھ کو سارے جہان کو تو ہی ہے اور میں نادان و مسکین ہوں اور تو ہی دانا اور توانا ہے ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس دن تمام خلائق جو مدعو تھی بھوکی رہی۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مچھلی وہ تھی کہ ہفت طبق زمین جس کی پشت پر اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں اور اس دن زمین کو اللہ تعالیٰ نے ہوا پر معلق رکھا تھا اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ دریا کی مچھلیاں آکر اس دن سب کھانا کھا گئی تھیں اور اکثر علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دریائی جانور بھیجا تھا اس نے

Marfat.com

ایک لقمہ میں سب کھانا کھالیا تھا کہ قدرت الٰہی اور عجزو توانائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خلائق کو دکھائے

(وَاللہُ اَعْلَمُ بِاصَّوَابِ)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملاقات چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ

ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت شاہی پر بیٹھے ہوا پر جارہے تھے جو تخت جنوں نے بنایا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے اور ان کے ایک ہزار سرکاری ملازمین بھی ان کے ساتھ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے اور ان میں ایک وزیراعظم بھی تھا جس کا نام آصف جاہ تھا۔ وہ سب کے سب جن وانس گرداگرد تخت شاہی کے مؤدب کھڑے تھے اور ہوا پر اڑنے والے پرندے ان کے سر پر اپنے پروں سے سایہ ڈالے ہوئے تھے۔ اس میں فرشتوں کی تسبیح کی آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں آئی اور وہ کہتے تھے اے رب تو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جیسا ملک و حشم دیا ایسا کسی جن و بشر کو نہیں دیا۔ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو! میں نے سلیمان علیہ السلام کو ہفت اقلیم کی بادشاہی عنایت کی ہے اور اس کو نبوت بھی سرفراز کیا ہے لیکن ان کو غرور و تکبر بالکل نہیں ہے۔ اور ان کو ذرا بھی تکبر ہوتا تو میں ان کو ہوا پر لے جاکر زمین پر ڈال دیتا اور پھر ان کو نیست و نابود کر ڈالتا۔ پس یہ کلام حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنا اور پھر خدا کے دربار میں سجدہ بجالائے اور ہوا نے ان کے تخت کو زمین پر لے جاکر رکھا۔ جہاں کہ چیونٹیوں کی بستی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فاماتا ہے:

حَتّٰی اِذَآ اَتَوْعَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَتٌہ الایتہ

ترجمہ: یہاں تک کہ جب پہنچے سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں تاکہ نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان علیہ السلام اور اس کا لشکر اور پھر ان کو خبر بھی نہ ہو۔ پس شاہ مور سے یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام نے سن کر مسکرا کر کہا یہ بھی رعیت پر شفقت اور مہربانی کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِھَا ترجمہ: پس مسکرائے حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی

Marfat.com

کی بات پر پھرانہوں نے شاہ مور کو پکڑ کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر پوچھا کہ اے شاہ مور تم نے اپنے لشکر کو کیوں کہا کہ سلیمان علیہ السلام آتا ہے اپنے اپنے غاروں میں گھس جاؤ تم نے مجھ سے کیا ظلم دیکھا اس بات کو سن کر چیونٹی نے کہا۔ اے نبی اللہ ہم نے آپ اور آپ کے لشکروں سے کچھ ظلم نہیں دیکھا مگر واسطے کہ سہواً آپ کے لشکروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے تلے ہم سب پر آجائیں اور وہ ٹاپیں ہم کو ہلاک کر ڈالیں' یہ کام ہم نے تو حفظ ماتقدم کے واسطے کیا تھا اس واسطے ہم نے یہ بات کہی تھی کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں گھس جائیں اور ہلاک ہونے سے بچ جائیں یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ کیا تم ایسی ہی شفقتیں ان پر ہمیشہ کیا کرتے ہو۔ وہ بولا جی ہاں اے اللہ کے نبی علیہ السلام ان کی خوشی سے میری خوشی ہے اور ان کی غمی سے مجھ کو غم ہوتا ہے اور ان کی غم خواری مجھ پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے مجھ کو ان پر بادشاہ بنایا ہے اگر ایک چیونٹی بھی کسی زمین کے حصے میں مرجائے تو میں اس کو وہاں سے اٹھا کر اس کے مسکن پر پہنچاتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ ہر وقت کتنی چیونٹیاں رہتی ہیں۔ کہا اس نے ہمارے ساتھ تقریباً چالیس ہزار چیونٹیاں رہتی ہیں۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ سلطنت تیری بہتر ہے یا میری۔ اس وقت چیونٹی نے کہا کہ میری بادشاہی بہتر ہے تمہاری بادشاہی سے کیونکر ہوا اٹھاتی ہے تمہارے تخت شاہی کو اور تخت شاہی اٹھاتا ہے تم کو اور تم اس پر بیٹھتے ہو یہ کتنا بڑا تکلف ہے تمہاری بادشاہی میں۔

اس بات کو سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس کر اس چیونٹی سے کہنے لگے کہ تم کس طرح جانتی ہو اور تمہیں یہ بات کس نے بتائی ہے شاہ مور نے کہا اے حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے صرف تم کو عقل عنایت فرمائی ہے اور وہ عقل تم کو ہی نہیں دی ہے یعنی ہم جیسے ناتوان کو بھی عنایت فرمائی ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں چند مسائل آپ سے دریافت کروں۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ پوچھو کیا پوچھنا ہے۔ تب شاہ مور نے کہا تم نے خداوند قدوس سے سوال کیا تھا:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِی وَهَبْ لِیْ مُلْكًالاَّ یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

Marfat.com

ترجمہ: کہا اے پروردگار مغفرت کر میری اور بخش مجھ کو ایسا ملک کہ نہ ملا ہو کسی کو میرے پیچھے تو ہے سب سے زیادہ بخشنے والا۔ تمہارے اس سوال سے حسد کی بو آتی ہے اور پیغمبروں کو یہ حسد نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ان کی شان کے خلاف ہے اور یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ خداوند قدوس سارے جہان کا مالک ہے وہ جسے چاہئے بادشاہی دے اور جسے چاہے نہ دے اور یہ نہ کہنا چاہئے کہ اے پروردگار میرے سوا کسی کو بادشاہی نہ دیجیو اور یہ کہنا پیغمبروں کی شان سے بعید ہے چیونٹی کی یہ باتیں سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام علیہ السلام کچھ خفا ہوئے۔ اسی وقت چیونٹی بولی اے حضرت سلیمان علیہ السلام ٹھیک بات یہ ہے اس سے آپ کو بیزار نہ ہونا چاہئے اور میں پھر آپ سے ایک بات پوچھتی ہوں آپ اس کا جواب دیجئے خدا نے جو انگشتری آپ کو دی ہے اس کا کیا راز ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ اس کا کیا بھید ہے پھر اس نے کہا کہ خدا نے تم کو سلطنت دی ہے قاف سے قاف تک وہ سب ایک نگینہ کی قیمت ہے تاکہ تجھ کو معلوم ہو کہ دنیا کچھ حقیقت نہیں رکھتی اور ہوا کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حکم کے تابع کیا ہے اس میں کیا بھید ہے کیا آپ کو اس کا بھید معلوم ہے یہ بات سن بھی سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اس کا بھید معلوم نہیں ہے اس نے کہا کہ تم آگاہ کیا ہے اس بات سے کہ بعد موت تمہیں دنیا ہوا جیسی معلوم ہوگی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت ہی روئے اور پھر فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ دنیا مثل ہوا کے ہے۔ پھر چیونٹی نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سلیمان علیہ السلام کے کیا معنی ہیں پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میں اس کے معنی بھی نہیں جانتا وہ چیونٹی بولی اس کے معنی یہ ہیں کہ تو دنیا کی زندگی میں اپنا دل مت لگا ہر ساعت موت کے قریب ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا تو بڑی دانا و عقلمند ہے مجھ کو کچھ نصیحت کر اور مجھے کار نیک بتا چیونٹی نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کی ہے اور جہاں کی بادشاہت بھی دی ہے کہ تم رعیتوں کی نگہبانی کرو اور اپنے عدل و انصاف سے رعیت کو شاد رکھو اور ظالم سے مظلوم کی داد لو۔ اور میں تو بے چاری ضعیفہ و مسکین ہوں اپنی رعیتوں کی ہر روز خبر لیتی ہوں اور ان کا بار اٹھاتی ہوں کہ کوئی بھی کسی ظلم نہ کر سکے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے بادشاہ مور سے یہ بات سن کر وہاں سے مراجعت کرنا چاہی۔ شاہ مور نے کہا اے سلیمان علیہ السلام بغیر کچھ کھائے ہوئے آپ کو یہاں سے

Marfat.com

تشریف لے جانا نامناسب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم کو روزی دی ہے اس میں سے آپ کچھ تناول فرماکر جایئے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا بہت اچھا۔ تب شاہ مور نے جاکر ایک ران ٹڈی کی حضرت سلمان علیہ السلام کے واسطے لاکر رکھی۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس کر بولے اے شاہ مور مجھ کو میرے لشکر سمیت ایک ران ٹڈی کی کیا ہوگی' اس نے کہا حضرت اس ایک ران آپ کم نہ سمجھئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے اور اس میں بہت برکت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر کے اس کے ایک ران کو کھاکر آسودہ ہو گئے اور پھر بھی اس میں سے کچھ باقی رہی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ حال دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور پھر سجدے میں گر کر کہا اے پروردگار تیری قدرت بے انتہا ہے اور توہی بیشک عظمت و بزرگی کے لائق ہے۔

فَفِیْ کُلِّ شیئٍ لَهٗ اٰیَتٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کااور خبرلاناہدہد کا بلقیس کے شہر سبا سے

روایت ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے ہوا پر پرواز کر رہے تھے اور تمام جن وانس ان کی بساط پر حاضر تھے اور پرندے سب اپنے اپنے پروں سے ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوتے تھے یکایک حضرت سلیمان علیہ السلام کو گرمی آفتاب معلوم ہوئی جب انہوں نے اوپر کی طرف دیکھا اور بہت عمیق نظر کی تو سب پرندوں کو دیکھا کہ حاضر ہیں مگر ہدہد کو نہ دیکھا اسی وقت آپ نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ:

وَ تَفَقَّدَا یَطْرْ فَقَالَ مَالِیْ لا اَرَی الْهُدْ هُدْاَمْ کَانَ مِنَ الْغَابِئِیْنَ

ترجمہ: اور خبرلی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اڑتے ہوئے جانوروں کی۔ پس کہا کیا ہے مجھ کو کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ہدہد پرندے کو یا وہ مجھ سے وہ غائب، ہوگیا ہے اگر اس نے ایسا کیا ہے تو البتہ عذاب کروں گا میں اس عذاب سخت یا ذبح کروں گا میں اس کو یا پھرلائے گا میرے پاس کوئی دلیل ظاہر۔ پس اسی وقت عقاب کو بھیجا برائے تلاش ہدہد کے عقاب نے

Marfat.com

فورا ہی ہدہد کو لاکر حاضر کر دیا تو تو اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ہدہد سے پوچھا کہ تو کہاں گیا ہوا تھا اس کے جواب مین ہدہد نے کہا کہ ایک خوشخبری لایا ہوں آپ کے واسطے شہر سبا سے قولہ تعالیٰ۔

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَالَمْ تُحِطْ بِهٖ ۔الایتہ۔

ترجمہ: بولا ہدہد میں ایک چیز کی خبر لایاں ہوں۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ سبا ایک قوم تھی اور ان کا ایک وطن سرزمین عرب میں یمن کی طرف تھا۔ اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سبا ایک شہر کا نام ہے۔ بہرحال حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے کہا کہ تو وہاں سے کیا خبر لے کر آیا ہے اور تو وہاں کس طرح گیا اس کو بھی اچھی طرح بیان کر۔ یہ بات سن کر ہدہد نے کہا کہ اے نبی اللہ فلانے وقت جب آپ تخت سے نیچے اترے تھے اسی وقت میں نے ہوا پر اڑ کر دیکھا کہ میرا ہم جنس ایک ہدہد دیوار باغ کے اوپر بیٹھا تھا چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ میں ملک شام سے آیا ہوں اور میرے آقا حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ وہ بولا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کون ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت بادشاہ ہیں جن وانس وحوش وطیور اور جمیع مخلوقات کے اور پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ وہ بولا میں تو اس شہر کا رہنے والا ہوں۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اس شہر کا نام کیا ہے وہ بولا اس شہر کا نام سبا ہے پھر میں نے اس سے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس شہر کا بادشاہ کون ہے۔ وہ بولا کہ اس شہر کا بادشاہ بلقیس نام کی ایک عورت ہے اور وہی اس ملک کی ملکہ ہے اور اس کے تابع بارہ ہزار سردار ہیں اور ہر سردار کے تابع ایک لاکھ سوار ہر وقت رہتے ہیں اور تو میرے ساتھ چل میں تجھ کو وہ سب دکھاتا ہوں۔ تب اس سے میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی ہے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے آیا ہوں کبھی بادشاہ کو پانی کی تلاش ہو تو اس وقت وہ مجھے تلاش کریں گے اور میں اس وقت حاضر نہ ہوں گا تو پھر مجھ کو سخت سزا دیں گے۔ کیونکہ میں پانی کے واسطے مقرر ہوں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بصارت دی تھی کہ جس زمین میں پانی ہوتا یا نہ ہوتا وہ دور دور تک دیکھ کر بتا دیتا تھا اور جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت شاہی جاتا وہاں ہدہد کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور پھر اس کو پانی کے واسطے بھی بھیجتے تھے۔ جہاں وہ

Marfat.com

نشان، دیتا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جنوں کو بھیج کر تالاب و کنواں کھدوا کر وہاں سے پانی منگواتے تھے۔ الغرض اس ہدہد نے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور وہاں چل کر بلقیس دختر نتراحیل کو دیکھو کہ اس کی شان و شوکت کیسی ہے اور اس کے حسن و اخلاق کو دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ گے پھر میں اس کے کہنے سے اس جگہ پر گیا اور شہر سبا میں بلقیس کو دیکھا کہ ایک تخت عظیم ہے کہ طول و عرض اس کا تیس گز ہے اور تمام جواہرات سے مرصع اور چاروں پائے اس کے یاقوت سرخ اور زبرجد اور زمرد اور لعل کے ہیں اس پر وہ بیٹھی ہے اور وہ بے دین ہے اور آفتاب پرست ہے اور اپنا کوئی شوہر بھی نہیں رکھتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تو نے جو کہا مجھ کو ہوا لیکن تو نے کیونکر جانا کہ وہ بے دین ہے؟ اس نے جواب میں کہا۔ قولہ تعالیٰ:

اِنِّی وَجَدْتُ امْرَاَتَہً تَمْلِکُھُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ ۔ الایتہ

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہدہد بولا میں نے پایا اس عورت کو کہ بادشاہی کرتی اپنی قوم کی اور اس کو ہر چیز عنایت کی گئی ہے یعنی مال و اسباب حسن و جمال اور اس کا ایک تخت شاہی بہت بڑا ہے۔ اور میں نے وہاں یہ بھی دیکھا ہے کہ اس کی قوم اس کو سجدہ کرتی ہے اور وہ سب کے سب سورج کو سجدہ کرتے تھے اور اسی کو خدا مانتے تھے اور حقیقی معبود کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اے نبی اللہ کے مجھ کو آپ خلعت عطا فرمائیے تاکہ میرے پاس آپ کا کچھ نشان باقی رہے اور پھر میرے بعد میرے فرزند بھی آپ کو یاد کرتے رہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ہدہد سے کہا قولہ تعالیٰ: سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ترجمہ: کیا ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے۔ یہ سن کر ہدہد بولا اے نبی اللہ آپ سے جھوٹ نہیں کہتا ہوں۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہدہد کے سر پر جو تاج ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دی ہوئی نشانی ہے۔ اور پھر ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا اس سے بہتر خلعت چاہتا ہوں آپ سے کہ جس میں میری اولاد کی بہتری ہو۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کار قصاص کا تجھ اور تیری اولاد کو میں نے دیا اور تو بلقیس کے پاس میرا خط لے جا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اِذْھَبْ بِّکِتٰبِیْ ھٰذَا فَاَلْقِہْ اِلَیْھِمْ ۔ الایتہ۔ ترجمہ: اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہ میرا خط لیجاؤ اور وہ خط لیجا کہ اس طرف ڈال دو۔ اور پھر اس

Marfat.com

کے پاس سے چلے آؤ اور دیکھو وہ کیا جواب دیتی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر سر بمہر سلیمانی کر کے اس ہدہد کے حوالے کیا۔ اور وہ خط ہدہد اپنی چونچ میں لے کر شہر سبا میں بلقیس کے در پر پہنچا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکان سے بلقیس کی مکان تک دس کوس کا فاصلہ تھا۔ اور ہفت در قصر معلی بلقیس کے بند پائے لیکن اس کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اس کے اندر جا کر دیکھا تو بلقیس کو سوتا ہوا پایا اور اس خط کو بلقیس کی چھاتی پر رکھ کر چپکے سے باہر نکل آیا۔ جب بلقیس بیدار ہوئی تو وہ مختوم سر بمہر سلیمانی کو اپنی چھاتی پر پایا اور اس نے اس کے لانے والے کو معلوم نہ کیا اور اپنے دل میں کچھ خوف زدہ سی ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے کار پردازوں کو بلا کر ان سے پوچھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ الخ۔ ترجمہ: اور کہنے لگی بلقیس اے درباریو! مجھے یہ بتاؤ کہ میرے پاس یہ خط کس طرح سے ڈال دیا ہے اور وہ خط بڑی عزت و عظمت کا ہے اور ہے وہ حضرت سلیمان کی طرف سے اور اس خط کو شروع بھی اللہ تعالیٰ کے نام سے کیا گیا ہے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا اور اس میں یہ لکھا ہے کہ تم اپنی سلطنت پر زور مت دکھاؤ اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلی آؤ۔ بلقیس نے یہ خط پا کر اس بڑی تعظیم و تکریم سے پڑھا اور خدا کی مہربانی سے وہ دولت اسلام سے مشرف ہو گی اور تقدیر الٰہی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوئی اور خط کا مضمون دریافت کر کے کہنے لگی اپنے ملازموں سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ: قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ الایتہ۔ ترجمہ: کہا اے دربار والو! اور مجھ کو جواب دو کہ میں اپنے کام میں کوئی کام تم پر مقرر نہیں کرتی۔ جب تک تم حاضر نہ ہو۔ یہ سن کر درباریوں نے جواب دیا۔ قولہ تعالیٰ: قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ الایتہ۔ کہا انہوں نے ہم صاحب قوت اور صاحب جنگ ہیں اور یہ کام تیرے اختیار میں ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے یہ سن کر بلقیس نے کہا۔ کہ مجھ کو تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت دیتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ تم آفتاب پرستی چھوڑ دو۔ اور اسلام میں پورے طریقے سے داخل ہو جاؤ۔ اگر میں ان کی یہ بات نہ مانوں گی تو وہ میری ساری سلطنت کو برباد کر دیں گے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ: قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا۔ الایتہ۔ ترجمہ: کہا بلقیس نے تحقیق بادشاہ جس وقت

Marfat.com

کسی بستی یا ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس بستی کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے سرداروں کو بے عزت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح سے اگر وہ ہمارے ملک میں داخل ہوئے تو پورے ملک کو خراب کریں گے اور پھر بلقیس کہنے لگیں قولہ تعالیٰ:

وَاِنِّیْ مُرْسِلَتُّه اَلَیْهِمْ بِهَدِّیَهٍ۔

ترجمہ تحقیق میں بھیجنے والی ہوں ان کی طرف ہدہد کو پھر میں یہ دیکھتی ہوں کہ آئندہ وہ کس چیز کے ساتھ واپس آتا ہے۔ اور اگر سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو پھر ان کے ساتھ کسی طرح مناسب نہیں ہے چنانچہ میں ہدیہ بھیج کر ان کر آزمائش کرتی ہوں۔ کیونکہ اگر وہ پیغمبر خدا ہوں گے تو وہ ہدیہ نہیں لیں گے اور بغیر اسلام کے وہ کسی طرح سے راضی نہ ہوں گے بلقیس کے وزیر نے کہا اے بلقیس تمہاری جو مرضی میں آئے وہ کرو۔ پس بلیقس نے قسم قسم کے ہدیے اور تحائف حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک ایلچی کے ہاتھ بھیجے حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور ایک ہزار وزیر ان کے چاندی کی کرسیوں پر ان کی ملازمت میں بیٹھے تھے اور جن اور ان کے گرداگرد حضرت سلیمان علیہ السلام کے مؤدب کھڑے تھے اور ہزاروں پرند ہوا کہ ان کے سر پر سایہ دے رہے تھے۔ ہم نے جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر پہنچائی کہ آپ کو بلقیس نے بہت سے ہدیے و تحائف اور سات اینٹیں سونے کی اور چاندی کی اور سات پردے زربفت کے حضور کے پاس بطور ہدیہ تحائف ارسال کئے ہیں۔ یہ چیزیں دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ بادشاہی دروازی کے سامنے میدان کی دیوار سے سونے کی چاندی کی انیٹوں سے جو بنی ہی وہاں سے سات اینٹیں سونے کی اور سات اینٹیں چاندی کی اور سات پردے زربفت کے لے آؤ جب ان قاصدوں نے شاہی میدان کو دیکھا اور دیوار کے قریب آئے تو وہ قاصد یہ شان وشوکت اور حشمت و عظمت کو دیکھ کر بھونچکارہ گئے اور پھر وہ بولے کہ یہ ہم چند طشت سونے کی حضرت سلیمان علیہ السلام کی نذر کیونکر کریں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام درودیوار ان کی شاہی بارگاہ کے میدان سونے وچاندی کے ہیں اور ہماری یہ چودہ اینٹیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ اور جس دیوار سے وہ چودہ اینٹیں سونے وچاندی کی اور سات پردے زربفت کے کھلوا کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے منگوا لئے تھے۔ جب اس جگہ پر بلقیس کے بھیجے ہوئے قاصد وہاں پہنچے تو

Marfat.com

انہوں نے وہ دیکھ کر کہا کہ شائد ہم کو چور ٹھہرا کے پکڑنے کے لیے یہاں سے اینٹیں نکال کر فریب کیا ہے۔ غرض بلقیس کے قاصد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آکر وہ تمام تحفے و تحائف ان کی خدمت میں پیش کردیئے اور پھر شرطیں خدمت کی بجالائے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۔الایتہ۔

ترجمہ پس جب آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس کا قاصد تو اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا مدد دیتے ہو میرے لیے اپنے مال سے پس جو کچھ مجھ کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اور جاؤ تم اپنے اس تحفے سے خوش رہو اور ان کو یہ تحفے واپس کرو پھر تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ اور اب ہم بھیجتے ہیں ان لشکروں کو کہ جن کا وہ سامنا نہ کر سکیں گے۔ اور ہم ان کو اب نکال دیں گے بے عزت کرکے اس شہر سے پس وہ ذلیل ہو جائیں گے۔ یہ خبر لے کر بلقیس سے قاصد فوراً واپس ہو گئے اور وہاں پہنچ کر بلقیس سے کہا کہ وہ صاحب حشمت و عظمت اور نبوت سے سرفراز ہیں۔ یہ سن کر وہ بولی کہ وہ بیشک نبی ہونگے اور ان سے کہو کہ اپنی نبوت کا معجزہ دکھاویں کیونکہ اصل دلیل پیغمبری کی ایک سولونڈی اور غلام سب کو ایک ہی صورت کے لباس پہنا کر اور ٹکڑایا قوت ناسفتہ ڈبیہ میں رکھ کر اور چند مادیاں اسپ کرہ کے ملا کر اور ایک شیشہ خالی واسطے امتحان وامتیاز کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اپنے قاصدوں کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور یہ سب کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچاؤ اور پھر ان سے کہو کہ آپ ان سب غلام اور لونڈیوں میں امتیاز کردیں اور اس یاقوت ناسفتہ کو سفتہ کر دیں بغیر آہن اور الماس کے اور اسپ اور مادیاں کرہ سے جدا کردیں اور یہ شیشہ بھی پانی سے بھر دیں اور نہ وہ پانی آسمانی آسمان سے برسا ہو۔ اور نہ وہ زمین سے نکلا ہو۔ پھر وہاں سے جلد چلے آؤ میرے پاس اس بات کی خبر لے کر چنانچہ قاصدوں نے وہ سب لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہنچا دیا۔ اور وہ شرطیں جو بلقیس نے چلتے وقت کہیں تھیں حضرت سلیمان علیہ السلام سے بیان کر دیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ سیلابی آفتابہ لاکر پہلے لونڈی اور غلام کے ہاتھ دھلا دے۔ لونڈیو جنوں اپنا کف دست دھویا اور وہ لونڈیاں تھیں، اور جنوں نے سر انگشت دھویا وہ سب کے سب غلام تھے۔ اور عورت

Marfat.com

اور مرد میں یہی عادت ہے اور دوسرا اعجاز یہ کہ یاقوت چھیدار نے کو کیڑے کو حکم دیا۔ چنانچہ کیڑے نے فوراً چھیدا۔ تیسرا اعجاز یہ کہ اسپ مادیاں اور کرہ کو پس و پیش بندھوا کر سامنے دانہ گھاس دیا۔ ان میں سے بعضوں نے دانے پر جلدی سے سر بڑھایا اور بعضوں نے پیچھے۔ پس اسی سے حضرت نے دریافت کیا اور فرمایا کہ جن گھوڑوں نے جلدی سے اپنا سر دانے پر بڑھایا سو وہ مادیاں کند ہیں اور جن گھوڑوں نے تاخیر کی کھانے میں وہ تاکند ہیں۔ اس کے بعد حکم کیا کہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاؤ اور ان کے پسینے سے شیشہ بھرا۔ غرض حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سوالات ناشائستہ کو بطریق شائستہ حل کرکے اور اس کے قاصدوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ پس قاصدوں نے بلقیس سے جاکر یہ معجزات اور کرامیتں باشرح بیان کیں۔ بلقیس نے یہ سن کر اپنے ارکان دولت سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جاؤں اور ان کی اطاعت قبول کروں۔ یہ کہہ بلقیس نے اسباب سفر کا تیار کرایا اپنے ساتھ لونڈی و غلام اور بہت سا لشکر بھی اپنے ساتھ لے لیں' اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ معتمد الیہ کے سپرد کر دیں اور پھر اس سے کہا کہ تخت جڑاؤ اور دولت پہ مدار سلطنت ہے اچھی طرح حفاظت سے رکھنا یہ کہہ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جانے کا قصد و عزم کیا۔ چنانچہ ہوا نے جلدی سے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی کہ بلقیس ملکہ شہر سبا سے عنقریب حضور کی خدمت میں حاضر ہونے والی ہیں اور ہوا سے بھی پہلے جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آکر کہا۔ اور کچھ مذمومیت بھی بلقیس کی بیان کی تھی کہ اس کی ساق پر بال بہت ہیں اور وہ کچھ کم عقل بھی ہے کیوں کہ ان کی ماں جنوں سے تعلق رکھتی ہے اور بہ نسبت انسانیں کے جن کم عقل ہوتے ہیں پس جن یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہہ کر بعد میں بہت ڈرے کہ اگر ہماری بات جھوٹ ہوگی تو ہم کو ضرور سزا ملے گی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان باتوں کو آزمائش کرنے کے لیے بلقیس کی آمد کی راہ پر اپنے تخت گاہ کے سامنے حوض بنوا کر اس پر ایک پل شیشے کا تیار کیا۔ اور اس حوض میں مچھلی و مرغابی بھی چھوڑ دیں اور وہ پل ایسا تھا کہ اوپر ظاہر معلوم ہوا اور بلقیس اس کے اوپر سے آئے گی تو یقین ہے کہ پانی ہی کے دھوکے سے پنڈلیوں کے کپڑے اٹھائے گی تو پنڈلیوں کے بال ظاہر ہو جائیں گے' یہی حکمت اس کی آمد پر کی گئی قولہ تعالیٰ۔

Marfat.com

قَالَ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا ۔الایته

ترجمہ: اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اے دربار والو! تم میں کوئی ہے کہ لے آئے میرے پاس تخت بلیقس کا پہلے اس سے کہ وہ آوے میرے پاس مسلمان ہو کر۔ کہا ایک جن نے جنوں میں سے کہ میں لے آؤں گا تمہارے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ تم اٹھو اپنی جگہ سے اور تحقیق میں البتہ اس پر زور آور ہوں اور باامانت اس واسطے کہا کہ اس کے تخت میں جواہر لگے ہوئے تھے نہایت بیش قیمت۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے میں جلدی لاؤں گا بلیقس کے تخت کو۔ مانند ایک پلک کے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ الایته**۔ ترجمہ: کہا اس شخص نے کہ نزدیک اس کے علم تھا یعنی اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا وہ جانتا تھا وہ بولا کہ میں لے آؤں گا تیرے پاس تخت بلیقس کا پہلے اس کے کہ وہ پھر آوے طرف تیرے نظر تیری یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اس سے قبل۔ پھر آصف نے اسم اعظم پڑھتے ہی ایک ہی پل میں تخت بلیقس کا سلیمان علیہ السلام کے پاس لاموجود کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ:

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ روپ بدل کر دکھاؤ اس عورت کو اس کا تخت تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ اس میں سوجھ بوجھ ہے یا نہیں یا ان لوگوں میں اس کا شمار ہے جن کو سوجھ بوجھ نہیں ہوتی۔ اور روپ بدلنا یعنی بلقیس کا تخت جڑاؤ تھا وہ جڑاؤ اکھاڑ دیا گیا اور دوسرے قرینے سے اس کو جڑا گیا۔ کیونکہ اس سے بلقیس کی عقل آزمانی تھی اور پھر اپنا معجزہ بھی دکھانا تھا۔ چنانچہ کارپردازوں نے ایسا ہی کیا۔ غرض جب بلقیس اس حوض کے کنارے پر آئی اور پل شیشے کا تھا جو کہ اعلیٰ قسم کی کاریگری سے تیار کرایا تھا اس پر اس کی نظر پڑی۔ اور اس کو یقین ہوا کہ شائد یہاں پانی ہے تب اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے معلوم کیا کہ اس کی ساق پر کچھ بال نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو بات جن نے آکر کہی تھی وہ جھوٹ بات تھی۔ اور جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی اور پھر اس نے تخت اپنے کو پہچانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا:

Marfat.com

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا اعَرْشُكِ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ الایته

ترجمہ: جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی۔ کسی نے اس کو کہا ایسا ہے تیرا تخت۔ تب اس نے اپنے تخت کے پاس جاکر کہا گویا یہ وہی تخت ہے اور ہم کو معلوم ہوچکا ہے کسی ذریعے سے اور ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس بات سے بھی معلوم ہوا کہ بلقیس عقلمند اور ہوشیار ہے اور کسی نے کہا اس کو عورت کو کہ اندر محل میں چلو پھر جب وہ محل کے اندر گئی تو دیکھا کہ محل ہے پھر وہ بڑی ہی متحیر ہو کر بولی قولہ تعالیٰ: قَالَتْ رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ ترجمہ: کہا بلقیس نے اے میرے پروردگار تحقیق میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور مطیع ہوئی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ واسطے خداوند قدوس کے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ایک تفیسر میں یوں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس میں پتھروں کی جگہ پر شیشے کا فرش تھا۔ اور دیکھنے والے کو دور سے پانی نظر آتا تھا۔ اسی وجہ سے بلقیس نے اپنی پنڈلیاں وہاں کھول دیں اس پانی سے گزرنے کا قصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے کہا کہ یہ تو شیشے کا فرش ہے پانی نہیں ہے اس بات سے عقل کا قصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو جنوں کی زبانی سنا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں بکریوں کی طرح اب معلوم ہوا کہ وہ سچ ہے اور پھر انہوں نے اس کی دوا تجویز کی اور اس کو نورہ کہتے ہیں اور وہ دوا بہت مشکل سے تیار ہوئی تھی۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس کو اپنے نکاح میں لائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں تھیں اور سات حرم تھیں سب پر اس کو شرف دیا۔ اور ایک مکان نہایت عالیشان پر تکلف بنا کر اس میں اس کو رکھا تھا۔ ایک دن بلقیس نے کہا نبی اللہ آپ ہر روز تخت پر بیٹھ کر ہوا پر سیر کرتے ہیں اور تمام عالم کے گرد پھرتے ہیں مجھ کو بھی ایک دن اپنے ساتھ لے چلئے تاکہ میں فلاں جزیرے میں جاکر عجیب و غریب تماشا دیکھوں یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ اس تخت کو اس جزیرے میں جو سات دریا کے جزیرے ہیں پہنچا تب ہوا نے وہاں ان کے حکم سے وہ تخت پہنچا دیا۔ بلقیس وہاں کا سبزہ اور آب رواں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور وہاں کے دریائی گھوڑوں کے بازو پر دیکھے وہ

Marfat.com

سب کے سب سلیمان علیہ السلام دیکھ کر مثال پرندوں کے اڑ گئے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا جنوں کو کہ ان گھوڑوں کو پکڑلاؤ۔ انہوں نے عرض کی اے نبی اللہ ہم گھوڑوں کو نہیں پکڑ سکیں گے مگر ہاں سمندروں کا ایک جن ہے اور وہ آپ سے باغی ہو کر قعر دریا میں چھپ گیا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو ہم اس کو پکڑلائیں اور اس سے جاکر کہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اب تم آجاؤ یہ سنتے ہی وہ ہمارے ساتھ چلا آوے گا تب اس کو پکڑ کر آپ کے حضور میں لے آئیں گے اور پھر اس کے ہاتھ سے وہ گھوڑے پکڑے جائیں گے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ وہ جن حاضر کیا جائے۔ چنانچہ بہت سے جن دریاؤں میں جاکر گرد عالم کے سمندروں میں پکارتے رہے۔ اور یہ آواز دیتے رہے کہ اے جنو اب تم نکل آؤ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے یہ آواز اس جن کے کانوں میں بھی پہنچی وہ اس بات کو سن کر قعر دریا سے خوش ہو کر باہر نکل آیا۔ پس انہوں نے اس سے کہا کہ بھائی اب ہم نے سلیمان علیہ السلام کے عذاب سزا سے نجات پائی اور اب ہم کو چاہیے کہ ہم سب وہاں جاکر اس سلطنت میں دخل کریں اور خوب مزے سے رہیں اور اچھی طرح سے چین و راحت حاصل کریں یہ کہہ کر جب دونوں میں خوب ملاپ ہو گیا تو انہوں نے اچانک اس پر کمند ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کر دیا جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر غضب سے اس کی طرف دیکھا تو اس وقت جن نے مارے خوف کے کہا کہ یا نبی اللہ مجھ کو امان دو اور جان بخشی کرو اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں اور جو کچھ آپ فرمائیں گے اس کو بسر و چشم بجالاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تو اپنی جان بخشی چاہتا ہے تو دیکھ فلانے جزیرے میں دریائی پرند گھوڑے میرے واسطے پکڑلا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اے نبی اللہ بغیر کچھ حیلہ و حکمت کے وہ گھوڑے میرے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو اس وقت کیا چاہتا ہے وہ بولا کہ گھوڑے فلانے چشمے سے پانی پیتے ہیں چند جنوں کو میرے ساتھ دیجئے تاکہ وہ اس چشمے سے پانی نکال ڈالیں اور بجائے پانی کے اس کو شراب سے بھر دیں تب وہ بمنزلہ پانی کے اس کو پئیں گے اور پھر اس کے پینے سے ان کو نشہ ہو گا پھر اسی وقت اس پر کمند ڈال کر پکڑلیں گے اور خدمت میں آپ کی حاضر کریں گے۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو سمندروں پر ان کے ہمراہ کر دیا وہ وہاں جاکر چالیس گھوڑے

Marfat.com

دریائی پکڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے اس وقت عصر کا وقت تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی لطافت اور خوبیان دیکھنے لگے یہاں تک کہ عصر کا وقت رخصت ہونے لگا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب باری تعالیٰ سے عتاب لائے اور کہا کہ اے سلیمان علیہ السلام تو دنیا کے مال و محبت میں ایسا مشغول ہوا کہ نماز عصر جانے پر ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ الفاظ سنتے ہی فورا سجدے میں گر پڑے اور زار زار رونے لگے اور برابر استغفار پڑھنے لگے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّفِنٰتُ الْجِيَادُ فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ الایته

ترجمہ: جس وقت کہ روبرو لائے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے شام کو خاصے گھوڑے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تحقیق میں نے دوست رکھا مال کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا پردے میں پھر کہا لاؤ ان گھوڑوں کو میرے پاس پس شروع کیا ہاتھ پھیرنا پاؤں اور گردن ان گھوڑوں پر ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے آفتاب ٹھہر گیا۔ اس کو ڈوبنے نہ دیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وقت پر نماز عصر کی پڑھ لی تب آفتاب غروب ہوا۔ اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان گھوڑوں کے پر کاٹ ڈالے پھر ان کے پر دوبارہ پیدا نہیں ہوئے اور اسپ تازی انہیں کی نسل سے ہیں۔

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا شہر صیدوں میں جانا اور بادشاہ عنکبود کا مارا جانا

تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلیقس کے قصہ سے فراغت ملی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندون جن سے پوچھا کہ اے سمندون تو نے کسی جزیرے میں کوئی چیز عجیب و غریب دیکھی ہے یہ سن کر وہ بولا کہ اے حضرت میں نے دیکھی ہی دریا مغرب میں ایک جزیرہ ہے اور اس میں ایک شہر عظیم ایسا ہے کہ چاروں طرف اس کی دیوار سنگین ہے اور بلندی اس کی ایک سو گز ہے اور اس کے اندر بارہ برج ہیں اور ہر برج پر ایک علم نصب کیا ہوا ہے اور اس دیوار کے بیچ میں ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک مکان عالیشان ہے جس کی بناوٹ سنگ مرمر کی ہے اور اس پر

Marfat.com

ایک منارہ بلند ہے اور اس مینار سے پر دو شیر سنگین اور عقاب بزرگ مثل آدمی کے سونے سے بنا ہے اور اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اور جب میں نے اس کو شک پر جاکر کر دیکھا چار ہزار حجروں میں لونڈیاں صاحب جمال بیٹھی ہے اور اس کے بیچ ایک عظیم الشان تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک نہایت حسین ماہ لقا اور اس کے ساتھ ایک دختر برج اختر کی بیٹھی ہے اور تقریبا ایک ساعت کے بعد وہ دختر اس تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ چار ہزار لونڈیاں اپنے اپنے حجروں میں داخل ہوئیں اسی وقت میں نے جاکر ایک لونڈی سے معلوم کیا کہ اس شہر کا نام ہے۔ اور ماہ لقا حسین نیک خاتون کون ہے اور اس کے ساتھ جو دختر ہے وہ کون ہے اور وہ علم جو برج پر لکھا ہوا ہے یہ کیوں رکھا ہے اور وہ شیر اور عقاب جو مینار پر بنا رکھے ہیں وہ کون ہیں۔ یہ باتیں سن کر وہ لونڈی مجھ سے بولی کہ کس ملک کے باشندے ہو اور کہاں سے آئے ہو میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں دوسرے ملک سے آیا ہوں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی کہ میں پہلے سے ہی جانتی تھی کہ سوا اس کے ملک کے اور کوئی دوسرا ملک نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر وہ کہنے لگی کہ اس شہر کا نام صیدون ہے اور جو حسین و جمیل ماہ لقا آپ نے دیکھی ہے وہ ہمارے بادشاہ کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ جو دختر ہے وہ بادشاہ زادی ہے اور یہ صورتیں طلسم کی اس واسطے بنائی ہیں کہ جب کوئی دشمن اور غنیم کو دیکھیں گے تو یہ آواز دیں گی پھر اسی وقت ہمارے بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے ملک پر کوئی دشمن یا غنیم آیا ہے تو اسی وقت مکمل تیاری کرکے اس کو مار ڈالیں گے اور وہ جو عقاب ہے یہ تو ہمارا داعی ہے اور جب ہماری عبادت کا وقت ہوتا ہے تو وہ بانگ دیتا ہے تب ہم سب جاکر بادشاہ وقت کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ہماری عبادت کا طریقہ یہی چلا آتا ہے۔

(عِیَاذً بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِكَ)

اور اس کے علاوہ دوسرے حاکم منصف ہیں۔ جب کوئی اسامی اور فریادی دونوں میں کوئی خصومت واقع ہو تو ان دونوں شیروں کے پاس ان کو بادشاہ بھیجتا ہے اور جو ناحق پر ہوتا ہے اس کو یہ دونوں شیر پھاڑ ڈالتے ہیں اور کوئی شخص بھی بے راہ نہیں چلتا۔ اور نہ کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ جناب اس کا یہ ماجرا ہے پس سمندون جن سے شہر کی حقیقت و ماجرا سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکروں کو فرمایا کہ تم لوگ شہر صیدون میں جہاد کو جاؤ اور میں تمہارے ہمراہ چلوں گا۔ یہ سنتے ہی تمام جن لوگ بموجب حکم حضرت سلیمان

Marfat.com

علیہ السلام کے تخت پر آموجود ہوئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا کہ جلدی سے میرا تخت شہر صیدون میں پہنچادے چنانچہ ہوا نے حکم جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت شہر صیدون کے قریب پہنچا دیا۔ جب تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور سے نمایاں ہوا تو وہ طبل و علم حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت بساط دیکھ کر اس مینارے اور برجوں پر سے پکار آواز دینے لگے پھر اہل صیدون کو معلوم ہوا کہ ہم پر کوئی غنیم آتا ہے تب تمام اہل شہر و سپاہ اور تمام لشکر معہ ہتھیاروں کے آراستہ کر کے جنگ کے واسطے اپنے شہر صیدون سے نکلے تو وہ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت مع فوج کے تخت پر بیٹھی ہوئی ہوا پر چلی آتی ہے یہ دیکھ کر صیدون بولے کہ ہم نے آج تک کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا اور نہ کبھی سنا کہ اس کا لشکر سوار ہو کر چلے معلوم ہوتا ہے کہ شائد یہ بادشاہ نہایت بزرگ ہے۔ پس وہ لوگ میدان جنگ میں آکر کھڑے ہو گئے۔ ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے جنوں سے فرمایا کہ پہلے تم جاؤ اور ان کافروں سے لڑو' بمو حکم وہ تمام جن ان کافروں سے لڑنے لگے' مردم جزیرہ جنوں پر غالب آئے۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوسرے جنوں کی جماعت کو ان سے لڑنے کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ وہ جماعت بھی ان سے مغلوب ہو گئی۔ پھر اس کے بعد آدمیوں سے فرمایا کہ اب تم لوگ ان کافروں سے جا کر لڑو بمو حکم جب مردم بسیار ان سے لڑے تو ان کو زیر کیا۔ اور آخر میں ان کا بادشاہ بھی نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے لڑنے کے واسطے میدان میں آیا اور اس بادشاہ کا نام عنکبود تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا ہوا نے ایک مشت خاک اس پلید کی آنکھوں میں ڈال دی تو وہ اندھا ہو گیا اور فورا غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور اس کے شیر نے اس پلید کا سر کاٹ کر کھالیا۔ اور بعض نے کہا ہے ٹڈی آکر اس پلید کی آنکھیں کھا گئی تھی۔ اس طرح وہ پلید جہنم واصل ہوا۔ اور باقی کافروں کو لشکر سلیمان علیہ السلام نے مار کر دریا میں بہا دیا اور شاہ عنکبود کی بیٹی کہ وہ نہایت حسین و جمیل تھی اس کو اپنے ساتھ حضرت سلیمان اپنے تخت پر اٹھا کر شہر کو ویران کر کے چلے آئے۔ میں اس قصہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا مبتلا ہونا رنج میں بعض سہواً تقصیرات کی وجہ سے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے شہر صیدون سے مراجعت فرمائی تو راستے میں آتے وقت اس بادشاہ کی بیٹی سے کہنے لگی کہ اے نیک بخت تو ایمان لے آ اور مسلمان ہو جا۔ اس نے جواب دیا کہ بیشک میں مسلمان ہوں گی۔ لیکن مجھ کو میرے باپ سے ملاقات کراؤ۔ پھر یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے باپ کو تو مار ڈالا گیا ہے۔ اس کو تم کیونکہ دیکھو گی۔ بہرکیف اس دختر کے کہنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے باپ کا سر منگوا کر اس کو دکھایا۔ وہ دختر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ پھر وہ کافی عرصہ کے بعد ہوش میں آئی اور بہت ہی گریہ وزادی کرنے لگی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو بہت پیار کیا اور اس کی ہر سطح پر دلداری کی' پر اس کی خاطر جمع نہ ہوئی۔ آخر الامر وہ دین اسلام سے مشرف ہوئی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کو بہت چاہتے تھے ایک دن ابلیس لعین نے صورت آدم کی بن کر اس دختر سے جاکر کہا کہ اے لڑکی تو بادشاہ زادی ہے کیوں اپنے باپ کی صورت بناکر نہیں پوجتی تاکہ تیرے باپ کی روح تجھ سے خوش رہے جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں تجھ سے خوش تھا۔ اور خبردار یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام سے مت کہنا اس بات کو چھپا کر رکھنا۔ تب وہ دختر اس شیطان سے اپنے باپ کی صورت بناکر گھر میں مخفی پوجتی تھی۔ اور اس طرح وہ اپنا دل شاد رکھتی تھی۔ اس طرح سے چالیس دن گزر گئے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس دختر سے کہا کہ تو ایمان لاکر مسلمان ہو جا پھر میں تجھ سے نکاح کر لوں گا۔ سن کر وہ بولی کہ میں مسلمان ہوں گی اور میں تمہاری زوجیت بھی قبول کروں گی۔ اس شرط پر کہ آپ حکم دیں کہ میں اپنے باپ کی صورت بناکر اپنے سامنے رکھوں اور اس صورت پرستی سے اپنے باپ دل خوش کروں اور میں غم مہجور بھول جاؤں۔ پس اس زمانے میں صورت بنانا شرع ممنوع نہ تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بیبیوں سے زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو تصویر بنانے کی اجازت دے دی پھر وہ مخفی طور پر اپنے باپ کی تصویر کو پوجتی تھی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی وجہ سے چند روز بلا میں مبتلا رہے اور شاہی تخت اور حکومت س معزدل رہے اور بعض نے یوں بھی روایت کی ہے کہ دختر عنکبود نے کہا اور

Marfat.com

ٹڈی کا قربانی کرنا ثواب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ٹڈی میں گوشت نہیں ہوتا لہٰذا اس کو ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہے تم اونٹ خدا کی راہ میں قربان کرو تو اس میں ثواب ہے۔ وہ بولی نہیں میں تو ٹڈی ہی ذبح کروں گی اور ٹڈی سے اس کی غرض یہ تھی کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام شہر صیدون میں جاکر اس کے باپ سے لڑے تھے تو اس وقت ٹڈی نے ہی آکر اس کے باپ کی آنکھیں کھائی تھیں۔ اور وہی بعض اس کے دل میں تھا۔ تاکہ اس سے وہ اپنے باپ کا انتقام لے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ بات یاد نہ تھی سہوا فرمایا کہ اچھا تم منگوا کر اسکو ذبح کرو تب اس نے ایک ٹڈی کو منگوایا اور عداوتا اس کو ذبح کیا۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیوی نے یہ دو گناہ کیے تھے کہ اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں پوجتی تھی۔

اور دوسرے یہ کہ ٹڈی کو بے گناہ ذبح کیا تھا۔ ان دونوں کے سبب حضرت سلیمان علیہ السلام چند روز بلا میں مبتلا ہوئے۔ پس اے مومنو! یہ بات متحقق ہے کہ جن نیک مرد کے گھر میں بد عورت ہو اور اپنے شوہر سے چھپا کر گناہ کے کام کرے خواہ وہ علانیہ خواہ مخفی تو ملازم اور واجب ہے کہ عورت کے گناہ کے باعث اس کے شوہر پر آفت نازل ہوگی اور اس کا خاندان بھی ویران ہوگا جیسا کہ استاد شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

زن بد در سرے مرد نیکو
ہم دریں عالم است دوزخ او

اور اللہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ فَتَنَا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ۔

ترجمہ: تحقیق آزمایا ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور ڈال دیا ہم نے اوپر کرسی اس کی کے ایک دھڑ پھر اس نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف' پس معاملہ یوں تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب استنجے کو جاتے تو خاتم اپنے ہاتھ کی نکال کر ایک خادمہ حرم کے حوالے کر جاتے تھے۔ کیونکہ اس انگوٹھی پر اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا تھا۔ اس لیے وہ اس استنجے کے وقت اپنے ساتھ نہیں رکھتے تھے۔ ایک دن مرضی الٰہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ جنوں میں سے ایک جن نام اس کا صخرہ تھا اس نے صورت و شکل حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنا کر

Marfat.com

اس خادمہ عینیہ سے جاکر انگوٹھی لے کر اپنی انگلی میں پہن کر تخت پر جا بیٹھا۔ اور جن سب اپنے اپنے عہدہ فائز تھے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملازمت میں کھڑے رہتے تھے۔ ویسے ہی اس کے سامنے بھی۔ سب آکر حاضر ہوئے اور اسی طرح سے پرندوں نے بھی آکر اپنے اپنے پروں سے سایہ کیا اور وہ صنخرہ حکم واحکام جاری کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے استنجے سے فراغت پاکر اس خادمہ عینیہ سے اپنی انگشتری طلب کی وہ بولی کہ انگشتری تو حضرت سلیمان علیہ السلام لے گئے ہیں اور تم کون ہو۔ جو مجھ سے انگشتری طلب کرتے ہو۔ یہ سن کر حضرت نے جواب دیا کہ میں سلیمان علیہ السلام ہوں تم نے انگوٹھی کس کو دے دی وہ بہت زیادہ حیران وپریشان ہوئی۔ اس نے ہر چند حضرت سے عرض کی لیکن وہ یقین نہ کرتے تھے پھر بذات خود حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت کے قریب گئے تو وہاں جاکر دیکھتے ہیں وہی صنخرہ جن تخت پر بیٹھا ہے اور انگوٹھی بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس کے سامنے تمام جن وانس دربار عام میں باادب کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں سلیمان ابن داؤد علیہما السلام ہوں۔ لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور دیوانہ جان کر چوابدار نے وہاں سے نکال دیا۔ اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گردش آنے کا سبب یہ تھا کہ ان کی بے شمار بیبیاں تھیں ایک دن انہوں نے یوں ارادہ کیا کہ آج کی شب میں تمام بیبیوں کے پاس جاکر جماع کروں اور ایک بی بی ایک بیٹا جنے گی تو میرے بیٹوں کی تعداد بہت ہو جائے گی اور پھر جب وہ سب کے سب جوان ہو جائیں گے تو ہم سب کو لے کر جہاد فی سبیل اللہ کریں گے لیکن یہ ارادہ کرتے وقت انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ اور پھر بمو جب ارادہ انہوں نے اپنی بیبیوں سے اسی شب جماع کیا لیکن خدا کی مرضی سے کسی بیوی کو کوئی حمل نہیں ہوا۔ ہاں ایک بیوی کے پیٹ میں سے آدھے دھڑ کا بچہ پیدا ہوا۔ یہ حال دیکھ کر پھر وہ انشاء اللہ نہ کہنے کے سبب سے بہت نادم ہوئے اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ایک آنکھ اور ایک ہاتھ اور ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا لڑکا پیدا ہوا۔ القصہ جب ان جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ پہچانا اور کچھ تعظیم و تکریم بھی نہ کی اور اس تخت گاہ سے باہر نکال دیا۔

پس وہاں سے نکل کر بیت المقدس میں جاکر تین دن سے سجدہ میں پڑے روتے

Marfat.com

رہے۔ پھر بے طاقتی سے مارے بھوک کے مسجد سے نکل کر کسی بنی اسرائیل کے گھر جاکر کھانے کو مانگا لیکن کسی نے بھی ان پر کچھ پر التفات نہ کیا۔ پھر نوکری کی خواہش ظاہر کی لیکن کسی نے بھی نوکر نہ رکھا۔ پھر یہاں سے بھی بھوکے پیاسے نکل کر دریا پر گئے مچھلی والوں کو مچھلیاں شکار کرتے ہوئے دیکھا ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ مجھ کو نوکر رکھ لو اور ہم تمہارا کام کریں تب ماہی گیر نے ان کو دو مچھلیاں دینی ہر روز مقرر کیں اور نوکر رکھ لیا آخر تمام دن گزرا رات کے وقت دو مچھلیاں پکڑی گئیں یہی دو مچھلیاں مزدوری میں ان کو ملیں ان میں سے ایک مچھلی بازار میں بیچ کر روٹی مول لی اور دوسری مچھلی تل کر روٹی کے ساتھ کھائی اور پھر شکر خدا بجالائے۔ اس طرح پر دہ چالیس روز تک اپنی روزی پیدا کرکے کچھ آپ کھاتے اور جو باقی بچتی وہ محتاجوں کو دیتے اور پھر تمام رات عبادت میں مشغول رہتے اور توبہ استغفار کرتے اور چالیس دن صنخرہ جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بیٹھ کر بادشاہی کی مگر آدمی اور جن کو اس کے طور طریقہ سے کچھ معلوم ہوا کہ یہ جن ہے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کر رہا ہے اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر اعظم بڑا عقلمند و ہوشیار تھا۔ جس دن سے وہ تخت پر بیٹھا اور اپنا حکم جاری کرنے لگا۔ اسی دن سے وہ آصف جن اس بات کا متلاشی اور متردد ہوا کہ آج چالیس دن سے یہ شخص تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتا ہے کون ہے اور یہ تو یقین ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں۔ بالآخر آصف جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے جاکر پوچھا کہ آج حضرت سلیمان علیہ السلام کہاں ہیں کیا تمہارے پاس تشریف لاتے ہیں یا نہیں وہ عینیہ خادمہ کہ جس کے ہاتھ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کام لیتے تھے وہ بولی کہ آج چالیس دن ہوئے ہیں ہم لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہیں دیکھتے ہیں اور نہ ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں۔ اور اپنی خاتم بھی مجھ کو نہیں دیتے شاید اور کہیں تشریف لے گئے ہوں گے یا نوع دیگر ہوا ہو گا۔ پس آصف جن نے یہ سن کر عینیہ سے کہا بہت اچھا میں ابھی معلوم کرلیتا ہوں۔ اسی وقت اس نے چالیس آدمی توریت خواں کو بلا کر تخت گاہ میں لے جاکر توریت سب کے ہاتھ میں پڑھنے کے لیے دی جب وہ لوگ توریت پڑھنے لگے تب وہ صنخرہ جن جو تخت پر بیٹھا تھا۔ یہ کلام الٰہی سن کر تخت پر نہ ٹھہر سکا آخر وہاں سے الگ ہو کر اس تخت سے ایک کنارے پر جا بیٹھا پھر وہاں بھی نہ ٹھہر سکا وہ وہاں سے بھی بھاگا اور وہ خاتم حضرت سلیمان علیہ السلام کی دریا کے کنارے سو رہے تھے

Marfat.com

اچانک ایک سانپ آیا اور ایک سبز پتا اپنے منہ میں لے کر ان پر ہوا کر رہا تھا۔ ایک مچھیرے کی بیٹی تھی اور وہ صاحب جمال تھی۔ ہر روز اپنے باپ کا کھانا دریا کے کنارے لایا کرتی تھی اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دریا کے کنارے سوتا دیکھا اور وہ دیکھ رک حیران ہوئی کہ ایک آدمی سوتا ہے اور ایک سانپ ان پر ہوا کر رہا ہے وہ دختر دراصل بالغہ تھی یہ حال دیکھ کر اسنے اپنے باپ سے جاکر کہا کہ اے ابا جان مجھ کو تم اس شخص سے بیاہ دو تو بہت بہتر ہو گا اور میں اس کے سوا اور کسی دوسرے سے بیاہ نہ کروں گی۔ تب وہ ماہی گیر اپنی بیٹی کو لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنی بیٹی سے تم کو بیاہ دوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی میں تو تمہارا نوکر ہوں اور میں نوکری کر کے پیٹ پالتا ہوں اور مجھ کو روزہ مرہ دو مچھلیاں اجرت حضور سے ملتی ہیں انہیں کو کھاتا ہوں بتائیے کہ میں آپ کی بیٹی کی خوراک اور مہر کہاں سے دوں گا۔ یہ سن کر وہ بولا کہ میری بیٹی آپ سے مہر نہیں چاہتی ہے اور کھانے کو میں دیتا رہوں گا یعنی کھانا میرے ذمے ہے۔

بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات اس کی قبول کرلی اور اس کے ساتھ اس کے مکان پر جاکر اس کی بیٹی سی بیاہ کر لیا۔ پھر توبہ استغفار کر کے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے فی الجملہ اس صخرہ جن نے جو انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی دریا میں ڈال کر بھاگا تھا اس نگشتری کو ایک مچھلی نگل گئی تھی اور تمام مچھلیاں دریا کی اس انگوٹھی کی سبب سے اس مچھلی کی مطیع و فرمانبردار ہو رہی تھیں۔ دوسرے دن سب ماہی گیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو لے کر اس دریا میں جہاں انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی صخرہ جن نے ڈالی تھی وہاں مچھلی کے شکار کو گئے۔ خدا کے حکم سے وہ مچھلی کہ جس نے انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی نگلی تھی وہ جال میں پکڑی گئی۔ پس مچھیرے نے اس مچھلی کو اور دو اور مچھلیوں کو لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اجرت دی۔ پس حضرت سلیمان نے ان تینوں کو لے کر ان میں سے دو مچھلیوں کو بیچ ڈالا اور ایک مچھلی اپنی بیوی کے حوالے کی اور اس کو ذبح کر کے صاف کرو۔ جب ان کی بیوی نے مچھلی کا پیٹ چیرا تو وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس کے شکم سے نکل پڑی اس کی روشنی سے سب گھر میں اجالا ہو گیا۔ مچھیرے کی بیٹی یہ عجوبہ دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی پہچان کر

Marfat.com

اپنے ہاتھ میں پہن لی۔ اور مرغان ہوا آکر سر پر سایہ فگن ہوئے اور جن و انسان جمیع خلق ان کی ملازمت میں بدستور سابق آکر حاضر ہوئی۔ اور ہوا نے شاہی تخت لاکر موجود کر دیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیوی ماہی گیر کی بیٹی سے کہا کہ میں سلیمان ابن داؤد ہوں اور تمام احوال اپنا اول سے آخر تک بیان کیا اور اس وقت ہوا کو حکم کیا تب ہوا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت سمیت اپنے مکان خاص پر پہنچا دیا اور جتنے ملازمان تھے سب نے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے دربار عام میں حاضری دی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے انے محل میں جاکر اس صیدونیہ عنکبود لعین کی بیٹی کو کہ جس کو شہر صیدون سے لاکر اپنے نکاح میں لائے تھے وہ اپنے باپ کی صورت بناکر گھر میں مخفی پوجتی تھی اس واسطے اس کو اور اس کے ساتھ چار ہزار لونڈیوں کو مروا دیا جو کتابیں جادوگری کی تھیں جو بروز ہزیمت عنکبود لعین کے صنخرہ جن اس شہر صیدون سے لوٹ کر لایا تھا۔ اور اس جادو کے سبب سے اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاتم ان کی خادمہ یمینیہ سے لے کر چالیس دن تک سلطنت کی تھی اور حضرت کو دکھ میں ڈالا تھا اس کتاب کو بھی پارہ پارہ کرکے ڈال دیا۔ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہندوستان میں بھی پہنچا تھا اس سے لوگ اب تک جادوگری کرتے ہیں۔ بعد اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے صنخرہ جن کو طلب کیا لیکن ان کو نہ پایا اور تمام جنوں کو حکم کیا ان لوگوں نے اپنی بھرپور کوشش کی۔ لیکن معلوم نہ کرسکے۔ بہت کوشش کے بعد معلوم ہوا پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آکر کہا کہ اے نبی اللہ صنخرہ جن آپ کے خوف سے بیچ سمندر کے جاکر چھپ گیا ہے اور بغیر کچھ حیلہ کیے اس کو پکڑ کر آپ کے پاس نہیں لاسکتے اگر آپ کا حکم ہو تو ہم لوگ کچھ جھوٹ بناکر اس سے جاکہیں تو ممکن ہے کہ ہم لوگ اس کو پکڑ کر آپ کے حضور میں لاسکیں یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا جاؤ۔ تب جن سمندر کے بیچ میں پکارتے رہے کہ اے صنخرہ تو کہاں ہے اب نکل آ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مرگئے ہیں اور وہ یہ سن کر سمندر کے بیچ میں سے نکل آیا۔ پھر اس کو جنوں نے گرفتار کرکے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کیا۔ چالیس دن تک حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو عذاب و قید میں رکھا اور بعد میں اس کے وہ شکنجے میں پتھر کے ڈال رکھا۔ کہتے ہیں کہ اب تک وہ شکنجے میں پڑا ہے اور قیامت تک اسی شکنجے میں پڑا رہے گا۔

Marfat.com

پس اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی برس تک حکومت کی اور بیت المقدس جو حضرت داؤد علیہ السلام نے بنایا تھا اس کو اور بھی بڑا کرکے بنوایا پھر جنوں کو حکم کیا کہ اس کی دیواریں سنگ سفید کی بناؤ کیونکہ وہ خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ تب بمو جب ارشاد ان کے جنوں نے ویسا ہی کیا اور ستون بھی اس کے چالیس گز لمبے سنگ مرمر سے بنائے اور کواڑ دوازوں کے آب نوس کے لگائے اور ایک دروازے کا نام باب داؤد علیہ السلام' اور دوسرے دروازے کا نام طوبی اور تیسرے دروازے کا نام باب رحمت اور چوتھے دروازے کا نام نبی العربی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا اور اس کی چھت ساج کی لکڑی سے بنوائی تھی اور دیوار اس کی سونے سے زراندودہ کی تھیں۔ اور مسجد کے اندر قندیلیں چاندی کی لگائی تھیں اور قندیلوں میں تیل کی جگہ لعل شب چراغ تھا اس کی روشنی کی شعاع جاتی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہی گندھک سرخ کیمیا ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی تھی۔ باتفاق ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام گنبد کے دروازے پر جو شیشے سے بنایا تھا اپنا عصا ٹیکے کھڑے تھے خدا کے حکم سے ملک الموت حاضر خدمت ہوگئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم میری ملاقات کو آئے ہو یا میری روح قبض کرنے کو۔ یہ سن کر ملک الموت نے کہا کہ میں تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا صرف مجھے ذرا پانی پینے کی مہلت دو اس کے جواب میں ملک الموت نے کہا میں خدا نے حکم میں اب کچھ دیر نہیں کر سکتا ہوں اور اب آپ کے واسطے پانی پینے کا حکم خداوندی نہیں ہے۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عصا پر ٹکے کھڑے تھے اسی ہیئت پر ان کی جان قبض کرلی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی طرح ایک برس تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش بے جان عصا کے ٹیکے سے کھڑی تھی اور بعضے روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ دو مہینے تک ان کی موت کی خبر کسی کو نہ ہوئی۔ اور تمام اجنہ اسی طرح سے بیت المقدس کا کام انجام دیتے رہے یہاں تک کہ عصا ان کا گھن کھا گیا۔ اور لاش زمین پر گر پڑی۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے روز بے جان کھڑے تھے۔ اس کے بعد تخت ان کا ہوا پر گیا اور وہ آدمیوں کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ اور تمام جن تاسف کرتے ہوئے چلے گئے۔ اس میں حکمت حکیم علی الاطلاق کی تھی کہ جن اپنی غیب دانی سے فخر کرتے تھے کہ ہم کو غیب کی بات

Marfat.com

معلوم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے ان کو آزمایا۔ اگر وہ غیب کی بات جانتے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی خبران کو معلوم ہوتی اور پھروہ ذلت میں نہ رہتے۔ پس خدا کی مرضی یہی تھی کہ جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے مرنے کی خبرنہ ہو۔ ورنہ وہ سب چلے جاتے اور پھربیت المقدس کی تیاری بھی نہ ہوتی یوں ہی زیر تعمیر مرمت رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتُ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ

ترجمہ: پس جب فیصلہ کیا ہم نے اس پر موت کا تو پھر ہم نے نہ خبر کی اس کی موت کی کسی کو لیکن کھاتا رہا اس کا عصا کیڑا۔ پس جب گر پڑا پھر معلوم ہوا جنوں کو۔ اگر وہ جن خبر رکھتے غیب کی بات تو نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں' اور ایک دوسری روایت میں بھی یوں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے بیت المقدس بنواتے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ موت آپہنچی پھرانہوں نے جنوں کو عمارت کا پورا نقشہ تیار کرکے دیا آپ شیشے کے مکان میں دروازے بند کرکے بندگی میں مشغول ہوئے اور بعد وفات ایک برس تک جن لوگ مسجد بناتے رہے اور جب مسجد پوری ہوچکی تو جس عصا پر حضرت سلیمان علیہ السلام ٹیک لگا کر کھڑے تھے گھن کھانے سے وہ گر پڑا تب سب پر وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کی معلوم ہوئی اور جو جن آدمیوں سے غیب دانی کا دعوی کرتے تھے سب کے سب قائل ہوئے۔ بس اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ)

بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے وقت میں نبی اسرائیل کی قوم میں حنہ نام کی ایک عورت تھی اور وہ بڑی ہی زاہدہ اور متقی تھی اور اس کے شوہر کا نام عمران ابن لاثان تھا۔ اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی اور یہ بھی بذریعہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حنہ عورت سے پہلے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ اور اس کا نام اشیاع تھا۔ اور وہ حضرت زکریا علیہ السلام سے بیاہی تھی' اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حنہ کی بہن سے حضرت زکریا علیہ السلام کا بیاہ ہوا تھا غرض حنہ جب آخری عمر میں حاملہ ہوئی تو وہ بیت المقدس میں جاکر خدا کی بندگی میں مشغول ہوئی اور پھر نذر مانی کہ یارب میرے پیٹ سے جو لڑکا پیدا ہو وہ میں نے تیری نذر کیا تاکہ وہ اس

Marfat.com

بیت المقدس کی خدمت کرے اور ہمیشہ تیری یاد میں لگا رہے۔ اور وہ دنیا کا کام نہ کرے چنانچہ حق تعالیٰ سبحانہ فرماتا ہے اِذْ قَالَتَ امْرَاةُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَكَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرَاً ۔ الخ ترجمہ: جب کہا کہ عمران کی بیوی نے کہ نام اس کا حنہ تھا اے پروردگار میرے تحقیق میں نذر مانی ہے واسطے تیرے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں آزاد کیا ہوا خدمت سے پس یہ مجھ قبول فرما۔ تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔ ایک اور روایت میں یوں آیا ہے کہ اس اس امت میں یہ دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیا کرتے تھے۔ پس عمران کی بیوی کو حمل تھا اس نے نذر مانی اسی حمل کی حالت میں کہ جو لڑکا میں جنوں گی وہ خدا کی نذر ہے۔ چنانچہ بعد نو ماہ کے اس نے لڑکی جنی تو اس کا نام اس نے مریم رکھا۔ اس حنہ عورت کا اس واقعہ سے دل ست ہو گیا یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ بیٹا ہوتا اور بیٹی ہونے سے وہ اپنے دل میں ناخوش ہوئی۔ کہ میری نذر بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس امت میں لڑکی کو نذر اللہ کرنے کا دستور نہ تھا۔ پس اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا قولہ تعالیٰ:

فَلَمَّاوَضَعَتْهَاَ قَالَتْ رَبِّ اِنِّی وَضَعَتُهَااُنْثٰی الایه

ترجمہ: پس جب اس کو جنا تو بولی اے رب میں نے یہ لڑکی جنی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے کہ جو کچھ جنا اور نہیں ہے مرد مانند عورت تحقیق میں نے اس کا نام مریم رضی اللہ عنہا رکھا ہے اور میں اس کو تیری پناہ میں دیتی ہوں اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے بچا۔ پس ندا آئی اے حنہ میں نے قبول کیا مریم کو اگرچہ وہ مرد نہیں اچھی طرح قبول کرنا اور بڑھایا اس کو اچھی طرح سے بڑھانا اور تو اس کو سپرد کر دے زکریا علیہ السلام کے۔ جب مریم رضی اللہ عنہا بی بی سات برس کی ہوئیں تب ان کی ماں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر لوٹایا اور جاروب لے کر بیت المقدس میں حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس گئیں اور ان کو سلام کیا اور پھر کہا اے نبی اللہ کے میں نے نذر کی تھی کہ اگر میرے پیٹ سے لڑکا ہو گا تو میں اس کو مسجد اقصیٰ کی خدمت میں دوں گی۔ جب میں نے لڑکی جنی اور اس کا نام مریم رضی اللہ عنہا رکھا اور اس کو لے کر آپ کی خدمت میں لائی ہوں۔ تاکہ وہ اس مسجد میں رہے اور اس مسجد کی خدمت کرتی رہے۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کے معلیوں سے دریافت کیا کہ اس کی پرورش اور خبرداری کون کرے گا تب وہاں کا ہر شخص کہنے لگا کہ میں

Marfat.com

اس کی خبرداری کرتا رہوں گا آخر میں سب میں نزاع پیدا ہوگیا کسی نے کہا کہ اس کو میرے حوالے کرو اور کسی نے کہا کہ اس کو مجھ کو دو پھر بات اس پر ٹھہری کہ ہر شخص اپنا اپنا قلم آہنی کہ جس سے توریت لکھی جاتی ہے ان قلم کو ایک لگن پانی بھر کر اس میں ڈال دو جس کا قلم پانی کے اوپر رہے گا یعنی پانی میں نہ ڈوبے گا وہ شخص کفیل مریم رضی اللہ عنہا ہو گا چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ۔

ترجمہ: جب قلم ڈالے اپنے کہ کون پالے مریم رضی اللہ عنہا کو خلاصہ یہ ہے کہ مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ماں کا خواب سنا تو پھر ہر ایک چاہنے لگا کہ مریم رضی اللہ عنہا کو پالیں گے۔ آخر فیصلہ اس بات پر ہوا کہ ہر ایک نے ایک طشت میں اپنا قلم پانی میں ڈالا سب کا قلم پانی میں ڈوب گیا لیکن زکریا علیہ السلام کا قلم اوپر ہی تیرنے لگا۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف ان کا پالنا ٹھہرا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَکَفَّلَھَا زَکَرِیَّا۔

ترجمہ: یعنی کفیل ہوئے مریم رضی اللہ عنہا کے حضرت زکریا علیہ السلام اور پھر قلم نے حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا اے نبی اللہ اس لڑکی کو خدا نے آپ ہی کے ذمے کیا پالنے کے واسطے در حقیقت ان کی ماں نے خواب میں دیکھا اگرچہ یہ لڑکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی نذر میں قبول کرلیا۔ اور اس کو مسجد میں لے جاکر رکھو پس مسجد کے بزرگوں نے پہلے کہا تھا کہ لڑکی کو مسجد میں رکھنا درست نہیں۔ لیکن جب اس کا خواب سنا تو اس کو قبول کیا اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زکریا علیہ السلام کی بیوی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی خالہ تھیں۔ چنانچہ وہی اس کو پالنے لگیں۔ ان کے واسطے مسجد میں ایک حجرہ بنوا دیا گیا۔ چنانچہ دن میں مریم رضی اللہ عنہا وہاں عبادت کرتی تھیں اور رات کو حضرت زکریا علیہ السلام ان کو اپنے ساتھ گھر لے جاتے تھے۔ ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو مسجد میں ایک حجرہ کے اندر بند کرکے اپنے گھر چلے گئے۔ چنانچہ جب ان کو یاد آیا تو ایک آہ ماری اور نہایت افسوس کرنے لگے کہ میں نے کیا کام کیا کہ لڑکی کو بے گناہ بھوکا پیاسا کوٹھڑی کے اندر بند کرکے آیا ہوں۔ شاید کہیں مر نہ گئی ہو۔ جلدی سے جاکر مسجد کے حجرہ کا دروازہ کھولا تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ مختلف انواع واقسام طرح

Marfat.com

طرح کا کھانا اور میوے ان کے سامنے دھرے ہیں اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی ہیں۔ جب انہوں نے نماز سے فراغت کی تو حضرت زکریا نے پوچھا اے مریم رضی اللہ عنہا یہ کھانا اور میوے اس بند کمرے میں کہاں سے آئے اور اس کو کون لایا۔ وہ بولیں یہ کھانا اور میوے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور ان کو فرشتے لائے ہیں۔ قولہ تعالیٰ

كُلَّمَادَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ الایہ

ترجمہ: جس وقت آئے حضرت زکریا علیہ السلام مریم رضی اللہ عنہا کے حجرے میں پایا اس کے پاس کچھ کھانا بولے اے مریم رضی اللہ عنہا کہاں سے آیا تجھ کو یہ کھانا بولی مریم رضی اللہ عنہا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا یہ رزق اور وہ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اس واسطے بے حساب کہا یہ کھانا بہشت سے آیا تھا اور نعمت بہشت کی بے حساب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو تین رات دن بہشت کے کھانے سے پرورش کیا اس کے بعد فرشتوں نے کہا:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَتُ يَامَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ

ترجمہ: اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم رضی اللہ عنہا تحقیق اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا تجھ کو سارے جہان کی عورتوں سے اے مریم رضی اللہ عنہا تو بندگی کر اپنے رب کی اور اسی کو سجدہ کیا کر اور اسی کو رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔ چنانچہ یہی خطاب حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر خاص طور پر ہوا تھا۔ چنانچہ میں اسی پر حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے واقعہ کا اکتفا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

بیان تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

روایت ہے کہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عمر چودہ برس کی ہوئی اور غسل حیض کے واسطے نکل کر اس چشمہ میں کہ جس کو عین السلوی کہتے ہیں وہ گئیں اور ان کی بہن اشیاغ زکریا علیہ السلام کی بی بی تھیں ان کے گھر میں غسل حیض کو گئیں۔ یہ ان کا پہلا حیض تھا اور جب انہوں نے غسل حیض سے فراغت کی تو ایک جوان خوبصورت اجنبی اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا یہ در حقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ ترجمہ: پھر بھیجا ہم نے طرف مریم رضی اللہ عنہا کے روح اپنی کو پس صورت پکڑلی واسطے اس کے تندرست آدمی کے جوان

Marfat.com

خوبصورت، حضرت مریم رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر ڈریں اور پھر کہنے لگیں قولہ تعالیٰ: قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ منكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ترجمہ: کہنے لگی مریم رضی اللہ عنہا تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار اور بعض نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فاسق وفاجر تھا اور نام اس کا مشہور و معروف یوسف تھا اور وہ سنار کا کام کرتا تھا۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا شاید یہ وہی شخص ہے اس لیے ڈریں، حالانکہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے کہا قولہ تعالیٰ:

قَالَ اِنَّما اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا○ قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلَامٌ

ترجمہ: کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں اور دے جاؤں گا تجھ کو ایک لڑکا ستھرا پاک۔ پھر حضرت مریم رضی اللہ عنہا بولیں کہ کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا کہ چھوا تک بھی نہیں مجھ کو کسی آدمی نے اور نہ میں کبھی تھی بدکار۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ كَذٰلِكِ الایہ ترجمہ: کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا تیرے رب نے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور ہم اس کو بنائیں گے لوگوں کے لیے نشانی کہ بن باپ کے لڑکا پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کام قطعی ٹھہر چکا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی چھینک جبرائیل علیہ السلام نے خدا کی حکم سے مریم رضی اللہ عنہا کے بیان میں ڈال دی۔ اور ایک روایت میں بھی یوں آیا ہے مریم رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہوا پھونکی تھی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہوا یا چھینک مریم رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں پھونکی اور وہ ان کے رحم تک پہنچی تھی تو آواز آئی کہ خدا واحد مطلق ہے۔ اور میں اس کا بندہ ہوں اس کے بعد حضرت مریم رضی اللہ عنہا مسجد اقصیٰ میں جاکر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئیں اور اس حقیقت کو انہوں کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر عبادت الٰہی کرتی رہیں اور رات و دن روتی تھیں اور زبان حال سے کہتی تھیں کہ یا رب جو حادثہ مجھ پر ہوا ہے ایسا کسی پر نہ ہو کیونکہ میں بے گناہ لوگوں میں رسوا ہوئی ہوں میرے ماں باپ بھی میرے واسطے خلق میں رسوا ہوئے۔ پس بعد چند روز کے یہ راز قوم بنی اسرائیل میں ظاہر ہوا کہ مریم

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کنواری باکرہ حمل سے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی یہودی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو تہمت دینے لگے اور نصیحت و ملامت کرنے لگے کہ اے مریم رضی اللہ عنہا یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے کیا تو نے بدکام کیا ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس کا کچھ جواب نہ دیتی تھیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو رہتی تھیں۔ جب حمل نو مہینے کا ہوا اور مریم رضی اللہ عنہا قریب جننے کے ہوئیں تو بحسب الہام الٰہی بیت المقدس سے چپکے سے نکل کر ایک میدان کی طرف گئیں۔ وہاں پر ایک درخت خشک خرما کا تھا اسی کے نیچے جا بیٹھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ترجمہ: پس لے آیا اس کو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں۔ مریم رضی اللہ عنہا بولی کسی طرح میں مر چکی ہوتی اس سے پہلے اور ہو جاتی میں بھولی بسرائی خلق کے دل سے تو یہ حال مجھ پر نہ گزرتا۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص مریم رضی اللہ عنہا کے حمل سے واقف ہوا وہ یوسف سنار تھا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی خالہ کا بھائی تھا۔ اس نے مریم رضی اللہ عنہا سے کہا اے مریم رضی اللہ عنہا تیری پارسائی اور زہد میں مجھ کو شبہ ہے اور یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے۔ تب مریم رضی اللہ عنہا صادقہ نے اس سے ساری حقیقت اپنے حمل کی بیان کی اور جب وقت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا حسب الہام الٰہی مریم رضی اللہ عنہا نے یوسف مذکور کو لے کر بیت المقدس سے نکل کر وہاں سے تقریباً چھ کوس بیت اللحم ایک قریہ ہے وہاں پہنچتے ہی درد زہ سے بے قرار ہو گئیں۔ تب وہ ایک درخت کھجور کی جڑ میں پشت لگا کر بیٹھ گئیں وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور درخت خرما فوراً خدا کی مہر سے تر و تازہ ہو گیا اس میں کھجوریں لگیں اور اس کے نیچے ایک چشمہ جاری ہوا۔ اتنے میں فرشتوں اور جنت کی حوروں نے بہشت سے آکر رفع حاجت ان کی کی۔ آب حوض کوثر سے لاکر سر و تن عیسیٰ علیہ السلام کا دھلایا۔ اور ایک پیراہن بہشت کا پہنا کر ان کی گود میں دیا۔ یہ واقعہ جامع التواریخ سے نقل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ ترجمہ: اور اے مریم رضی اللہ عنہا تو اپنی طرف کھجور کی شاخ کو ہلا تاکہ اس گریں تجھ پر کھجوریں اور اب کھاؤ اور پیو اور اپنی آنکھ کو مسیح علیہ السلام کی طرف رکھ۔ پس مریم رضی اللہ عنہا نے جب درخت خرمے کی طرف نظر کی تو انہوں نے اس پر تازہ خرما دیکھا۔ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی اے رب جس وقت

Marfat.com

حضرت زکریا علیہ السلام نے بھولے سے تین دن تک بیت المقدس میں حجرے کے اندر مجھ کو بند کر کے رکھا تھا۔ اس وقت بھی تو نے بے رنج و محنت مجھ کو روزی پہنچائی اور اس وقت حکم ہوا درخت سے کھجور اتار کر کھانے کو اے رب اس وقت بھی اپنی عنایت و مہربانی سے بے رنج و محنت روزی دی۔ تب جل و علیٰ سے یہ خطاب آیا اے مریم رضی اللہ عنہا اس وقت سوائے میرے اور کسی دوست نہ رکھتی تھی۔ اور اب تیرا دل تیرے فرزند کی طرف مائل ہوا ہے اب تجھ کو لازم ہے کہ تو اپنی محنت اور کسب سے کھا اور پی اور اپنے فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ اور تو بیت المقدس کی طرف چلی جا اور اپنی جگہ پر رہائش اختیار کر اور کسی سے مت بول۔ جب تجھ سے کوئی آدمی پوچھے تو یہ کہ۔ قولہ تعالیٰ

فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِیْ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

ترجمہ:۔ اے مریم رضی اللہ عنہا سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہنا میں نے مانا ہے اپنے رحمٰن کا روزہ اس وجہ سے میں بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے پس خدا کے فرمانے سے مریم رضی اللہ عنہا حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر آئیں اپنے لوگوں میں۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ **فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ** ترجمہ:۔ پس گود میں لے کر آئیں مریم رضی اللہ عنہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے لوگوں کے پاس بس یہودیوں نے کہا تحقیق تو لائی ہے ایک عجیب چیز اے بہن ہارون علیہ السلام کی کہ نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔ اگرچہ بیبی مریم رضی اللہ عنہا ہارون علیہ السلام کی بہن نہ تھیں۔ لیکن اس واسطے کہا کہ مریم رضی اللہ عنہا حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھیں پس مریم رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ تو لوگ اس بچے سے پوچھو اور میں تو روزہ دار ہوں۔ اور میں آج کسی سے کچھ نہ بولوں گی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ **فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ** ترجمہ:۔ پس اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا مریم رضی اللہ عنہا نے اس لڑکے کو یہ اشارہ دیکھ کر وہ بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ ابھی وہ گہوارے میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ ابھی بچہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زبان تکلم عنایت فرمائی قولہ تعالیٰ

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا الخ

ترجمہ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولے میں بندہ ہوں اللہ تعالیٰ کا اس نے مجھ کو کتاب

Marfat.com

دی ہے اور مجھ کو نبی کیا ہے اور مجھ کو بڑی برکت والا بنایا ہے اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور ادائیگی زکوٰۃ کی جب تک کہ میں دنیا میں رہوں اور مجھ کو حسن سلوک کی تلقین فرمائی اور جس دن میں مروں اور جس روز میں اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر قبر سے جب یہ کلام ان یہودیوں نے سنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تو ان کو بڑا تعجب ہوا۔ اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو لڑکا نبی ہو گا اور لوگوں نے جو تہمت دی تھی وہ سراسر کذب اور بہتان ہے۔ پسِ مریم رضی اللہ عنہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش میں مصروف رہیں اس وقت تک کہ جب تک وہ بالغ ہوئے اور ہر روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گہوارے کے پاس بنی اسرائیل آکر بیٹھتے مجھ کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو توریت پڑھ کر سنایا کرتے جب وہ بالغ ہوئے تو خدا کی طروف سے ان پر وحی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تو قوم بنی اسرائیل کو اپنے خدا کی طرف دعوت دے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب کو بلایا اور پھر ان کو راہ ہدایت دکھلائی انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے دین موسیٰ کو چھوڑی کر ایسے بے پدر کی بات کیوں کر مانیں۔ یہ باتیں سن کر اور ان کا یہ حال دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیزار ہو کر شہر سے نکل کر گاؤں کی طرف چلے گئے۔ وہاں جا رک دیکھا کہ کچھ دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان دھوبیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کپڑے کیوں دھوتے ہو اپنا دل پاک و صاف کرو کفرو شرک سے یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اچھا ہم کو بتاؤ کہ ہم کس چیز سے اپنا دل پاک و صاف کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ کلمہ پڑھو **لا الہ الا اللہ عیسٰی علیہ السلام روح اللہ** ۔ پس ان دھوبیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کر اپنے دل کو کفرو شرک سے پاک و صاف کیا اور وہ جس کا کپڑا دھونے کو لائے تھے اس کو پھیر دیا اور وہ تمام دھوبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں داخل ہو گئے اور وہی لوگ پھر انصار کہلانے لگے۔ پھر وہاں سے وہ سب دریا کے کنارے مچھیروں کے پاس گئے وہ دریا کے کنارے مچھلی پکڑتے تھے ان سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا وہ کہنے لگے اے عیسیٰ علیہ السلام جو جو پیغمبر آئے ان سبھوں نے اپنے اپنے معجزے دکھائے اور تمہاری نبوت کی کیا دلیل ہے وہ ہم کو دکھاؤ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ

اَنِّی اٰخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ۔ الایہ

Marfat.com

ترجمہ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے جانور کی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاتا ہے اڑتا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کچھ کھا کر آؤ گے اپنے اپنے گھر سے اور جو رکھ آؤ نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔ اور سچ بتاتا ہوں توریت کو جو کہ آسمانی کتاب ہے اور مجھ سے پہلے کی ہے اور آیا ہوں میں تمہارے پاس نشانیاں لے کر اپنے رب کی طرف سے سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور جو کچھ میں تم کو کہوں اس کو مانو' اور بے شک اللہ ہی ہے رب میرا اور رب تمہارا بس اسی کی بندگی کرو اور یہی سیدھی راہ ہے یہ سن کر ان ماہی گیروں نے کہا قولہ تعالیٰ

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰاعِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ

ترجمہ:۔ اور جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ علیہ السلام مریم رضی اللہ عنھا کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے تو وہ اتارے ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے۔ یہ سن کر کہا ان سے ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم کو یقین ہے اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اس خوان سے طعام اور چین پائیں ہمارے دل اور ہم یہ بھی جانیں کہ تم نے ہم کو سچ بتایا ہے اور پھر ہم سب تیری اس رسالت پر گواہ رہیں۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی سنیں اور پھر وہ ایک بڑے میدان کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں جا کر اپنے سر کو ننگا کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خداوند قدوس سے دعا مانگی کہ اے رب میرے تو دانا بینا ہے جو کچھ کہ حواریوں نے مجھ سے کہا ہے اور جو کچھ انہوں نے طلب کیا ہے۔ اگر انکی قسمت سے روز اول سے تو نے مقرر کیا ہے تو ان کے واسطے ایک خوان نعمت اپنے فضل سے بھیج دے قولہ تعالیٰ قَالَ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا الخ ترجمہ:۔ کہا عیسیٰ علیہ السلام مریم رضی اللہ عنھا کے بیٹے نے اے اللہ اے رب میرے اتار ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید ہو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کو اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی بہتر روزی دینے والا ہے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ ہ الایہ کہا اللہ تعالیٰ نے میں

Marfat.com

اتاروں گا تم پر وہ خوان پھر جو کوئی تم میں سے ناشکری کریگا اس کے بعد تو میں اس کو عذاب کروں گا وہ عذاب جو نہ کروں گا کسی کو جہانوں میں سے بعد اس کے۔ چنانچہ اس کے بعد ایک نہایت مہتمم بالشان خوان طرح طرح کے کھانوں سے بھرا ہوا تھا اترا' جب ان لوگوں نے اس خوان کا سرپوش اٹھا کر دیکھا تو اس میں سے پانچ روٹیاں اور ایک مچھلی تلی ہوئی جس میں کانٹے نہ تھے اور نہ اس میں ہڈی تھی اور تھوڑی سی ترکاری اور ایک نمکدان اور پانچ انار اور تھوڑے خرمے اور روغن زیتون اور اس کے علاوہ اور چیزیں بھی تھیں۔ یہ چیزیں تمام قوم بنی اسرائیل نے دیکھیں لیکن انہوں نے اس میں سے کچھ نہ کھایا اور کہنے لگے اے عیسیٰ علیہ السلام دیکھیں کہ اس تلی ہوئی مچھلی کو تم اپنے معجزے سے زندہ کرو تب ہم تم پر ایمان لے آئیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس تلی ہوئی مچھلی پر کچھ پڑھ کر پھونکا خدا کے حکم سے وہ مچھلی زندہ ہو گئی اور پھر وہ اس خوان سے کود پڑی یہ دیکھ کر سب آدمی گھبرا گئے اور کچھ آدمی سہم کر مر گئے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے فرمائش کی کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ یہ پھر ویسی ہی ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مچھلی پھر ویسی ہی تلی ہوئی ہو گئی۔ اور یہ معجزہ تمام قوم بنی اسرائیل نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اس خوان نعمت پر کھانے کو بیٹھے اور بعض غریب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گئے اور جو مغرور تھے انہوں نے وہ کھانا ان کے ساتھ نہیں کھایا۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس غریب نے اپنے ہاتھ سے کھانا کھایا تھا وہ بہت جلد غنی ہو گیا۔ اور جس اندھے نے کھایا تھا وہ بینا ہو گیا اور جو کوڑھی نے کھایا تھا اس کو آرام ہو گیا۔ چنانچہ وہ خوان نعمت سارا دن اسی طرح بھرا ہوا رکھا رہا اور کچھ بھی کم نہ ہوا۔ آخر رات کو وہ خوان نعمت پھر آسمان پر چلا گیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ جن لوگوں نے کھانا کھایا نہ تھا وہ بعد میں بہت پشیمان ہوئے اور پھر کہنے لگے ہ ہم بہشت کی نعمتوں سے محروم رہے اس کے بعد خدا کے حکم سے دوسرے دن بھی وہ خون نعمت بہشت سے آیا پھر اس خوان نعمت سے بہت کثیر لوگوں نے وہ تلی ہوئی مچھلی اور ترکاری اور وہ پانچ روٹی اور انار غرض سب کچھ کھایا اور وہ ذرا بھی کم نہ ہوا۔ ویسا ہی خوان بھرا رہا۔ اور پھر وہ ویسا ہی خوان نعمت آسمان پر چلا گیا۔ غرض جن لوگوں نے اس میں سے جو چیز

Marfat.com

کھائی وہ ان کی پسند پر تھی۔ بعض نے اپنے ذوق شریں کھانا چاہا اس کو وہی مزا ملا اور جسے ترشی کا ذوق تھا اس کو ترشی کا ذائقہ حاصل ہوا۔ اور جس کو نمکین کا شوق تھا اس کو نمکین ملتا رہا۔ الغرض اسی طرح وہ خوان نعمت تین دن آتا اور جاتا رہا اور شہر کے جنتے لوگ تھے سب کے سب آسودہ ہو کر کھاتے تھے اور بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ وہ خوان نعمت چالیس روز تک برابر آتا اور جاتا رہا اور تمام اہل زمین اس میں سے کھاتے رہے۔ لیکن خدا کے فضل سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ قوم بنی اسرائیل یہ معجزہ دیکھ کر بعضے ایمان لے آئے اور بعض نے پھر بھی انکار کر دیا اور جو اس کے بعد بھی ایمان نہ لایا تو اس کی شکل سور اور ریچھ کی ہو گئی اور جو لوگ کہ ایمان لائے تھے ان پر رحمت الٰہی نازل ہوئی۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ سات سو آدمیوں کے چہرے مسخ ہو گئے یعنی سور اور ریچھ کی صورت بن گئے اور جو لوگ ایمان لے آئے تھے انہوں نے نور اسلام سے سعادت دارین حاصل کی۔ روایت ہے کہ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو لے کر ایک میدان کی طرف سیر کو گئے تو وہاں ایک لومڑی کو دیکھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آتی ہے۔ اس نے کہا کہ اپنے گھر سے آتی ہوں اب دوسرے مکان پر جاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا

لَيْسَ مَكَانٌ لِّابْنِ مَرْيَمَ

ترجمہ:۔ کہا مریم رضی اللہ عنہا کے بیٹے کے واسطے مکان نہیں ہے یہ سنتے ہی جو مومن لوگ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے فورا حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام سے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ فرمادیں تو آپ کے واسطے ہم ایک مکان تیار کر دیں۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس دولت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ دولت ہم دیں گے۔ حضرت نے فرمایا اے یارو گھر بنانے کو میں جہاں کہوں وہاں بناؤ۔ تب دوسرے دن مومنین عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے لئے بہت سے روپے دولت لے کر آئے اور پھر آپ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ میں بتلا دوں تب دریا کے کنارے لے جاکر موج کی جگہ بتائی کہ تم لوگ یہاں پر میرے واسطے مکان بناؤ۔ انہوں نے کہا اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ جگہ تو بہت مخدوش ہے یہاں پر کیونکر مکان بنے گا اور پھر کیسے ٹھہر سکتے گا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا اے یارو جان لو دنیا بھی جائے خوف و مخدوش ہے اور اس کو

Marfat.com

حوادث کے تھپیڑے اور موجیں ہر وقت مارتی رہتی ہیں اور اس گرداب میں موج میں گھر بنا کر کوئی بھی رہا نہیں اور نہ آئندہ رہے گا۔ الغرض دنیا میں عمارت بنانا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ آخرت کی عمارت بنائیے جس کو ہمیشہ بقا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے وقت میں ایک نیک بخت عورت تھی ایک دن روٹی پکانے کے واسطے آگ سلگا رہی تھی تاکہ اس سے روٹی پکائے۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا لہٰذا وہ نماز پڑھنے لگی۔ جب اس نے اپنی نماز سے فراغت پائی تو دیکھتی کیا ہے کہ اس کا لڑکا آگ کے چولھے کے اندر آگ سے کھیل رہا ہے اس نے یہ دیکھتے ہی جلدی سے اپنے لڑکے کو اٹھا لیا اور اپنے شوہر سے یہ ماجرا جا کر کہا اس نے جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام سے بیان کیا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنی بیوی کو یہاں بلاؤ۔ اس سے حال پوچھ کر میں تم کو بتاؤں گا۔ پھر آپ کے بلانے سے اس عورت کے شوہر نے اپنی بیوی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے پاس حاضر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو نے خدا کا کیا کام کیا جو یہ مرتبہ پایا کہ تیرا لڑکا آگ سے بچا۔ وہ بولی خدا عالم الغیب ہے میں کچھ نہیں جانتی ہوں مگر صرف چار باتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کی نعمت پر شاکر ہوں۔ دوسری اس کی بلا و مصیبت پر صابر ہوں۔ تیسری اس کی رضا پر راضی ہوں۔ چوتھی آخرت کا کام دنیا کے کام پر مقدم جانتی ہوں۔ اگرچہ کار دنیا فوت ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا کہ بس یہی باعث ہے اس بچے کی محفوظیت کا۔ یہ عورت اگر مرد ہوتی تو اس پر وحی نازل ہوتی۔ روایت میں ہے ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے گورستان کی طرف جا کر دیکھا کہ ایک شخص کی قبر سے نور چمکتا ہے۔ حضرت نے دعا کی اسی وقت وہ قبر پھٹ گئی اور ایک شخص اس قبر سے نکلا اور وہ نور کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تجھ کو یہ بزرگی کس عمل سے ملی اس نے کہا ایک میرا صالح بیٹا تھا۔ اس نے میرے حق میں دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا۔ اور جو گناہ میں نے دنیا میں کیے تھے وہ خداوند کریم نے معاف فرما دیئے۔ اور مجھ پر اپنی رحمت فرما دی تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا کہ سچ ہے دعا بیٹے کی ماں باپ کے حق میں قبول ہوتی ہے ایک روایت میں ہے کہ مردے سب اپنے فرزند صالح پر فخر کرتے ہیں اور ناز کرتے ہیں اور کہتے

Marfat.com

ہیں کہ یہ ہماری اولاد ہے ہمارے حق میں دعا کرے گی۔ اس سے ہم کو نجات حاصل ہو گی۔
واللہ علم بالصواب

بیان ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کا جمجاہ بادشاہ کے سربوسیدہ سے اور گفتگو کرنا اس سے

کعب الاحبار نے لکھا ہی کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام بیابان شام سے جاتے تھے تو راستے میں ایک سربوسیدہ کی ہڈی ملی۔ چنانچہ انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ یاالٰہی یہ کس کا سر راہ میں پڑا ہوا ہے تو اس کو زندہ کر دے تاکہ وہ مجھ سے بات کرے اور مجھے یہ معلوم ہو کہ یہ کون شخص تھا اور دنیا میں کیا کام کرتا تھا۔ اور کس گناہ کی پاداش میں اس کی کھوپڑی راستے میں پڑی ہوئی ہے اور جو بات میں اس سے پوچھوں یہ اس کا جواب دے ایسا کر دیجئے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کھوپڑی زندہ ہو گئی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس سربوسیدہ سے پوچھا کہ اے کھوپڑی خدا کے حکم سے تو ہم سے بات چیت کر ندا آئی اے عیسیٰ علیہ السلام تو جو کچھ اس سے پوچھے گا یہ تجھ کو جواب دے گا سب سے پہلے اس سربوسیدہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا پوچھتے ہیں مجھ سے پوچھئے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو مرد تھا یا عورت' سعید تھا یا شقی' مقبول تھا یا مردود' تونگر تھا یا غریب' نیک تھا یا بد' دراز قد تھا یا کوتاہ قد' بخیل تھا یا سخی اور مجھے یہ بھی بتا کہ تیرا کیا نام تھا' یہ سن کر اس کھوپڑی نی کہا اے عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام میں بادشاہ تھا اور نام میرا جمجاہ بادشاہ تھا اور میں بہت زیادہ سخی تھا اور سعید و مقبول اور نیک اور دراز قد بھی تھا اور بادشاہ میرے زیر فرمان تھے۔ دولت و دنیا سب کچھ مجھ کو حاصل تھی اور مجھے کسی بات کا غم نہ تھا اور ہمیشہ عیش و نشاط میں رہتا تھا۔ اور پانچ ہزار غلام میرے عصا بردار جوان و خوبصورت سرخ قبا پوش باشمشیر بندی دائیں بائیں کھڑے رہتے اور پانچ سو غلام ماہر ترانہ ساز اور پانچ سو غلام باچنگ و چغانہ میری خدمت میں مدام حاضر رہتے تھے اور ایک ہزار لونڈیاں ترکی خوش آواز گانے والی ہر وقت میری مجلس میں رہا کرتی تھیں اور ہزار لونڈیاں ہم جنس ہم قدم ہم رنگ رقص کرتی تھیں اور انکا رقص ایسا ہوتا تھا کہ مرغان ہوا اور درندے

Marfat.com

چرندے دیکھ کر کھڑے رہتے تھے اور آدمی تو سکتے کے عالم میں رہ جاتے تھے۔ اے پیغمبر خدا اگر میں اپنے تمام اوصاف و حشمت بیان کروں تو پھر آپ بھی تعجب کریں گے اور جب میں شکار گاہ میں برائے شکار جاتا تھا تو ایک ہزار اعلیٰ قسم کے گھوڑے مع زین زریں میرے ساتھ ہوتے تھے اور ایک ہزار میر شکار سفید قبا پوش و تاج مکلل بر سر بازو بہر شاہیں لے کر میرے ساتھ چلتے تھے اور ایک ہزار غلام باکمر زریں کلاہ گوشہ سرخ پوش میرے آگے اور ایک ہزار اسی طرف میرے پیچھے اور ایک ہزار باسلاح داہنی طرف اور ایک ہزار غلام بائیں طرف چلتے تھے اور اس کے علاوہ دس ہزار پیچھے رہتے تھے اے پیغمبر خدا اگر تم سے صفت شکار کی بیان کروں تو پھر آپ کو بڑا تعجب ہو گا اور مشرق سے مغرب تک میری بادشاہت تھی اور میرا لشکر بے شمار تھا اس کے لکھنے سے وزیر وغیرہ عاجز رہتے تھے اور بیشمار بادشاہ اور ملک میرے زیر فرمان تھے جو میں نے ان پر بزور شمشیر قبضہ کیا تھا اور اگر اس زور اور لڑائی کی باتیں کروں تو آپ اس کو بھی سن کر بڑے ہی متعجب ہوں گے یعنی کسی بادشاہ کو طاقت نہ تھی کہ وہ میرا مقابلہ کر سکے اور تقریباً چار سو برس تک میں نے بادشاہی کی اس چار سو برس میں ایک دن بھی مجھ کو غم و رنج نصیب نہ ہوا۔ اور میں جوانمرد و عالی جمال و کمال و خوبی میں بے نظیر تھا یعنی کوئی بادشاہ وغیرہ بھی میرے برابر نہ تھا جو شخص بھی میری طرف نگاہ کرتا وہ نہایت متحیر رہتا اور میرا ہمیشہ کا معمول تھا کہ ہر روز ایک ہزار دینار فقیروں محتاجوں میں تقسیم کرتا تھا اور ہر بھوکے کو کھانا کھلاتا تھا اور اسی طرح سے ایک ہزار ننگوں کو کپڑا دیتا تھا لیکن یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اپنے حقیقی معبود اللہ عزوجل کو نہیں جانتا تھا اور میں خود بت پرستی کرتا تھا۔ پس یہ حقیقتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سربوسیدہ سے سن کر پوچھا تجھ کو مرے ہوئے کتنے دن ہوئے اور تو کس حال میں تھا کیا تم نے ملک الموت کی شکل و ہیئت دیکھ سو وہ بھی مجھ سے بیان کر۔ تب اس نے بیان کیا کہ اے پیغمبر خدا آج ایک سو برس ہوئے میرے مرنے کو اور اس وقت بات یہ ہوئی تھی کہ ایک دن میں موسم گرما میں بیٹھا ہوا تھا۔ گرمی نے سر پر .شدت صعود کیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر اپنے جائے رہائش پر گیا اور تما اعضاء میں میرے اس قدر سستی آئی کہ طبیعت میری بدمزہ ہو گئی پھر میں وہاں سو رہا اور میرا حال متغیر ہوتا رہا اور اس بستر پر شاہی وزیروں کو بلایا کہ فورا میرا علاج کیا جائے اور اس وقت میری سلطنت میں ایک ہزار طبیب نوکر تھے ان سب کو

Marfat.com

بلا کر میں نے ان سے کہا کہ تم سے میرا علاج صحیح طور پر کرو۔ اس حکم کے سنتے ہی تمام طبیبوں نے میری واسطے دار وامن کی۔ لیکن ان کے علاج نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا اور کوئی دوا بھی مجھے مفید نہ پڑی اور پانچویں روز میرا حال ازحد ابتر ہو گیا اور میری زبان بند ہو گئی اور بدن کانپنے لگا اور میری آنکھوں میں سیاہی چھا گئی اور روشنی جاتی رہی اور مجھے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ اور پھر مجھے بے ہوشی آنے لگی اس حالت سکرات میں غیب سے ایک آواز آئی وہ میں نے اچھی طرح سنی کہ روح جمجاہ کی قبض کر کے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک لحظہ بعد ہی ملک الموت بہئیت و شکل سہم ناک ایسی کہ سر ان کا آسمان پر اور پاؤں تحت الثری میں میرے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور کئی منہ ان کے تھے میں نے جب ان کو دیکھا تو مارے ڈر کے میں نے بہت ہی الحاح و زاری کی لیکن انہوں نے میری کچھ نہ سنی یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا اے جمجاہ بادشاہ تم نے ملک الموت سے پوچھا تھا کہ تمہارے اتنے منہ کیوں ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ جمجاہ بادشاہ نے کہا اے پیغمبر خدا میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ سامنے کے منہ سے جان مومنوں کی قبض کرتا ہوں اور داہنی طرف کے منہ سے باشندگان عالم سماوات کی روح قبض کرتا ہوں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے پوچھا کہ سکرات الموت تجھ پر کیسی گزری تھی اور کس طرح تیری جان نکلی تھی وہ بھی بیان کر اس نے کہا کہ میں نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ کئی فرشتے ان کے ساتھ ہیں کسی کے ہاتھ میں آگ کے گرز اور کسی کے ہاتھ میں چھڑی اور تلوار ہے اور کوئی اپنی ہاتھ میں شعلہ آتش لے کر آئے ہیں جو انہوں نے میرے بدن پر ڈال دیا۔ اس وقت مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ آتش تیز تر کوئی دوسری نہ ہو گی۔ اگر ایک ذرہ بھی اس میں سے زمین پر گرے تو ساری زمین کو جلا ڈالے اور راکھ کا ڈھیر کر دے' پھر وہ میرے بدن کا رگ و ریشہ پکڑ کر جان تن سے کھینچنے لگے میں نے ان سے کہا اے فرشتو! مجھ کو چھوڑ دو اور میری دولت جتنی ہے وہ تم میری جان کے بدلے لے لو۔ پس یہ سنتے ہی انہوں نے میرے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ اس سے تمام بدن کے جوڑ الگ ہو گئے اور پھر کہ اے بدبخت بے شرم و بے حیا تو جانتا ہے ہ اللہ تعالیٰ بعوض گناہ کافروں سے مال نہیں لیتا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنی آل و فرزند خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ رشوت نہیں لیتا ہے'

Marfat.com

اے پیغمبر خدا جان نکلنے میں ایسی تکلیف گزری کہ اگر ہزار شمشیر بیک وقت مجھ پر ماری جاتیں تو بھی اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ الغرض وہ فرشتے میری جان قبض کر کے لے گئے اس کے بعد لوگوں نے مجھے کفن پہنایا اور پھر قبرستان میں لے جا کر مردوں کے ساتھ گورستان میں دفن کر دیا اور مجھے اچھی مٹی سے ڈھانک کر چلے آئے پھر اس قبر میں میری دوبارہ جان آئی اور منکر و نکیر فرشتے آئے اور وہ فرشتے جو دنیا میں میرے ساتھ تھے آئے اور وہ مجھ سے کہنے لگے کہ جو تم نے دنیا میں بھلا و برا نیکی و بدی کی تھی سو وہ اب تم دیکھو اور کئے ہوئے کا مزہ چکھو اور جو کچھ میں اپنا کیا ہوا بھولا ہوا تھا وہ اس وقت سب یاد آگیا اور میں اپنے کئے ہوئے کرتوتوں پر آنسو بہاتا رہا اور جب منکر نکیر میرے پاس آئے تو ان کو دیکھ کر میرے عقل و ہوش جاتے رہے کیونکہ میں نے ایسا کبھی کسی کو دیکھا نہیں تھا اور ان کے آنے سے زمین خود بخود پھٹ جاتی تھی وہ خطرناک شکلوں والے مجھ بدبخت کو قبر کے اندر بٹھا کر پوچھنے لگے من ربک یعنی تیرا خدا کون ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم ہو یہ الفاظ سنتے ہی گزر آہنی سے مجھ کو مارنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی حرکت و دھمک سے تحت الثری تک ہل گئی ہو گی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا من دینک یعنی کونسا دین ہے تیرا یہ سن کر اور عقل و ہوش باختہ ہو گئے اور زبان مارے خوف کے بند ہو گئی۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اے دروغ گو تیرا خدا کون ہے میں نے پھر کہا تم ہی میرے خدا ہو۔ پھر انہوں نے یہ سنتے ہی ایک گزر آتشی مجھ پر مارا اس وقت میں نے اف و آہ کر کے کہا دریغا و احسرتا' اگر میں پیدا نہ ہوتا تو اچھا تھا اب کہا جاؤں اور کس سے فریاد کروں اور اب تو کوئی سنتا بھی نہیں صرف خدا ہی رحمٰن و رحیم ہے میں کچھ جانتا نہ تھا چار سو برس کی بادشاہی اور دنیا کی خوشی عذاب قبر اور سوال و جواب سے مجھ پر تلخ تھی۔

اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ غضب اللہ کا ہو کہ نعمت خدا کی کھائے اور پھر غیروں کو پوجے۔ پھر کچھ دیر بعد مشرق و مغرب کی زمین مجھ کو آکر دبانے لگی اور اس نے ایسا دبایا کہ میرے تمام بدن کی ہڈیاں درہم برہم ہو کر ٹوٹنے لگیں۔ پھر زمین نے کہا اے دشمن خدا تو اتنے روز میری پشت پر رہا اور برابر کفر کرتا رہا اور عیش و آرام کرتا رہا اور اب تو میرے پیٹ کے اندر آیا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے رب کی میں اب تجھ سے حق اپنا اور حق اللہ تعالیٰ کا چھین لوں گی' پھر اس کے بعد بھی دو فرشتے آئے وہ بالکل سیاہ پوش تھے اور خشمناک معلوم

Marfat.com

ہوتے تھے۔ ایسا کسی کو میں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ مجھ کو یہاں سے پکڑ کر عرش کے کے نزدیک لے گئے۔ یہ دیکھ کر مجھے کچھ اطمینان سا معلوم ہوا کہ میں اب شائد خدا کی رحمت کی جگہ آیا ہوں اتنے میں عرش کے کنارے سے ایک آواز آئی اس شقی القلب کو دوزخ میں لے جاؤ اور عرش کے پاس جا کر چار کرسی جواہرات سے مرصع میں نے دیکھیں کہ ایک پر ابراہیم خلیل اللہ دوسری پر موسیٰ کلیم اللہ اور تیسری پر محمد علیہم السلام حبیب اللہ اور چوتھی کرسی پر ایک پیر مرد خشمناک بیٹھا تھا اور اس کے پاس کارخانہ آتش ایستادہ تھا اور سلاسل و اغلال یعنی زنجیریں اور طوق سعیر آتشیں اس کے پاس موجود تھے اور اس کے نام مالک علیہ السلام تھا۔ چنانچہ مجھ کو اس کے پاس لے گئے اور اس نے دیکھتے ہی مجھ کو ایک ایسی جھڑکی دی ایسی کہ میرے تمام بدن میں لرزہ آگیا اور میں بری طرح سے کانپنے لگا تو یہ بولا کہ اس بدبخت کو لوہے کی زنجیر سے باندھ کر رکھو پس مجھ کو قید شدید میں رکھا اور تقریباً ستر گز غبار کے نیچے بیٹھا۔ پھر میرے بدن سے کھال نکال کر سانپ اور بچھوؤں کے دوزخ میں ڈال دیا۔

اے پیغمبر خدا علیہ السلام اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ زمین پر پڑ جائے تو تمام خلق روئے زمین کی ہلاک ہو جائے اور میری زبان پر مہر ثبت کر دی گئی اور میں کسی قسم کی کوئی باتی نہ کر سکتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

اے جمجاہ بادشاہ آتش دوزخ کیسی تھی وہ بیان تو کرو یہ سنتے ہی اس نے کہا اے پیغمبر خدا۔ دوزخ کے درجات سات ہیں اور ان کے نام یہ ہیں حامیہ۔ سعیر۔ سقر۔ جہنم۔ لظی حطمہ۔ ہاویہ۔ حطمہ اور ہاویہ سب سے نیچے طبقے میں ہے۔ اے پیغمبر خدا اگر آپ اہل دوزخ کو دیکھتے تو کہتے کہ ان پر خدا کا غضب ہے ان کے نیچے اوپر دائیں بائیں آگے پیچھے دہکتی ہوئی آگ ہے اور اس کے اندر بھوکے پیاسے لوگ جل رہے ہیں وہاں کھانا پینا اور سایہ قطعا نہیں ہے ہمیشہ سوائے غم کے خوشی اور راحت نہیں ہے اور منہ ان کا مانند سیاہ کوئلے کے ہے اور ہمیشہ گریہ وزاری اور توبہ کرتے ہیں لیکن وہاں توبہ قبول نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت آواز آتی ہے اے اہل دوزخ تمہارا طعام ہمیشہ آتش دوزخ ہے تو تو دوزخ ہی کی لکڑی ہو برابر جلتے رہو۔ پھر وہاں سے مجھ کو ایک درخت آتشی کے پاس اندر دوزخ میں لے گئے اور اس درخت کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شجرہ زقوم فرمایا ہے اور ہندی میں اس کو سج

Marfat.com

کہتے ہیں پس اس جگہ میں نے کچھ کھانے کو مانگا وہی درخت زقوم لا کر مجھ کو دیا۔ جب میں نے اس سے کچھ کھایا تو اس سے میرا حلق بالکل بند ہو گیا اور اس طرح سے بند ہوا کہ وہ نیچے اترتا ہے نہ اوپر آتا ہے مارے درد اور سوزش کے بری طرح چلاتا رہا کہ مجھ کو پانی دو تاکہ لقمہ حلق سے نیچے اترے۔ تب پیالہ بھر کر پانی گرم جہنم سے لا دیا۔ اور جب میں نے اسے پیا تو اس کے پینے سے گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہو گئی اس کے پیچھے ایک جھڑکی کی آواز آئی اس آواز کے بعد پھر میری ہڈی پوست گوشت تک جل کر خاک ہی ہو گئیں یعنی مکمل میرا جسم بن گیا اور پاؤں کے تلوے سے سر تک میرے آگ سے جل رہے تھے۔ پھر اس کے بعد مجھ کو جوتیاں آتشیں لا کر پہنچائیں اور مجھ سے کہا اے بدبخت اپنے عمل کی جزا چکھ اب تجھ کو سوائے عذاب کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ تو نے دنیا میں بدعمل کئے تھے اور تو نے خدا کو بھی نہیں مانا تھا نہ اس کے عذاب سے ڈرا تھا اور اپنے بھائی برادر مومن مسلمانوں کا مال زبردستی سے چھین لیتا تھا اور نہ حرام خوری سے کبھی ڈرتا تھا اور برابر مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا اور کسی برائی کے کام سے پرہیز نہیں کرتا تھا اے پیغمبر خدا ایسی ایسی باتیں مجھ سے کہیں اور آگ کی جوتیاں مجھے کو پہننے کو دیں۔ پس اس کی تپش سے مغز میرا سر سے اور کان اور ناک سے نکل پڑا اور اس وقت میں پژمردہ ہو گیا۔ اے پیغمبر خدا میرے کھانے کی چیز سوائے آگ کے اور قوم کے کچھ نہ تھا۔ پھر وہاں سے مجھ کو ایک پہاڑ پر لے گئے اس پہاڑ کا نام سکرات ہے لمبائی اس کی تین ہزار برس کی راہ ہے اور اس کے اندر سات کنوئیں آتشیں ہیں اور جتنے عذاب مجھ پر گزرے سب اس میں موجود پائے اور اس میں سانپ و بچھو بیشمار ہیں اور بچھو و سانپ جب دانت اپنی بجاتے اس کی کٹاکٹ کی آواز سو برس کی راہ تک سنی جاتی تھی۔ اور جب کسی کو کاٹتے تو وہ فوراً ہی خاک ہو جاتا تھا اور اگر ان کے زہر دانت کا ایک قطرہ روئے زمین پر گر پڑے تو دنیا جل کر خاک ہو جائے غرض مجھ پر ہر روز اس پہاڑ پر تین مرتبہ سکرات موت ہوتی تھی پس اسی وجہ سے اس پہاڑ کو سکرات الموت پہاڑ کہا جاتا ہے اور جس کو بھی اس پہاڑ پر لے جاتے ہیں تو وہ تلخی سکرات چکھتا ہے پھر مجھ کو وہاں سے ایک چشمے میں لے جا کر ڈال دیا گیا اور اس میں سے جہنم میں دوزخیوں کے پاس جا پہنچا اور آواز اس چشمے کی سو برس کی راہ تک جاتی ہے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سربوسیدہ جمجاہ بادشاہ سے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ اس چشمے کا نام کیا ہے

Marfat.com

اس نے کہا کہ اس چشمے کو غضبان کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ غضبناک رہتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جو شخص خدا سے ڈرے گا اور گناہ سے باز رہے گا تو وہ چشمہ عذاب کا اس پر آسان ہو جائے گا۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس چشمے کی بات سنی تو ہوش ان کے جاتے رہے اور بہت زیادہ روئے اور بہت ڈرے اور کہا اے جمجاہ بادشاہ اس چشمے کا عذاب جو تم پر گزرا سو بیان کرو۔ اس نے کہا اے نبی اللہ کے اس چشمے کا بیان اگر آپ سنیں گے تو تعجب کریں گے جب پاؤں میں نے اس چشمے میں رکھا تو فوراہی میرے جسم کا چمڑا اور میرا پورا جسم اس گرم پانی سے جل گیا اور مالک دوزخ نے مجھ کو ایک جھڑک دی اس کی ہیبت سے میں اس چشمے میں گر پڑا اور اسی میں غرق ہو گیا۔ یا نبی اللہ اس چشمے کا کیا حال بیان کروں کہ عذاب اس کا سب عذابوں سے عذاب اکبر ہے ایسا کہ میرے جسم تمام ہڈیاں جل کر رہ گئیں اور اول جو عذاب مجھ پر گزرا تھا وہ تو اس ے عذاب اصغر تھا اے پیغمبر خدا اگر میں اس کو ایک سو برس تک بیان کرتا رہوں تو بھی اس کا بیان ختم نہ ہو گا۔ پھر مجھ کو اس چشمے سے نکال کر ایک کنوئیں پر لے گئے اور مجھ کو اس میں جا کر ڈال دیا اور لمبائی اس کی ایک ہزار برس کی تھی اور اس کو بیت الاحزان کہتے ہیں۔ اور اس کنوئیں کے کنارے ایک تابوت آتشی رکھا ہوا تھا اور لمبائی اس کی تین سو کوس تھی مجھ کو اس تابوت کے اندر رکھا اور جن شیطانوں نے مجھ کو خدا کی راہ سے بھٹکا کر گمراہ کیا تھا اور غرور میں ڈالا تھا ان کو مجھ پر موکل مقرر کیا اور جب ہی سے میں اس تابوت آتشی میں ہوں۔ بہت مدت بعد ایک آواز عرش سے آئی کی جمجاہ کو آج دنیا میں بر سر راہ عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے سامنے ڈال دو کیونکہ اس نے کچھ ثواب کیا تھا دنیا میں بہت لونڈی و غلام آزاد کئے تھے اور بھوکے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا۔ اور پیاسوں کو پانی پلایا تھا ننگوں کو کپڑا پہنایا تھا اور غریبوں پر مہربانی کی تھی اور مسافروں کی خبر گیری تھی۔ اور روز ازل میں لکھا گیا تھا کہ جمجاہ کو عذاب آخرت سے ایک بار رہائی کر کے پھر دنیا میں بھیج دوں گا یہ آواز میں نے اپنے کانوں سے سنی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا تم اس وقت مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ اور خداوند قدوس سے کیا مانگتے ہو۔

یہ سن کر جمجاہ بادشاہ نے کہا یا نبی اللہ الاماں الاماں آپ کو خدا کی قسم ہے مجھ بے چارے گنہگار کے حق میں آپ دعا کریں کہ مجھ کو اس عذاب سے اللہ نجات بخشے اور زندہ

Marfat.com

کر کے پھر اس دنیا میں بھیج دے میں اس کی بندگی کروں گا اور اسی سے مدد چاہوں گا تاکہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا حق مجھ پر ثابت ہو۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس کے حق میں اللہ رب العزت سے دعا مانگی کہ اے خدایا تو بے مثل و بے مانند سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سب کا پیدا کنندہ اور مارنیوالا ہے اور تو ہی سب کی فریاد سننے والا ہے میری دعا قبول فرما اس بے چارے جمجاہ کو زندہ کر تاکہ یہ تیری عبادت کرے اور حق عبودیت تیرا بجالائے۔ تب حق تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام میں نے روز ازل میں لکھا ہے کہ تیری دعا سے میں اس کو زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیجوں گا اور اس کی توبہ قبول کروں گا اور اپنے عذاب سے خلاصی دوں گا کہ وہ دنیا میں سخی اور دوستدار فقیرو مسکین کا تھا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام یہ کلام الٰہی سن کر شکر خدا بجالائے اور خوش ہو کر اس جمجاہ بادشاہ کی ہڈیوں پر کہا کہ اے ہڈیو! گوشت پوست بال جو پراگندہ ہوئے خدا کے حکم سے ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔ تب خدا کے حکم سے اس وقت جتنی ہڈیاں تھیں اور جتنا گوشت و پوست و بال جمجاہ کے ہیئت اصلی پر مرکب بن گیا اور زندہ ہو کر یہ کلمہ کہا

"اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان عیسٰی علیہ السلام روح اللہ"

میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند واحد مطلق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام رسول برحق ہیں اور بہشت و دوزخ اور بعث و نشر سچ ہے۔ پھر جمجاہ بادشاہ نے تقریباً اسی برس زندگی پائی اور اس زندگی میں قیام و صیام یعنی روزہ عبادت الٰہی میں ہمہ تن مصروف رہا اور دوسرے لوگوں کو بھی طرف توجہ دلاتا رہا۔ اور بجز عبادت الٰہی کے کچھ بھی دنیا کا کام نہیں کرتا تھا۔ آخر کار سر سجادہ مسلمانی پر رکھ کر شربت موت کا پیا۔ خدائے کریم و غفور و رحیم نے اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہ معاف کر کے اس کو جنت نصیب کی۔

ذَالِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللهِ اِنَّهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ)

بیان وفات حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کا آسمان پر جانا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اپنی ماں کو لے کر بیت المقدس سے ملک شام کو جا رہے تھے چنانچہ راستے میں اچانک حضرت مریم رضی

Marfat.com

اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور وہ جگہ ایسی تھی کہ جنگل و گھاس کے سوا کچھ نہ تھا اس وجہ سے وہ بیج و گیاہ کے علاوہ اور کچھ استعمال نہیں کر سکتی تھیں مجبورا انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے میرے بیٹے مجھ کو لا دو آپ کسی وقت اپنی ماں کو اس جگہ پر چھوڑ کر اس جڑ کو لینے گئے تھے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد اسی جگہ پر حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور خدا کے حکم سے اسی وقت بہشت کی حوروں نے آکر ان کو غسل دیا اور پھر بہشت کے کپڑوں سے کفنایا اور وہ حوریں اسی جگہ اس کو دفن کر کے چلی گئیں اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کی عدم موجودگی میں ہوا کیونکہ وہ ان کے واسطے اس تعمیل ارشاد کی تکمیل میں ہی لگے ہوئے تھے اور ان کے انتقال کی ان کو کچھ خبر نہ تھی جب وہ اِس جگہ پر واپس آئے۔ جس جگہ پر والدہ کو چھوڑ کر گئے تھے تو انہوں نے ان کو آکر کئی مرتبہ پکارا لیکن کو کوئی جواب نہ ملا آخری آواز میں جواب ملا کہ لبیک اے میرے فرزند تم مجھے کیوں بلاتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا اے امی جان میں نے آپ کو تین دفعہ پکارا۔ اب تک آپ کہاں تھیں یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کی سن کر حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا اے بیٹے پہلی پکار میں فردوس اعلیٰ میں تھی اور دوسری پکار میں سدرۃ المنتہی میں تھی اور تیسری پکار میں آسمان اول پر آکر میں نے جواب دیا یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا کہ اے اماں جان اپنا حال بیان کرو حضرت مریم رضی اللہ عنہا بولیں اے بیٹے جس کو اللہ تعالیٰ فردوس اعلیٰ نصیب کرے اور وہ اپنی مراد کو پہنچے اس سے بہتر اور کیا چیز ہے اس کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اپنی والدہ سے یہ باتیں سن کر آبدیدہ اور گریاں سینہ بریاں واپس بیت المقدس آگئے اور لوگوں کو خداوند قدوس کی دعوت دیتے رہے ایک دن منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے کہنے لگے اے لوگو اللہ تعالیٰ تو توریت میں فرمایا تھا کہ حضرت موسیٰ کو ہفتہ کا دن مبارک ہے اور اس روز سوائے عبادت کے کچھ اور دنیا کا کام کرنا حرام ہے اب اللہ رب العزت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے اور ہماری کتاب انجیل میں فرمایا ہے کہ اتوار کا دن بہت مبارک ہے اس دن کو مانو اور اس کا احترام کرو اور اس دن نمازیں پڑھو اور کچھ کام دنیا کا اس دن نہ کرو اور مطابق انجیل کتاب کے چلو پس قوم بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس بات کو سن کر اپنے دل میں کینہ لائے اور پھر کہنے لگے کہ

Marfat.com

کتنے ہی پیغمبر بنی اسرائیل میں بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آئے کسی نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ نہیں کیا اور یہ لڑکا وہ بھی بے پدر مجہول النسب آکر ہماری کتاب موسیٰ علیہ السلام کو منسوخ کرتا ہے لہٰذا اس کو مار اڈالنا چاہئے۔ تاکہ ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کا دین جاری رہے اور ان میں سے مومن یہودیہ سن کر کہنے لگے اے قوم! تم نے زکریا علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے ان کو مار کر عذاب اٹھایا ہوا تھا اور تم پر خدا کا غضب نازل ہوا تھا۔ سو تم بھول گئے اور اب تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرسل نبی ہیں اور ان کو مارنے کا قصد کرتے ہو۔ تم لوگ عذاب خدا سے ڈرو اور اس سے پناہ مانگو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیوں جہنم کی راہ اختیار کرتے ہو۔ بس تم لوگ ان پر اور ان کی کتاب پر ایمان لاؤ۔ آخر بہتیرا کہا مگر ان کافروں نے نہ مانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے مارنے کی فکر میں لگے رہے اور طرح طرح کی تدبیریں کرتے رہے اور کہنے لگے کہ جب کبھی ہم لوگ ان کو تنہا پائیں گے تو ان کو مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں ان کافروں کی مومن لوگوں نے سنیں تو وہ ہر دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تنہا نہ جانے دیتے تھے۔ اگر کہیں جانے کا اتفاق ہوتا تو خود ان کے ساتھ جاتے تھے ایک دن ایک عورت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب و حواریوں سے پوچھا کہ تم لوگ ہر دم ہر ساعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو رہتے ہو تم لوگوں نے اس ۔ کیا معجزہ دیکھا ہے یہ سن کر حواریوں سے پوچھا کہ تو لوگ ہر دم ہر ساعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح رسول خدا ہیں اور وہ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اندھے کو بینا کرتے ہیں اور کوڑھی اور لنگڑے کو اچھا کرتے ہیں۔ تب اس عورت نے کہا مبارکبادی اس شکم کو ہے کہ جس نے اس کو پیٹ میں رکھا۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے اس عورت سے سنیں اور پھر کہا مبارکبادی تو اس نبی کی امت کو ہے جو قرآن پڑھیں گے۔ یہ سن کر اس عورت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام سے پوچھا کہ اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجھے بتاؤ کہ قرآن کیا چیز ہے ہم نے تو کبھی نہیں سنا یہ سنتے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن وہ چیز ہے کہ نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہوگا چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذْ قَالَ عِیسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ

Marfat.com

مُّصَدِّقٌ لِمَا بَيْنَ يَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً ﴿ بِرَسُوْلٍ يَّاتِیْ مِنْ بَعْدِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ

ترجمہ: اور جب کہا عیسیٰ علیہ السلام مریم رضی اللہ عنہا نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف تصدیق کرتا ہوں اس کی جو مجھ سے آگے تھی یعنی توریت کی اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آوے گا مجھ سے پیچھے اور اس کا نام احمد ﴿ ہوگا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہمارے حضرت کا نام رکھا گیا۔ دنیا میں محمد ﷺ اور فرشتوں کے درمیان احمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے کہا کہ ان کی امت میں حافظ قرآن بہت ہوں گے اور دوسرے پیغمبروں کی امت قرآن حفظ نہ کر سکے گی اور کتاب توریت اور انجیل کو بھی ان کے زمانے میں حفظ نہ کر سکے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے جب ان کو خوشخبری سنائی کہ پیغمبر آخرالزمان آئیں گے اور ان کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی۔ تب سب یہودیوں نے مل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے مار ڈالنے کی مشورت کی اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم رضی اللہ عنہا زندہ رہے گا تو ہمارا دین موسیٰ علیہ السلام کا بالکل باطل و منسوخ کردیگا اور اس زمانے کا بادشاہ کافر تھا۔ اس ظالم نے ان مردودوں کے ساتھ اتفاق کیا اور پھر ان کو حکم دیا پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ان کی ہلاکت کا قصد کیا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے شاگرد حواریوں نے اس بات کو معلوم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام سے کہا تو یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ خاطر جمع رہو اور بالکل مت ڈرو میرا دشمن کیا کر سکتے ہیں۔ شعر: دشمن چہ کند چوں مہربان باشد دوست۔ پس تم لوگ اپنے دین اور نبی آخرالزمان احمد مصطفیٰ ﷺ کے دین پر ایمان لاؤ۔ اور اسی پر ثابت قدم رہو۔ تب تم نجات پاؤ گے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام اپنے تمام حواریوں کو لے کر ایک مکان پر گئے جس کا نام عین السلوک ہے۔ یہودیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر اس مکان کا محاصرہ کرلیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جو اس مکان کی چھت میں شگاف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھالے گئے اور ان کو فرشتوں کی صحبت میں رکھا اور ان یہودیوں کے سردار کا نام شیوع تھا اور وہی سب سے پہلے مارنے کے واسطے اس مکان میں

Marfat.com

گھسا تھا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا اور جب اس ملعون کے اس مکان سے نکلنے میں کافی دیر ہوئی تو جو باقی یہودی مکان کے باہر کھڑے تھے بہت حیران ہوئے اور اسی حیرانی میں وہ اس مکان میں سب کے سب داخل ہو گئے اور جو سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے واسطے گھسا تھا وہ اپنی قوم کا بہت بڑا سردار تھا مکان کے اندر ان لوگوں نے اپنے سردار شیوع کو دیکھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کی شکل و صورت بن گیا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کو بچانے کے واسطے کیا تھا کیونکہ ان یہودی لوگوں نے جو طیش میں آچکے تھے ان کے قتل کرنے کی مکمل تدبیر کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا تھا اور ان کی جگہ پر ان کے سردار شیوع کو انہی کی شکل و صورت کا بنادیا تھا۔ ان یہودیوں نے جاکر اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل و صورت دیکھ کر بغرب شمشیر پکڑ لیا۔ ہرچند اس نے فریاد کی کہ میں شیوع ہوں تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو۔ لیکن وہ لوگ ہرگز نہ مانے اور پھر کہنے لگے کہ تم ہی عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم رضی اللہ عنہا ہو تم نے اپنے جادو سے شکل شیوع کی بنا رکھی ہے۔ پھر وہ غور کر کے کہنے لگے اچھا ہم نے مانا کہ تو شیوع ہے تو یہ بتاؤ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم رضی اللہ عنہا کدھر گیا آخر وہ تمام کے تمام اس بڑے شبے میں پڑ گئے اور اپنے سردار شیوع کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جان کر پکڑ لیا اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ الخ**" ترجمہ: اور اس کو نہ مارا گیا اور نہ اس کو سولی پر چڑھایا گیا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے سامنے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہہ میں پڑے ہیں اس کی خبر ان کو نہیں مگر اٹکل پر چلنا اور اس کو مارا نہیں بیشک اس کو اٹھالیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا ہے کیونکہ میری حکمت زبردست حکمت ہے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ یہود لکھتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کو مار دیا یہ غلط ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا ذکر فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہرگز اس کو نہیں وہ زندہ ہیں لیکن تحقیق وہ نہیں سمجھتے کئی باتیں کہ بدن کو مارا اور ان کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس گئی اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ مارا تو تھا لیکن تین روز بعد وہ زندہ ہو

Marfat.com

کر آسمان پر چلے گئے لیکن یہ بات حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور نہ کسی دوسرے طریقے سے ثابت ہوئی ہے کہ ان کو مارا گیا۔ یاد رکھو یہ خبر صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس نے ہم کو بتایا کہ اس کی اصلی صورت کو نہیں مارا اور ان کو پکڑنے کو وہ نصاریٰ لوگ ان کے قریب سے دور بھاگ گئے تھے اور کچھ یہود بھی نہ پہنچے تھے اس لئے صحیح خبر نہ ان لوگوں کو ہے اور نہ ان یہودیوں کو ہے۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو پچاس برس تک ناز و نعمت سے پالا تھا اس واسطے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوں گے تو اس وقت سردار شیوع کو ان کے صدقے میں دیکر خلاص کریں گے اور فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے چار سو برس تک ناز و نعمت سے پال کر حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے صدقے میں دریائے نیل میں ڈبو دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم سمیت نجات دی اور چار ہزار برس دنبہ ہابیل کا فردوس اعلیٰ میں پال کر اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت سے اس واسطے پالا تھا کہ بعوض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت سے اس واسطے پالا تھا کہ بعض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے گا اور مومن سب اس دوزخ سے نجات پاویں گے۔ ایک اور حدیث شریف میں یوں آیا کہ قریب قیامت کے دجال ملعون خروج کر کے ساری خلائق کو گمراہ کرے گا اور حضرت امام مہدی آخر الزمان مومنوں کے ساتھ بیت المقدس میں رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر امام مہدی کے ساتھ ہو کر سب کافروں کو مشرق سے مغرب تک اور دجال کو مار ڈالیں گے اور تمام لوگوں کو دین محمدی ﷺ کی تلقین کریں گے اور حصرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دین محمدی ﷺ میں ہی رہیں گے کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے۔ اور جو شخص دین محمدی ﷺ قبول کرلے گا اس کو خوش رکھیں گے اور امان دیں گے۔ اور جو شخص دین محمدی ﷺ قبول نہ کرے گا اس کو مار ڈالیں گے مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو مسلمان کریں گے۔ اور دین محمدی ﷺ میں سب کے سب داخل ہوں گے ایک متنفس کافر جہاں میں باقی نہ رہے گا اور اس روز عدالت پوری ہوگی اور عدل و انصاف صحیح معنی میں ہوگا کسی پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہوگی یعنی شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے اور جو لوگ ظلم پر آمادہ ہوں گے ان کو دور کر دیا جائے گا۔ اسی طرح سے چالیس برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی بادشاہت اور تبلیغ

Marfat.com

محمدی ﷺ جاری رہے گی۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی انتقال فرمائیں گے اور ان کو اس وقت کے مومن لوگ رسول خدا ﷺ کے حجرہ کے پاس دفن کریں گے اور بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال فرمائیں گے اور مومن لوگ ان کی اپنے ہاتھوں سے تجہیز و تکفین کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں آنے کا

ایک روایت سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ اجماع اہلسنت اور آئمہ اسلام ہے کہ جناب رسالت ماب ﷺ اپنی زبان فیض ترجمان ولسان معجزبیان سے خود فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ **اول ماخلق اللہ نوری** یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور تھا۔ الغرض یہ چیز باتفاق ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی ﷺ کو پیدا کیا اور پھر ان کے نور سے تمام فرشتے عرش و کرسی لوح و قلم بہشت و دوزخ جن وانس اور ساری مخلوقات پیدا کی۔ چنانچہ اس کا ذکر کتاب کے اول میں آچکا ہے اسی واسطے یہاں پر مختصر ذکر کیا ہے کتاب روضتہ الاحباب و کتاب الاحبار میں لکھا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ کو پیدا کیا نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر ظاہر کیا ایسا کہ ان کی پیشانی اس نور محمدی ﷺ سے عرش تک چمکتی تھی۔ پھر حضرت آدم کی پیشانی سے حضرت شیث کی اور حضرت شیث سے حضرت ادریس سے حضرت نوح کی اور حضرت نوح سے اسی طرح درجہ بدرجہ منتقل ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک پہنچا اور ان سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام کو نصیب ہوا۔ بعد اس کے نسلا عبدالمناف تک پہنچا اور عبد مناف کے چار بیٹے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ عبدالشمس۔ ہاشم۔ ابوالمطلب اور ابو نوفل اور ہاشم رسول خدا کے دادا تھے اسی واسطے رسول خدا ﷺ ہاشمی کہتے ہیں اور ابوالمطلب امام شافعی کے دادا کا نام تھا۔ اور عبدالشمس ابو جہل کے دادا کا نام تھا اور ابو نوفل لاولد تھے۔ وہیں سے نور محمد ﷺ کا عبدالمناف سے ہاشم کو ملا اور بعد فوت ہونے عبدالمناف کے ہاشم کو مکہ کی ریاست اور کنجی خانہ کعبہ کی ملی۔ اتفاقاً انہی ایام میں مکے میں قحط پڑا اور اکثر آدمیوں کو رات و دن فاقہ گزرتا تھا چنانچہ ہاشم کو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اپنے فضل و کرم سے اور اپنی برکت کاملہ سے تونگر کیا تھا انہوں نے تمام مکہ والوں کی ضیافت کی اور جب دستر خوان بچھاتے روٹیاں توڑ توڑ کر پارہ پارہ کرکے دسترخوان پر رکھ دیتے کہ کھاتے وقت کوئی کسی کو معلوم نہ کرسکے کہ کس نے کتنی روٹیاں کھائیں۔ اسی وجہ سے ان کا نام ہاشم رہا اور اول نام ان کا عمر تھا۔ اور ان سے عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ اور پھر عبدالمطلب سے کئی بیٹے پیدا ہوئے۔ جب انہوں نے نذر مانی اللہ تعالی سے کہ اگر میرے دس بیٹے پیدا ہوں گے تو ان میں سے ایک خدا کی راہ پر قربان کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب ہاشم کو مکے معظمہ کی ریاست ملی تو خبر ملی کہ چاہ زمزم میں اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے خزانہ جمع کر رکھا ہے تو چاہا کہ اس کے اندر سے نکالیں پھر انہوں نے وہ چاہ کھودا تو اس کے اندر وہ خزانہ نہ پایا اور خدا کی مرضی سے پانی بھی اس کا سوکھ گیا پھر انہوں نے اللہ تعالی سے نذر مانی کی اگر خزانہ مجھ کو مل گیا تو میں اس چاہ کو از سرنو تعمیر کروں گا اور پھر ایک لڑکے کو بھی تیرے نام پر قربان کروں گا پھر وہ چاہ کھودا خدا کے فضل سے بہت خزانہ اس سے پایا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس خزانے میں سے دروازے خانہ کعبہ کے لوہے اور فولاد سے بنوائے اور چاہ زمزم کی بھی درستگی کرادی اور پھر کاہنوں کو بلوایا کہ اپنی نذر کا حال بیان کیا۔ ان لوگوں نے بالاتفاق کہا کہ ایفائے نذر واجب ہے۔ لازم ہے کہ ہر بیٹے کے نام انہوں قرعہ ڈالو جس میں نام عبداللہ رضی اللہ عنہ پدر رسول خدا ﷺ کا نام نکلا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر نور حضرت محمد ﷺ کا ظاہر ہوتا تھا اسی سبب سے ان کی صورت اپنے بقیہ بھائیوں سے بہت زیادہ حسین تھی۔ ماں باپ اور اقربا ان کو بہت چاہتے تھے اور جب انہوں نے قربانی کی خبر سنی تو ان کی ماں اور اقرباء نے عبدالمطلب سے کہا کہ ہم لوگ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قربانی میں نہ دیں گے تم دوسری چیز قربان کردو یہ سن کر عبدالمطلب نے منجموں کو بلوا کر ان سے استفتاء چاہا انہوں نے فتوی دیا کہ یہ ہو سکتا ہے۔ تب ان کے عوض دس اونٹ قربان کئے اور اس زمانے میں خداوند کریم کا یہ حکم تھا بہ تقدیر قبولیت کے آتش آسمان سے آکر قربانی کو جلا کر چلی جاتی تھی۔ اور اس وقت علامیت قبولیت کی یہی تھی۔ پس وہ دس اونٹ قبول نہ ہوئے۔ پس پھر اور دس اونٹ قربان کئے یہ بھی منظور نہ ہوئے آتش آسمان سے نہ آئی پس اسی طرح پانچ سو تک عبدالمطلب نے ذبح کئے اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک سو اونٹ ذبح کئے پھر وہ بھی قبول نہ ہوئے۔ پھر سب

Marfat.com

خویش واقرباء نے مل کر خدا کی درگاہ تضرع و مناجات کی اسی وقت ایک آتش سفید مثل دودھ کے آسمان سے نازل ہوئی اور تمام قربانیوں کو جلا گئی۔ تب وہ قربانی خدا کے دربار میں قبول ہوئی پھر سب خوش ہوگئے اور ہر ایک ان میں سے خدا کا شکر بجا لایا۔ اس واسطے رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اَنَا ابْنُ ذَبِیْحَیْنِ یعنی میں بیٹا دو ذبح کئے ہوؤں کا ہوں یعنی اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ اور دوسرے رسول خدا ﷺ کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور حضرت محمد ﷺ کی والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب ابن عبد مناف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہیں کسی کام کو جاتے تھے راستہ میں خواہر رقیہ بنت نوفل سے ملاقات ہوئی اور وہ عورت کتب سماویہ سے بہت واقف تھیں۔ اور بہت خوبصورت اور صاحب عصمت ناکتخدائی اور مالدار مکہ میں مشہور و معروف تھیں۔ جب نظر ان کی عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو جو جو حکایات اور علامات نور محمدی ﷺ کی توریت اور انجیل میں دیکھی تھیں وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر چمکتی دیکھیں اور پھر دیکھتے ہی وہ عاشق و بیقرار خواہاں وصال جسمانی عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور پھر بولی کہ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے وہ سن کر بولے میرا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے اور میں وہ عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ بولی کہ تمہیں تو تمہارے باپ نے نذر قربانی کی تھی۔ کہا ہاں بیشک نذر مانی تھی اور وہ بولی کہ میں دختر نوفل ہون اور خواہر رقیہ اور تاجرہ ہوں اگر تم مجھ سے نکاح کرو گے تو ایک سو اونٹ کے بوجھ اور مال اور خزانہ تم کو دوں گی۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی ہوئی ہے یا نہیں۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک بہانے سے جواب دیا اور کہا بہت اچھا اپنے باپ سے پوچھ کر ان سے اذن لے آؤں۔ تب عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں جاکر اپنی بیوی آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہم بستر ہوئے وہ نور محمدی ﷺ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں آیا۔ اور آمنہ رضی اللہ عنہا حضرت کی والدہ حاملہ ہوئیں۔ اس کے بعد صبح کو اٹھ کر عبداللہ رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گئے جس کل وعدہ کر آئے تھے جاکر اس سے کہا کہ کل جو تم نے نکاح کی بات کی تھی اب میں آیا ہوں۔ وہ عورت بڑی عقلمند تھی عبداللہ رضی اللہ عنہ چہرے کی طرف جو نظر کی تو وہ نور متبرک نہ دیکھا پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

پوچھا کہ شائد گھر میں جاکر تم اپنی بیوی سے مباشرت کرکے آئے ہو کیونکر جو نشانی میں تمہاری پیشانی میں کل دیکھی تھی وہ آج نہیں دیکھتی ہوں۔ وہ بولے ہاں جو تم نے بات کی وہ سچ ہے۔ تب وہ بولی اب مجھ کو نکاح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس کے لیے میں نکاح کرنا چاہتی تھی سو وہ بات اب ہو چکی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب صدف آمنہ رضی اللہ عنہا کا در یتیم محمد ﷺ سے بار آور ہوا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور آمنہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں۔ رسول خدا ﷺ کے پیدا ہونے کے پہلے ایک مہینہ بائیس دن ابرہہ نامی ایک بادشاہ یمن میں تھا وہ مردود خانہ کعبہ کو توڑنے کو بڑے بڑے ہاتھی اور بہت سا لشکر لے کر آیا تھا۔ اللہ تعالی نے یہ برکت قدوم حضور ﷺ کے اس کے ہاتھ سے خانہ کعبہ کو محفوظ رکھا۔ پس قصہ ابرہہ کا اس کتاب کے مولف نے یہاں مختصر کیا ہے کیونکہ یہ قصہ اصحاب فیل کا ہے اور تمام صاحبوں کو اچھی طرح سے سورہ فیل میں معلوم ہے اس واسطے فقیر نے بھی مختصر کیا اکثر مفسروں نے بہت روایت لکھی ہیں جو ضعیف پائی گئی ہیں وہ چھوڑ دی گئی ہیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصواب

بیان بادشاہ ابرہہ ملعون و مردود کا

تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابرہہ بادشاہ حاکم ولایت یمن کا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ ہر سال اطراف و جوانب سے لوگ مکہ معظمہ کی زیارت کو جاتے ہیں تو اس نے تخم حسد اپنے دل میں بویا اور ایک مکان نمونہ کعبہ بناکر اس کا نام بھی کعبہ رکھا اور وہ یہ چاہتا تھا کہ خلق اللہ کو بیت اللہ کے حج سے باز رکھیں۔ اپنے بنائے ہوئے مکان میں جو نمونہ بیت اللہ کے بنایا تھا سب کو لاکر اس کا حج کرائے۔ ہرچند اس نے اپنی جہد بے فائدہ اور کوشش بیہودہ کی کہ خانہ مذکور کو بیت اللہ قرار دے لیکن یہ صورت پذیر نہ ہوئی ناچار ہوکر پھر اس نے بیت اللہ کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا ان ایام میں ایک شخص قریشی وہاں گیا اور اس بنائے ہوئے کعبہ کا خادم ہوا۔ اس نے ایک شب فرصت پاکر اسی گھر میں غائط و بول کیا اور جو کچھ مال و اسباب پایا لے کر چلا آیا۔ جب صبح ہوئی تو ابرہہ بادشاہ نے اس قریشی کی یہ حرکت دیکھی تو فورا طیش میں آیا اور اپنے بیت اللہ کو لشکر کثیر اور فیل و بان لے کر توڑنے کا قصد کیا اور جلد از جلد بیت اللہ کی طرف مع اپنے تمام لشکر کے روانہ ہوگیا۔ اور راستے میں جو قوم بھی بیت اللہ توڑنے کی مزاحم ہوتی اس کو قتل کرتا۔ جب متصل بیت اللہ شریف

Marfat.com

کے معہ لشکر اور ہاتھی کے جا پہنچا تو ان مقامی قریشیوں نے یہ حشمت دیکھ کر تمام اہل قریش معہ قبائل اپنا اپنا گھر چھوڑ کر پہاڑوں میں چھپ کر دیکھتے تھے ہر چند فیل بانوں نے چاہا کہ اپنے ہاتھیوں سے کعبہ کو مسمار کریں لیکن خوف الٰہی سے کوئی ہاتھی بھی آگے نہ بڑھا اور ایک کا نام محمود تھا جو خاص سواری بادشاہ ابرہہ کی تھی اس ہاتھی نے اس کو اپنی پیٹھ پر یعنی پلید کو سوار نہ کیا تب اسی مزدود نے دوسرے فیل پر سوار ہر کر کعبہ پر تاخت کی اور اس نے چاہا کہ میں کعبہ کو منہدم کروں اتنے میں ہزاروں کی تعداد میں پرند ابابیل بحکم رب جلیل تین تین کنکریاں مثل دانہ مسور کے ایک ان کے منہ میں اور ایک ایک پنجوں میں لے کر آئے اور سب اصحاف فیل اور فیل پر اور گھوڑوں پر اور شتر پر مثل گولہ بندوق مارنے لگیں۔ ایک ایک کنکری ہر سوار کے سر سے گھس کر نیچے نکل گئی اور بعض سوار کے پشت سے گھس کر پیٹ سے باہر ہوئی ایک ہی پل میں خداوند قدوس نے سب کو جہنم رسید کیا۔ اور بادشاہ ابرہہ پلید یہ حال دیکھ کر بھاگا اپنے گھر میں جا کر لوگوں سے حال بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں خدا کی مرضی سے ایک ابابیل اس مردود کے پاس گئی۔ اس نے لوگوں کو دکھایا کہ اس قسم کے جانور پرند تھے یہ کہتے ہی بادشاہ کے سر پر ایک کنکر مارا وہیں اس مردود کو واصل جہنم کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر پتھر پر نام ہر شخص کا لکھا ہوا تھا کہ جس پتھر سے وہ مارا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورہ فیل میں اس کا بیان فرمایا ہے قولہ تعالیٰ **الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل** ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں سے کیا نہ کر دیا ان کے مکر و فریب کو بیچ گمراہی کے اور بھیجے ان پر پرندے جماعت در جماعت پھینکتے تھے کنکر پتھر منہ سے پس کیا ان کو مانند بھس کھائے ہوئے کے اس قصہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

بیان جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن ابن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہہ کے

بحوالہ تاریخ بتایا گیا ہے کہ جب سیف ذی یزن تخت شاہی پر بیٹھا۔ قبائل عرب کے واسطے تہنیت کے اس کے پاس جاتے تھے وہ سب پر نوازش کرتا تھا اور قوم قریش میں عبدالمطلب چونکہ محافظ بیت اللہ کے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عرب کے درمیان معزز کیا

Marfat.com

تھا وہ بھی سیف ذی یزن کی تہنیت کو گئے بعد حمد وثنا خداوند مطلق کے اور ادائے آداب بادشاہی ہی یہ سن کر کہا کہ میرا نام عبدالمطلب ابن ہاشم ہے اور میں قوم قریش سے ہوں تب یہ سن کر بادشاہ نے تعظیم و تکریم سے جائے مکلف میں رکھا اور تقریبا ایک ماہ تک ان کی ضیافت کرتا رہا۔ ایک دن بادشاہ نے ان کو بلا کر کہا کہ اے عبدالمطلب ہم تم سے ایک بات کہیں اس کو آپ کسی سے نہ کہیں اور وہ یہ ہے کہ میں نے توریت میں انجیل میں اور دیگر صحیفوں میں اگلے زمانے کے دیکھا ہے کہ تمہاری قوم قریش میں ایک شخص پیدا ہو گا اور ان کی بادشاہی بھی قیامت تک قائم رہے گی۔ یہ سن کر عبدالمطلب نے کہا اے صاحب مجھ کو آپ نے بہت خوش کیا وہ کون شخص ہے آپ ذرا اس کی تشریح فرمائیں۔ اس نے کہا دیار عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوں گے اور ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں ایک نشان مہر نبوت کا ہو گا اور وہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ ہوں گے۔ اور قبل بلوغت ان کی ماں باپ مرجائیں گے اور دادا چچا ان کی پرورش کریں گے اور ان کا نام پاک محمد ﷺ ہو گا۔ اور بہت دشمن ان کے ان کی ہلاکی پر رہیں گے مگر خدا کے فضل و کرم سے ان کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا' اللہ تعالیٰ ان کو ان کے دشمن کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے گا اور ان پر ایک نئی آسمانی کتاب قرآن مجید نازل کرے گا اور ان کے اصحاب اور امت سب اولیاء اور بزرگ ہوں اور ان کے تمام دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور روئے زمین کی تمام مخلوقات ان کا دین محمدی ﷺ قبول کرے گے اور وہ سب کے سب خدا پرست ہوں گے اور ان سے شیطان سارے دور ہوں گے او ان کی آمد کے بعد تمام بت خانے توڑے جائیں گے اور آتش کدہ فارس بجھ جائے گا اور ان کی رفتار و گفتار اور کردار سب صحیح و درست ہوں گے اور ان کے ماننے والے امر الٰہی کی تعمیل میں ہر وقت لگے رہیں گے اور ان کاموں سے وہ باز رہیں گے جن سے ان کو منع کیا جائے گا۔

پس عبدالمطلب یہ سن کر سجدہ شکر بجا لائے اور درگاہ کبریا میں ملتجی ہوئے اور بادشاہ نے ان کو ایک سو اونٹ اور دس غلام اور دس لونڈیاں دس رطل سونا اور اور دس رطل چاندی اور کافی مشک و عنبر اور دیگر بہت سی چیزیں دے کر ان کو خوش کیا اور جو لوگ ان کے ساتھ آئے تھے ان کو خلعت فاخرہ دے کر معزز و سرفراز کیا۔ اور پھر کہا اے عبدالمطلب جس وقت لڑکا پیدا ہو تو فوراً مجھ کو خبر دینا اس کے واسطے جناب باری تعالیٰ میں دعا کروں گا

Marfat.com

اور میں ان پر اعتقاد لایا ہوں حالانکہ پیغمبر خدا اس وقت تولد ہوئے تھے اور اس وقت آپ کا دو برس کا سن مبارک ہو چکا تھا۔ عبدالمطلب یہ باتیں کسی سے ظاہر نہ کرتے تھے اور اس بادشاہ سے بھی نہیں کہا بلکہ اس سے بھی چھپا رکھا تھا اور اپنے مکان پر مکے میں واپس آگئے ایک روایت میں ہے کہ عبدالمطلب کی بیٹیاں تھیں سب سے فرزند تولد ہوئے تھے آخر عمر میں خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر کو نکاح میں لاؤ تب ساٹھ اونٹ سرخ بال کے اور چند دینار زر سرخ اس کے مہر میں دے کر اپنے نکاح میں لائے اور ان کے بطن سے ابو طالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد پیدا ہوئے سب ملا کر تیرہ بیٹے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حارث۔ ابو طلب۔ ابولہب۔ عیداق۔ امیر حمزہ۔ عباس۔ ضرار۔ زبیر۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ مقوم۔ قثم۔ عبدالکعبہ۔ مجل۔ اور ان کے علاوہ چھ بیٹیاں۔ ام حلیمہ صفیہ۔ برہ۔ عاتکہ۔ اردی۔ ایمہ اور حارث کے تین بیٹے تھے۔ ابو سفیان اور صغیرہ اور نوفل ابو سفیان جس سال مکہ فتح ہوا اسی سال میں وہ مسلمان ہوئے اور ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور تعیبہ اور اس کی بیوی حضرت معاویہ کی پھوپھی تھیں اور طالب اور جعفر طیار اور حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے علاوہ دو بیٹیاں بھی تھیں ایک ام ہانی رضی اللہ عنہا اور دوسری حمانہ یہ سب فاطمہ بنت اسد کے بطن سے تھے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے سب بھائیوں سے صورت اور بزرگی میں زیادہ تھے چونکہ اس کے صلب سے سید الکونین سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت عباس کے چھ بیٹے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ فضل۔ اور عبیداللہ اور قثم اور سعید اور عبدالرحمن اور بیٹی کا نام صفیہ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسی سال کی عمر میں حضرت عثمان غنی کی خلافت کے زمانے میں انتقال فرمایا۔ یہ تمام واقعات جامع التواریخ میں لکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر احوال عبداللہ رضی اللہ عنہ والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور بعض باتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں

بعض راویوں نے یوں روایت کیا ہے کہ توریت میں مذکور ہے کہ اہل تورریت کو اچھی

Marfat.com

طرح معلوم ہوتا تھا۔ کہتے تھے کہ ہمارے پاس جو یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا سفید ریشمی جبہ ہے۔ جب عبداللہ رضی اللہ عنہ ' عبدالمطلب کے گھر میں پیدا ہوں گے تب اس سفید جبہ سے خون نکلے گا۔ اور جب ایک مدت کے بعد اس سے خون نکلا تب ان سب کو معلوم ہوا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ' عبدالمطلب کے گھر میں یعنی مکے میں پیدا ہوئے اور ان کی پشت سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخرالزمان ﷺ پیدا ہوں گے اور وہ ہمارے دین کو منسوخ کریں گے۔ پس یہ معلوم کرکے چند یہودی متفق ہوکر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالنے کو مکے میں آکر ایک مدت تک رہے آخر عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کچھ بھی نہ کرسکے اور سخت ہزیمت پاکر یہاں سے شام میں جابسے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے ہوئے تب کبھی کبھی مکے سے نکل کر میدان کی طرف سیر کو چلے جاتے تھے۔ اور اس میں یہ دیکھتے تھے کہ اپنی پشت سے ایک نور چمکتا ہوا دوپارہ ہوکر ایک مشرق کو جاتا ہے اور ایک مغرب کو جاتا ہے۔ پھر ایک لحظ کے بعد پشت میں آرہا۔ تب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے جاکر یہ حال بیان کیا تو عبدالمطلب نے کہا کہ مدت ہوئی ہے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ سلسلہ نوری میری پشت سے نکل چار حصے ہوکر چار طرف گیا ایک حصہ طرف آسمان کے اور ایک حصہ طرف زمین کے اور ایک مغرب کو اور ایک مشرق کو پھر کچھ دیر بعد ایک درخت سبز بن گیا۔ اور ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت پاکیزہ اس درخت کے پاس کھڑے ہوئے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بولے کہ میں پیغمبر خدا آخرالزمان ﷺ ہوں۔ یہ سن کر میں خواب سے بیدار ہوا اور صبح کو جاکر کاہنوں سے اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ تمہاری پشت سے ایک نبی آخرالزمان پیدا ہوں گے اور جتنے نبی اور نبی آدم ہیں سب ان پر ایمان لائیں گے اے بیٹا اس نور نے میری پشت سے تمہاری پشت میں نقل کیا ہوگا۔ تم خوش رہو اللہ تم کو خوش رکھے۔ جب یہ بات لوگوں میں منتشر ہوئی تو یہودیوں کے دل میں حسد پیدا ہوا چند یہودیوں نے متفق ہوکر قسم کھائی کہ جب تک ہم عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نہ مار ڈالیں گے تب تک اور کچھ کام نہیں کریں گے یہ کہہ کر وہ مکے میں آکر مدتوں رہے۔ ایک دن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو میدان میں تنہا جاتے دیکھا۔ تب سب دشمن فرصت پاکر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مارنے کو ننگی تلوار لے کر میدان کی طرف چلے اچانک وہب ابن عبدالمناف جو پیغمبر خدا کے نانا جان تھے وہ ان کے قریب تھے جب انہوں نے دور سے دیکھا

Marfat.com

کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سب یہودی مارنے آتے ہیں تب وہ پشت پناہ ان کے ہوئے اور اسی وقت آسمان کی طرف نظر کی دیکھا کہ ایک جماعت فوج کی فوج آسمان سے بصورت آدمی اور ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں ہیں وہ لے کر ان یہودیوں کو مارنے کے قصد سے آتی ہیں پس ایک لحظہ وہاں کھڑے ہو کر دیکھا کہ انہوں نے آکر ان یہودیوں کو مار ڈالا جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مارنے آرہے تھے اور وہب ابن عبدالمناف نے یہ حال دیکھ کر اپنے گھر میں اپنی بیوی سے جاکر کہا۔ کہ تم اب جاکر عبدالمطلب سے جاکر کہو کہ میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا سے اپنے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شادی کر دو۔ تب اسی وقت ان کی بیوی نے عبدالمطلب سے جاکر یہ بات کہی کہ میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا کا بیاہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کر دو۔ یہ سن کر عبدالمطلب نے یہ بات منظور کرلی اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دیا اور پھر اپنے ہی گھر میں رکھا اور قریش کی عورتیں جو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کی تمنا رکھتی تھیں وہ سب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح کی خبر سن کر مارے غم کے بیمار ہو گئیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس غم سے چالیس عورتیں مر گئیں اور زیب و زینت اور پارسائی و پرہیزگاری آمنہ رضی اللہ عنہا کو تھی وہ کسی عورت میں قریش کے نہ تھی۔ وہ نور محمد مصطفیٰ ﷺ کا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر وہ نور بارہویں تاریخ جمادی الاخری کی شب جمعہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے صلب سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں آیا اور اسی شب رضوان کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول دے اور اسی شب بت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے اور تخت ابلیس کا الٹ گیا۔ یعنی بالکل پامال ہوگیا اور سب کا سردار شیطان لعین مشرق سے مغرب کو جاکر دامن کوہ میں چلا چلا کر رونے لگا۔ اس کی آواز سن کر تمام شیاطین وہاں جمع ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ اے سردار ہمارے تم کس لیے روتے ہو آخر کیا مصیبت آپ پر آپڑی ہے وہ ملعون بولا کہ اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہوگی کہ اب تک محمد آخرالزمان ﷺ کا زمانہ نہیں تھا اور اب ان کا ظہور بالکل قریب ہونے والا ہے اور جب وہ پیدا ہوں گے تو سارے جہان کی مخلوق ان کی تابع ہوگی اور پھر دین ان کا قیامت تک جاری رہے گا۔ اور ہمارے ماننے والے خداؤں کو یعنی لات و عزیٰ کو باطل کرے گا تمام مخلوق مشرق سے مغرب تک مسلمان ہوگی اور ان کے

Marfat.com

ہی واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو بہشت سے نکال دیا اور مردود کر دیا اب اگر میں سر پتھر پر یا پتھر سر پر ماروں گا تو بھی کچھ نہ ہو گا۔ یہ سن کر جنوں کی جماعت نے کہا تو خاطر جمع سے رہو ہم سے جسطرح بھی ہو سکے گا نبی آدم کو گمراہ کریں گے اور اپنے لات و عزی کی عبادت ان سے کروائیں گے ہم اپنی پوری طاقت خرچ کریں گے لیکن ہرگز خدا کی راہ پر چلنے نہ دیں گے۔ یہ سن کر اس سردار شیطان لعین نے کہا اچھا مجھے بتاؤ کہ تم کس طرح ان کو خدا کی راہ سے بھکاؤ گے وہ لوگ تو نیک راہ اختیار کریں گے اور منکرات سے باز رہیں گے خیرات و زکوۃ صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں گے وہ حرام کاری نہیں کریں گے تاکہ وہ اس میں فریفتہ ہو جائیں اور جاہلوں کو دولت اور گمراہی میں رکھیں گے۔ اور صاحب طاعت کو ریاکاری کی خواہش دلائیں گے۔ پھر سردار شیطان نے کہا جب وہ علم اور زہد میں مستغرق ہوں گے تم کس طرح ان پر غالب ہو گے ان کو کس طرح سے راہ راست سے بھکاؤ گے۔ جنوں نے کہا ہم ان کو ہواؤ حرص کی راہ میں شہوت دلائیں گے پھر اسی طرح وہ ہماری متابعت کریں گے اور ہم جو کہیں گے اسی پر عمل کریں گے تب اس سردار لعین نے کہا اب مجھ کو خاطر جمع ہوئی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس زمانے میں مکے کے ملک میں قحط تھا اور لوگ بھوک کے مارے عاجز تھے کھانا نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مرجاتے تھے۔ جب آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں تب خدا کی رحمت سے پانی برسا زمین سیراب ہوئی تمام درخت تر و تازہ ہو گئے اور ہر درخت اپنے اپنے پھل لایا۔ اور لوگ اچھی طرح سے میوے کھانے لگے اور تمام تنگی قحط جاتی رہی۔ بہت زیادہ غلہ وغیرہ کی فراوانی ہو گئی جتنے وحوش و طیور مور ملخ اور خانہ کعبہ جو امان دونوں جہاں کا ہے ہر ایک سرور کائنات کی بشارت دینے لگا کہ اب ظہور نبی آخرالزمان کا قریب ہوا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہو کر کہتا ہے کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا تیرے پیٹ میں جو ہیں وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب وہ تولد ہوں گے نام ان کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا اور اپنی زبان سے یہ الفاظ کہنا **نعوذ باللہ من شر کل حاسد** ترجمہ: پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی شر سے کل حاسدوں کے۔ پس یہ خواب آمنہ رضی اللہ عنہا نے سر عبدالمطلب سے جاکر کہا اور بعینہ من و عن بیان کر دیا انہوں نے یہ خواب سن کر اس خواب کی تعبیر بیان کی اور پھر کہا کسی سے یہ راز مت کہنا کیونکہ یہ خواب

Marfat.com

بالکل سچا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی لڑکا تمہارے گھر میں پیدا ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان تولد ہونا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہویں تاریخ ربیع الاول شب دوشنبہ وقت صبح صادق تولد ہوئے اور عجائبات غریبہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس شب تولد میں دیکھے وہ تحریر کئے جاتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ بوقت جننے کے آمنہ رضی اللہ عنہا اکیلی تھیں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا۔ اس وقت ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی اس آواز کو سن کر وہ ڈر گئیں اور بڑی متحیر ہوئیں اور پھر بولیں الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ اور اسی وقت ایک مرغ ہوا سے آکر آمنہ رضی اللہ عنہا کا سر ملنے لگا پھر وہ دہشت جاتی رہی اور پھر آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کچھ شیرینی لاکر مجھ کو دی وہ میں کھا گئی۔ پھر ایک نور میں نے دیکھا کہ مجھ سے نکل کر آسمان پر گیا اس کے بعد پھر کئی عورتیں دیکھیں جو بہت خوبصورت تھیں۔ میں نے سوچا شاید یہ عبدالمناف کی بیٹیاں ہیں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور میں نے دل میں خیال کیا کہ وہ میرے کام کو آئی ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد معلوم ہوا وہ نہیں ہیں اور کوئی اجنبی ہیں وہ میرے پاس آکر مجھ کو تسلی دینے لگیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ عورتیں بی بی مریم اور آسیہ خاتون رضی اللہ عنہا فرعون معلون کی بی بی مومنہ تھیں وہ دونوں خدا کے حکم سے بہشت سے حوروں کو لے کر میری تہنیت کو آئی ہیں اور اسی وقت ایک آواز میں نے سنی کہ اس لڑکے کو آدمیوں کی چشم سے فی الحال پوشیدہ رکھنا۔ اور پھر دیکھا کئی آدمیوں کو وہ اپنے ہاتھوں میں سلا بچی آفتابہ چاندی کا اور عطریات خوشبو مشک وغیرہ لے کر آئے اور ہوا پر معلق کھڑے ہیں اور بہت سے پرند ہوا پر اڑنے والے نہ معلوم کہاں کہاں سے میرے گھر پر آئے جب میں نے ان کو دیکھا تو چونچیں ان کی زمرد سبز کی تھیں اور پر ان کے یاقوت سرخ کے تھے اور ان کو دیکھتے ہی آنکھیں میری روشن ہو گئیں اور اس وقت تین علم بادشاہی میں نے دیکھے ایک مغرب کو اور ایک مشرق کو اور ایک کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اسی وقت دردزہ میرا غائب ہو گیا۔ اور پھر یہ آواز آئی کہ نور سلطان آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم خلوت سے عالم صورت میں نقل فرمایا۔ اور اس وقت آفتاب سعادت برج اقبال سے طلوع ہوا اسی وقت سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوئے اور اپنی پیشانی روشن زمین کے اوپر رکھ کر سجدہ گزار ہوئے اپنے خالق کائنات کے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف کچھ

Marfat.com

مناجات کی اور ساتھ ہی ساتھ یہ کلمہ پڑھا۔ **لا الہ الا اللہ انا محمد رسول اللہ۔**

اس کے بعد ایک ابر سفید آکر میری گود سے اٹھا کر ان کو لے گیا۔ اتفاقا اس شب کو میرے گھر میں چراغ نہ تھا۔ باوجود اس تاریکی کے گھر ایسا منور اور روشن ہوا کہ اس وقت کوئی چاہتا تو سوئی میں دھاگا پرو سکتا تھا۔ اس کی روشنی سے ملک شام نظر آیا پھر اسی وقت غیب سے ایک آواز آئی۔ کہ محمد ﷺ کو مشرق و مغرب اور تمام جنگلوں میں لے جا کر پھراؤ اور ان کو وہ تمام حالات دکھاؤ تا کہ تمام خلائق میں ان کا نام ظاہر ہو۔ اور پھر اسی وقت ایک ابر سفید نمودار ہوا اس سے آواز آئی کہ اس پیغمبر کے نور کو پیغمبروں کی ارواح مقدسہ پر جلو دو۔ اور ایک دوسرے سفید ابر سے یہ آواز آئی کہ محمد ﷺ بادشاہ ہیں۔ ہر دو جہان کے ان کے حلقہ اطاعت میں تمام خلق رہے گی۔ ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز غیبی سے آمنہ رضی اللہ عنہا نہایت ہی متعجب ہوئیں۔ اس کے بعد پھر تین شخصوں کو دیکھا اور ان کا چہرہ مانند آفتاب کے روشن تھا اور ان میں سے ایک ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت سونے کا اور تیسرے کے ہاتھ میں ریشمی کپڑا سفید اور اپنے ساتھ محمد ﷺ کو لے کر آئے اور پھر اس ریشمی کپڑے سے ایک انگوٹھی نکالی اور پھر اس آفتابہ کے پانی سے سر و تن محمد ﷺ کا دھلا کر ان دونوں مونڈھوں کے بیچ میں اس خاتم سے مہر نبوت کر دی۔ پھر آپ کو اس ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میری گود میں دیا اور ان میں سے ایک نے آپ کے کان میں بہت کچھ کہا۔ اس کو میں دریافت نہ کر سکی کہ کیا کہا اور دوسرے نے دونوں آنکھیں ان کی چوم کر کہا کہ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے تم کو علم لدنی بخشا ہے۔ جمیع پیغمبروں سے علم اور حلم تم کو اور زیادہ دیا۔ پھر ایک شخص نے ان میں سے آکر محمد ﷺ کے منہ پر منہ رکھ کر جیسا کہ کبوتر اپنے بچے کو دانہ کھلاتا ہے۔ ایسے ہی منہ پر منہ رکھ کر کہا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ ﷺ تم کو بشارت ہے کہ علم اور بردباری اللہ تعالیٰ نے سب تم کو عنایت کیا۔ پھر کئی شخص آئے اور وہ میری گود سے محمد ﷺ کو اٹھا کر لے گئے اور میں اکیلے گھر میں بہت متفکر رہی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر اسی گھڑی وہ واپس آپ کو لے آئے۔ چہرہ ان کا مانند ماہتاب کے چمکتا تھا۔ پھر ایک آواز آئی اے مومنہ اس لڑکے کو حفاظت سے رکھ اور اپنے دل میں کچھ اندیشہ مت کر ہم لوگ ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے گئے تھے۔ خدا ان کا محافظ و ناصر ہے پھر میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ان کے

Marfat.com

منہ پر بوسہ دے کر کہا کہ بشارت ہے تم کو اے محمد ﷺ جو کوئی آپ پر ایمان لاوے گا وہ حشر کے دن تمہاری امت میں داخل ہو گا اور عذاب دوزخ سے خلاصی پائے گا۔ یا اللہ ہم عاصی گنہگاروں کو ان کی محبت میں ہمیشہ رکھ اور ان کی شفاعت کا امیدوار کر۔ آمین یارب العالمین۔

بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کرامات کو جو انہوں نے دیکھی تھی

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت رسول خدا ﷺ کے زمانہ مبارک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر ہوتے تھے۔ وہ اپنی امت سے رسول خدا ﷺ کی صفت اور فضائل ضرور بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر آسمان سے نازل کیں ان میں بھی رسول خدا ﷺ کے مراتب و فضائل سے روشناس کراتے رہے۔ روایت ہے کہ عبدالمطلب رسول خدا ﷺ کے پیدائش کے وقت بیت اللہ میں تھے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ جب آدھی رات ہوئی تو غیب سے ایک آواز آئی اور اسی رات رسول خدا ﷺ تولد ہوئے جب میں نے آسمان کی طرف اپنی نظریں اٹھا کر دیکھا کہ سب فرشتے تکیہ رکھ رہے ہیں پھر میں نے اپنی نظر بتوں کی طرف دیکھا تو کہ وہ سب کے سب زمین پر گر کر ٹوٹ گئے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد ایک دوسری آواز آئی اور اس آواز میں یہ کوئی کہتا تھا کہ بشارت بادائے اہل زمین نبی آخرالزمان ﷺ پیدا ہوئے اور آب رحمت ان کے دھلانے کو لایا گیا اور خانہ کعبہ بھی اس وقت حرکت میں آیا۔ پھر سجدہ کیا۔ مگر میں اس وقت خواب شکر میں تھا فوراً اٹھا اور دل میں کہا دیکھنا چاہئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ تب میں نے بنی شیبہ کے دروازے سے نکل کر کوہ صفا مروہ کو دیکھا وہ بھی لرزے میں ہیں۔ اس کو دیکھتے ہی مجھ کو لرزہ آیا۔ پھر چاروں طرف سے یہ آواز آنے لگی۔ کہ اے قریش مت ڈرو پس اس سے میں ہولناک ہوا اور پھر چپکا ہو رہا اور یہ اندیشہ مجھ کو ہوا کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر کیونکر جاؤں بہرصورت ان کے مکان پر گیا جا کر دیکھتا ہوں کہ مرغ سنب ہوا کے آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے چاروں طرف گھوم رہے ہیں اور ایک ٹکڑا ابر کا ان کے مکان کے اوپر سایہ کئے ہوئے یہ دیکھ کر میں بے اختیار ہو کر گر پڑا اور جب

Marfat.com

ہوش میں آیا چاہا کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جاؤں اور وہاں جاکر دیکھوں کیا ماجرا ہے یہ دیکھنے کی میں نے بہت کوشش کی بہت بڑی دشواریوں سے میں اس کے دروازے پر گیا تو اس جگہ میں نے خوشبو مشک و عنبر عود کی پائی اور پھر ان کے حجرے کا دروازہ کھول کر کچھ سنبھلا دو چشم کے درمیان پیشانی پر ان کی نظر میری کیونکہ وہ جگہ محمد ﷺ کی تھی۔ اس وقت میں چاہتا تھا کہ اپنا گریبان پارہ پارہ کروں۔ میں نے اس اثناء میں آمنہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تم سوتی ہو یا جاگتی ہو۔ آمنہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر بولی کہ میں جاگتی ہوں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا بتاؤ کہ وہ نور جو تمہاری دو چشم کے درمیان تھا وہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ وہ نور محمد ﷺ کا تھا جو اب پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب نے آمنہ رضی اللہ عنہا سے کہا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس کو دیکھوں وہ بولیں کہ میں آج اس کو نہ دکھا سکوں گی عبدالمطلب نے کہا کیوں نہیں دکھا سکو گی۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا جس وقت وہ لڑکا پیدا ہوا تو ایک شخص غیب سے کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا اس لڑکے کو تین دن تک کسی کو مت دکھانا یہ سنتے ہی میں نے اپنی شمشیر میان سے کھینچ کر کہا کہ کس نے تم کو منع کیا ہے اس کو میرے پاس لاؤ ورنہ میں تم کو جان سے مار ڈالوں گا اور لڑکے کو مجھے جلد سے جلد دکھاؤ۔ تب وہ بولیں بہت اچھا آپ مالک ہیں اس حجرے میں آکر اس کو دیکھئے۔ صوف اور چارپایہ حریر میں سلا رکھا ہے تب میں نے ارادہ کیا کہ اس لڑکے کو دیکھوں' وہیں حجرے میں سے ایک مرد مہیب شکل نکل آیا۔ وہ ایسا تھا کہ میں نے اس جیسا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تم کہاں جاتے ہو اس کے جواب میں نے کہا کہ میں لڑکے کو دیکھنے جاتا ہوں وہ بولا کہ تم اس وقت لڑکے کو دیکھنے مت جاؤ۔ کیونکہ اس وقت اس کو دیکھنے نہ پاؤ گے کیونکہ اس وقت ان کے پاس فرشتے ان کی ملازمت میں آئے ہوئے ہیں جب تک وہ نہ رخصت ہو جائیں اس وقت تک بنی آدم کو فرشتوں کی مجلس میں جانا منع ہے عبدالمطلب کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر میرا بدن کانپنے لگا اور وہ شمشیر بھی میرے ہاتھ سے گر پڑی اور میں اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے نہ پایا اور میں نے چاہا کہ اس خبر کو قریشیوں سے جاکر کہوں چنانچہ اس وقت میری زبان بند ہو گئی اور میری زبان اس بری طرح سے بند ہوئی کہ میں پھر سات دن تک کسی سے بات نہ کر سکا۔

حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ مرغ

Marfat.com

سب اور ابر سفید جو آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر سایہ کئے ہوئے تھا وہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ اس میں سرالٰہی مضمر تھا عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے اس وقت سنا کہ آسمان اور زمین سے یہ آواز آئی۔ معشر الخلائق محمد حبیب خدا اشرف الانبیاء ﷺ ہے مبارک ہو اس گھر کو جس گھر میں ہے۔ روایت ہے کہ جس وقت رسول خدا متولد ہوئے اس وقت تمام بت جہاں کے شکستہ ہوگئے اور آتش کدہ فارس کا جو کہ ایک ہزار برس سے جل رہا تھا وہ بجھ گیا اور نوشیرواں کے بالاخانے پر بارہ برج تھے سب ٹوٹ پڑے اور لات عزی گر پڑے۔ تزلزل درایوان کسری فتاد معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ نوشیرواں کی سلطنت رسول خدا ﷺ کے زمانہ تولد تک بیالیس برس سے اوپر گزری تھی اور حضرت زمانہ حضرت عیسیٰ کا رسول خدا ﷺ سے چھ سو برس سے اوپر گزرا تھا اور زمانہ اسکندر رہ رومی کو آٹھ سو بہتر برس ہوئے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ ایک ہزار آٹھ سو برس۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ چار ہزار چار سو نوبس گزرے تھے اور زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کو چھ ہزار ایک سو تریسٹھ برس گزرے تھے یہ تمام تواریخ کے حوالہ جات کتاب السیر میں لکھے تھے اور بعض روایت میں چھ ہزار سات سو پچاس برس گزرے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے رسول خدا ﷺ خاتم النبیین رسول رب العالمین کے پیدا ہونے تک اور کرسی نامہ حضور ﷺ کا یہ ہے۔ محمد ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نعر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان۔ یہاں تک محدثین کے نزدیک محقق ہے اور عدنان سے حضرت آدم علیہ السلام تک روایت ہے میں بہت اختلاف ہے اور بعض روایت میں یوں ہے کہ عدنان ابن اوبن ابن یسع ابن سلامان ابن راعو ابن فائع ابن مامر ابن شائخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح ابن مالک ابن متوشلخ ابن اخنوخ ابن بارد ابن حضرت مہلائیل ابن قینان ابن انوش ابن شیث ابن حضرت آدم اور آنحضور رسول مقبول ﷺ کی والدہ شریفہ کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب ابن مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ اور پھر مرہ سے حضرت آدم تک حضرت والدہ محترمہ کا نسب نامہ بھی پہنچتا ہے جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں اسی واسطے دوبارہ نہیں لکھا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

بیان حضرت حلیمہ دائی رضی اللہ عنہا جنہوں نے دودھ پلایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اس سال عرب میں قحط تھا۔ حلیمہ دائی کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں سب کے سب بھوکے تھے اور بوجہ بھوک کے میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر میدان میں جاکر گھاس لاکر اسے بیچ کر قوت حاصل کرتی اور خدا کا شکر بجالاتی اور اس وقت میں حمل سے تھی اور جب میں نے بچہ جنا اور اس کا نام مہیر رکھا اور اس وقت لڑکے کے دودھ کے واسطے حیران و پریشان رہتی تھی اور باوجود کوشش شدید کے کچھ کھانے کو نہ پاتی تھی یہاں تک کہ میں سات دن و رات فاقے سے بھوکی رہی اور فاقے سے بیتاب ہوگئی کچھ ہوش نہ تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اس کا نہایت سفید دودھ سے زیادہ اور اس میں خوشبو مشک عنبر کی آرہی ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس چشمہ سے جتنا چاہو پانی پیو تب تمہارا دودھ زیادہ ہوگا۔ اور جب میں نے اس کے کہنے سے اس چشمہ کا پانی پیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم مجھ کو جانتی ہو۔ میں نے کہا کہ نہیں' اس نے کہا کہ میں شکر ہوں کہ تم نے حالات قحط میں تکلیف اٹھائی بغیر کھائے اپنے خدا کا شکر بجالائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بصورت آدمی تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم خوش کروں تم مکے میں جاؤ تو تمہاری اور زیادہ کشادگی ہوگی یہ بات کسی سے مت کہنا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس نے کہا کہ خدا تمہاری روزی زیادہ کرے گا اور دودھ بھی تمہارا زیادہ ہوگا تم مکے چلی جاؤ اسی وقت میں اپنی نیند سے بیدار ہوئی اور دیکھتی کیا ہوں۔ کہ میری چھاتی دودھ سے بھری ہوئی تھی اور مثال مشک کے ٹپکتی تھی بنی سعد کی عورتوں نے جب یہ حال میرا دیکھا کہ تو مجھ سے کہنے لگیں کہ اس قحط میں سب کی جان لبوں پر آئی ہے قریب الہلاک ہوئے اور تم کو اس کے خلاف دیکھتے ہیں۔ تم کیا کھاتی ہو۔ اس کا جواب میں نے کچھ نہ دیا کہ خواب میں مجھ کو ممانعت تھی کہ یہ بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ پھر دوسرے دن اپنی عادت پر گھاس چھیلنے کے لیے میدان میں گئی اسی وقت ایک آواز غیب سے آئی کہ ایک لڑکا قریش کی قوم میں پیدا ہوا ہے وہ بڑا مبارک اور سعادت مند ہے اور حقیقت میں سعادت اس کی بھی ہوگی جو اس کو اپنی گود میں لئے اپنا دودھ پلائے گی۔ یہ آواز سن کر قوم بنی سعد کی عورتیں فورا پہاڑ سے نیچے اتر آئیں۔

Marfat.com

اور پھر وہ اپنے اپنے شوہروں کے پاس جاکر یہ احوال کہنے لگیں پھر سب نے متفق ہو کر مکے چلنے کا مشورہ کیا اور وہاں پر چلنے کا ارادہ مصمم کرلیا۔ پس ایک دن موقعہ غنیمت جان کر وہ سب کی سب چلیں۔ اور میں بھی انکے ہمراہ پیچھے گدھے پر سوار ہو کر چلی اور میرا شوہر بھی میرے ہی ساتھ تھا۔ لیکن جو میرا گدھا تھا وہ رفتار میں ست تھا اور واسطے کہ گدھا میرا بہت لاغر تھا۔ چنانچہ میرے ساتھی سب کے سب آگے نکل گئے اور میں آہستہ آہستہ ان لوگوں کے پیچھے چلتی رہی اور میں جس کوہ اور میدان سے گزرتی تھی یہ آواز برابر سنتی تی کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنھا تم کو یہ شرف مبارک ہو۔ میں اسی طرح چلتے چلتے تیسرے مقام پر جا پہنچی وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ قدو قامت میں بلند اور ایک عصا بھی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے نورانی چہرہ ایک غار سے نکل آیا یہ کیفیت دیکھتے ہی میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ میرے پاس آکر حلیمہ رضی اللہ عنھا سعادت دارین تم کو حاصل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے رضاعت پسر قریش تم پر مبارک کی۔ یہ سن کر میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ جو میں دیکھتی سنتی ہوں غیب سے تم کو معلوم ہے۔ وہ مجھ کو کہنے لگے کیا ہوا ہے تم کو خیر تو ہے کیا دیوانی تو نہیں ہو گئی ہو۔ اور میں اندیشہ کرتی ہوں راہ میں چلی جاتی تھی کہ ہمارے ہمراہ کے لوگ ہم کو ملیں یا نہیں جب میں مکے کے قریب جا پہنچی یعنی اتنے قریب پہنچ چکی تھی کہ مکہ چھ کوس باقی رہ گیا تھا۔ اور مجھ سے پہلے جانے والی قوم بنی سعد کی عورتیں مکہ میں پہنچ چکی تھیں اور میں نے ایسا کیا کہ اپنا تمام مال و اسباب و سواری کا گدھا وہیں چھوڑ کر صرف اپنے شوہر کو لے کر شہر مکے میں داخل ہو گئی۔ اور وہاں جاکر میں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھا وہ شہر مکہ سے واپس آرہی ہیں۔ یہ دیکھ کر میں بہت ہی متردد ہوئی۔ اور پھر زبان حال سے کہنے لگی کہ یاالٰہی مجھ کو بھی وہ دولت نصیب ہو گی یا نہیں جو تم نے کہا تھا۔ اتنے میں عبدالمطلب کو دیکھا کہ وہ چلے آتے ہیں دائی دودھ پلانے والی تلاش کرتے ہوئے۔ انہوں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھ کر کہا اے عورتو! قوم بنی سعد کی کیا تم میں کوئی دودھ پلانے والی دائی ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو اور تم کس قوم سے ہو اس کے جواب میں میں نے کہا کہ میں قوم بنی سعد سے ہوں۔ بولے تیرا کیا نام ہے؟

میں نے کہا میرا نام حلیمہ رضی اللہ عنھا ہے پھر یہ سن کر انہوں نے کہا اے حلیہ یہ بہت نیک اور اچھی بات ہے کہ ایک لڑکا محمد ﷺ جس کا نام ہے اور وہ ہے بھی یتیم تم اس کو

Marfat.com

دودھ پلاؤ گی اور میں اس کی اجرت تم کو دوں گا۔ پھر میں نے تمام بنی سعد کی عورتوں سے کہا تو کسی نے بھی اس کو قبول نہ کیا اور کہنے لگیں کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائدہ۔ تم ہی اس کو دودھ پلاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر دے گا۔ شاید اس کے باعث تم عزیز و مکرم ہو جاؤ۔ میں نے کہا بہت اچھا میں اپنے شوہر سے پوچھ لوں پھر دودھ پلاؤں گی جب میں اپنے شوہر سے دریافت کرنے کو جانے لگی تو عبد المطلب نے مجھ کو قسم کھا کر کہا کہ تم ضرور واپس آنا اور دودھ پلانا میں نے کہا بہت اچھا میں ضرور آؤں گی پھر میں نے جا کر اپنے شوہر سے پوچھا وہ بولے بہت خوب ہے جاؤ اور اس کو دودھ پلاؤ نیک کام سے مت پھرو اور میں بہت خوش ہوں۔ شاید مجھ کو اس کے سبب فیض پہنچے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ بنی سعد کی قوم اس سے باز آئی کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائدہ ہو گا۔ پس اس وقت بھی میرے دل میں آگیا کہ ضرور دودھ پلانے جاؤں یا نہ جاؤں اور ایک بھانجا بھی میرے ساتھ تھا۔ اس نے کہا خالہ وہ سب عورتیں بنی سعد کی بے نصیب گئیں تم بھی مت جانا اور ادھر مجھ کو بھی یہ بات پسند آئی کہ جب سب محروم ہو کر چلی گئیں تو میں بھی نہیں جاؤں گی لیکن میرے دل نے پھر مجھ کو مجبور کیا کہ تم ضرور جاؤ سعادت پاؤ گی اگر یہ لڑکا یتیم ہے تو کیا ہوا اس کو اپنی گود میں پالو اور یہی چیز میں نے اپنے خواب میں دیکھی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہرگز جھوٹ نہ ہو گا۔ چنانچہ یہ خیال کر کے میں عبد المطلب کے پاس گئی اور وہاں جا کر اس لڑکے کو طلب کر لیا۔ عبد المطلب نہایت ہی خوش ہو کر مجھے آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے گئے وہاں جا کر میں نے آمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مانند ماہتاب کے گھر میں بیٹھی ہے اور اپنے لڑکے محمد صلعم کو سفید حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر سلا رکھا ہے۔ پس میں یہ چاہتی ہوں کہ اٹھا کر اپنی گود میں لے لوں۔ تو ان کے سینے مبارک پر جب اپنا ہاتھ رکھا اس وقت حضور ﷺ شکر خواب سے فوراً جاگ اٹھے اور اپنی آنکھیں کھولیں اور لب مبارک بھی خنداں ہوئے اسی وقت میں نے ایک نور دیکھا کہ چشم مبارک سے نکل کر آسمان کی طرف گیا اور ادھر میں نے ان کو اٹھا کر اپنی گود میں لیا۔ اور داہنی طرف کا دودھ اپنا دھو کر ان کے منہ مبارک میں دیا تو آپ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور پھر اپنی بائیں چھاتی بھی پیش کی تو آپ نے نہیں پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری چھاتی اس واسطے نہ پی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر الہام فرما دیا تھا

Marfat.com

کہ اب وہ دودھ حلیمہ رضی اللہ عنھا کا لڑکا پئے گا دونوں طرف تم مت پیو تا کہ حصہ مساوی رہے۔ پس بہ نظر عدل دونوں طرف کا دودھ سرکار ﷺ نے نہ پیا۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ جب تک رسول خدا ﷺ اول دودھ نہ پیتے تب تک میرا بیٹا بھی دودھ نہ پیتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے منہ میں بھی دودھ نہ رکھتا تھا۔ اول وہ پیتے پیچھے میرا بیٹا پیتا اور داہنی چھاتی سے صرف رسول خدا ﷺ ہی پیتے تھے۔ اور بائیں چھاتی سے میرا بیٹا پیتا تھا۔ ایک وقت کاندھے پر حضور ﷺ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی اس نے لڑکے کو دیکھ فورا جناب کبریا میں سجدہ کیا اور پھر مجھ کو کہا اے حلیمہ رضی اللہ عنھا تو خوش ہو جا اب کوئی آدمی ملک عرب میں ایسا نصیب آور ہم سے زیادہ نہ ہو گا۔ حلیمہ رضی اللہ عنھا کہتی تھی کہ جب رات ہوئی مکے کے پاس بطحی ایک جگہ ہے وہاں میں چار شب رہی اور پانچویں شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نورانی چہرہ حضور ﷺ کے پاس سرہانے آبیٹھا اور حضور ﷺ کا منہ چوما۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے شوہر سے کہا اس نے کہا خاموش یہ بات کسی سے مت کہنا یہ علامت اقبال بلندی کی ہے اور اس کے بعد دوسرے دن جو جو عورتیں قوم بنی سعد کی مکہ میں آئی تھیں سب کی سب نے پھر اپنے گھر کی طرف مراجعت کی اور میں نے بھی آمنہ رضی اللہ عنھا سے رخصت ہو کر رسول خدا کو لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر سب کے ساتھ چل دی اور میرے گدھے نے تین مرتبہ کعبہ کی طرف سجدہ کیا روبسوئے آسمان کیا اور مثال ہوا کے مجھے لے کر چلنے لگا۔ اور جو لوگ میرے ہمراہ تھے وہ یہ دیکھ کر متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے اے حلیمہ رضی اللہ عنھا یہ وہی گدھا ہے جو تیرے ساتھ آیا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں یہ وہی گدھا ہے جو میرے ساتھ آیا تھا اور تم لوگ دیکھتے تھے کہ سب سے پیچھے چلتا تھا اور پھر گدھے نے بھی بحکم خدا کہا اے لوگو! میں وہی گدھا ہوں جو بالکل لاغر تھا اور اب میں بالکل تازہ دم ہو گیا ہوں۔ کسی بات کی تم کو خبر نہیں ہے تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب میری پیٹھ پر کون سوار ہے اور یہ میرے لئے بڑی سعادت ہے اور فخر مندی ہے یعنی میری پیٹھ پر خاتم الانبیاء ﷺ ہیں اور میں انکا باربردار ہوں۔ اسی وجہ سے مجھ کو زور زیادہ ہو گیا ہے۔ حلیمہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ گدھا میرا سب سے آگے نکل گیا تھا اور جہاں ہم منزل کرتے تھے اس جگہ حضور ﷺ کے طفیل بہت زیادہ گھاس پیدا ہوتی تھی اور پھر تمام چوپائے جانور اس گھاس کو کھاتے تھے۔ اور جب میں اپنے

Marfat.com

گھر پہنچی تو حضور ﷺ کی برکت سے بکریاں جو دبلی تھیں وہ سب موٹی تازی ہو گئیں۔ اور دوسروں کی بکریوں سے ہماری بکریاں بہت زیادہ بچے دینے لگیں۔ اور پھر بہت دودھ ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ لوگ ہماری بکریوں کے ساتھ اپنی اپنی بکریاں باندھ دیتے تھے پھر ان کی بکریاں بھی بہت زیادہ دودھ دیتی تھیں اور بچے بھی زیادہ دینے لگی تھیں۔

کہتے ہیں کہ یہ سب حلیمہ رضی اللہ عنہا کی خدمات کا صلہ تھا اس واسطے کہ سرور کائنات کی دائی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے خلائق کے دل میں محبت ڈالی تھی۔ کہ جو شخص رسول خدا ﷺ کو دیکھتا تھا وہ بہت پیار و محبت کرتا تھا۔ جب حضور ﷺ بڑے ہوئے اور بات چیت کرنے لگے تو سب سے اول کلمہ آپ نے یہ پڑھا۔ **اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین** ۔ لوگ یہ سن کر بڑے ہی متعجب ہوئے۔ پھر حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس سے بھی اور عجیب و غریب بات واقع ہوئی ہے جس وقت حضور ﷺ دودھ پیتے اس روز ایک بار پیشاب کرتے اپنی عادت معین پر اور مجھ کو پیشاب پاک صاف کرنے کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ فوراً پیشاب خشک ہو جاتا تھا اور اثر بھی نجاست کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اور جب پیغمبر خدا بڑے ہوئے تو میدان کی طرف بذات خود تشریف لے جاتے تھے اور کسی بڑے لڑکے کے ساتھ نہ کھیلتے تھے الگ جا کر ایک کنارے بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے تھے جب عمر شریف حضور ﷺ کی چار برس کی ہوئی تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں اپنے خویش و اقرباء کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ لوگ بکریاں لے کر میدان میں رہتے ہیں اور رات کو گھر میں آتے ہیں رسول خدا ﷺ یہ بات سن کر کچھ رونے لگے اور پھر کہنے لگے کہ میں یہاں اکیلا نہیں رہوں گا تم کو میرے خویش و اقرباء کے پاس بھیج دو۔ میں نے کہا اے جان مادر کیا تم باہر پھرنا چاہتے ہو پھر میں نے ان کے بالوں میں تیل ڈال کر اور شانہ وغیرہ کے اور آنکھوں میں سرمہ وغیرہ لگا کر اور پھر ایک پیراہن پاکیزہ پہنا کر گلوبند یمانی گلے میں باندھ دیا تاکہ ان پر کوئی اثر زحمت کا نہ پہنچے اور ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر میرے بیٹوں کے ہمراہ باہر گئے۔ اور پھر اسی طرح ہر روز میدان میں جاتے اور پھر بہت خوش رہتے تھے۔ ایک دن ایک لڑکا میرا میدان سے ڈرتا ہوا اور آنسو بہاتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے آکر مجھ سے کہا کہ اے اماں جان میری جلد چلو اور چل کر محمد ﷺ کو دیکھو کہ کیا ہوا۔ اب تک وہ مر گئے ہوں گے۔ یہ سن کر میں بہت گھبرائی اور اسی گھبراہٹ میں اٹھی اور پھر بار

Marfat.com

بار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا بتاؤ تو کیا ہوا ہے۔ وہ لڑکا بولا کہ اے اماں جان ہم سب بھائی سنگ فلاخن کھیل رہے تھے۔ اس وقت ایک شخص نے اچانک آکر ہمارے سامنے محمد ﷺ کو پہاڑ پر لے جا کر لٹا دیا۔ اور پھر ان کا پیٹ چھاتی سے ناف تک چیر ڈالا ہے اور یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اور میں یہ بھی کہہ نہیں سکتا کہ وہ شخص اب تک ہے یا نہیں۔

اور اکثر روایتوں میں یوں آیا ہے دو جانور آکر کہنے لگے یہ وہی لڑکا ہے دوسرا بولا ہاں تب دونوں جانور حضور ﷺ کے نزدیک آگئے اور حضور ان کو دیکھ کر ڈر گئے اور پھر رونے لگے تب ان جانوروں نے سینہ مبارک چاک کیا۔ اور دل بے کینہ کے اندر سے جو خون مردہ سیاہ تھا نکال ڈالا اور کہا یہ خون سیاہ زہرہ شیطان ہے اور شخص کے دل کے اندر یہ خون سیاہ رہتا ہے۔ اور اب سے وسوسہ شیطان مردود کا حضرت ﷺ میں اثر نہیں کرے گا۔ پھر اس کے بعد دل مبارک کو آب برف سے دھو کر اسی جگہ پر رکھ دیا اور سینہ مبارک بھی سی دیا اور مرہم سکینہ جو ایک قسم کا مرہم ہوتا ہے وہ اس پر رکھ دیا اس سے بہت جلد آرام ہو گیا اور مہر نبوت سے مہر کر کے جیسا تھا ویسا ہی کر دیا۔ اور اس عرصہ میں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے سب جو گھر میں کھانا کھانے کو گئے تھے انہوں نے بھی آکر یہ ماجرا دیکھا۔ پھر نہایت ہی سراسیمہ ہو کر دوڑتے ہوئے اپنی ماں سے جا کر یہ ماجرا کہا۔ پس حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس بات کو سنتے ہی اسی وقت دوڑی' جا کر کیا دیکھتی ہوں کہ محمد ﷺ ایک پہاڑ پر آرام سے بیٹھے آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے مسکرا رہے ہیں۔ میں نے جاتے ہی ان کے سر و چشم چوم کر کہا اے میری جان میں تمہارے تصدق جاؤں مجھ سے کہو کہ آج تم پر کیا گزری بولے خیر ہے۔ سب بھائی گھر میں کھانے کے واسطے گئے تھے اور میں اکیلا تھا۔ اچانک دو جانور آئے اور مجھ کو وہاں سے لے کر یہاں آئے اور مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ دونوں جانور شکل دو فرشتے تھے ایک کے ہاتھ میں آفتابہ پانی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زریں تھا۔ اور انہوں نے مجھے لٹا کر میرا پیٹ سینے سے لے کر ناف تک چیر ڈالا لیکن اس سے مجھ کو کچھ بھی درد و الم نہیں معلوم ہوا اور جو کچھ میرے پیٹ کے اندر تھا اس کو نکال کر طشت میں رکھ کر دھو ڈالا اور پھر اسکے بعد اس جگہ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے آکر پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا اور اس کے اندر جو خون سیاہ تھا وہ

Marfat.com

نکال ڈالا۔ پھر میرا دل بھی اسی جگہ پر نصب کر دیا اور میرے جسم کو درست کر دیا۔ پھر وہ بہت جلد غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا دائی کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ ماجرا سنا اپنے محمد ﷺ سے تو میں اسی وقت درگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئی اس کے بعد یہ بات جب تمام خلائق کو معلوم ہوئی تو وہ سن کر کہنے لگے کہ محمد ﷺ کو آسیب ہوا ہے یا پھر کوئی بڑا مرض ہوا ہے ان کو تو کاہنوں کے پاس لے جانا چاہئے تاکہ ان پر وہ کچھ پڑھ کر پھونکیں یا پھر کچھ نہ کچھ دوا کریں تب کچھ لوگوں کے کہنے سے ان کو کاہنوں کے پاس لے گئی اور اول سے آخر تک اس قصہ کو جو محمد ﷺ کے ساتھ ظہور میں آیا تھا۔ بیان کیا یہ سن کر سب کاہنوں نے حضور ﷺ کو اپنی اپنی گود میں لیا اور آپس میں کہنے لگے اے لوگو! اس لڑکے کو زندہ مت چھوڑو اگر یہ لڑکا بڑا ہو گا تو تمہارے تمام بتوں کو توڑ ڈالے گا اور تم کو ذلیل و خوار کرے گا۔ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہ مانے گا۔ اور جو تمہارا دین کو بھول جاؤ گے۔ پس اس صاحبو اپنا دین جس سے قائم رہے وہی تم فکر کرو۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں نے اپنی گود میں حضور ﷺ کو لیا اور پھر میں نے کاہنوں سے کہا تم لوگ دیوانے ہو جو تم بات کہتے ہو۔ اگر میں ایسا ہی جانتی ہوتی تو پھر ہرگز تمہارے پاس اس لڑکے کو کبھی نہ لاتی۔ پھر کچھ دیر کے بعد خاتم الانبیاء کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر آئی اور ان کے نور سے اور خوشبو سے میرا گھر روشن و معطر ہو گیا یہ دیکھ رک لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس لڑکے کو جلد اب عبدالمطلب کے حوالے کر دو تاکہ تم امانت سے خلاصی پاؤ پھر میں ان کو لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر مکے کو جاتی تھی اچانک راستے میں ایک غیب سے آواز آئی کسی نے مجھ کو کہا اے حلیمہ رضی اللہ عنہا تم کو مبارک ہو۔ پس یہاں تک کہ میں آہستہ آہستہ مکے کے پاس بطحی میں جا پہنچی وہاں میں نے ایک جماعت دیکھی اور وہیں محمد ﷺ کو بٹھا کر میں اپنی حاجت کو گئی وہاں بھی ایک آواز میں نے سنی اوپر پھر پیچھے کی طرف میں نے اپنی نظر کی تو میں نے اس جگہ پر آپ ﷺ کو نہ دیکھا۔ پھر میں نے اس جماعت سے پوچھا کہ صاحبو! یہاں جو ایک لڑکا بیٹھا تھا وہ کہاں گیا انہوں نے ہم کو جواب دیا کہ ہم نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا اور ہم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ لڑکا کون تھا اور اس کا کیا نام ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ان کا نام محمد ﷺ ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہے۔ پس میں چاروں طرف دوڑی اور کافی دیر تک دیکھتی رہی لیکن ان کو نہ پایا۔ اور

Marfat.com

رو رو کر میں یہ کہی رہی تھی۔

کہ یاالٰہی تو نے ان کی برکت سے ہی مجھے فائز المرام کیا ہے اور ہم کو فراغت ہوئی اپنا دودھ پلا کر اور اب وہ بڑے ہو گئے ہیں اس وجہ سے میں نے ان کو جن کا لڑکا ہے دینے جاتی ہوں تاکہ میں اپنی ذمہ داریوں سے خلاصی پاؤں نہ جانے اب اس لڑکے کو اس جگہ سے کون اٹھا لے گیا ہے۔ پھر وہ قسم اپنے لات و عزی کی کھا کر کہنے لگی کہ اگر مجھ کو نہ ملے گا تو میں اس پہاڑ پر جا کر پتھروں سے اپنا سر پھوڑ دونگی یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ تم ہم سے ہنسی کرتی ہو جو ایسی بات کہتی ہو اور تمہارے ساتھ تو ہم لوگوں نے کوئی لڑکا دیکھا ہی نہیں تم کیوں جھوٹ بولتی ہو۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بات سن کر میں بالکل ناامید ہو گئی اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر واویلا کرنے لگی اور بار بار اپنے منہ سے کہنے لگی کہ اے محمد ﷺ تم کہاں ہو۔ یہ کہتی تھی اور برابر روتی جاتی تھیں اور میرا رونا دیکھ کر اور لوگ بھی رونے لگے۔ پھر دیر بعد ایک بوڑھا مرد دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک عصا بھی تھا وہ میرے قریب آ کر کہنے لگے کہ اے دختر سعد تم کیوں روتی ہو میں نے کہا کہ لڑکا میرا یہاں سے گم ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ جس نے تمہارا لڑکا لیا ہے میں اس کا بتا دیتا ہوں کہ تم فلانے کے پاس جاؤ اور روؤ مت تمہارا لڑکا اس کے پاس ضرور ملے گا۔ تم اپنی خاطر جمع رکھو اور اس سے جا کر اپنا لڑکا لے وہ البتہ ضرور تم کو تمہارا لڑکا دے گا پھر میں نے یہ سن کر وہاں جا کر آواز دی جس جگہ پر اس نے مجھ کو بتایا تھا اور میں نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ جس دن لڑکا پیدا ہوا تھا وہ تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ لات و عزی پر اس دن کتنا صدمہ گزرا تھا۔ تب اس نے کہا کہ میں اپنے سردار کے پاس جاتا ہوں کیونکہ تمہارا لڑکا وہی دے گا تب اس نے اپنے سردار سے جا کر کہا اے سردار ہمارے آپ کی مہربانی تو قوم قریش پر بہت ہے اور اس وقت دختر سعد حلیمہ رضی اللہ عنہا یہ کہتی ہیں کہ ایک لڑکا جس کا نام محمد ﷺ ہے وہ گم ہو گیا ہے اگر تم لا دو گے تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔ قریش قوم پر حلیمہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت ہبل بت نے دوسرے بتوں کو پکارا۔ وہاں سے یہ آواز آئی کہ اے ہبل ہم سب یہاں سے نکل جا کیونکہ ہم سب اس لڑکے کے ہاتھ سے مارے جائیں گے پھر کہتی ہیں کہ میں نے ایک شخص نورانی چہرہ والے کو دیکھا اور وہ مجھ سے آ کر کہنے لگا۔ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا وہ لڑکا در حقیقت خدا دوست ہے اور وہ نہایت اچھی طرح سے ہے اور تم کچھ اندیشہ

Marfat.com

مت کرو۔ اور مجھ کو اس بات کا ڈر ہوا کہ اگر عبدالمطلب کو یہ خبر پہنچی کہ محمد ﷺ گم ہوگئے ہیں تو میرا جینا محال ہو جائیگا اور میں یہ سن کر انکے پاس چلی ہی تھی اور کچھ ہی دور پہنچی تھی کہ راستے میں عبدالمطلب سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے میرا حال پوچھا اور میری کیفیت دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا تم کیوں مضطرب آرہی ہو۔ آخر کیا بات ہے میں نے کہا کہ میں محمد ﷺ کو تمہارے پاس لاتی تھی مقام بطحی میں مجھ سے وہ گم ہوگئے۔ یہ بات سن کر عبدالمطلب کہنے لگے کہ شائد ان کو کسی نے مار ڈالا ہوگا پھر انہوں نے اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لی اور بہت ہی غصہ میں بھرے آتے تھے اور کوئی شخص بھی مارے ڈر کے ان کے سامنے نہ آتا تھا۔ بس اسی طرح ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر ایک بلند آواز دی اور پکارا اے اہل قریش سب حاضر ہو۔ چنانچہ اسی وقت تمام اہل قریش سب کے سب حاضر ہوگئے اور پھر کہنے لگے کہ بتاؤ کیا بات ہے عبدالمطلب نے ان تمام اہل قریش سے کہا کہ میرا پوتا محمد ﷺ جو کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا دائی کے پاس تھا وہ واپس لا رہی تھیں میدان بطحی میں گم ہوگیا۔ یہ سن کر ان سب لوگوں نے قسم کھا کر کہا کہ جب تک محمد ﷺ ہم کو نہ ملیں گے اس وقت تک ہم لوگوں پر کھانا پینا سب کچھ حرام ہے پھر اسی وقت سب کے سب عبدالمطلب کے ہمراہ نکل پڑے اور ان کے میں سے سو آدمیوں نے کہا کہ چلو ہم سب خانہ کعبہ میں جاکر خدا سے التجا کریں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب نے ان سب کو چھوڑ کر کعبے کے آستانے پر جاکر اپنا سر زمین پر رکھ کر کہا: **یارب ردعلی ولدی محمدا** ۔ جب انہوں نے بہت ہی فریاد کی تو غیب سے ایک آواز آئی۔ اے عبدالمطلب کچھ اندیشہ مت کر محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آرام سے رکھا ہے اور کچھ ڈر نہیں ہے۔ پھر یہ تسلی سن کر عبدالمطلب خانہ کعبہ سے نکل آئے اور باشمشیر برہنہ وادی تہامہ کی طرف گئے اور آگے ورقہ اور نوفل اور مسعود اور نفی جاتے تھے۔ جب وہ مقام بطحی میں جاپہنچے تو انہوں نے محمد ﷺ کو دیکھا کہ وہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ مسعود نے پوچھا کہ اے لڑکے تم کون ہو تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ میں سید یتیم غریب ہوں اور نام میرا محمد ابن عبداللہ ابن المطلب جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سرور کائنات ﷺ کے پاس آئے پوچھا اے لڑکے تم کون ہو۔ فرمایا میرا نام محمد ﷺ ہے اور میں آپ کی نسل سے ہوں۔ کہا تم اپنا نسب نامہ بتاؤ کس کے فرزند ہو۔ یہ سن کر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ کہ میں محمد

Marfat.com

ﷺ ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف ہوں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب سیدالکونین ﷺ کو اپنی گود میں لے کر وہاں سے چلے آئے اور پھر کعبہ میں آکر طواف کیا اور کہا: **نعوذ بواحد من شر کل حاسد** اور مکے کے شہر میں جتنے قریشی تھے حضور ﷺ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور عبدالمطلب نے بہت ہی انعام واکرام دے کر حلیمہ رضی اللہ عنہادائی کو خوش کرکے ان کے وطن رخصت کردیا۔

بیان جانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کیساتھ اور آمنہ رضی اللہ عنہا کا راستہ میں فوت ہونا اور فوت ہونا عبدالمطلب کا اور ہمراہ جانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہب سے راستے میں

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حلیمہ رضی اللہ عنہا دائی نے حضور ﷺ کو عبدالمطلب کے حوالے کیا اور آمنہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو لے کر اپنے بھائی کے گھر میں جاکر دو برس رہیں۔ پھر مکے میں آتے وقت اثناء راہ میں قضاء الٰہی سے فوت ہوئیں اور وقت حضور ﷺ کی عمر شریفہ صرف سات برس کی تھی اور اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس پرورش پائی اور سن شریف حضور ﷺ کا آٹھ برس دو مہینے کا ہوا تو اس وقت عبدالمطلب بھی بیمار ہوگئے اور ان کی زندگی کی امید بھی منقطع ہوگئی تب اپنے بیٹے ابو طالب کو بلا کر یہ وصیت کی کہ پرورش محمد مصطفیٰ ﷺ کی تمہارے ذمہ ہے میں اس بات کی تم کو تاکید وصیت کرتا ہوں تم اس کو اچھی طرح سے یاد رکھو۔ یہ سن کر ابو طالب نے کہا۔ اے اباجان وہ میرا بھتیجا ہے میں اس کو اپنے فرزند کے برابر جانتا ہوں۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے انتقال کیا۔ اور پھر ان کے بعد ابو طالب نے آنحضور ﷺ کی

Marfat.com

پرورش کی ان ایام میں اکثر نوکر خدیجتہ الکبری رضی اللہ عنہا کے تھے اور تمام قریشی شام کی طرف بغرض تجارت جایا کرتے تھے۔ اور اس وقت ابو طالب نے بھی ان کے ساتھ جانے کا عزم کیا اور حضور ﷺ شتر کی مہار پکڑتے تھے اور اس کو لے کر چلتے تھے۔ چونکہ اس وقت آپ کی عمر شریف کم تھی ابو طالب چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کو گھر میں بھیجیں۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا جان مجھ کو آپ اکیلے گھر نہ بھیجیں آخر میں کس کے پاس رہوں گا۔ بس آپ اپنے پاس ہی رکھئے۔ یہ سن کر ابو طالب کے دل میں رحم آیا۔ اور پھر آنسو بہا کر کہا اے جان عم کچھ ڈر مت کوئی اندیشہ نہ کرو تم سلامت رہو تم کو مکان پر نہ بھیجوں گا۔ پھر ابو طالب نے حضور صلعم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھا لیا۔ اور دونوں چچا بھتیجے کارواں کا ساتھ چل دیئے۔ جب سب کاروان وادی شام میں پہنچے وہاں ایک راہب کی عبادت گاہ تھی اور اس بستی میں درخت سایہ دار تھا جو قافلہ سوداگروں کا اس راستے سے جاتا تو ضرور اس کے نیچے اترتا اور اس راہب سرخیش نے توریت میں لکھا ہوا پڑھا تھا کہ فلانے روز فلانے وقت ایک پیغمبر مکے سے سوداگروں کے ساتھ یہاں آکر رہیں گے اور ان کی پشت پر مہر نبوت ہے ان سے فیض حاصل کرنا چاہئے اس امید پہ حضرت ﷺ کے آنے کا وہ منتظر تھا اور اسی وجہ سے جو قافلہ بھی مکے سے آتا وہ سب کی خاطر مدارت کرتا تھا۔ اور سب کو بغور دیکھتا تھا۔ پس ابو طالب بھی اسی راستے سے حضرت محمد ﷺ کو لے کر سوداگروں کے ساتھ اس وادی میں پہنچے اور وہ سرخیش راہب اس دن بالائے بام جا کر دیکھ رہا تھا کہ ایک قافلہ مکے سے آتا ہے اور ایک ٹکڑا بھی ابر کان کے سر پر سایہ کئے چلا آتا ہے۔ پھر سب اسی درخت کے نیچے آکر اترے درخت نے تعظیما کچھ جنبش کی اور ادب بجا لایا۔ چونکہ اس قافلہ کے بیچ میں سید الکونین تشریف لائے تھے اس سرخیش راہب نے یہ حال دیکھ کر ان سوداگروں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ. مکیوں سے ہم بہت ہی محبت رکھتے ہیں جو سوداگر مکے سے یہاں آکر اترتے ہیں ہم ان کی خاطر کرتے ہیں۔ اور ہم نے سب کی دعوت کی ہے تم بھی ہمارے مکان پر آؤ۔

یہ سن کر ابو طالب نے اس کی دعوت قبول کرلی اور رسول خدا ﷺ کو ایک نوکر کے ساتھ اسباب کے پاس چھوڑ کر اس درخت کے نیچے بٹھا کر سب کے سب راہب کے گھر میں چلے گئے اور راہب نے اپنی عبادت گاہ سے نکل کر سب کو دیکھا۔ اور پھر اپنے معبد خانے

Marfat.com

کے اوپر دیکھنے لگا اور کوئی باقی تو نہیں رہا اور پھر دیکھا کہ جو ٹکڑا ابر کا جہاں تھا وہیں موجود ہے۔ پھر ان سب سے کہا کہ ابھی تمہارے قافلے کے دو آدمی باقی ہیں جن کو درخت کے نیچے چھوڑ کر آئے ہو۔ وہ بولے ہاں ہم لوگ ان کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ کر آئے ہیں اور ان میں ایک ہمارے نوکر ہے اور ایک ہمارا لڑکا ہے۔ پھر راہب بولا ان دونوں کو بھی جاکر ہمارے یہاں لے آؤ۔ ایک مرتبہ پھر راہب بام میں جاکر دیکھتا ہے کہ اتنے میں کوئی جاکر پیغمبر خدا ﷺ کو لے آیا اور وہ ابر بھی رسول خدا ﷺ کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے آیا راہب نے یہ حال دیکھ کر کہا واللہ یہ ابر کا سایہ سوائے پیغمبروں کے اور کسی پر نہیں ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر رسول خدا ﷺ کو اپنی جگہ پر لے جاکر بہت ہی تعظیم و تکریم کی اور طعام و تحائف سب کے لئے حاضر کئے۔ جب سب نے کھانے کھانے سے فراغت کی تب راہب نے سب سے کہا کہ یہ لڑکا کس کا ہے سب نے ابو طالب کی طرف اشارہ کیا۔ راہب نے کہا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا یتیم ہے اور ماں باپ اس کے مرگئے ہیں یہ سن کر ابو طالب بولے تم نے یہ بات سچ کہی ہے حقیقت یہی ہے اور یہ میرا بھتیجا ہے اور میری گود میں پرورش پا رہا ہے۔ پھر راہب نے ابو طالب سے کہا کہ دیکھو میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ لڑکا نبی آخرالزمان ﷺ ہوگا اور اس کے دو مونڈھوں کے درمیان میں مہر نبوت ہوگی اور میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اس کی حفاظت اچھی طرح سے کرنا اور روم اور شام کی طرف اس کو مت لیجانا کیونکہ وہاں ان کے دشمن بہت ہیں کیونکہ یہودی ان کو مار ڈالنے کو ہر وقت مستعد ہیں بلکہ ان کا تو نام و نشان لے کر ڈھونڈا کرتے ہیں اور وہ کہا کرتے ہیں کہ جہاں کہیں پائیں گے مار ڈالیں گے یہ باتیں راہب نے ابو طالب سے کہیں اور دست مبارک حضرت محمد ﷺ کا پکڑ کر کہا کہ یہ سید الکونین ﷺ ہیں اور سب سے بہتر خلائق زمین و آسمان کے ہیں یہ سن کر ان سوداگروں نے کہا کہ یہ باتیں آپ کو کس طرح معلوم ہوئی ہیں اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر آخرالزمان ﷺ ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کی صفت جو اس وقت میں ان میں دیکھ رہا ہوں وہ سب میں نے توریت میں پڑھی ہے۔ اور یہی علامت نبوت کی ہوتی ہے جو آپ میں پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اس راہب سے پوچھا کہ بتاؤ وہ کیا علامت ہے جس سے تم نے پہچان لیا۔ کہا اس نے کہ تم ان کو چھوڑ کر میرے یہاں آئے ہو اور میں نے دیکھا کہ تمام اشجار اور جمادات نے ان کو سجدہ بھی کیا اور جتنے نباتات اور حیوانات اور

Marfat.com

حجراور درخت ہیں وہ سجدہ سوائے خداوندقدوس کے اور کسی کو نہیں کرتے مگر پیغمبروں علیہم السلام کو تعظیما کرتے ہیں اور تم یقین جانو کہ یہ پیغمبر برحق ہیں۔ سب کے سب اس کی گفتگو میں شریک تھے اس قافلے سے سات آدمی اجنبی اچانک راہب کے معبد خانے کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے ان سے پوچھا تم سب کون ہو اور کہا جاؤ گے بولے کہ ہم سب ملک روم سے آئے ہیں اور بادشاہ روم نے ہم سب کو بھیجا ہے' وہ کہنے لگے کہ ہم سب نے سنا ہے کہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکے میں خروج ہوا ہے ہم سب ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لیجائیں گے اور پھران کو مار ڈالیں گے ہم لوگ ان کو دریافت کرنے کو آئے ہیں۔ راہب نے یہ سن کر کہا کہ بیہودہ رنج اٹھاتے ہو اور تم ان کو ہرگز نہ مار سکو گے کیونکہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہے۔ بس راہب نے یہ بات کہہ کر ان کو مکے کی طرف بھیجا اور کہا کہ تم بہت آرام سے چلے جاؤ اور تم کیوں ناحق آئے ہو۔ اور پھرابو طالب سے کہا تم اس لڑکے کو شام اور روم کی طرف لے مت جاؤ۔ بلکہ اپنے گھر پر ہی چلے جاؤ' یہ بہتر ہے کیونکہ وہاں کے یہودی تم کو اذیت پہنچائیں گے۔ یہ سن کر ابو طالب پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکے میں اپنے گھر پر واپس لے آئے۔ اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور نکاح کرنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے اور اقوال و افعال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے تھے

ایک روایت میں ہے جب کہ سن مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دس برس کا ہوا ایک دن اتفاقیہ بطور گل گشت میدان کی طرف تشریف لے گئے اس وقت دو فرشتے بصورت آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کے چہرے نورانی تھے اور ایسی شکل میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی اور جو جو خوشبو ان کے بدن سے آتی تھی اس جیسی خوشبو مشک و عنبر و عطریات میں بھی نہ تھی اور ان کے کپڑوں میں جو صفائی تھی وہ دنیا کی کسی چیز میں

Marfat.com

نہ تھی اور یہ دو فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے ان دونوں فرشتوں نے میرے مونڈھے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹایا۔ اور پیٹ میرا چیر ڈالا لیکن کچھ خون بھی میرے بدن سے نہ نکلا۔ ان میں سے ایک فرشتہ ایک طشت میں پانی بھرلایا اور دوسرے نے میرے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر سب کچھ دھو ڈالا اور کہا کہ سینہ ان کا چاک کرکے دل کے اندر سے خون سیاہ جو حسد اور بغض بشریت کا ہے نکال دو بجائے اس کے رحم اور شفقت رکھ دو واسطے رحمت عالم کے پس ایسا ہی کیا گیا اور میرے پیٹ کو چیرنے سے مجھے دردوالم نہ ہوا اور مزید ایک چیز مثال چاندی کے میرے دل میں رکھ دی اور ایک دوائے خشک کی مانند سفوف کے اس پر رکھ دی اور انگلیاں ہاتھ کی میری پکڑ کر کہا کہ اب جاؤ۔ سلامت رہو۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسی دن سے میرے دل میں مہربانی اور شفقت خلق پر زیادہ ہوئی اور غیض و غصہ سب کچھ جاتا رہا اسی وجہ سے دوسری مرتبہ دل مبارک حضرت محمد ﷺ کا چاک کرکے پاس و صاف کیا۔ اور گندھے خیالات سے محفوظ رکھا اور اس کے بعد حضور ﷺ نے مکان پر جاکر اپنے چچا ابو طالب سے اس حقیقت کا تذکرہ بیان کیا اور یہ باتیں سن کر ابو طاب نے لوگوں سے مخفی رکھا کسی کو اس بارے میں کچھ نہ بتایا اور حضور ﷺ سے کہنے لگے کہ اے میرے پیارے بھتیجے میں کچھ تم سے کہنا چاہتا ہوں مگر پھر مجھے شرم آتی ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا جان جو آپ کے دل میں ہے وہ دل کھول کر کہئے اور میں تو آپ کے برخوردار کے برابر ہوں۔ پھر ابو طالب نے کہا کہ تمہارے باپ تو مرگئے اور تمہاری ماں بھی مرگئی ہیں اور دونوں کوئی چیز بھی نہیں چھوڑ گئے۔ اور میرے پاس بھی دولت نہیں ہے کہ تم کہیں بیاہ دوں اب صلاح یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا دختر خویلد وہ بہت مالدار ہے۔ اور نوکر بھی بہت رکھتی ہے اور نہایت مناسب سمجھ کر اجرت بھی دیتی ہے اگر اس کے پاس تم نوکری کروگے تو اس کے روپے سے جو تم کو منافع ہوگا پھر میں تم کو بیاہ دوں گا اور اس طرح سے اپنی چشم روشن کروں گا۔ بتاؤ اس امر میں تمہارا کیا خیال ہے اور تم کیا چاہتے ہو مجھے اپنے پاک خیالات سے آگاہ کیجئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آپ کا بطور برخودار کے ہوں اور آپ کی بات مجھے بسرو چشم قبول ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ میں آپ کی بات نہ مانوں اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ آپ میرے حق میں کریں گے انشاء اللہ وہ بہتر ہوگا۔ پھر ابو طالب حضور ﷺ

Marfat.com

کو لے کر خدیجتہ الکبری رضی اللہ عنھا کے در پر گئے اندر سے ایک غلام نے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ ابو طالب نے کہا کہ تم خدیجہ رضی اللہ عنھا سے جاکر کہو کہ ابو طالب تمہارے دروازے پر کھڑا ہے اور آپ سے عرض کرنا چاہتا ہے۔ یہ باتیں سن کر اس غلام نے جاکر خدیجہ رضی اللہ عنھا سے کہا وہ بولیں کہ ان کو اندر لے آؤ۔ پھر ان کا وہی غلام آیا اور ابو طالب سے کہا کہ آپ کو اندر بلاتی ہیں۔ پھر ابو طالب اپنے ساتھ حضور ﷺ کو لے کر اندر گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنھا ایک تخت پر بیٹھی تھیں اور تقریبا ستر کنیزیں کمربستہ ان کی خدمت میں کمربستہ کھڑی تھیں۔ خدیجہ نے ابو طالب سے کہا کہ آپ نے یہاں آنے کی کیوں تکلیف کی اور اس وقت آپ کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے برادر زادہ ہے اور ان کا نام محمد ﷺ ابن عبد اللہ ہے۔

اگر آپ ان کو اپنے پاس رکھیں تو فیض عام سے آپ کے یہ بھی بہرہ مند ہوں گے اور پھر دعا کریں گے۔ یہ سن کر خدیجہ رضی اللہ عنھا نے کہا اس سے اور کیا بہتر ہے بہت اچھا آج سے میں ان کو قبول کیا ایک روایت میں ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ خدیجہ رسول خدا ﷺ کی قریبی رشتہ دار تھیں۔ لیکن ان کا شوہر مر گیا تھا اور وہ بیوہ تھیں اور بہت زیادہ دولت مند تھیں اسی وجہ سے وہ ہر سال لوگوں کو مال و اسباب دے کر شام مصر و بصرہ کی تجارت کو بھیجتی تھیں اور ایک غلام ان کا میسرہ نامی تھا اس کو انہوں نے آزاد کیا تھا۔ اور تجارت کے واسطے اس کو بھیجتی تھیں اور باقی جتنے نوکر خدمت گار غلام تھے سب اس کے حکم کے تابع تھے۔ ایک دن خدیجہ نے بالا خانے سے دیکھا کہ حضرت کے سر پر ایک ابر سایہ دار ہے اور حضور ﷺ چلے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے حضور ﷺ کو نزدیک بلا کر بکریوں کی پاسبانی پر مقرر کیا تھوڑے دن میں حضرت محمد ﷺ کے قدم کی برکت سے خدیجہ کی بکریاں آگے سے زیادہ ہونے لگیں اور بہت سے دودھ بھی دینے لگیں پس خدیجہ کی نگاہ ہمیشہ رسول خدا ﷺ پر تھی وہ ہر روز دیکھتی تھیں ایک ابر آکر حضور ﷺ کے سر مبارک پر سایہ ڈالے ہوتا تھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہیں تو درخت اور جمادات السلام علیک یا رسول اللہ کہتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی کرامات و علامات کتاب توریت میں دیکھی کر کہتی تھیں کہ جو ان قوم قریش میں بڑا بزرگ ہو گا۔ اور آپ چونکہ بہت زیادہ دیانت دار امانت اور راست گفتاری میں مشہور و معروف تھے اس

Marfat.com

لئے آپ کو محمد ﷺ امین کہتے تھے اور جب سن شریف آپ کا بیس برس کا ہوا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ تم اس سال میرے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت میں جاؤ گے؟ یہ سن کر حضور ﷺ نے کہا بہت اچھا میں جاؤں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی کچھ اجرت مقرر کرکے تجارت کو بھیجا اور بعض نے مختار انبار میسرہ کو کیا۔ اور اکثر کا قول یہ ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اپنا مالک مختار بنا کر اور اپنے شوہر کی پوشاک پہنا کر ملک شام کی طرف بھیجا اور غلام میسرہ کو کہا کہ جو حال راہ میں گزرے یاد رکھنا اور پھر بلا فرق سرمو کے مجھے آکر بیان کرنا اور جو کام محمد ﷺ امین کرنا چاہیں اس میں تم مانع اور مزاحم مت ہونا غرض جو جو سوداگر نوکر چاکر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تھے وہ سب کے سب رسول خدا ﷺ کے ہمراہ گئے اور جب وہ مکے سے باہر نکلتے تو وہ ابو سفیان کے قافلہ کے ساتھ مل گئے۔ ابو سفیان حضرت محمد ﷺ کو دیکھ کر ہنس کر کہنے لگا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تو بہت نادان ہے کیونکہ جس شخص نے کبھی اپنی عمر میں تجارت نہیں کی اور راہ و رسم خرید و فروخت کی نہ جانے اس کو مختار کرکے تجارت میں بھیجا ہے یہ تو محض نادانی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ کا قافلہ سب سے آگے نکل گیا اور راہ میں کرامات بھی ظاہر ہوتی رہیں۔ جب آفتاب گرم ہوتا تو حضور ﷺ کے سر مبارک پر ابر آکر سایہ کرتا تھا یہ کیفیت اپنی آنکھوں سے میسرہ غلام دیکھتا تھا پھر حیوانات اور اشجار اور جمادات سب کے سب حضور ﷺ کو تعظیما سجدہ کرتے تھے اور حضور ﷺ اپنا سفر برابر طے کرتے چلے جاتے تھے۔ جب ملک شام کے متصل نزدیک معبد خانے کے راہب کے پہنچے اور اس کا نام بحیرہ راہب تھا۔ اس نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ ایک درخت نے بھی جھک کر سایہ کیا۔ بحیرہ راہب نے جب دیکھا تو وہ اپنے عبادت خانے سے نکل کر سوداگروں سے جاکر پوچھا جو جوان اس درخت کے نیچے سوتا ہے کون ہے۔

میسرہ غلام نے کہا کہ میرا مختار انبار ہے یہ سن کر اس راہب نے اس غلام میسرہ سے کہا کہ خبردار تم ان کو بطور سوداگروں اور مختار انبار کے نہ جانو بلکہ یہ تو پیغمبر خدا نبی آخر الزمان ﷺ ہیں اور تمام موجودات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ تب راہب اور غلام میسرہ دونوں رسول خدا ﷺ کے پاس گئے راہب نے حضور ﷺ کا قدم مبارک چوم کر کہا مجھ کو نشان پیغمبری کا معلوم ہے اور بندہ اس وقت امید قوی کرتا ہے کہ اگر اجازت ہو تو حضور کا

Marfat.com

کتف مبارک دیکھے چونکہ آپ کی آمد کی خبر میں کتاب توریت میں پڑھی ہے اور اسی طرح کی نشانی کتاب انجیل میں موجود ہے کہ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی پھر رسول خدا ﷺ نے اس کو اپنے مونڈھے مبارک دکھائے جب چشم راہب کی اس سے روشن ہوئی اس وقت کہا: **اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ**۔ اور کہا کہ آپ کے آنے کی بشارت توریت وانجیل نے دی ہے اور میسرہ غلام سے کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے ان کی نگہبانی اور خبرداری مجھ پر واجب ہے الغرض بحیرہ راہب نے مختلف اقسام کے تحفہ جات حضرت ﷺ کے پاس لاکر حاضر کئے اور پھر سب کو دعوت دے کر کھلایا۔ اس کے بعد ان سوداگروں نے وہاں سے کوچ کیا آگے جاکر دو راہ پر جا پڑے۔ ایک راہ کی اور اسی راہ میں خوف تھا اور ابو سفیان نے دوسری راہ اختیار کی اور اس میں کوئی خطرہ نہ تھا۔ یہ دیکھ کر راہ سے اپنے کو بھی ہلاک کروگے۔ تم اس راہ میں مت جاؤ۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا خدا حافظ و ناصر ہے۔ یہ کہہ کر تشریف فرما ہوئے۔ جب حضور ﷺ نے ایک منزل راہ طے کی جس مقام میں پانی نہ تھا وہاں منزل کی میسرہ نے حضور ﷺ سے عرض کی اے حضرت قافلہ ہمارا بغیر پانی کے ہلاک ہونے کو ہے۔ یہ آواز سن کر حضور ﷺ اپنے خیمے سے نکل کر بہت متحیر ہوئے اور پھر ایک درخت سبز کے نیچے کھڑے ہوکر اپنے پروردگار سے مناجات کی کہ یا اللہ مجھ بندہ یتیم پر تو رحم وکرم فرما میری فریاد سن لے اور کسی نہ کسی صورت آب شیریں ہم کو عنایت فرما چنانچہ اس کے بعد ایک آواز غیب سے آئی کہ میرے پیغمبر کچھ قدم آگے بڑھو اور آخر قدم پر ایک کنواں کھودو وہاں سے آپ کو آب شیریں ملے گا۔ یہ خبر سنتے ہی حضور ﷺ نے اس جگہ پر ایک کنواں کھودا خدا کے فضل وکرم سے پانی صاف اور شیریں نکلا اور سب قافلہ نے آسودہ ہوکر پانی پیا۔ دوسرے دن پھر وہاں سے چل دیئے چلتے چلتے ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ کئی بیمار مجروح اونٹ بدن میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھ کر فریاد کی۔ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری عیادت کے لئے بھیجا ہے آپ ہم پر مہربانی کیجئے۔ پھر حضور ﷺ نے ان کی فریاد سن کر اور اپنی یتیمی کو یاد کرکے بہت روئے اور اپنے اونٹ سے اتر کر ان اونٹوں کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرا خدا کے فضل سے وہ سارے اونٹ اچھے ہوگئے اور جوان کو بیماری تھی وہ جاتی رہی۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔ عرصہ قلیل آپ شام جا پہنچے

Marfat.com

وہاں پہنچ کر آپ نے سارا مال فروخت کر ڈالا اور اس مال میں منافع بھی بہت ہوا۔ اس کے بعد آپ نے پھر مال خرید اور مکے کی طرف مراجعت فرمائی اور تقریبا بیس دن کے بعد ابو سفیان ملک شام پہنچے اور ابو سفیان نے حضور ﷺ سے کہلا بھیجا کہ آپ چند روز یہاں اور ٹھہر جایئے کیونکہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ لیکن حضور ﷺ نے جانے میں دیر نہ کی اور آپ مکے میں تشریف فرما ہوئے

جب مکے کے قریب جا پہنچے میسرہ غلام نے حضور ﷺ سے کہا کہ محمد ﷺ امین آج کئی برس ہوئے ہم خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت فروخت کرتے ہیں اب کے دفعہ جیسا منافع ہوا کئی برس سے نہیں ہوا آپ جائیں سلامتی سے اور نفع کی خبر خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیجئے تاکہ ہم سب کو سرکار سے کوئی خلعت بطور انعام کے ملے۔ یہ بات آنحضور ﷺ نے قبول فرمائی پھر اس میسرہ غلام نے آنحضور ﷺ کو اچھی طرح سے زیبائش و آراستہ کر کے ایک اونٹ پر سوار کر کے مکے میں بھیجا۔ ادھر خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کا انتظار کر رہی تھیں اور آپ کے آنے والے راستے کو دیکھتی رہتی تھی۔ اسی اثناء انتظار میں ایک شتر سوار دیکھا دور سے آتا ہے اور ٹکڑا ابر کا ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے ہے ہیبت اور شکوہ ان کے چہرے پر ہویدا ہے۔ یہ دیکھ کر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللھم اتہ الی داری اور جب شتربان خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا تو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ امین اپنے سفر تجارت سے واپس آئے ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے کہا کہ جا کر دیکھو یہ وہی سوار ہے جو ہم نے دور سے دیکھا تھا وہ بولے ہاں جی یہ وہی شتر سوار ہے جس کو آپ نے دور سے آتے ہوئے دیکھا تھا۔ پس رسول خدا ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر منافع تجارت اور سلامتی راہ اور قافلہ کی خوشخبری دی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ آپ جا کر میسرہ غلام کو بھی لے آیئے کیونکہ اس کو خوب معلوم ہے حقیقت اس کی کہ جب مکے سے سوداگروں کے سفر سے گئے تھے تب بھی دیکھا کہ رسول خدا ﷺ کی وہی صورت و سیرت پائی اور باقی دوسرے لوگ اس حال سے غافل تھے اور جب آپ ﷺ سفر سے واپس آئے اور باقی لوگ بھی سفر سے واپس آ گئے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میسرہ غلام سے سب احوال راہ کا اور منافع خرید و فروخت کا پوچھا۔ اس نے کہا کہ اے سیدہ ہم نے کبھی آسائش و راحت نہیں دیکھی جو حضرت محمد امین ﷺ کے ساتھ ہے میں

Marfat.com

ان کی کیا صفت بیاں کروں وہ تو ایک صاحب کمال مرد کامل ہیں میں نے دیکھا کہ تمام اشجار و جمادات نے ان کو تعظیما سجدہ کیا۔ غرض دریافت کرنا راہب کا اور سایہ دینا ابر کا حضور ﷺ کے سر پر اور پانی نکالنا کنواں کھود کر۔ اور اچھا کرنا خدا کے حکم سے اونٹوں کو جو شدید مجروحانہ صورت میں پڑے تھے۔ اور بہت زیادہ منافع ہونا تجارت میں یہ سب باتیں میسرہ غلام نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہیں یہ سنتے ہی خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک دل سے ہزاروں ہو کر رسول خدا ﷺ سے پیش آئیں اور بہت زیادہ قدر و منزلت کی اور جس قدر مشاہرہ سے مقرر تھا اس سے دوگنا کیا۔ اور پھر تمام اپنے نوکر چاکروں سے اور جو شخص ان کے تابعدار تھے ان لوگوں سے کہہ دیا کہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہیں اور ان کی خدمت دل و جان سے ہر وقت کرتے رہیں اور کسی وقت بھی ان کی خدمت سے غافل نہ رہیں پس جب اسی طرح سے چند روز گزرے تو ایک دن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اے سرکار ﷺ آپ نے بیاہ کیا ہے یا نہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر وہ بولیں اگر مجھ عاجزہ سے نکاح کریں اور اپنی خدمت میں لاویں تو میں اپنی باقی عمر آپ کی خدمت میں صرف کروں اور پھر سعادت دارین حاصل کروں۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا یہ کام بغیر اجازت چچا ابو طالب کے ہم نہیں کر سکیں گے۔ اگر تم یہ چاہتی ہو تو اس بات کا پیغام میرے چچا ابو طالب کے پاس کرو اور مجھ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔ یہ بات سن کر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بہت سے ہدایا اور تحائف ابو طالب کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی خواستگاری اپنے کام کی کی اور کئی دفعہ جداگانہ اچھی اچھی پوشاکیں نفیسہ اور اجناس لطیفہ ابو طالب کی بی بی کے پاس اس کام کے واسطے بھیجیں۔ اور ابو طالب نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جواب دیا۔ کہ عمر شریف محمد ﷺ کی تمہارے سن سے بہت کم ہے یہ کام کیونکر ہو سکے گا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات سنی تو ابو طالب کے پاس بہت سامال و اسباب بطور ہدیہ کے بھیجا۔ آخر ابو طالب نے حضور رسول کریم ﷺ کو بلا کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا اذن دیا۔ تب سرکار ﷺ نے فرمایا اول شرط یہ ہے کہ جتنی مال و دولت تمہاری ہے وہ خدا کی راہ پر مسکین محتاجوں کو دیدینا۔ پھر دوسری شرط یہ ہے کہ جتنے غلام لونڈی باندی سب کو آزاد کر دینا اور تیسری شرط یہ ہے کہ کھانا پینا بطریق فقیری اختیار کرنا۔ پس خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ شرطیں منظور کیں۔ جتنا مال

Marfat.com

واسباب و دولت تھی سب خدا کی راہ پر تقسیم کردیا۔ اور تھوڑا مال ابو طالب کو بھی دیا۔ اور غلام لونڈی باندی سب کو آزاد کردیا۔ اور پھر درویشی اختیار کرلی۔ اور بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ خدیجہ رضی اللہ عنھا نے دو آدمی قریش کے جو معتبر سمجھے جاتے تھے۔ ان کو بلاکر گواہ کیا اور اور انہیں کے سامنے مال واسباب' نقودو ظروف باقی جتنا تھا سب کا سب رسول کریم ﷺ کو دے دیا اور اپنا مالک و مختار کیا اور پھر کہنے لگیں کہ مجھے ان چیزوں پر کچھ دعوی نہیں تم لوگ اس بات کے گواہ ہو۔ آپ چاہیں تو رسول خدا ﷺ اپنے واسطے رکھیں یا پھر اس کو راہ اللہ میں دے ڈالیں۔ اس کا کچھ دعوی نہیں۔ کہتے ہیں کہ ابو طالب خدیجہ رضی اللہ عنھا کے کہنے سے ورقہ بن نوفل جو خدیجہ رضی اللہ عنھا کا چچیرا بھائی تھا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کو لے کر اس کے پاس گئے اور وہ اس وقت چند آدمیوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس پر السلام علیک کیا سب نے جواب دیا اور ابو طالب کی تعظیم کرتے ہوئے بٹھایا۔ ورقہ بن نوفل رسول خدا کو دیکھ کر اس وقت بولا اے محمد ﷺ امین میں تم سب سے بہت زیادہ خوش ہوں اور تم کو دوست رکھتا ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت مطلوب ہو تو آپ ضرور فرمائیں۔ یہ سن کر ابو طالب نے کہا کہ میں اس وقت اس واسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم بہن خدیجہ رضی اللہ عنھا کے ساتھ میرے بھتیجے محمد ﷺ کو بیاہ دو۔

پس اس نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اے قریشیو! تم لوگ سب کے سب اس بات پر گواہ رہو کہ میں نے خدیجہ رضی اللہ عنھا کو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بیاہ دیا اور پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ خبر میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے چار مشقال زر مہر عوض میں دے کر خدیجہ رضی اللہ عنھا کو اپنے نکاح میں لائے اس وقت عمر شریف حضور ﷺ کی پچیس سال کی تھی اور خدیجہ رضی اللہ عنھا کی عمر چالیس برس کی تھی۔ پھر دوسرے دن ورقہ بن نوفل فجر کے وقت نیند سے جاگے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا سے حضور علیہ السلام کی بابت پوچھا خدیجہ رضی اللہ عنھا نے کہا اے بھائی اگر مجھ سے آپ پوچھیں تو ان کے برابر نیک نیت صلاح پسند اور زہد و تقوی میں کوئی نہیں اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے اور کسی بات کی آرزو نہیں ہے۔ پھر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اچھا کیا محمد ﷺ تم سے راضی ہیں؟ بولیں ہاں وہ راضی ہیں۔ پھر کہا تم بھی محمد ﷺ سے راضی ہو

Marfat.com

بولیں ہاں میں بھی اچھی طرح ان سے راضی ہوں۔ تب ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اچھا اب میں بھی راضی ہوں۔ پس خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں مصروف رہیں۔ جب پیغمبر خدا نے نیک کاری میں کمر باندھی فضل باری سے اس سال پانی بہت برسا یہاں تک کہ دیوار کعبہ پر بھی نقصان آگیا۔ یہ دیکھ کر قریشیوں نے بھی ارادہ کیا کہ کعبہ کی چار دیواری توڑ کر از سرنو پھر بنا دیں۔ مگر وہ عذاب الٰہی سے ڈرتے تھے اور اس میں مرد رہتے تھے۔ ایک دن ایک عورت نے چاہا کہ کعبے کے اندر عود جلا دیں خدا کی مرضی سے اس آگ غیب سے آگری بعض جگہ جو کعبہ کے اندر کی تھی وہ سب جل گئی۔ اہل قریش نے پھر اتفاق کیا کہ کعبے کی دیوار توڑ کر از سرنو تعمیر کریں لیکن وہ عذاب الٰہی سے ڈرتے تھے اور اس وقت قوم کا سردار ولید ابن مغیرہ تھا وہ بولا کہ ہماری نیت خدا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کعبے کو توڑ کر دوبارہ بنادیں گے اور یہ تو موجب آبادی ہے نہ کہ خرابی اس بات میں قبائل عرب چار فرقے ہوئے اور بات یہ طے ہوئی کہ ہر ایک فرقہ ایک ایک رکن کعبے کا توڑ کر تعمیر کریں پس چاروں فرقوں نے متواتر دور سے کھڑے ہو کر دیوار کعبے کو دیکھا کہ اس کو کس طرح سے توڑا جائے اور پانچویں دن ولید ابن مغیرہ نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیت خوب جانتا ہے۔ یہ کہہ کر کعبہ کی دیوار پر تبر مار کر اس کو گرا دیا۔ جب اور لوگوں نے دیکھا کہ ولید ابن مغیرہ نے کعبے کی دیوار توڑ دی پھر سب قبیلے متفق ہو کر کہنے لگے ہم سب آج دیوار پر تبر نہیں لگائیں گے دیکھیں آج شب ولید ابن مغیرہ پر آفت نازل ہوتی ہے یا نہیں پھر ہم سب مل تینوں دیواریں توڑ ڈالیں گے جب انہوں نے ابن مغیرہ کو سلامت دیکھا تو پھر ہر قبیلے نے اپنے اپنے حصے کی دیوار جو مقررہ تھی توڑ ڈالی۔ اور بہ انداز قد آدم زمین کھود کر نیچے سے پتھر لگا کر دیواریں کعبے کی اٹھائیں۔

تاکہ صدمہ سیل سے محفوظ رہے اور حجرالاسود کو دیوار پر اٹھاتے وقت سب قبیلوں میں تنازعہ ہوا بنی ہاشم اور بنی امیہ اور بنی زہرہ اور بنی مخزوم ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ان میں سے ہم کو فضلیت زیادہ ہے ان لوگوں سے یہاں تک کہ سخن درازی ہوئی اور پھر ایک مدت تک برابر یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دوسرے پر پتھر مارنے لگے۔ آخر میں بات اس پر ختم ہوئی کہ ایک روز لڑائی کا وعدہ کیا جائے کہ فلاں دن آپس میں لڑائی ہوگی لیکن دانشمندوں نے اس بات سے منع کیا کہ اس سے باز آؤ آپس میں لڑائی کرنا اچھی

Marfat.com

بات نہیں ہے اور ہم تمہیں اعلیٰ قسم کی تدبیر بتاتے ہیں جس سے تمہارا آپس کا جھگڑا مٹ جائے گا۔ اگر تم لوگوں نے مل کر اس عمل کیا اور وہ یہ ہے کہ اول جو شخص صبح کو کعبے کے حرم کے دروازے پر آئے تم اس کو منصف مقرر کر دو جو وہ کہنے مانو اور پھر اسی پر عمل کرو۔ یہ بات جب سب نے سنی اور بہت غور و فکر کرنے کے بعد سب نے راضی ہو کر کہا کہ بہت اچھا وہ جو کہے گا ہم اس کو ضرور مانیں گے۔ چنانچہ صبح کو سب سے اول حضور اکرم ﷺ ہی حرم شریف میں حاضر ہوئے۔ پھر سب کہنے لگے آج صبح سب سے اول محمد ﷺ امین ﷺ ہی آئے ہم ان کو اپنا حاکم و منصف مقرر کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہمارے واسطے فرمائیں گے ہم اس کو ضرور تسلیم کرلیں گے۔ پھر رسول خدا ﷺ نے ایک یہ حکمت عملی کی کہ ایک چادر زمین پر بچھا دی پھر حجرالاسود کو اس چادر پر رکھا اور ہر چار قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی کو طلب کیا۔ اور ان سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک ایک کونہ پکڑ کر کعبہ کی دیوار کے پاس لے جاؤ۔ اس طرح سے چاروں قبیلے اس پتھر کے اٹھانے میں مساوی ہوں گے۔ پھر سب نے اسی طرح سے چادر پکڑ کر حجرالاسود کو اٹھا کر اس رکن کے پاس کہ جہاں اب ہے لے گئے اور کہنے لگے کہ ایک متبرک بزرگ چاہئے کہ وہ تنہا حجرالاسود کو اٹھا کر دیوار کعبے پر رکھے تو اس وقت محمد ابن عبداللہ سب سے بہتر اور افضل ہیں۔ تب رسول خدا ﷺ سے چار قبیلوں نے کہا کہ آپ خود ہی اس حجرالاسود کو تنہا اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر نصب کر دیجئے۔ چنانچہ رسول خدا ﷺ نے اس حجرالاسود کو اکیلے ہی اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب کر دیا۔ جہاں اب بھی اسی جگہ پر نصب ہے جب خانہ کعبہ کی دیواروں کی تعمیر سے فراغت ہوئی اور چھت اور دروازے باقی رہے اس واسطے کہ مکہ مین لکڑی میسر نہ تھی اور اس وقت کوئی نجار بھی نہ تھا۔ ان ایام میں نجاشی بادشاہ حبش نے ارادہ کیا کہ ایک معبد خانہ بنا کر عبادت کرے۔ تب لکڑی اور ہتھیار اور نجار استاد اور کاریگر کشتی سے ملک شام میں بھیجے۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ دریا میں کشتی آتے وقت راہ میں ڈوب گئی۔ اور آدمی جتنے کشتی پر تھے کوئی لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بہتے بہتے موج دریا نے ان سب کو لکڑی سمیت کنارے پر لگا دیا۔ قوم قریش نے جب یہ سنا تو انہوں نے فوراً ہی ابو طالب کو لکڑی خریدنے کو بھیجا۔ جب ابو طالب گئے تو لکڑی والوں نے ان سے کہا کہ جب تک ہم اپنے بادشاہ کو اس بات کی اطلاع نہ کریں گے۔ تب تک ہم کو اختیار نہیں کہ ہم لکڑی وغیرہ

Marfat.com

بچیں۔ پھر انہوں نے ایک نامہ بادشاہ کے پاس بھیجا اور اس کا جواب بادشاہ نے یہ لکھا کہ مال خزانے میں جتنا تمہارے پاس ہے وہ لے جاکر کعبہ میں خرچ کرو۔ تب بادشاہ حکم پانے سے لکڑیاں کعبے کی چھت اور دووازوں میں لگائیں۔ پھر خانہ کعبہ بفضل خدا درست ہوگیا۔
(میں اس واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں)

بیان اسماء وخصائل حمیدہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ایک لمبی حدیث میں یوں آیا ہے کہ قد مبارک حضور ﷺ کا درمیانہ تھا اور گندمی رنگ تھا اور کشادہ پیشانی اور دونوں آنکھوں کی بھویں حضور ﷺ کی پتلی باریک تھیں آمیختہ بھی نہ تھیں بلکہ بیچ میں تھوڑا سا فاصلہ تھا اور درمیان دونوں بھووں کے ایک رگ تھی جب حضور ﷺ کبھی غصے میں آتے تو وہ پھول جاتی اور ناک مبارک آپ کی دراز اور اونچی تھی اور اس کے اوپر ایک نور چمکتا تھا اور چہرہ مبارک آپ کا ملائم اور برابر تھا۔ اور دہن مبارک کشادہ تھا اور دانت مبارک آپ کے صاف و روشن تھے اور اوپر کے ددنوں دانتوں کے درمیان تھوڑا سا شگاف تھا۔ اور ریش اور سرمبارک میں تقریبا بیس بال سفید تھے اور بال آپ کے پیچیدہ تھے سیدھے نہ تھے اور شکن بالوں کی میانہ تھی اور چہرہ مبارک آپ کا مانند چودھویں رات کا چاند کی طرح چمکتا تھا اور درمیان دونوں مونڈھوں کے پارہ گوشت مانند بیضہ کبوتر کے تھے اور اس میں نقش رنگ برنگ کے تھے ایک روایت میں ہے کہ وہی مہر نبوت تھی۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ اسی پر لکھا ہوا تھا اور بعد وفات حضور ﷺ کے وہ مہر نبوت اٹھالی اللہ تعالیٰ نے اور سینہ مبارک بھی آنحضور ﷺ کا کشادہ تھا اور آپ کی چھاتی سے ناف تک ایک خط باریک سا تھا اور ہڈیاں بازو اور مونڈھے کی اور گھٹنے کی اور زانوں کی موٹی تھیں اور ہردو بند دست اور ہردو کف دست وپایر گوشت اور نرم تھے اور جسم مبارک نورانی وپاکیزہ اور لطیف اور معتدل تھا۔ اور جب خاموش بیٹھے ہوتے تو ایک ہیبت اور شکوہ بشری پر ظاہر ہوتا اور جس وقت بات کرتے نزاکت اور لطافت معلوم ہوتی اور جو شخص آپ کو دور سے دیکھتا وہ جمال اور تازگی پاتا اور جو نزدیک آکر مشاہدہ کرتا ملاحت اور شیرنی حاصل ہوتی اور حضور ﷺ کبھی بھی بھوک و پیاس کے شکوے

Marfat.com

منہ پر نہ لائے بلکہ جب کبھی بھی بھوکے پیاسے زیادہ ہوتے تو آب زمزم کے پانی سے قناعت فرماتے تھے اور جو چیز آپ کے پیچھے پردے میں ہوتی وہ چیز مثل کے سامنے کے نظر آتی اور یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا تھا اور شب تاریک میں مانند روز روشن کے دیکھتے تھے۔ اور حضور ﷺ کے لعاب دہن مبارک سے آب شور شیریں ہو جاتا تھا اور اگر کوئی طفل اس لعاب کو چاٹ لیتا تو تمام دن اس کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی اور بغل مبارک میں آپ کے بال نہ تھے اور سایہ جسم مبارک کا زمین پر نہ پڑتا تھا اور آواز حضور ﷺ کی دوسروں کی آواز سے دور جاتی تھی اور آپ دور ہی سے بات سن لیتے تھے۔ اور جب سوتے آنکھ ظاہر میں آپ کی غنودہ اور چشم باطن کشودہ انتظار وحی کی رہتی تھی۔ اور آپ کے جسم مبارک سے بوئے مشک اور عنبر کی ظاہر ہوتی یہاں تک کہ اگر کوچہ وبازار میں تشریف لے جاتے تو لوگ معلوم کرتے تھے کہ کیا حضور ﷺ یہاں تشریف لائے تھے۔ اور جب جائے ضرور کو جاتے تو نشان غائط وبول کوئی بھی نہ دیکھتا تھا۔ کیونکہ زمین کو حکم تھا کہ وہ فوراً اپنے اندر فرد کرلے اس وجہ سے نشان لوگوں کو نظر نہ آتا تھا اور بوئے عطر اس نکلتی تھی۔ اور حضور ﷺ جب تولد ہوئے تو تمام نجاست سے آپ کا بدن بالکل پاک صاف تھا اور آپ قدرتی مختون پیدا ہوئے تھے اور گہوارے میں بات کرتے تھے۔ اگر چاند کی طرف نظر کرتے تو چاند بھی متوجہ ہو کر حضور محمد مصطفیٰ ﷺ سے باتیں کرتا تھا۔ اور ابر ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری کے سایہ دار ہوتا اور اگر کسی درخت کے قریب جاتے تو درخت خود ہی جھک کر سلام کرتا اور اپنا سایہ جہاں تک ممکن ہوتا کرتا۔

اور حضور ﷺ کے کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں اور آپ کے جسم مبارک پر مکھی بھی نہ بیٹھی تھی بوجہ ادب و تعظیم کے اور جب آپ دراز گوش گھوڑے پر یا اونٹ پر سوار ہوتے تو ہوا اس وقت بول برازنہ کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں جب کہ ساری مخلوق کو پیدا کر کے فرمایا **الست بربکم** ۔ ترجمہ: کیا میں نہیں ہوں تمہارا پروردگار اے محمد ﷺ اس پر حضور ﷺ نے کہا اور تمام مخلوق نے بھی کہا۔ **قالو ابلی** ۔ یعنی تو پروردگار میرا ہے۔ اور شب معراج میں براق پر سوار ہو کر آسمان پر جانا قاب قوسین کے نزدیک اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا یہ تمام خصوصیات کسی اور نبی کو حاصل نہ ہوئیں۔ غصہ وخوشنودی حضور ﷺ کے مطابق احکام قرآن مجید کے تھی اور چہرہ مبارک آپ کا

Marfat.com

ہمیشہ بشاش و خرم رہتا تھا۔ اور جس امر میں رضائے الٰہی نہ ہوتی اس سے اجتناب برتتے تھے۔ اور شجاعت و سخاوت میں سب سے پہلے تھے۔ ایسا کہ کوئی سائل آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا اور اگر موجود نہ ہوتا تو قرض لے کر اس کا دل خوش کرتے اور بات جلدی نہ فرماتے تھے تامل اور غور فکر کے بعد بیان فرماتے تھے اور غریب یا جاہل مسائل دینی پوچھنے میں سخن درشت یا سخت بات سے پوچھتا یا الحاح و زاری کرتا تو سن کر دل میں صبر فرماتے تھے اور اس کو کسی طرح سے ناخوش نہ ہوتے دیتے تھے۔ الغرض حضور ﷺ کا خلق عظیم تھا جو کوئی صحبت گرامی میں بیٹھتا تو وہ ہرگز وہاں سے برداشتہ خاطر نہ ہوتا اور راست گوئی اور ایفائے وعدہ اور بردباری آپ میں بے حد تھی۔ اور کثرت سے تمام خلائق سے شفقت فرماتے تھے۔ سوائے جہاد کے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے آزاد نہیں دیا۔ اور دعوت غنی خواہ فقیر خواہ آزاد خواہ غلام سب کی قبول فرمالیا کرتے تھے اور ہر متنفس کا ہدیہ و تحائف قبول فرماتے تھے اور بعوض اس چیز کے مثل اس کے یا اس سے بہتر اسے بھیج دیتے اور اپنے اصحاب سے ہمیشہ دوستی رکھتے تھے اور ان کی دلداری بھی کیا کرتے اور ہمیشہ ہر شخص سے خیروعافیت دریافت کرتے تھے اور اگر کوئی سفر کو جاتا یا پھر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے اور دعا بھی فرماتے اور اگر کوئی مسلمان مرجاتا تو **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ پڑھتے اور نماز جنازہ پڑھ کر اس کے وسطے دعاء خیرو مغفرت کی فرماتے تھے اور پسماندہ کے پاس جاکر تعزیت و تہیت فرماتے تھے اور ہرحال میں اپنے ہمسایوں کی خبر گیری رکھتے تھے۔ اور جب کسی مومن مسلمان سے ملاقات ہوتی تو پہلے السلام علیکم کرتے اور جو لوگ اپنے کسی معاملات میں معذرت پیش کرتے ان کی عذر خواہی کو سنتے۔ اور آپ کے یہاں جو کوئی بحیثیت مہمان لے آتا اس کو بہت عزیز و دوست رکھتے اور حتی المقدور اس کی خدمت کرتے تھے اور اپنے پاس سے کھانا وغیرہ بھی کھلاتے تھے اور جس وقت وہ مہمان واپس سوار ہوتا تو کچھ دور تک پاپیادہ چلتے اور اگر انکے پاس سواری نہ ہوتی تو اپنی طرف سے اس کے لیے سواری کا انتظام فرماتے۔ اور جو شخص سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں آتا اس کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور جو شخص حضور ﷺ کی خدمت کرتا آپ بھی اس کی خدمت کرنے میں کوئی عیب نہ سمجھتے تھی خواہ وہ لونڈی ہو یا غلام ہی کیوں نہ ہو اور جو کچھ حضور ﷺ کھاتے پیتے لوگوں کو بھی کھلاتے پلاتے۔

Marfat.com

اور اصحاب کبار علیہم الرضوان کے ساتھ اکثر کاموں میں شریک ہوتے تھے اور جس مجلس میں اور جماعت میں تشریف لے جاتے خالی جگہ پر بیٹھتے آپ نے صدر مجلس اور مسند کی تمنا نہیں کی اور ہر وقت اٹھتے بیٹھے ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جو لوگ برائیاں یا بدی کرتے ان کے ساتھ آپ ہمیشہ نیکی اور بھلائی. فرماتے تھے اور غریب مسکینوں پر مہربانی فرمایا کرتے تھے اور ان کو کسی وقت بھی بچشم حقارت نہیں دیکھتے تھے۔ اور اپنے دست مبارک سے اپنے کفش اور پارچہ سیتے تھے اور اکثر اوقات کعبے کی طرف منہ کرکے بیٹھتے تھے۔ اور نماز بسیار اور خطبہ کم پڑھتے تھے اور آپ کے سینہ مبارک سے حالت نماز میں آواز مثل جوش دیگ کے آتی تھی اور قیام نماز میں بہت دیر تک کرتے تھے ایسا کہ پاؤں مبارک پھول جاتے۔ اور نماز عشا کی اول شب پڑھتے پھر سویا کرتے اور پھر نصف شب کو اٹھ کر نماز تہجد پڑھا کرتے تھے اور صبح کے وقت دو رکعت نماز قرات قصر سے ادا فرمایا کرتے باقی نماز فرض با جماعت ادا فرمایا کرتے تھے اور ہر مہینہ میں روز شنبہ اور پنج شنبہ اور جمعہ اور عاشورہ و شعبان میں روزہ رکھتے تھے۔ اور حیاو شرم آپ میں بہت زیادہ تھی اور کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے تھے مگر سوائے سخن راست کے نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک دن شخص نے حضور ﷺ سے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو کسی جانور پر سوار کروایئے۔ یہ بات سنکر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بچہ ناقہ پر سوار کراؤں گا اس نے کہا یا رسول ﷺ بچہ ناقہ کیونکر ہم کو سواری دے گا آپ نے اس سے فرمایا کہ شتر کو بھی بچہ ناقہ کہتے ہیں۔ اور وہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر ہے اور اس کی آنکھ میں سفیدی ہے اور سفیدی سے سرکار ﷺ کی کنارہ چشم مراد تھی اور عورت نے جانا کہ سفیدی روشنی چشم کو دور کرتی ہے وہی پھر اپنے گھر میں اپنے شوہر سے جاکر یہ بات جو آنحضور ﷺ نے فرمائی تھی بیان کی اس نے یہ بات سنکر کہا کہ سفیدی تو سارے جہان کی آنکھ میں ہے اسی طرح ایک دن ایک بڑھیا نے جناب رسالت مآب ﷺ سے آکر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے حق میں دعائے خیر فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بہشت نصیب کرے آپ نے فرمایا کہ بڑھیا عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی۔ پس یہ بات سن کر بہت ہی آبدیدہ ہو کر حضور ﷺ کے سامنے سے چلی آئی۔ پھر حضور ﷺ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اس بڑھیا سے کہو کہ کوئی شخص حالت پیری میں بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ سب کے سب نوجوان ہو کر بہشت میں داخل

Marfat.com

ہوں گے اور حضور ﷺ اکثراوقات پیراہن سفید پہنتے تھے اور جمعہ کے دن چادر سرخ اور نماز میں ہر روز عمامہ شریف سات ہاتھ باندھتے اور عیدین میں چودہ ہاتھ کی عمامہ شریف اپنے سرمبارک پر رکھتے اور سرکار ﷺ نے فرمایا کہ ایک رکعت نماز بادستار ادا کرنا بہت فضیلت رکھتی ہے یعنی ستر رکعت پڑھنے کے برابر ہے اور حضور ﷺ کرتے اور چادر سے نماز پڑھا کرتے تھے اور کسی وقت آپ نے ایک کپڑے سے بھی نماز ادا کی ہے اور ہر شب سرمہ داہنی آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں بھی تین بار لگاتے تھے اور کبھی حالت روزے میں بھی آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے اور تیل بھی سر میں ڈالا کرتے تھے اور داڑھی وغیرہ کنگھی سے صاف اور ٹھیک کیا کرتے تھے اور عطریات سے بہت خوش ہوتے تھے اور پہلے جو کام بھی کرتے داہنی طرف سے شروع کرتے تھے حتی کے کہ وضوو مسواک اور دخول مسجد اور نعلین پہنا بسم اللہ پڑھ کر داہنی طرف سے شروع کرتے انگوٹھی چاندی کی کبھی داہنے ہاتھ اور کبھی بائیں میں چھوٹی انگلی میں پہنتے تھے اور شمشیر اپنے جسم سے لٹکا لیتے تھے اور بچھونا آپ کا کھجور کے پتوں اور چمڑے کا تھا اور کھانے میں کچھ تکلف نہ فرماتے تھے۔ اور شدت بھوک میں اپنے پیٹ سے پتھر باندھتے تھے حالانکہ زمین کے خزانے کی چابیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائی تھیں۔ لیکن آپ نے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا۔ اور اگر اتفاقاً دینار یا درہم بسبب نہ آنے کسی سائل کے گھر میں رہ جاتا تو اس شب کو گھر میں تشریف فرمانہ ہوتے اور روٹی مرغ کے گوشت کے ساتھ یا پھر سرکہ کے ساتھ اکثر تناول فرماتے اور اس کو بہت دوست رکھتے اور بکری کا گوشت خربزے کے ساتھ کھجور کے ساتھ کھاتے اور کبھی صرف خرما ہی تناول فرماتے آپ کو شہد اور شیرینی سے بہت ذوق تھا۔

بیان ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضور ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا الکبری رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ اور وہ ہجرت کے تقریباً پانچ برس پہلے فوت ہوئیں اور جنت المعلی میں مدفون ہوئیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور جب وہ ضعیفہ ہوئیں تو حضور ﷺ نے چاہا کہ ان کو طلاق دیویں جب یہ بات

Marfat.com

انہوں نے سنی تو اپنی باری حضرت عائشہ کو دیدی اور وہ آنحضور ﷺ سے بولیں یا رسول اللہ میرے دل میں کسی چیز کی آرزو نہ رہی مگر صرف ایک بات کی آرزو باقی ہے کہ حشر کے دن آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن میں شامل ہوں۔ انہوں نے ۵۴ھ میں وفات پائی۔ اور تیسری بیوی حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ چھ برس کے سن میں قبل ہجرت کے تین برس' ماہ شوال میں نکاح کیا تھا۔ اور نو برس کی عمر میں حضور اکرم ﷺ نے ان سے لیلتہ الزفاف کیا۔ اور جب رسول خدا نے وفات پائی تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی عمر اٹھارہ برس کی تھی اور رمضان المبارک کی سترھویں تاریخ ۵۸ھ مدینہ میں انہوں نے انتقال کیا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور چوتھی بیوی حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے نکاح کیا اور ان کو آنحضور ﷺ نے ایک طلاق رجعی دی تھی لیکن بحکم الٰہی یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شفقت سے اس وجہ سے کہ وہ بہت روزہ رکھتی تھیں اور بہت زیادہ نماز پڑھتی تھیں۔ اس لئے ان سے سرکار ﷺ نے پھر رجوع کر لیا۔ اور انہوں نے ماہ شعبان ۵۴ھ میں وفات پا گئیں۔ چھٹی بیوی ام سلمہ بنت سہیل رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے نکاح کیا تھا آپ حضور ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھی جن کا نام بنت عاتکہ بنت عبدالمطلب تھا۔ انہوں نے ۵۹ھ میں وفات پائی اور آپ کی ساتویں بیوی زینب بنت جحش سے آپ نے نکاح کیا اور وہ بھی آنحضور ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ یعنی وہ امیمہ کی بیٹی تھیں اور امیمہ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور زینب رضی اللہ عنھا بنت جحش کا پہلے نکاح زید رضی اللہ عنہ ابن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا اور بعد طلاق کے جو زیدین حارث نے دے دی تھی اس کے بعد وہ حضور ﷺ نے نکاح میں آئیں۔ اور ۴۰ھ میں فوت ہوئیں اور آٹھویں بیوی ام حبیبہ بنت سفیان رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے نکاح کیا تھا اور یہ نکاح چار سو دینار کے عوض مہر میں اور نجاشی بادشاہ نے اپنی طرف سے مہر مرقومہ کو بطور ہدیئے کے ادا کیا اور انہوں نے ۴۴ھ میں فوت پائی اور نویں بیوی حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا بنت حارث سے حضور ﷺ نے نکاح کیا۔ اور انہوں نے ۵۶ھ میں فات پائیں۔ دسویں بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنھا بنت حی ابن اخطب سے آپ نے نکاح کیا۔ اور یہ حضرت ہارون رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھیں اور جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کو بعوض آزادی کے مہر مثل

Marfat.com

مقرر کرکے اپنے نکاح میں لائے اور انہوں نے ۵۲ھ میں وفات پائی۔ اور گیارہویں بیوی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث عامریہ سے آنحضور ﷺ نے نکاح کیا۔ اور یہ نکاح حضور نے قریہ سرف میں کیا تھا۔ اور قریہ سرف ایک گاؤں کا نام ہے اور یہ گاؤں مکے کی نواحی بستیوں میں شمار ہوتا ہے اور انہوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔ اور حضور اکرم ﷺ کے یہاں پانچ جاریہ تھیں پہلی ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ بنت شمعون حاکم اسکندریہ نے ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا ان کے بطن سے ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ اور ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ ۶۱ھ میں فوت ہوئیں۔ دوسری ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت زید کہ وہ داخل جاریہ بنی نضیر یا بنی قریضہ کی تھیں اور وہ ۱۰ھ میں فوت ہوئیں اور تیسری ام ایمن اور چوتھی سلمہ' اور پانچویں برصوی رضی اللہ عنہا تھیں اور یہ تمام حوالہ جات جامع التواریخ سے لکھے گئے ہیں اور تمام ازواج مطہرات حضور ﷺ کا مہر پانچ سو درم تھا مگر ام حبیبہ اور صفیہ رضی اللہ عنہما کا مہر صرف چار سو درم اور تمام ازواج مطہرات حضور ﷺ کی ثیبہ تھیں صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوشیزہ باکرہ تھیں۔ اور سب ازواج مطہرات حضور ﷺ کے بوقت ظاہری وصال حضور ﷺ کے بقید حیات تھیں مگر خدیجۃ الکبری اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا دونوں حضور ﷺ کے سامنے ہی فوت ہوگئی تھیں چنانچہ میں اس بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان اولاد حضور ﷺ

بروایت جمہور مؤرخین حضرات کے حضور ﷺ کے دو فرزند تھے ایک نام قاسم اور دوسرے کا نام عبداللہ اور لقب ان دونوں کے طیب و طاہر ہیں اور چار بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ زنیب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور یہ چھ اولاد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں اور کتاب روضۃ الاحباب میں یوں لکھا ہے کہ رسول خدا ﷺ کے اور بھی ایک بیٹے تھے جن کا نام ابراہیم رضی اللہ عنہ تھا۔ ماریہ قبطیہ کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعد تولد سولہ مہینے کے وہ فوت ہوگئے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کے صرف دو مہینے کے بعد ہی انتقال ہوگیا۔ اور قاسم و عبداللہ رضی اللہ عنہما قبل زمانہ اسلام فوت ہوئے۔ الغرض جمیع اولاد حضور ﷺ کے سامنے ہی گزر گئی۔ مگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے انتقال کے چھ

Marfat.com

مہینے بعد فوت ہوہیں۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت زینب کا نکاح ابو العاص رضی اللہ عنہ ابن ربیع سے ہوا تھا جو خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا بھانجا تھا اور حضرت رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کیا تھا۔ یہ عتبہ رضی اللہ عنہ کے بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اس نے غصہ کے وقت کم فہمی کے باعث رقیہ کو طلاق دے دی اور اس کے بعد حضرت عثمان سے ہوا۔ اور حضرت ام کلثوم کا نکاح عتیبہ ابن ابی لہب سے ہوا تھا اس کے مرنے کے بعد حضرت عثمان غنی نے حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا جب کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ اسی واسطے حضرت عثمان غنی ذی النورین ہے یہ دونوں صاحبزادیاں حضور ﷺ کے سامنے فوت ہوگئی تھیں ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح جب وہ پندرہ برس چھ مہینے کی عمر میں تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جب وہ کہ اکیس برس پانچ مہینے کے تھے حضور ﷺ نے کردیا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضور ﷺ کے پاس

ایک روایت ہے کہ جب وقت نبوت کا اور وحی کے نازل ہونے کا قریب پہنچا تو تنقیہ اور تقویت کے واسطے سینہ مبارک حضور ﷺ کا تیسری مرتبہ چاک کیا گیا اور اس کی شرح یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے ایک مہینہ کامل اعتکاف کی نیت کی تھی اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور وہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا جب حضور ﷺ اس غار میں سے نکل باہر تشریف لائے اور ستاروں کی طرف دیکھنے کو کھڑے ہوئے تھے تاکہ اندازہ کیا جاسکے کہ ابھی کتنی رات اور باقی ہے۔ بس یکایک ایک آواز آئی السلام علیکم آپ نے فورا اسلام کا جواب دیا اور آپ نے اس وقت گمان کیا کہ شائد جنوں کا اس مقام سے گزر ہوا ہے چنانچہ آپ کچھ خوفزدہ ہو گئے پھر آپ اسی غار حرا میں تشریف لے گئے اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب غار سے باہر گیا تو غیب سے آواز آئی اس آواز میں السلام علیکم کہا گیا اور میں نے بھی فورا جواب میں وعلیکم السلام کہا اور پھر میں خوفزدہ ہو کر اپنی غار میں چلا آیا۔ آخر یہ کیا بات

Marfat.com

معلوم ہوتی ہے یہ سن کر خدیجتہ الکبری رضی اللہ عنھا بولیں کہ یہ تو بڑی خوش خبری ہے کیونکہ السلام علیکم تو نشانی امن وامان اور دوستی کی ہے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجئے پھر کچھ دنوں کے بعد ایک مرتبہ اس غار سے باہر نکل کر دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تخت پر مانند آفتاب کے بیٹھے ہیں ایک پر ان مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں پہنچا ہوا ہے پھر میں یہ حال دیکھ کر ڈرتا ہوا اپنے غار کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے مہلت نہ دی اور جلدی سے آکر درمیان میری اور درمیان اس غار کے حائل ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کو دیکھنے اور ان کا کلام سننے سے مجھ کو محبت اور دوستی پیدا ہوئی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ وعدہ مقرر کر گئے کہ فلانے وقت میں تم کو چاہئے کہ تنہا حاضر ہو پھر میں اس وقت تنہا حاضر ہو کر کھڑا ہوا۔ جب کچھ دیر ہوئی تب میں نے چاہا کہ اپنے گھر کو جاؤں اچانک دیکھتا کیا ہوں کہ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام دونوں فرشتے آسمان کے درمیان سے زمین پر تمام عظمت اور بزرگی کے ساتھ آئے اور پھر مجھے زمین پر لٹا دیا اور پھر میرا سینہ چاک کیا اور انہوں نے میرا دل آپ زمزم سے طشت زریں میں دھو کر کوئی چیز اس سے نکالی۔ مجھ کو مطلق کچھ معلوم نہ ہوا پھر دل کو اپنے مقام پر رکھ کر سینے کو درست کیا اور پھر میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کر الٹا کر دیا جس طرح برتن سے کوئی چیز گرانے کو الٹتے ہیں۔ اس کے بعد میری پشت پر ایک مہر بھی لگا دی یہاں تک کہ اثر اس ضرب مہر کا مجھ کو پہنچا۔ اور جب عمر شریف حضور ﷺ کی چالیس برس اور ایک دن کی ہوئی آپ کو نبوت کا اعلان کرنیکا حکم کیا گیا اور نزول وحی کا سلسلہ قائم ہوا اور سب سے پہلے وحی کا نزول اسی غار حرا میں ہوا اسی لئے حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر سال ایک مرتبہ اس غار حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے پھر ایک مہینہ عبادت کرنے کے بعد مکہ معظمہ میں تشریف لے آتے اور سات مرتبہ طواف بیت اللہ کا کر کے مکان میں تشریف لاتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دن غار حرا میں عبادت الٰہی میں مشغول تھا۔

ایک شخص نورانی چہرہ نہایت خوبصورت مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا خوشخبری ہے تجھ کو اے محمد ﷺ۔ اور میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور آپ کو اس امت کا نبی آخرالزمان ﷺ بنایا ہے اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے

Marfat.com

کہ حضور ﷺ کہ جب میں میدان میں جاتا تو وہاں پر ایک آواز سنتا تھا اے محمد ﷺ اور وہاں پر ایک شخص نورانی چہرہ والے کو دیکھتا تھا کہ وہ سونے کے تخت پر زمین و آسمان کے درمیان معلق کھڑا ہے اور میں اس آواز اور صورت کو دیکھ کر بھاگتا تھا۔ جب کئی دفعہ ایسا ہی معاملہ ہوا تب ورقہ بن نوفل جو چچیرا بھائی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اور وہ شخص توریت وانجیل کے علم سے خوب واقف تھا۔ اس سے میں نے یہ بات کہی یہ سن کر اس نے کہا کہ جب تم وہ سنو تو مت بھاگو اور کان دھر کر سنو کہ اس آواز میں کیا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی میں نے کیا پھر جب آواز آئی محمد ﷺ میں نے لبیک کہا اس نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو۔ اور پھر یہ کلمہ پڑھا: **اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ**۔ پھر پڑھی الحمدللہ تا آخر سورۃ۔ اور ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **اول مانزل من القرآن فاتحتہ الکتاب**۔ ترجمہ یعنی رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلے مجھ پر جو نازل ہوا قرآن مجید سے وہ سورۃ فاتحہ ہے اور یہ مناجات کی تعلیم کے واسطے اور ہر نماز کی رکعت میں پڑھنے کے واسطے نازل فرمائی اور اسی طرح جو حاجت جس وقت ہوتی حضور ﷺ کو اسی وقت وحی نازل ہوتی تھی اور **اقرا باسم ربک** محض تعلیم اور طاقت قرات کے واسطے نازل ہوئی اور اس کے نزول کی کیفیت یہ ہے کہ حضور ﷺ کو پہلے وہ چیز علامت وحی کی ہے نازل ہوئی اس سے یہ ہوا کہ تمام خواب سچے دیکھنے لگے اور کچھ رات کو خواب میں دیکھتے تھے اسی طرح دن کو (صبح صادق کو) وہی چیز ظاہر ہو جاتی تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ غار حرا میں جو مکہ معظمہ کے متصل ہے تشریف فرما ہوتے تھے اور پھر چند روز کھانے پینے کا اسباب اپنے ہمراہ لے کر تنہا اس مکان میں تسبیح و تہلیل اللہ تعالی کی کرتے تھے اور جب کہ کھانے پینے کا اسباب تمام ہو جاتا تب پھر وہ دولت خانے پر تشریف لاتے اور دو ایک روز دولت خانے پر ہی تشریف رکھتے اور پھر اسی غار میں واپس جا کر ایک مہینے سے کم رہتے اور کبھی ایک مہینہ بھی رہتے۔ ایک دن خلوت کے ایام میں اس غار سے باہر تشریف لائے بغرض طہارت کے پانی کے کنارے کھڑے تھے۔ یکایک جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی۔ یا محمد ﷺ حضور ﷺ نے اوپر کی طرف نگاہ کی تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر اسی طرح سے آواز دو تین بار آئی، تب حضور ﷺ بہت زیادہ متحیر ہوئے اور دائیں بائیں نگاہ کرنے

Marfat.com

لگے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص نورانی چہ ند آفتاب کے روشن اور نور کا تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے اور لباس سبز پہنے ہوئے شکل آدمی کی سی جبہ وہ نزدیک حضور ﷺ کے پہنچے اور کہا پڑھ اور بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اس شخص کے ہاتھ میں ایک حضور ﷺ نے فرمایا میں حرف کی صورت کو نہیں پہچانتا ہوں اور میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا پڑھ اور پھر انہوں نے حضور ﷺ کو پکڑا اور زور سے دبایا یہاں تک کہ دبانے سے حضور ﷺ کو سخت تکلیف ہوئی اور پسینہ بدن مبارک میں آگیا اور اسی طرح تین مرتبہ کیا اور کہا: **اقرباسم ربک الذی خلق** پانچ آیتوں تک۔

اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ بعد تعلیم ان آیتوں کے جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا اس سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا اور حضور ﷺ کو طریقہ طہارت و وضو اور استنجا کا دکھایا اور دو رکعت نماز کی تعظیم و تلقین کی اور سورۃ فاتحہ سنائی کہ ہر نماز کی رکعت میں اس کو پڑھا کرو۔ اس واقعہ کے بعد حضور ﷺ ترساں و لرزاں اپنے گھر پر آئے اور خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ جلدی میرے بدن میں کمبل ڈال دو تاکہ میرے بدن سے لرزہ دفع ہو۔ پھر لرزہ جاتا رہا تو حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے کیفیت دریافت کی۔ آنحضور ﷺ نے تمام ماجرا ان کے آگے بیان کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ہرگز خوف نہ کیجئے اس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے صفات رحمت کے آپ پر ظاہر کئے ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ مسافروں کے ساتھ حسن و سلوک اور مہمانوں کی ضیافت اور محتاجوں کے کام میں یاری اور ضعیفوں پر رحم اور اپنے اقرباؤں پر احسان کرتے ہیں اور راست گفتار اور امانت دار ہیں اور جب کوئی اس مرتبہ میں خلق اللہ تعالیٰ پر رحم کرے وہ مستحق رحمت الٰہی کا ہوتا ہے اور ایک دن رسول خدا ﷺ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھے تھے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تب حضور ﷺ نے اپنی بیوی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے کہا کہ دیکھو جو شخص اس دن ہمارے پاس آئے تھے وہ یہ ہیں۔ پھر حضرت خد حضور ﷺ کی بغل میں آبیٹھیں اور کہا کہ اپ کو ان کی صورت معلوم ہوتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اب تک موجود ہیں ان کو دیکھتا ہوں۔ تب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا نے سر اپنا برہنہ کیا اور سرکار ﷺ سے کہا کہ اب بھی آپ دیکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ تب خدیجہ الکبری

Marfat.com

نے فرمایا کہ وہ فرشتہ ہے آپ کو خوشخبری دینے آیا ہے اگر وہ جن ہوتا تو سربرہنہ سے شرم نہ کرتا اور غائب نہ ہوتا۔ پھر حضرت خدیجۃ الکبری نے اپنے چچیرا بھائی ورقہ بن نوفل سے جو کہ دین حضرت عیسی علیہ السلام کا رکھتا تھا اور توریت اور انجیل سے خوب واقف تھا اور عبرانی زبان سے ان کتابوں کا ترجمہ کرتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا نے تمام احوال رسول خدا ﷺ کا اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا جبرائیل علیہ السلام نام کا ایک بڑا فرشتہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں پر وحی لاتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آئے تھے اگر تم سچ کہتی ہو تو محمد ﷺ عربی نبی ہیں ان کی صفت میں نے دیکھی ہے آسمانی کتابوں میں کہ وہ عرب سے نکلیں گے بھلا کہو تو جبرائیل علیہ السلام نے ان کو دعوت اسلام کے لئے فرمایا ہے یا نہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے حضور ﷺ کو **اقرا باسم ربک** سکھایا۔ ہے ورقہ بن نوفل نے کہا کہ ان پر حکم دعوت اسلام کا ہوتا تو میں اول اسلام میں داخل ہوتا۔ پس ورقہ بن نوفل نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ مت ڈریں اور اپنے دل میں کسی قسم کا اندیشہ بھی نہ کریں لیکن آپ کی قوم کے لوگ اس مرتبہ اعلیٰ کو جو ان کے لئے نعمت عظمیٰ ہے نہیں پہچانیں گے یہاں تک کہ تم کو اس شہر سے نکالیں گے کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس وقت تک زندہ ہوتا۔ میں ضرور آپ کی مدد کرتا اور سعادت دارین حاصل کرتا۔ پس اس کے چند ہی دن بعد ورقہ بن نوفل نے انتقال کیا۔ اور پھر حضور ﷺ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جامہ سفید پہنے ہوئے ہے اور حضور ﷺ نے اس خواب کی تعبیر لوگوں سے بیان کی کہ وہ یہ علامت بہشتی ہونے کی ہے اور اس کے بعد یہ سورہ نازل ہوئی **یایہا المدثر ○ قم فانذر** ترجمہ یعنی اے لحاف یا کمبل اوڑھنے والے کھڑے ہو جایئے۔ برائے ادائیگی مراسم نبوت کے اور تمام مخلوقات کو عذاب الٰہی سے ڈرا دیجئے۔ پس حضرت ﷺ نے کمبل اپنے بدن سے اتار ڈالا اور فورا اپنے بستر سے اٹھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے رسول خدا حضرت ﷺ کیوں آپ سوتے نہیں حضور ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ رضی اللہ عنہا اب سونا میرا نہیں ہوگا کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس دوسری مرتبہ آئے اور میرے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی لائے اور پھر مجھ کو کہا کہ مخلوق خدا کو اسلام کی دعوت دو اور خدا کی طرف بلاؤ تاکہ وہ لوگ بت پرستی چھوڑ دیں اور خداوند قدوس کی عبادت کرنے لگیں۔

Marfat.com

اب میں سوچتا ہوں کہ کس کو کہوں کہ کون میرا کہنا مانے گا اور یقین کریگا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ یہ سنکر خدیجہ رضی اللہ عنھا نے کہا کہ آپ سب سے پہلے مجھ کو ایمان کی راہ بتایئے تاکہ میں ایمان لے آؤں۔ پھر یہ سنکر حضور ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنھا کو ایمان کی تلقین فرمائی۔

اس طرح وہ اول ایمان لائیں اور مسلمان ہوئیں اور اس وقت حضرت علی ابن ابی طالب کی عمر سات برس کی تھی تمام دن رسول خدا ﷺ کے پاس رہتے تھے جب دیکھا رسول خدا اور خدیجہ رضی اللہ عنھا کو نماز پڑھتے کہنے لگے یہ کیا کام کرتے ہیں اور اس طرح کس کی عبادت کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہم خدائے عزوجل کی عبادت کرتے ہیں علی ابن ابی طالب نے کہا تمہارا کونسا خدا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے کہ جس کے دست قدرت میں تمام زمین آسمان اور سارا جہان ہے۔ اور اس نے مجھ کو خلائق پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو ایمان باللہ کی طرف بلاؤں اور نیک کاموں کی ہدایت کروں اور میں تم کو بھی کہتا ہوں کہ تم بھی اسی راہ خدا پر آؤ اور اپنے باپ دادا کی رسم چھوڑو یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں بے اجازت اپنے باپ کے کوئی بھی کام نہیں کرتا ہوں اس بارے میں میں اپنے باپ سے پوچھوں گا پھر حضرت ﷺ نے ان کو کہا کہ خبردار یہ بات سوا چچا ابو طالب کے اور کوئی نہ سننے پائے۔ تب علی ابن ابی طالب حضرت رضی اللہ عنھا کے گھر سے نکل آئے اور اپنے دل میں سوچا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ایمان بخشے اور راہ نجات کی دیوے وہ کیوں دین اسلام سے پھرے اور کیوں اپنے باپ سے اس بارے میں صلاح پوچھے پس یہ سمجھ کر وہیں سے پھرے اور رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور فوراہی آپ پر ایمان لے آئے اور پھر نماز بھی ادا کی۔ اس طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دین اسلام سے مشرف ہوئے اور ادھر حضور اکرم ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ آپ رات آرام نہیں فرماتے تھے اور دل میں یہ فرماتے تھے کہ کہیں یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو جائے۔ ایک دن آپ کے خیال مبارک میں آیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مرد بزرگ اور عقلمند ہیں اور مجھ سے کافی دوستی بھی رکھتے ہیں چنانچہ فجر کی نماز کے بعد ان کے پاس جانے کا مقصد مصمم کیا۔ ادھر حسن اتفاق سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مرضی الٰہی سے اسی شب اس میں متردد ہو رہے تھے کہ بت پرستی جو ہم لوگ یا ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں

Marfat.com

ہم اس میں کچھ فائدہ متصود نہیں کرتے کیونکہ بتوں سے نہ کچھ خیر ہے اور نہ کچھ شر' یہ تو محض فضول اور لایعنی شے ہے کاش اگر کوئی ہوتا اور راہ ہدایت کی بتاتا تو بہت ہی اچھا ہوتا اور میں اس وقت اس آفت سے بچتا اور دل میں یہ خیال بھی آیا کہ محمد ﷺ امین برادر زادہ ابوطالب ہیں وہ مرد عاقل و دانا ہیں اور ہماری ان سے جانی محبت والفت ہے اور وہ بت پرستی بھی نہیں کرتے ہیں صبح ان کے پاس جانا چاہئے ممکن ہے کہ وہ ہم کو راہ خدا بتادیں اور ادھر رسول خدا ﷺ نے بھی اَن کے پاس آنے کا عزم کیا تھا کہ ابوبکر کے پاس جائیں اور اپنا راز بیان کریں۔ اتفاقا راہ میں دونوں حضرات کی اچانک ملاقات ہوئی اور رسول خدا ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس آیا تھا تاکہ آپ سے کچھ مشورہ کروں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی عرض کیا کہ یا حضرت ﷺ میں بھی آپ کے پاس آیا تھا تاکہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف ہوں اور کچھ راہ دین معلوم کروں یہ سن کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہو کیا بات ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ہی فرمائیں کیا بات ہے۔ پھر رسول خدا ﷺ نے کیفیت نزول جبرائیل علیہ السلام اور ان کا وحی لانا خدا کے پاس سے اور حقیقت خواب کی سب کچھ ابوبکر سے بیان فرمائی سنتے ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا ہے کہ آپ کو پیغمبر بنا کر ہمارے لوگوں میں بھیجا ہے اے پیغمبر خدا ﷺ مجھ کو فوراہی ایمان باللہ کی راہ بتائیے۔ پھر رسول خدا ﷺ نے ابوبکر صدیق کو راہ ہدایت بتائی اور وہ فوراہی اسلام وایمان سے مشرف ہو گئے انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں جس کسی کو ایمان کی دعوت دیتا تھا وہ فی الفور انکار کر دیتا تھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے انکار نہیں کیا اور فوراہی مشرف باسلام ہو گئے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا ایمان لائیں اور لڑکوں میں حضرت علی ابن ابی طالب ایمان لائے اور نوجوانوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان سے مشرف ہوئے اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہا ایمان لائے تھے اور آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارث رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے اور یہ بہت بڑی سعادت مندی ہے کیونکہ یہ مرتبہ اور کسی صحابی کو میسر نہ ہوا۔

Marfat.com

پھر اس کے بعد حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد ابن وقاص اور حضرت ابی عبیدہ ابن الجراح اور حضرت عبداللہ ابن مسعود ابن زید رضی اللہ عنہم ایمان لائے تقریبا انتالیس آدمی ایمان لائے تھے۔ لیکن پھر بھی اپنا دین پوشیدہ رکھتے اور نماز خفیہ پڑھتے تھے ایک دن کوہ حرا میں حضور ﷺ نے ابو طالب کی دعوت کی اور ان کو راہ ہدایت کی طرف توجہ دلائی لیکن اس کے جواب میں ابو طالب نے کہا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑوں گا۔ ہاں تم کو جو کچھ خدا نے فرمایا ہے تم اس پر قائم رہو اور میں ہمیشہ تمہارا پشت پناہ رہوں گا اور کوئی ایذا نہ دے سکے گا۔ ابو جہل کو جب خبر اسلام کی پہنچی تو وہ مردود کہنے لگا کہ میں ایسا جانتا کہ لوگ محمد ﷺ ابن عبداللہ پر ایمان لائیں گے تو میں ان کا سر پتھر سے کچلتا اور اگر محمد ابن عبداللہ ﷺ مسجد میں سوائے ہبل کے اور کسی کو سجدہ کرے گا تو اس کا سر پتھر سے میں کچلوں گا کہ مغز بھی اس کا باہر نکل پڑے گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ میں کافروں نے تین سو ساٹھ بت پوجنے کے واسطے رکھے تھے اور سب سے بڑا بت ہبل تھا اور لات اور منات دوسری جگہ پر رکھے ہوئے تھے اور جب اہل مکہ نے حضور ﷺ سے دین اسلام کی بات سنی تو بہت زیادہ برہم ہوئے اور اس کی پاداش میں بہت ظلم کئے اور حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی بھی کی اور حضور ﷺ پر ایمان لانے والوں کو بہت ستایا اور رسالت ماب ﷺ کو بہت ایذا دی یہاں تک کہ اہل بیت کو معہ حضور ﷺ کے درمیان شعب ابی طالب کے محصور میں کیا اور اس کا محاصرہ میں تقریبا تین برس رہے پھر محاصرہ سے باہر تشریف لائے اور ایک دن حضور ﷺ سجدے میں مشغول تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت ﷺ کے سر مبارک پر کپڑا ڈالا اور دونوں کنارے اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے کھینچنے لگا پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر چھڑایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ بیٹھے تھے کہ ابو جہل لعین نے آکر مٹی کی ٹوکری سر مبارک پر ڈال دی۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک روز رسول خدا ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کوئی دن جنگ احد سے زیادہ تکلیف ہوئی جس روز آپ کے دشمنوں نے آپ کے دندان مبارک شہید کئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن کافروں کی جماعت کو ہدایت کرتا تھا اور انہوں نے میری تصدیق نہ کی اور مجھ کو کئی قسم کی

Marfat.com

ایذا دی اور مجھ پر ظلم کیا یہاں تک کہ پاؤں کے تلوے میرے خون سے تر ہو گئے اس حالت میں میں نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی چنانچہ دربار الٰہی سے ایک فرشتہ جو پہاڑوں کو بحکم الٰہی جو کہ مکے کے گرد میں واقع ہیں ملادوں اور تمام زمین مکے کی اٹھا کر الٹ پلٹ کردوں کہ اس کی پہچان بھی نہ ہو سکے آپ کا جو حکم ہو میں بجالاؤں۔ تب میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو نے مجھے رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا ہے نہ کہ کسی قوم کے ہلاک کرنے کے واسطے۔ چنانچہ باری تعالیٰ ہے: **وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین** ۔ ترجمہ نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمد ﷺ مگر واسطے رحمت عالمین کے ایک روایت میں ہے کہ جب ترقی اسلام کی مکے کے کافروں نے دیکھی عتبہ بن ربیعہ کو رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا۔ عتبہ نے حضور ﷺ سے آکر عرض کی کہ اے میرے بھتیجے محمد ابن عبداللہ رضی ﷺ حسب نسب میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہو پھر بھی تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے کہ اس سے اپنے ماں باپ کا کفر لازم آتا ہے اور آباؤ اجداد پر طعنہ ہوتا ہے اور پھر لوگ کہتے ہیں کہ ایک کاہن قریش میں ظاہر ہوا ہے اور ہم کو ہر طرح سے طعن کرتے ہیں۔ اگر بسبب شہوت کے آپ یہ باتیں کرتے ہیں تو جس عورت کی قریش میں سے خواہش ہو اس کے ساتھ تمہارا نکاح کردوں۔ اور اگر آپ کو مال حاصل کرنے کی تمنا ہے تو مال دوں گا کہ آپ بہت اچھے تونگر ہو جائیں گے اور اگر آپ کو حاجت مال کی نہ ہو اور حاکم بننا چاہتے ہو تو تم کو ملک کا والی بنادوں گا اور اگر خلل دماغ ہو تو آپ کے واسطے طبیب حاذق مقرر کردوں تاکہ آپ کا صحیح طور پر علاج ہو جائے یہ باتیں عتبہ ابن ربیعہ کی سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حم تنزیل من الرحمن الرحیم○ کتب فصلت ایتہ قرانا عربیا لقوم یعلمون**: ترجمہ اتاری ہوئی بخشنے والے مہربان کی طرف سے کتاب ہے کہ جدا جدا کی گئیں آیتیں اس قرآن عربی کی واسطے اس قوم کے جو عقلمند ہیں پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ: **فان اعرضوا فقل انذرتکم صعقتہ مثل صعقتہ عاد د ثمود**۔

ترجمہ: پس اگر وہ منہ پھیریں پس تو کہہ میں نے خبر سنادی تم کو عذاب آسمان سے مانند عذاب قوم عاد کے اور قوم ثمود کے۔ پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ سوا اس کے اور کچھ یاد نہیں آتا ناچار ہو کر عتبہ بن ربیعہ نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایک بڑا کلام محمد ابن

Marfat.com

عبداللہ ﷺ سے سنا کہ وہ کبھی کسی سے نہیں سنا۔ بس اب ان کی اصلاح یہی ممکن ہے کہ ان کو ایذا دینے میں کوشش نہ کریں اور ان کو اپنے حال پر ہی چھوڑ دو اگر ان سے تم لڑنا چاہتے ہو تو بے فائدہ ہوگا کیونکہ اگر تم ان پر غالب ہوگئے تو کوئی چیز بھی تمہارے ہاتھ نہ آئے گی اور اگر تم پر غالب ہوئے تو جو ملک تمہارا ہے وہ ان کے ساتھ آجائے گا۔ پس عتبہ بن ربیعہ سے یہ سن کر مشرکوں نے کہا کہ شائد تجھ کو اس نے جادو کیا ہے اسی وجہ سے تو اس کی طرف داری کرتا ہے عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ جو میری عقل میں آیا وہ میں تمہارے سامنے کہہ دیا آگے تم لوگ مختار ہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کے حق میں بھی کبھی رسول خدا ﷺ نے بددعا نہیں کی مگر ایک دن قریب مکہ معظمہ کے حضور ﷺ نماز پڑھتے تھے ابوجہل لعین نے نجاست کی ٹوکری عقبہ بن معیط کے ہاتھ رسول خدا ﷺ کے مونڈھے پر حالت سجدے میں ڈالوادی بعد فارغ ہونے نماز کے حضور ﷺ نے ان ملعونوں کے واسطے بددعا فرمائی جس کا نتیجہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ان کفار کو بدر کی لڑائی میں دیکھا کہ ان کی حالت بری ہوئی۔ یہاں تک کہ لوگ ان کے بال پکڑ کر زمین پر کھینچتے ہوئے کنوئیں میں ڈالتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جس وقت انیس صحابہ مشرف باسلام ہوئے تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا تو اس وقت مشرکین نے اور عتبہ نے مل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باروئے مبارک پر سخت ضرب پہنچائی جس کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیہوش ہوگئے اور پھر بنی تمیم ان کو وہاں سے اٹھا کر گھر میں لائے اور ساری رات بے قرار رہے۔ جب تھوڑا سا ہوش آیا پھر رسول خدا ﷺ کے پاس تشریف لائے پھر رسول خدا ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے بہت تکلیف و رنج محبت میں اٹھایا۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ جو برضائے خدا اور رسول مقبول مجھ پر گزرے میں اس سے ناراض نہیں ہوں بلکہ بخوشی راضی و صابر ہوں اور راحت عقبیٰ کی تمنا ہر وقت دل میں موجزن ہے۔ مگر ہاں عتبہ سے مجھ کو درد و رنج بہت پہنچا کیونکہ ضرب شدید کی وجہ سے میرے تمام اعضاء جسم میں درد پیدا ہو گیا ہے جس کو دیکھ کر دین کے دشمن ہنستے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام اعضاء بدن پر پھیرا۔ اسی وقت درد اور صدمے سے صحت پائی اور

Marfat.com

حضور ﷺ کی نبوت کے پانچویں برس عمرفاروق ابن خطاب ایمان لائے اور ان کے سبب اسلام میں تقویت اور عزت زیادہ ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قوت اور شجاعت میں اور جوانمردی اور حشمت میں عرب کے درمیان مشہور و معروف تھے اور تمام عرب ان سے ڈرتے تھے جب حضرت امیر حمزہ ایمان لائے تب ابو جہل نے ولید بن مغیرہ اور ابو سفیان اور ابولہب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باپ وغیرہ سردار ان قریش کو بلا کر کہا کہ اے قریش کے سردار! امیر حمزہ تو محمد ابن عبد اللہ پر ایمان لا کر کیا کیا بیہودہ اور خرافاتا باتیں کرتا ہے ایسی کبھی کسی نے نہیں کیں اور نہ کسی سے ایسی باتیں سنی۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا کہ اے ابوالحکم میری بات سنو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قسم ہے مجھ کو لات وعزی کی کہ جو کوئی محمد ابن عبد اللہ کا سر کاٹ کر لئے دے گا میں اس کو ایک شتر بوجھ سونے اور چاندی اور دس غلام اور لونڈی میں دوں گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کام تو تیرا ہے ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ دیکھو محمد ابن عبد اللہ کی تائید میں تمام بنی ہاشم ہیں یہ کام کیونکر ہو سکتا ہیس۔ یہ سن کر عمر ابن الخطاب نے لات عزی کی قسم کھا کر کہا اگر بنی ہاشم ان کی تائید میں آویں گے تو ان کو بھی اسی تلوار سے قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر تلوار لٹکا کر چلے' اتفاقا اثنائے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہو کہا کہ میں اس وقت محمد ابن عبد اللہ ﷺ کا سر کاٹنے کو جاتا ہوں۔ یہ بات سن کر اس اعرابی نے کہا کہ اے عمر! حمزہ رضی الہ عنھما کے ہاتھ سے کیسے خلاصی پاؤ گے وہ تو محمد ابن عبد اللہ پر ایمان لا چکے ہیں۔ یہ بات سن کر عمر رضی اللہ عنہ بولے اگر وہ محمد ابن عبد اللہ ﷺ کی تائید میں ہیں تو میں اس کا بھی سر کاٹوں گا۔ پھر اعرابی بولا اے عمر کیا تم اپنے گھر کی بھی خبر رکھتے ہو بولے نہیں۔ اس نے کہا کہ تیری بہن فاطمہ اپنے خاوند کے ساتھ محمد ابن عبد اللہ ﷺ پر ایمان لا چکی ہے۔ اور تیرا داماد سعید رضی اللہ عنہ بھی ایمان لایا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کی سلامیت کیونکر معلوم ہوگی کہنے لگے اگر ان کو کھانے کے وقت اپنے یہاں بلاؤں گا تو وہ نہ آئیں گے اس طرح سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایمان لائے ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر اپنی بہن کے گھر کی طرف چل دیئے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ اے عمر تو کہاں جاتا ہے بولے محمد ابن عبد اللہ کا سر کاٹنے جا رہا ہوں اعرابی بولا بھلا

Marfat.com

ایک بات تو سن کہ جو تیرے سامنے بکری ہے تو اس پکڑ تب معلوم ہو گا تیری شجاعت۔ پس عمر اس بکری کے پیچھے اس قدر دوڑے کہ تمام بدن میں پسینہ آگیا آخر عاجز ہو گئے۔ لیکن بکری نہ پکڑ سکے۔ اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوئے ھر اعرابی نے کہا اے عمر بکری کو تو پکڑ نہ سکا اور وہ محمد ابن عبداللہ ﷺ تو شیر خدا ہے ان کو تو کیونکر پکڑے گا۔ پس عمر وہاں سے خجالت پاکر غصہ ہو کر اپنی بہن کی طرف چلے اور وہاں جاکر یہ کہا کہ اے بہن مجھ کو بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے واسطے لاؤ۔ تب ان کی بہن نے جلدی سے کھانا تیار کر کے ان کو لا کر دیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے کھاتے وقت اپنی بہن کو اسی دسترخوان پر کھانا کھانے کو بلایا اس نے ان کے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمر نے جانے کہ یہ مسلمان ہو چکی ہے پس اسی وقت بال اپنی بہن کے پکڑ کر چاہا کہ اس کا سر اس کے تن سے جدا کروں۔ تب زید نے جو ان کا شوہر تھے عمر کے ہاتھ سے چھڑایا اور پھر کچھ حیلہ کر کے غصہ ان کا ٹھنڈا کیا اور پھر اطمینان سے ان کو کھانا کھلایا۔ یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ سو گئے۔ اور ان کی بہن سورہ طٰہٰ پڑھنے لگی۔ جب اس آیت پر پہنچیں۔

له مافی السموات وما فی الارض وما بینهما وما تحت الثری

ترجمہ: اللہ کے واسطے ہے جو بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور جو دونوں کے درمیان میں ہے اور تحت الثری میں ہے جب اس آیت کا مطلب عمر رضی اللہ عنہ کے کان میں پہنچا تو دل عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام کی طرف مائل ہوا۔ پھر وہ اپنے بستر سے اٹھ کر بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے کہ تم کیا پڑھتی ہو۔ وہ بولیں کہ کلام اللہ پڑھتی ہوں جو محمد ابن عبداللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ اس جگہ بعض نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے مارے اس کاغذ کو جس پر کلام اللہ لکھا تھا تنور کے اندر ڈال دیا مگر وہ خدا کے فضل سے نہ جلا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ لاؤ کہاں ہے یعنی تم اس کاغذ کو لاؤ جس پر وہ کلام اللہ لکھا ہوا ہے کیونکہ میں بھی اس کو پڑھوں گا۔ تب ان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ قولہ تعالیٰ: **انما المشرکون نجس** ترجمہ: جو کوئی مشرک ہے وہ نجس ہے اور ناپاک ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھنا چاہتے ہو تو پاک صاف ہو کر باطہارت پڑھو کیونکہ اس کو چھونا بخیر پاکی کے درست نہیں پھر اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نہا کر پاک باطہارت ہو کر ہاتھ میں اس سورت کو لے کر پڑھنے لگے اور پھر اس کے معنی اور مطالب دریافت کر کے رونے

Marfat.com

لگے اور پھر ان کی اسلام کی طرف خواہش ہوئی پھر سو رہے جب فجر ہوئی ابو جہل وغیرہ مشرکوں کی بات یاد پڑی پھر تلوار لٹکا کر باارادہ کار موعود کے روانہ ہوئے پھر اثنائے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی وہ اعرابی بولا اے عمر رضی اللہ عنہ تو کہاں جاتا ہے بولے کہ میں محمد ابن عبداللہ ﷺ کا سر لانے کو جاتا ہوں وہ بولا محمد ﷺ کہاں ہیں تو جانتا ہے وہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہے پھر وہاں سے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا اور فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام ہمارے رسول مقبول ﷺ کو جاکر کہو کہ عمر تیری طرف آتا ہے تم اس سے مت ڈرنا بلکہ تم اس کو اسلام کی دعوت دینا جب وہ تمہارے پاس آوے تو تم نبوت کی قوت سے اس کا پنجہ سخت پکڑو جب تک وہ ایمان نہ لاوے اور اس وقت رسول خدا ﷺ کے پاس انتالیس آدمی تھے عمر رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کے دروازے پر آئے اور دستک دی اور رسول خدا ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ میں عمر بیٹا خطاب کا ہوں بمجرد استماع رسول ﷺ نے آکر دروازہ کھول دیا۔ جب عمر نے اپنا پاؤں دروازے کے اندر رکھا تو حسب تعلیم جبرائیل علیہ السلام کے رسول ﷺ نے نبوت کی قوت سے اس وقت عمر کا پنجہ پکڑ کر دبایا اور اور تکبیر پڑھ کر دعوت اسلام دی عمر اس وقت ایمان لائے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ لعنت خدا کی اس پر جو در پے ایذا آپ کے رہے پس خدا نے کلمہ شہادت عمر رضی اللہ عنہ کو تلقین کیا اور عمر رضی اللہ عنہ دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اس وقت رب جلیل کی جناب سے حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے قولہ تعالیٰ: **یایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین**

ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ نے اے محمد ﷺ کفائت ہے تجھ کو اور ان لوگوں کو جتنے تجھ پر ایمان لائے ہیں کہتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت عالم سفلی سے عالم ملکوت تک خوشی حاصل ہوئی اور اس وقت نبی کریم نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ تو جس جگہ خواہش کرے گا غالب ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ دعوت اسلام سب کو دینا چاہئے اور اپنے اصحاب علیہم الرضوان کو فرمایئے کہ وہ کوچہ و بازار میں جاکر دعوت اسلام لوگوں کو علی الاعلان دیں اور اگر کوئی شخص اس میں کوئی بات ناشائستہ کہے تو اس کو پکڑ لیویں اور میں خود بھی تمام قریشیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر

Marfat.com

سب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریش کو جمع کر کے کہا اے معشر قریش اب میں اسلام میں داخل ہو گیا ہوں اور حلقہ محمدی ﷺ میں پہنچ چکا ہوں' اے ابو جہل! دین محمدی ﷺ حق ہے اور دین تم سب کا باطل پرستی بالکل جھوٹ ہے۔ یہ سن کر ابو جہل نے اور خطاب نے کہا کہ اے بیٹا کیا تو دیوانہ ہوا ہے یا محمد ﷺ کے جادو نے تجھ پر اثر کیا ہے جو تو ہمارے معبودوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑو۔ خدا اور اس کے رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور سچے مسلمان ہو جاؤ۔ خطاب نے ان باتوں سے طیش میں آکر کہا اے عمر تو بیہودہ باتیں کرتا ہے اس کے سبب آج تیری شامت آئی ہے اور موت تیری قریب آگئی ہے جو تو ایسی باتیں کرتا ہے جب عمر رضی اللہ عنہ نے وہیں شمشیر میان سے نکالی تو یہ دیکھ کر ابو جہل تو بھاگا اور خطاب بھی چاہتا تھا کہ بھاگے لیکن حضرت عمر نے وہیں کام اس کا ایک ہی وار میں تمام کر دیا یعنی آپ نے باپ کا سر کاٹ لیا۔ جب یہ خبر لوگوں میں پہنچی تو حضرت عمر کے رعب سے مکے کے گرد و نواح میں اور دیگر ملکوں میں اور جملہ کفاروں میں زلزلہ آگیا لیکن تمام مسلمان نہایت خوش و خرم رہے جس دن یہ واقعہ ہوا اس روز طائف اور مکے میں کوئی باقی نہ رہا کہ دعوت اسلام اس تک نہ پہنچی ہو۔ نماز اور اذان جابجا آشکارا ہوئی جماعت باقاعدہ ہونے لگی اور ادھر حضت عثمان بن غفان رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے اور پورے طور پر اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد دس برس تک اپنی قوم کو دعوت اسلام دی۔ جب دیکھا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے تب حضور ﷺ ناامید ہو کر غیر قوموں کی ہدایت کی طرف مشغول ہوئے آدمی تھے وہ کوئی ایمان نہ لائے اور انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بدسلوکی اور پھر اپنے شہر سے بھی نکال دیا۔ پس حضور ﷺ بازار عکاظ میں تشریف لائے اور اثناء راہ میں مقام نخلہ میں منزل کی۔

جب رات ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو لے کر نماز میں مشغول ہوئے اور قرات جہر سے پڑھنے لگے۔ اس عرصے میں نو شخص قوم جن نصیبین سے کہ وہ فرشتہ نہ ہو شیطان سے عمدہ ترین قبائل جنوں میں سے ہیں۔ رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور یہ ان کا سیر کرنا اس واسطے تھا کہ جب رسالت مآب ﷺ دنیا میں تشریف لائے اسی وقت سے جنوں کا آسمان پر

Marfat.com

جانا موقوف ہوا۔ جب کبھی اوپر جانے کا قصد کرتے شعلہ آتش ان پر گرنا شروع ہوتا اسی واسطے تمام جنوں نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ مشورہ کیا کہ دیکھو اور تلاش کرو مشرق سے مغرب تک دنیا میں کون ایسا شخص پیدا ہوا ہے کہ اس کے سبب سے ہم سب کا آسمان پر جانا موقوف ہوا تاکہ ہم اس تدارک بخوبی کر سکیں۔ پھر تمام جن تہامہ کی طرف چلے جب مقام نخلہ میں پہنچے تو وہاں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے کلام الٰہی کو سنا تو پھر کہنے لگے کہ ہم سب پر نہ جانے کا سبب یہی ہے کیونکہ کوئی اس کلام کو چرا کر نہ لے جائے اور پھر وہ اسے نقصان پہنچا دے اس کے بعد تمام قرات قرآن مجید کی سن کر تمام جنات حضور ﷺ پر اور قرآن مجید پر ایمان لائے پھر آنحضور ﷺ نے حکم کیا کہ تم سب اپنی قوم کو جا کر اس کی خبر کرو تب انہوں نے اپنی قوم کو جا کر اس کی خبر کی تب جنوں سے وہ جن جن کا نام ردیعہ اور عمودہ جو ان کے سردار تھے۔ اور مزید نوے جنات ان کے ہمراہ شہر نصیبین سے اور شہر نینوا سے گروہ گروہ ہو کر روانہ ہوئے تاکہ وہ آکر رسول خدا ﷺ کو دیکھیں قرآن مجید بھی سنیں ادھر سابق جنوں نے رسول خدا ﷺ آکر عرض کی' کہ جنات آپ کو دیکھنے کے لئے اور کلام الٰہی سننے کے لیے سب منتظر فرمان واجب الاذعان ہیں جس وقت اور جس مکان میں حکم ہو وہ سب اس جگہ پر حاضر ہوں۔ تب جنات سے رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ شہر کے باہر شب کے وقت الحجون کی نواح میں جو کہ متصل مکہ معظمہ کے ہے جمع ہوں تاکہ اہل شہر کو ڈر اور ہیبت نہ ہو۔ پھر رسول خدا ﷺ بعد نماز عشاء کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ جنات نے مارے اشتیاق حضور ﷺ کے دیکھنے کے لیے بڑا ہجوم کیا ہوا ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو باہر شعب الحجون کے کھڑا کیا اور ایک دائرہ چہار طرف عبداللہ ابن مسعود کے کھینچ کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ خبردار تم اس دائرے سے باہر مت جانا ممکن ہے کہ جنات تم کو تکلیف دیں۔ پس عبداللہ ابن مسعود اس دائرے کے اندر رہے اور دیکھتے تھے کہ تمام جنات کی شکل مثل وحوش کے مختلف ہے ان میں سے کسی کی شکل مثل گدھ کے ہے اور کسی کی گروہ جٹ کے جو متصل بصرہ کے ہیں۔ اور کسی کا سرپاؤں ننگا اور ستر عورت کا ایک کپڑا سے چھپا ہوا ہے اور کسی کے بدن کا سیاہ رنگ ہے اور بعض ان کے اور دوسری شکل و صورت پر ہیں وہ سب کے سب رسول خدا ﷺ پر ایمان لا کر صبح تک حاضر رہے اور نبی اکرم ﷺ

Marfat.com

تمام رات انکی تعلیم و تلقین روزہ نماز طہارت وغیرہ احکام میں مشغول رہے اور پھر جنوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم سب کو بطور تبرک کچھ توشہ عنایت فرمائیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا توشہ تو ہم نے تم کو ایسا دیا نسل بعد نسل کے ہمیشہ کام آئے گا انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ جس جگہ ہڈی یا مینگنی اونٹ یا بکری کی یا گوبر گائے بھینس کا گری ہوئی پاؤ وہی تمہارا توشہ ہے اور اب جو چیز تم سب کھاتے ہو اس سے بہتر شیرینی اور لذت اس میں ملے گی اور یہ لذت میری دعا سے پیدا ہوئی ہے اور بعض روایت میں کوئلہ بھی آیا ہے۔ پھر جنات نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ تمام آدمی تو ان پر نجاست گراتے ہیں اور ان کو خراب کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو منع کروں گا کہ وہ ان چہرے پر نجاست نہ ڈالیں۔ اور خراب نہ کریں' اسی وجہ سے استنجا کرنا ہڈی اور سخت گوبر سے اور مینگنی سے اور کوئلے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے اور اسی ایام میں جنوں نے ایک دوسرے کا خون کر ڈالا تھا۔ حضور ﷺ نے مطابق حکم الٰہی کے انصاف کیا اور اس میں سب راضی ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے۔ پھر اسی طرح دوسری مرتبہ جنات کوہ حرا میں جمع ہوئے سب جزائر میں آئے تھے۔ اور اس وقت رسول خدا ﷺ تنہا تشریف فرما ہوئے اور تمام رات وہاں رہے۔ صبح کے وقت صحابہ علیہم الرضوان نے آگ کی نشانی اور دوسری اسباب جو جن چھوڑ گئے تھے وہ سب پائے اور یہ تمام واقعات صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ بس میں اسی اکتفا کرتا ہوں۔

بیان معراج مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب رسول خدا ﷺ کی عمر پچاس برس اور تین مہینے تک پہنچی تب حضور ﷺ کو معراج ہوئی اور شب معراج میں چوتھی مرتبہ حضور ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تاکہ دل مبارک میں قوت پیوست کردی جائے تاکہ آسانی سے عالم ملکوت کی سیر کر سکیں اور تجلیات الٰہی کو دیکھ سکیں اور ماہ رجب کی سائیسویں تاریخ میں درگاہ الٰہی سے جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم ہوا کہ وہ رضوان سے کہیں کہ بہشت کی آرائش کریں اور حور و غلمان سے کہو کہ وہ اپنے تئیں زیب و زینت سے آراستہ کریں اور ملائکہ سے کہو جو کہ قبروں میں عذاب کرنے والے ہیں آج کی شب عذاب قبر سے اپنا ہاتھ اٹھالیں اور مالک داروغہ کو کہو کہ وہ دوزخ کی آگ بجھادیں پس یہ حکم حضرت جبرائیل علیہ

Marfat.com

السلام نے اپنے پروردگار کالے کر رضوان اور حوروغلمان اور ملائکہ عذاب کو اور مالک دوزخ کو پہنچادیا اور رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں درمیان حطیم کے سورہا تھا کہ اچانک جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے آکر مجھ کو اٹھایا اور سینے سے ناف تک چیر کر دل میرا نکالا اور ایک سونے کی طشت میں آب زم زم سے اس کو دھو کر ایمان و حکمت سے بھرا پھر اس کو اسی مقام پر رکھ دیا۔ اور روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے جبرائیل علیہ السلام مرغزار بہشت سے براق اور ستر ہزار فرشتے لے کر مکے میں جاؤ اور میرے حبیب قریشی کو میری درگاہ عالی میں پہنچاؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بموجب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے براق اور ستر ہزار فرشتے لے کر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں جو خواہر حضرت علی رضی اللہ عنہا کی تھیں پہنچے۔ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شب کو ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں بعد نماز عشاء کے سورہا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر مجھ کو نیند سے اٹھایا میں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام دونوں میرے سرہانے بیٹھے ہیں اور مجھ کو نیند سے بیدار ہوا تو وہ مجھ کو آب زم زم کے کنوئیں کے پاس لے گئے آب زم زم سے وضو کرایا اور دو رکعت نماز پڑھوا کر مسجد کے دروازے پر لائے تو وہاں میں نے ایک براق کھڑا ہوا دیکھا ایسا کہ وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا اور منہ اس کا مانند آدمی کے تھا اور سرین اس کی مانند گھوڑے کی اور پاؤں اس کے مانند شتر کے اور سینہ اس کا مانند شیر کے اور دونوں پر اس کے مانند پروں کے تھے اور زین اور لگام اس کی قوت اور مروارید سے مرصع جڑاؤ تھی۔ پس سوار ہونے میں میں نے ذرا تامل کیا۔ بس اسی وقت حکم الٰہی پہنچا۔ اے جبرائیل علیہ السلام میرے حبیب سے پوچھو کہ توقف کرنے کا کیا سبب ہے تب رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام آج مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا اور میری سواری کو براق بھیجا لیکن میں اس اندیشے میں ہوں قیامت کی دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے گناہوں کے بوجھ گردن پر رکھے ہوئے قبروں سے باہر نکلیں گے اور پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کے دن آگے رکھی ہے۔ اور تیس ہزار برس کی راہ پل صراط کی دوزخ پر رکھی ہے تو کیونکر طے کرکے منزل مقصود تک پہنچیں گے۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے حبیب میرے کچھ غم نہ کیجئے۔ جس طرح آج میں نے تمہارے لئے براق بھیجا

Marfat.com

ہے اسی طرح تمہاری امت کے واسطے ہرایک قبر پر براق بھیجوں گا اور سب براق پر سوار کرا کر پل صراط سے پارا تاروں گا اور میں اپنی شان کے مطابق تیس ہزار برس کی راہ ایک پل میں طے کروا کر منزل مقصود پر پہنچاؤں گا۔ جب یہ حکم ہوا تب پھر رسول خدا ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو براق کودنے پھاندنے لگا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا کہ اے براق تو نہیں جانتا ہے کہ یہ پیغمبر آخرالزمان ﷺ ہیں۔ یہ سن کر براق نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے بہت براق اور بھی میرے سوا پیدا کئے ہیں۔ اور وہ سب داغ محمدی ﷺ رکھتے ہیں۔ اب عرض میری یہ ہے کہ قیامت کے دن بھی حضور ﷺ میری پشت پر سوار ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن سب براقوں پر مجھ کو فخر حاصل ہو پھر حضور ﷺ نے وعدہ فرمایا۔ تب براق نے فخر سے اپنی پیٹھ رسول خدا ﷺ کے سامنے حاضر کی پھر حضور ﷺ براق پر سوار ہوئے اور داہنے بائیں جبرائیل و میکائیل علیہما السلام معہ ستر ہزار فرشتوں کے رکاب میں حاضر تھے مکہ معظمہ اور آب زم زم اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاکر ایک ہی لحظہ میں بیت المقدس میں پہنچے فرماتے ہیں کہ اثناء راہ میں ایک آواز داہنی طرف سے اور ایک بائیں طرف سے سنی کہ اے محمد ﷺ کھڑے رہو۔ تم سے کچھ سوال کروں گا۔

میں نے اس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور وہاں سے آگے بڑھا پھر دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنے تئیں زیورات اور لباس سے آراستہ کرکے خوبصورت بن کر میرے سامنے آکھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے محمد ﷺ میری طرف دیکھ سو میں نے اس کی طرف نہیں دیکھا اور آگے بڑھا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا وہ آواز داہنی اور بائیں طرف کیسی آواز آئی تھی اور بڑھیا سنگار کئے کون کھڑی تھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ داہنی طرف یہودیوں کی تھی اگر جواب دیتے تو سب امت آپ کی یہودی ہو جاتی اور جو آواز کہ بائیں طرف سے آتی تھی اگر آپ جواب دیتے تو امت آپ کی نصرانی ہو جاتی اور وہ بڑھیا سنگار والی دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف دیکھتے تو سب امت آپ کی غلبہ میں ہلاک ہو جاتی۔ اس کے بعد تین پیالے لائے گئے ایک پیالہ شہد کا دوسرا پیالہ شراب کا اور تیسرا دودھ سے بھرا ہوا تھا یہ تینوں پیالے میرے سامنے لائے گئے ہیں۔ میں نے دودھ والے پیالے کو اٹھایا اور اس کا سارا دودھ پی گیا اور باقی کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے

Marfat.com

کہا کہ آپ نے بہت خوب کیا جو آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا اس کا دودھ پی لیا اس دودھ سے مراد دین اسلام ہے اور پھر وہاں سے دوسرے مقام میں آگئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اس جگہ پر دو رکعت نماز پڑھئے کیونکہ یہ جگہ طور سینا ہے اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کی تھیں تب میں نے اس جگہ پر اتر کر وہاں دو گانہ نماز پڑھ لی پھر وہاں سے براق پر سوار ہو کر آگے چلا تو ایک جگہ نظر آئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہاں پر پھر دو رکعت نماز پڑھئے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جگہ پر پیدا ہوئے تھے اور اس جگہ سے بیت المقدس میں گیا اور تمام ملائکہ نے آسمان سے نیچے اتر کر کہا السلام علیکم یا نبی الاخر ﷺ اور کہا قولہ تعالیٰ: **سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حولہ۔**

ترجمہ: بہت پاک ہے جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک اور تمام انبیاء علیہم السلام وہاں آکر جمع ہوئے اور پھر سب نے کہا السلام علیکم یا نبی اللہ پھر تمام نبیوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور امامت کرائی اور تمام انبیاء علیہم السلام مقتدی ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تین مہینے کی راہ ہے لیکن رسول خدا ﷺ صرف دو قدم میں وہاں پہنچے یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اور جب حضور ﷺ مسجد اقصیٰ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک پتھر سامنے بیت المقدس کے تھا۔ اس پر حضور ﷺ کا قدم مبارک پڑا تو اس پتھر نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو اس جگہ پر ستر ہزار برس ہوئے ہیں کسی کا قدم مجھ پر نہ پڑا آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ ہوا پر معلق رہوں قیامت تک تب حضور ﷺ نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اور فوراً ہی مستجاب ہوئی چنانچہ اب تک وہ پتھر ہوا پر معلق ہے اس جگہ میں عجائب و غرائب دیکھتے ہوئے براق پر سوار ہو کر اول آسمان کے دروازے پر جا پہنچا۔ اس جگہ جبرائیل علیہ السلام نے دروازے پر دستک دی۔ فرشتوں نے پوچھا تم کون ہو بولے میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور میرے ساتھ محمد پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ تب فرشتوں نے کہا مرحبا یا رسول اللہ ﷺ اور فورا دروازہ کھول دیا اور درمیان آسمان کے داخل ہوئے اور وہاں پر اسماعیل ﷺ فرشتوں کے سردار موجود تھے وہ اپنے ہمراہ سب فرشتوں کو لے کر ہمارے پاس آئے اور پھر سب نے ہم سے معانقہ کیا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے آدم علیہ السلام باغ رضوان سے

Marfat.com

میرے استقبال کو آئے اور کہا مرحبا یا نبی الصالح پھر وہاں آگے بڑھے دیکھا کہ ایک سفید مرغ عظیم الشان ہے جسم اس کا سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک پاؤں اس کا عرش تک اور دوسرا پاؤں تحت الثری تک ہے اور ایک بازو اس کا مشرق اور دوسرا مغرب میں اور پر اس کے نور سے بنے تھے اور غذا اس کی حمد ثناء ہے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون مرغ ہے کہا کہ یہ مرغ نہیں ہے ایک فرشتہ ہے بصورت مرغ کے جب رات ہوتی ہے تب اس وقت یہ اپنے پروں کو جھاڑتا ہے اور تسبیح اس کی **سبحان الملک قدوس الکبیر المتعال لا الہ الا ھو الحی القیوم**۔ اور اس کی تسبیح کی آواز سے دنیا کے مرغ بیدا ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنے اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں اور آواز دیتے ہیں۔ پھر وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ آدھا جسم اس کا آگ اور آدھا جسم برف کا ہے نہ آگ برف کو جلائے نہ برف آگ کو بجھائے اور وہ تسبیح پڑھتا ہے اور داہنے اور بائیں اس کے بہت فرشتے کھڑے ہیں میں نے جبرائیل علیہ السلام یہ کون فرشتہ ہے وہ بولے کہ یہ مہتر رعد ہے اور یہ دنیا میں پانی اور برف برساتا ہے۔ بس یہی کام اس کا ہے پھر وہاں سے گزر کر لب دریا گیا اور وہاں سے آگے بڑھ کر دیکھا کہ کچھ لوگ زراعت کرتے ہیں وہ اسی وقت بوتے ہیں اور اسی وقت وہ زراعت تیار ہوتی ہے اور اسی وقت وہ کاٹتے ہیں اور ایک ایک دانے سودانے اٹھاتے ہیں پھر جبرائیل علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کوشش و محنت خدا کی کی ہے اور لوگوں کی خدمت محض خدا کے واسطے کرتے تھے اور محتاج لوگوں کی حاجت برلاتے تھے دل اور زبان سے ہاتھ اور مال سے خدمت کرتے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان کو روزی میں برکت دی ہے اس کے بعد دیکھا کہ چند فرشتے آدمیوں کا سر پتھر سے کوٹتے ہیں اور پھر وہ درست ہو جاتا ہے پھر کوٹتے ہیں دم بہ دم اسی طرح ہوتا ہے میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا وہ تارک جماعت پنج گانہ نماز ادا کرنے میں سستی کرتے تھے اور نمازوں کو وقت پر نہیں ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد ایک گروہ کو دیکھا کہ فرشتے سُنب مانند چارپایوں کے ان کو ہانکتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اور نہایت شدید پیاسے اور بھوک میں ان کو کانٹے ضریح کے کھلاتے ہیں۔

میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔

Marfat.com

جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ لوگ ہیں کہ ان سبھوں نے زکوٰۃ مال اور صدقہ فطر اور قربانی ادا نہیں کی تھی اور حق دار فقیر محتاج کو نہیں دیا تھا' اور نہ اس پر رحم کیا پھر کچھ آگے بڑھے تو دیکھا کہ مرد اور عورتیں ہیں کہ ان کے آگے طرح طرح کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں اور دوسری طرف گوشت اور مردار رکھا ہوا ہے اور وہ نعمتیں سب چھوڑ کر گوشت مردار نجس کھاتے ہیں اور نعمت پاکیزہ کی طرف نہیں دیکھتے تھے میں انہیں دیکھ کر بڑا ہی متحیر ہوا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں' کہا سب جو رو خصم ہیں مرد اپنی جورد کو چھوڑ کر اور جورو شوہر کو چھوڑ کر حرام کاری اور بے حیائی کا کام کرتے تھے اور حلال کسب نہیں کھاتے تھے چوری دغابازی اور فریب سے کھاتے تھے۔ اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو آگ کی سولی پر چڑھایا ہے اور وہ سب خوب چلا رہے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں بولے یہ حال ان سبھوں کا ہے جو سربازار اور راہ میں بیٹھ کر لوگوں پر ہنستے تھے اور لباس اور شکل پر طن و تشنیع کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے نام خراب لے کر پکارتے تھے۔ اور ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو انہی کے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کا کھلاتے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ اپنے بھائی مسلمان کی غیبت اور شکوۃ کرنے والوں کا حال ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ آگ کی قینچی سے ان کے ہونٹ اور زبان کاٹی جا رہی ہے میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ سب بسبب طمع کے بادشاہوں اور امیروں اور دولتمندوں کی خوشامد کے واسطے جھوٹی بات کیا کرتے تھے اور یہ سب لیڈر اور واعظ ہوتے ہیں یہ لوگ دوسروں کو تو حق بات کی نصیحت کرتے تھے لیکن خود بدعمل کرنے کے مرتکب ہوتے تھے اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے تھے۔ پھر چند آدمیوں کو دیکھا کہ منہ ان کے سیاہ اور آنکھیں ان کی نیلی اور نیچے کا ہونٹ ان کے پاؤں اور اوپر کا ہونٹ انکے سر پر ہے اور لہو پیپ اور نجاست ان کے منہ سے بہتی ہے اور گدھوں کی طرح چلاتے ہیں۔ میں جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حال نشہ پینے والوں کا ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ زبان ان کی پیچھے کی طرف کھینچ کر نکالی ہے اور شکل ان کی مانند سور کے ہے اور وہ آگ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ

Marfat.com

ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جھوٹی گواہی دینے والوں کا گروہ ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ پیٹ ان کا پھولا ہوا مانند گنبد کے اور رنگ ان کا زرد اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں اور گردنوں میں طوق آتشیں ہے اور سانپ بچھو ان کے پیٹ کے اندر سے نظر آتے ہیں اور جب وہ اٹھنے کا ارادہ کرتے تو پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہیں اور آتش کے اندر جلتے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حال سود اور رشوت خوروں کا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک گروہ عورتوں کا دیکھا ان کے منہ سیاہ اور آنکھیں نیلی پیلی اور آتشیں کپڑے پہنے ہیں اور فرشتے ان کو آگ کے گرزوں سے مارتے ہیں اور وہ مانند کتیوں کے چلاتی ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کن لوگوں کا حال ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ عورتیں ہیں کہ جو اپنے شوہروں کی نافرمان تھیں۔ اور اپنے شوہروں کو ناخوش رکھتی تھیں اور بے حکم شوہروں کے ادھر ادھر پھرتی رہتی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسول خدا ﷺ کے حکم کے خلاف کام کیا کرتی تھیں۔ پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ الٹے ہوا میں لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے بدشکل کے آگ کے گرزوں سے ان کو مارتے ہیں میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حال منافقوں کا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک فرقہ کو دیکھا کہ وہ آگ کے جنگل میں قید ہے اور آگ ان کو سخت سے جلاتی ہے اور تمام بدن میں زخم مانند جذام کے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہ کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی ہے اور کھانے پینے اور رہنے کے مکان کے واسطے ان کو تکلیف دی اور اپنے ماں باپ سے بے ادبی کرتے تھے ناشائستہ گفتگو کرتے تھے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کر ایک میدان بہت بڑا دیکھا کہ اس سے مشک و عنبر کی خوشبو اور اس کے ساتھ ایک آواز بھی آتی تھی اس مضمون کی۔ یا الٰہی جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے پورا کر میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ بوئے خوشبو اور آواز کہاں سے آتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے نعمتیں اور میوے رنگ برنگ اور مکان سونے چاندی اور یاقوت اور مروارید وغیرہ سے اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے رکھے ہیں اور اس کی آواز کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا۔ اور بحکم قرآن وحدیث کی چلے گا اور شرک اور

Marfat.com

بدعت سے دور رہے گا تو میں اس شخص کو تجھ میں داخل کروں گا اور بہشت کہتی ہے کہ یاالٰہی میں راضی ہوں۔ اس کے بعد پھر ایک میدان میں گھسے اس میں سے بدبو اور آواز گریہ کی آئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ بدبو دوزخ کی ہے اور وہ زنجیر آواز طوق اور سانپ اور بچھو وغیرہ کی ہے اور دوزخ فریاد کرتی ہے۔ یاالٰہی وعدہ میرا پورا کر۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی شخص شرک اور کفر اور بدعت کرے گا اور صحیح طور پر میری پرستش نہ کرے گا اور میرے رسول ﷺ کی تکذیب کرے گا اس کو میں تیرے حوالے کردوں گا اور دوزخ کہتی ہے کہ یاالٰہی میں راضی ہوں۔ پھر وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازے پر گئے اور دروازے پر جبرائیل علیہ السلام نے دستک دی۔ ملائکہ نے پوچھا تم کون ہو کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور میرے ساتھ محمد ﷺ حبیب اللہ ہیں۔ اسی وقت فرشتوں نے دروازہ کھولا اور نہایت تعظیم و تکریم سے لے گئے ان فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں چنانچہ تمام فرشتوں نے آکر السلام علیکم کہا اور پھر مجھ سے آکر معانقہ کیا اور پھر سب کے سب کہنے لگے کہ مرحبا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تشریف آوری سے آسمان روشن ہوگیا پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو وہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام پیغمبر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ نے آکر باتعظیم و تکریم السلام علیکم کہا اور پھر کہنے لگے مرحبا اخی الصالح و نبی الصالح۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ مہیب شکل ہے اور اس کے ستر ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں یہ دیکھ کر میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مہر قاسم ہے کہ اس کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی روزی ہے جو حق تعالیٰ نے اس کے سپرد کی ہے اور ہر روز اور ہر وقت جس قدر اللہ تعالیٰ نے اندازہ کیا ہے اس قدر اس شخص کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہاں سے تیسرے آسمان کی دروازے پر پہنچے وہاں مہترمائیل جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے آکر السلام علیکم مرحبا یارسول اللہ ﷺ کہہ کر معانقہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آکر مجھ سے ملاقات کی اور سلام کی تعظیم دی اور پھر کہنے لگے مرحبا یا نبی الصالح ﷺ۔ پھر وہاں سے چوتھے آسمان پر گئے اور وہاں پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آتے ہی السلام علیکم پیش کیا اور پھر کہا یا نبی الصالح ﷺ۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک

Marfat.com

فرشتہ ہیبت ناک اور ہردو طرف اس کے فرشتے کھڑے ہیں اور چار چار منہ ان کے تھے اور دانہا ہاتھ ان کا مغرب میں اور بایاں ہاتھ ان کا مشرق میں ہے اور آسمان و زمین ان کے دونوں پاؤں کے ٹخنے پر ہیں اور سامنے ان کے لئے ایک تخت عظیم ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ کون شخص ہے کہا رسول اللہ ﷺ یہ مہترعزرائیل علیہ السلام ہیں۔ تب میں ان کے سامنے گیا اور کہا السلام علیکم یا ملک الموت انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ اسی وقت حکم ہوا کہ اے عزرائیل علیہ السلام جواب سوال کا میرے حبیب کو دے اور جو کچھ وہ تجھ سے پوچھے اس کا جواب بخوبی دینا۔ تب اس وقت عزرائیل علیہ السلام نے اپنا سر اٹھا کر کہا وعلیکم السلام یا حبیب اللہ ﷺ اور پھر مجھ سے نہایت شوق وجذبہ سے معانقہ کیا اور نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا۔ اور پھر کہا کہ یا حبیب اللہ ﷺ جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جب ہی سے خلق اللہ کے بہت کام میرے سپرد کئے ہیں۔ ایک لحہ کی بھی فرصت نہیں ملتی کہ میں کسی بات کروں اور آج مجھ پر حکم ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا اس واسطے میں بات کرتا ہوں۔ میں نے کہا اے عزرائیل علیہ السلام تم روحوں کو کس طرح قبض کرتے ہو انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے سامنے یہ جو درخت ہے اس کے پتوں کے شمار کے موافق خلائق ہیں اور ہرایک نام ہر پتے پر لکھا ہوا ہے۔ جب موت قریب ہوتی ہے تو چالیس روز پہلے اس پتے کا رنگ زرد ہوجاتا ہے اور جس روز موت واقع ہوتی ہے اس روز یہ پتہ درخت سے نیچے گرتا ہے اور میں پتے پر نگاہ رکھتا ہوں اور اگر وہ بندہ اہل رحمت ہے تو داہنی طرف کے ملائکہ کو بھیجتا ہوں اور اگر وہ بندہ بد اور لعنتی ہے تو بائیں طرف کے ملائکہ کو عذاب کو بھیجتا ہوں۔ پھر میں نے ان پوچھا اے عزرائیل علیہ السلام حقیقت میں روح کیا ہے بیان کرو یعنی وہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نہیں جانتا کہ روح کیا چیز ہے لیکن وقت قبض کے ایک بوجھ سا میری ہتھیلی پر معلوم ہوتا ہے پھر میں نے پوچھا کہ تمہارے چار منہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کہا یارسول اللہ ﷺ سامنے کا منہ جو نور سے ہے اس سے مومنوں کی روح قبض کرتا ہوں اور داہنی طرف کا منہ جو غصہ ہے اس سے جان گنہگاروں کی قبض کرتا ہوں اور بائیں طرف کا منہ جو قہر ہے اس سے منافقوں کی روح قبض کرتا ہوں۔ اور پیچھے کا منہ جو دوزخ کی آگ سے ہے اس سے جان مشرکوں اور کافروں کی قبض کرتا ہوں۔ پھر کہا یارسول اللہ

Marfat.com

ﷺ آپ کو خوش خبری دیتا ہوں کہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا ہے اس دن سے فرمان حق تعالیٰ کا مجھ پر یوں ہوا ہے جان امت محمد ﷺ کی آسانی سے نکالو جیسے بچے سوتی ماں سے پستان کھینچ کر پیتا ہے اور اس ماں کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ یہ سن کر سجدہ شکر بجا لایا۔ پھر پوچھا اے عزرائیل علیہ السلام کبھی تم کو اس کرسی سے اٹھنے کی نوبت پہنچی یا نہیں کہا یارسول اللہ ﷺ تین مرتبہ اٹھنے کی نوبت پہنچی۔ پہلی مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنانے کے لیے مٹی لانے کو اور پھر دوسری مرتبہ آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو اور تیسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو۔ پھر میں نے پوچھا اے عزرائیل علیہ السلام تم نے روح قبض کرتے وقت کبھی کسی پر رحم کیا ہے یا نہیں کہا یارسول اللہ ﷺ دو شخصوں کے واسطے میں نے بہت غم کھایا۔ پہلی مرتبہ اس عورت پر کہ وہ دریا پر کشتی میں بچہ جنا تھی اس کے بعد اس کی جان قبض کرنے کا حکم ہوا۔ اور دوسری مرتبہ شداد ملعون کی جان قبض کرنے پر جب اس نے چار سو برس کی مدت سے باغ ارم اور اس کے دیکھنے کے واسطے پاؤں چوکھٹ کے باہر تھا اس وقت اس کی جان قبض کی گئی پس وہ بادشاہ شداد معہ اپنی بیس لاکھ فوج کے ساتھ وہیں ہلاک ہوا۔ اور اپنی بنائی ہوئی بہشت کو دیکھنے نہ پایا۔

پھر وہاں سے حضور ﷺ پانچویں آسمان کے دروازے پر گئے۔ اور اس دروازے پر مہترا ئیل علیہ السلام سب ملائکہ کے سردار ہیں انہوں نے آکر مجھ کو السلام علیکم کہا اور پھر معانقہ کیا اور کہا کہ مرحبا یا نبی الصالح ﷺ پھر وہاں سے ہاروں علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی کہا یا اخی الصالح مرحبا ﷺ ۔ پھر وہاں سے چھٹے آسمان کے دروازے پر تشریف لے گئے وہاں مہترہائیل جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے بھی آکر سلام پیش کیا اور مرحبا کہا اور پھر معانقہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ رب العزت کی طرف سے آپ کی امت پر فرض کیا جاوے آپ خوب سمجھ کر قبول کیجئے اس واسطے کہ آپ کے امتیوں کی عمر تھوڑی ہے اور بہت ضعیف اور ناتوان ہیں پھر حضور ﷺ وہاں سے آگے بڑھے ایک ہیولا ہیبت ناک دیکھا کہ جس کو دیکھنے سے عقل و ہوش گم ہو جائیں اور وہ ایسا تھا کہ اس کے داہنے مونڈھے سے بائیں مونڈھے تک ایک برس کی راہ ہے اور بہت سے فرشتے بدصورت گرداگرد اس کے حاضر

Marfat.com

ہیں حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام یہ کونسا فرشتہ ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ اس کا نام مالک ہے۔ تب حضور ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کو السلام علیکم کہا جواب سلام کا اس نے نہ دیا۔ پھر اسی وقت حکم الٰہی ہوا۔ اے مالک یہ محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء میرے حبیب ﷺ ہیں تم ان کو سلام کا جواب نہ دیا اور ان کی تعظیم نہ کی۔ تب مالک حضور ﷺ کا نام سن کر اٹھا اور تکریم سے بٹھایا اور پھر کہا مرحبا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کو افضل کیا ہے اور تمام پیغمبروں کی امت آپ کی امت کی پیروی کرے گی پھر حضور ﷺ نے پوچھا اے مالک علیہ السلام ماہیت دوزخ کی بیان کرتا کہ میں اس سے خبردار رہوں۔ مالک علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ کو دیکھنے اور سننے کی طاقت نہ ہوگی۔ اتنے میں درگاہ الٰہی سے حکم آیا اے مالک علیہ السلام جو کچھ میرا حبیب تم سے پوچھے اس کو اچھی طرح بیان کر۔ تب مالک علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ سات دوزخ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیض و غضب سے پیدا کئے ہیں اور طول وعرض ہرایک کا مانند زمین و آسمان کے ہے اور اس آتش گوناگوں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور درمیان دوزخ کے ستر ہزار میدان آگ کے ہیں اور ہرایک میدان کے بیچ میں ستر ہزار پہاڑ آگ کے ہیں اور ہرایک پہاڑ کے ستر ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ستر ہزار مکان آگ کے ہیں اور ایک مکان میں ستر ہزار کوٹھڑیاں آگ کی ہیں اور ایک کوٹھڑی میں ستر ہزار صندوق آگ کے ہیں اور ایک صندوق میں ستر ہزار سانپ اور بچھو آگ کے ہیں وہ آگ ہے کہ اگر ایک ذرہ اس روئے زمین پر پہنچے تو تمام آدمی پہاڑ اور درخت بھسم کر ڈالے معاذ اللہ منہا۔

پھر کہا یارسول اللہ ﷺ جیسے مکانات اور میدان وغیرہ میں نے ذکر کئے ویسے ہی ایک دوزخ کے اندر ہیں اور ایک دوزخ برف سے پیدا کی ہے اور ہر سال دو مرتبہ دوزخ اپنی سانسیں چھوڑتی ہے اسی واسطے چھ مہینے سردی اور چھ مہینے گرمی دنیا میں رہتی ہے اور اسی گوناں گوں عذاب ذلت بیان کیا پس رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بہت غمگین ہو کر ساتویں آسمان کے دروازے پر گئے تو وہاں سے دیکھا کہ کثیر تعداد میں فرشتے اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں یہ مشاہدہ کر کے کہا مرحبا یا نبی الصالح ﷺ اور وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ نیک صورت خوش خلق عظیم الشان کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے ہر چہار طرف

Marfat.com

نور چمکتا ہے اور دائیں بائیں اس کے بہت سے فرشتے نیک صورت جمع ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ اس فرشتے کا نام رضوان علیہ السلام ہے اور بہشت کا داروغہ ہے پھر آنحضرت ﷺ اس کے سامنے تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم یا رضوان الجنتہ اس نے جلد سلام کا جواب دیا اور فوراہی معانقہ کیا اور پھر کہا مرحبا یا حبیب اللہ ﷺ اتنے میں حکم الٰہی ہوا کہ اے رضوان میرے حبیب ﷺ کو مالک دوزخ نے دوزخ کی باتیں سنا کر غمگین کیا ہے تم ان کو بہشت کی باتیں سنا کر خوش کردو۔ تب رضوان علیہ السلامنے کہا یارسول اللہ ﷺ صفت اور ثناء آپ کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے۔ اور امت آپ کی اور پیغمبروں کی امت سے پہلے بہشت میں داخل ہوگی۔ یہ کہہ کر آنحضرت ﷺ طرح طرح اور اقسام اقسام کی نعمتوں سے آگاہ ہوئے۔ پھر ایک آواز غیب سے آئی اے حبیب ﷺ تیری امت کے واسطے یہی سب نعمتیں بہشت کی ہم نے تیار کی ہیں۔ اور امت تیری ابدالاباد بہشت میں خوش و محفوظ و معزز و مکرم رہے گی پھر آنحضرت ﷺ شکر بقاضی الحاجات بجالاکر آگے بڑھے اور وہاں سے بیت المعمور میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے المعمور کو یاقوت اور موتی سبز زمرد سے بنایا ہے اس میں تیرہ ستون یاقوت سے سرخ کے ہیں اور صحن اس کا موتی کا ہے اور اس جگہ پر دو رکعت نماز آنحضرت ﷺ نے فرشتوں کے ساتھ پڑھی اتنے میں تین پیالے بھرے ہوئے دودھ شراب اور شہد سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچے' اور ایک روایت ہے کہ چوتھا پیالہ پانی کا بھی تھا۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس میں سے جو آپ کی خواہش ہو قبول کیجئے پھر آنحضرت ﷺ نے پیالہ دودھ پیا یہ دیکھ کر پھر سب فرشتوں نے آپ کو آفریں کہی اور پھر کہنے لگے یا حبیب اللہ ﷺ اگر آپ پیالہ پانی کا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی پانی میں غرق ہوتی۔ اور اگر آپ پیالہ شراب کا اختیار فرماتے تو سب امت آپ کی نشے میں مشغول ہوتی۔ اور اگر شہد کا پیالہ اختیار فرماتے تو سب امت آپ کی لذت دنیا میں مستغرق ہوتی۔ لیکن آپ نے پیالہ دودھ جو آپ نے پیالہ میں چھوڑا ہے اس سبب سے تھوڑا سا گناہ آپ کی امت سے ضرور ہوگا۔ پھر آپ نے چاہا کہ جو دودھ باقی رہا ہے اس کو بھی پی جاؤں تب جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر آپ اس وقت پئیں گے تو کچھ مفید نہ ہوگا اور اب جو کچھ ہوا سو ہوا کیونکہ حکم الٰہی رد نہیں ہوا کرتا پس آنحضرت ﷺ وہاں سے غمگین ہو کر سدرۃ

Marfat.com

المنتہی کو گئے جو جبرائیل علیہ السلام کے رہنے کی جگہ ہے اس جگہ پر پیغمبر خدا ﷺ اپنی براق سے اترے اور پھر جبرائیل علیہ السلام بھی وہاں سے رخصت ہوئے اور کہا کہ میرا مقام یہاں تک تھا اور اب آپ خود ہی آگے تشریف لے جائیے اور مجھ کو سرمو برابر آگے جانے کا حکم نہیں ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اخی جبرائیل علیہ السلام مجھ کو اس جگہ تنہا چھوڑ کر جاؤ گے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا حبیب اللہ ﷺ اور دوسرے فرشتے آگے آپ کو یہاں سے لے جائیں گے آپ کسی طرح رنجیدہ خاطر نہ ہوں اور میری طرف سے ایک التماس ہے کہ آپ جناب تعالیٰ میں عرض کیجئے اور میرے حسب خواہش جواب کیجئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہو کیا بات ہے۔

تب جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو آرزو ہے کہ قیامت کے دن اپنے پروں کو پل صراط پر بچھاؤں اور آپ کی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اتاروں۔ اتنے میں اسرافیل علیہ السلام تخت نورانی لے کر حکم الٰہی سے آئے جس کو رف رف کہتے اس کو نور سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس میں ستر ہزار پردے جواہرات کے تھے اور مسافت ایک ایک پردہ کی پانچ سو برس کی راہ تھی۔ آخر وہ راہ طے کر کے مقام رف رف میں جو اسرافیل علیہ السلام کی جگہ ہے پہنچے اور پھر عرش نے وہاں سے جلدی اٹھالیا خطاب آیا جناب باری تعالیٰ سے کہ اے حبیب علیہ السلام آگے آؤ۔ سرکار ﷺ نے چاہا کہ نعلین پاؤں سے اتاریں تب عرش مجید جنبش میں آیا۔ حکم ہوا اے حبیب نعلین مت اتارو مع نعلین کے آؤ۔ آنحضرت ﷺ نے عرض کی یا الٰہی موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ وہ چالیس روزے رکھیں اور اپنے پاؤں سے نعلین اتار کر طور سینین پر آئیں اور یہ مقام تو اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکر میں نعلین سمیت آؤں پھر حکم ہوا اے حبیب ﷺ موسیٰ علیہ السلام کو اس واسطے نعلین اتار نے حکم دیا تھا کہ خاک طور سینین کی ان کے پاؤں سے لگے جس اس کو بزرگی حاصل ہو اور تیری خاک نعلین سے عرش کو بزرگی دوں گا۔ چنانچہ آپ نے وہاں دیکھا کہ داہنی طرف کے تین سو بارہ ممبر ہیں اور بائیں طرف ایک ممبر بڑا عظیم الشان جڑاؤ جواہرات سے مرصع نظر آیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان ممبروں کا احوال دریافت کیا۔ خطاب آیا کہ داہنی طرف کے سب ممبر اور پیغمبروں کے لئے بنائے گئے ہیں اور بائیں طرف کا ممبر صرف تمہارے واسطے بنایا گیا ہے کیونکہ عرش کے دائیں طرف بہشت ہے اور

Marfat.com

بائیں طرف دوزخ ہے جس وقت کہ تو بائیں طرف ممبر پر بیٹھے گا تو ضرور کہ دوزخیوں کا گزرا اسی طرف سے ہوگا اسی وقت اگر کوئی تیری امت میں دوزخیوں میں شامل ہو جائے گا اور تو اس کی شفاعت کرے گا تو میں اس کو بخشوں گا۔ غرض کوئی گنہگار تیری امت میں سے ہمیشہ درزخ میں گرفتار نہ رہے گا پھر رف رف نے آکر مجھ کو اٹھالیا اور حجاب کبریائی تک پہنچا کر وہ بھی غائب ہوا اور میں اس جگہ تنہا رہا۔ جب مجھ کو خوف کبریائی ہوا تب ناگاہ مانند آواز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ آواز میں نے سنی اے محمد ﷺ توقف کریں کہ بے شک پروردگار تیرا صلوٰۃ میں مشغول ہے اس دم میں نے اس آواز سے متعجب ہو کر کہا یا الٰہی اس جگہ آواز ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کہاں سے آئی لیکن اس آواز سے وحشت میری جاتی رہی اور میں نے عرض کی جناب باری تعالیٰ میں یا الٰہی تو نماز پڑھنے سے پاک ہے اور آواز ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کہاں سے آئی حکم ہوا اے میرے حبیب صلوٰۃ میری رحمت ہے تجھ پر اور تیری امت پر اور آواز ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا یار غار ہے اور انیس و وفادار ہے۔ پس ایسے مونس کی آواز سننے سے وحشت تیری اس مقام میں رفع ہوگی اس واسطے میں نے ایک فرشتہ بصورت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیدا کیا اور اس کی آواز مثل آواز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہے اسی نے آواز دی تھی چنانچہ اس سے تیری وحشت جاتی رہی اور بعض نے یوں بھی روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو خوف ہوا اس وقت ایک قطرہ پانی کا کہ شیریں زیادہ شہد اور زیادہ ٹھنڈا برف سے آنحضرت ﷺ نے نور احدیت کا دیکھا فورا اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھا اور پھر ایک آواز آئی اے دوست میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے اس وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا **التحیات للہ والصلوت واطیبات** یعنی ہر قسم کی عبادت خواہ وہ مالی ہو یا بدنی یا روحانی اللہ کے واسطے ہے پھر اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ** یعنی سلام ہے تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین** ۔ یعنی سلام ہو ہم پر اور سارے نیک بندوں پر پھر اسی مقام میں فرشتوں نے کہا: **اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ**

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں گواہی دیتا

Marfat.com

ہوں کہ محمد ﷺ بندے اس کے اور رسول اس کے ہیں وحدہ لاشریک اس مقام میں اس واسطے نہ کہا کہ وہاں کوئی مشرک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب جو کچھ میں نے اور تو نے اور فرشتوں نے اس وقت کہا کہ اس کو ہر نماز کے قعدے میں پڑھا کیجئے اور پھر فرمایا اے حبیب میرے عرش و کرسی لوح و قلم زمین و آسمان نباتات و جمادات بلکہ جزو کل مخلوقات چھ ہزار عالم خشکی اور بارہ ہزار عالم تری کے اور آفتاب اور مہتاب اور ستارے اور بروج اور بہشت اور دوزخ تیری محبت کے سبب سے میں نے بنائے ہیں اور اس وقت تیرے واسطے اجازت ہے جو چاہے سو مانگ اور میں تیری منہ مانگی مراد پوری کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر خداوند قدوس سے عرض کی کہ میں امت گنہگار رکھتا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں' لہٰذا امت کے گناہ بخش دے اور اس کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری گناہ تیری امت کے بخشے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کی یا الٰہی تمام گناہ میری امت کے اپنے فضل و کرم سے بخش دے جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ میں نے تیری امت کے آدھے گناہ بخش دیئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے سجدہ کرتے ہوئے عرض پیش کی تو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ جو کوئی صدق دل سے کلمہ طیب ایک بار پڑھے اور اس کے مضمون پر کامل اعتماد کرے گا اس کو میں ضرور بخشوں گا اگرچہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر وہ کفر و شرک تک پہنچا ہو گا تو اس کو ہرگز نہ بخشوں گا اور اس کو جہنم کے عذاب سے نجات نہ دوں گا۔ پھر حکم ربانی ہوا کہ اے دوست تو نے دنیا کے درمیان فقیری اور غریبی اختیار کی اگرچہ دنیا فانی ہے مگر دنیا چاہئے تو تمام جمادات اور نباتات وغیرہ وغیرہ کو سونا چاندی بنادوں۔ اور دنیا کو دارالقرار کردوں اور یاقوت اور زمرد اور لئولئو اور ماجان جابجا پیدا کردوں تاکہ اپنی امت کو لے کر ابدالاباد بے موت کے گزران کرو اور تمام نعمتیں بہشت کی وہیں موجود کروں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر مناجات کی خداوند دنیا مردار و نجس ہے۔ **الدنیا جیفته وطالبها کلاب** یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں اور میرے لئے تو دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یاد دلایا اے حبیب ﷺ سوال جبرائیل علیہ السلام کا تو بھول گیا آنحضرت ﷺ نے عرض کی کہ الٰہی تو داناو بینا ہے اور سوال اس کا خوب جانتا ہے۔ جناب باری

Marfat.com

تعالیٰ سے یہ حکم ہوا اے حبیب سوال جبرائیل علیہ السلام کا تیرے دوستوں اور اصحابوں کے واسطے میں نے منظور کیا۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا تھا۔ یارسول اللہ مجھے تمنا ہے کہ قیامت کے دن اپنے بازوؤں کو پل صراط پر بچھاؤں اور آپ کی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اتاروں۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کی مغفرت کے واسطے عرض کیا تب آنحضرت ﷺ نے تمام نعمتیں بہشت کی دیکھیں اور جو مکان اہل بیت اور اصحاب کبار علیہم الرضوان کے واسطے تیار ہوئے ہیں جدا جدا دیکھ کر حمد وثناء خالق کون و مکان کی بجا لائے۔ اور جناب باری تعالیٰ سے حکم آیا اے دوست تو مکان اپنی امت کا دیکھ کر خوش وراضی ہو۔ تب آنحضرت ﷺ نے عرض کی خداوندا بندے کو کیا طاقت ہے کہ اپنے خدا کی نعمت سے ناراض ہو۔ تب جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ یہ سب نعمتیں بہشت کی میں نے تیرے دشمن کے واسطے حرام کی ہیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ طبقات دوزخ کے دیکھنے کے لئے متوجہ ہوئے اور دوزخ کے طبقات ملاحظہ کرتے رہے۔ پہلے طبقات میں یہ نسبت طبقات دوسرے کے رنج و عذاب کم تھا پھر دیکھا کہ اس کے اندر ستر ہزار دریائے آتشیں ناپیدا کنارا ایسے جوش و خروش سے بہتے تھے کہ اگر تھوڑا سا بھی شور اس کا دنیا میں پہنچے تو خلقت زمین کی زندہ نہ رہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے مالک علیہ السلام سے جو دوزخ کا داروغہ ہے پوچھا کہ یہ طبقہ کس خلقت زمین کے واسطے بنایا گیا ہے اس نے یہ سن کر اپنا سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شرم وحیا کی وجہ سے آپ سے عرض نہیں کر سکتا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیان کرو شائد آج اس کا تدارک ہو سکے۔ تب پھر مالک علیہ السلام نے رو کر عرض کی کہ یہ طبقہ آپ کی امت کے گنگاروں کے واسطے تیار ہوا ہے لہٰذا آپ اپنی امت کو بہت زیادہ نصیحت فرمایئے اور اچھی طرح سمجھایئے تاکہ وہ گناہوں سے باز رہیں ورنہ قیامت کے دن مجھے مجال تخفیف عذاب ورنج کی مطلق نہ ہوگی تب آنحضرت ﷺ نے یہ بات سن کر اپنا عمامہ مبارک سے اتار کر باب دیدہ مناجات کرنے لگے کہ خداوندا مجھے اس کے دیکھنے سے ایسا خوف آیا ہے کہ مجھے تاب و طاقت اس کے دیکھنے کی نہ رہی اور امت تو میری بہت ہی ناتواں و ضعیف ہے وہ کیونکر اس عذاب کو برداشت کرے گی۔ خداوند تو غفور الرحیم ہے اور مجھ کو تو نے امت کا پیشوا بنایا

Marfat.com

ہے اور عزت و آبرو بھی میری تیری قدرت کے قبضے میں ہے پس پھر حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ میرے حبیب ﷺ تو کچھ غم نہ کر قیامت کے دن میں تمہاری شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ تم اس راضی رہو گے۔ تب آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا قسم ہے تیری ذات پاک کی میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک ایک ایک شخص کو امت میں سے بہشت میں نہ لے جائے گا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے ساتھ نوے ہزار کلمات راز ونیاز اور امرونہی کے ارشاد کئے پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ ہر روز پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزے ہر سال میں تم پر اور تمہاری امت پر میں نے فرض کئے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا سر سجدے میں رکھ کر الحاح وزاری کی پھر کہا یا الٰہی میری امت ضعیف وناتواں ہے اور عمر بھی تھوڑی ہے اور قدر بار گراں نہ اٹھا سکے گی جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ ہر روز پچیس وقت نماز اور تین مہینے کے روزے فرض کئے کہ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا سر مبارک سجدے پر رکھا اور اپنے دل میں ارادہ کیا اگر رات دن میں پانچ وقت کی نماز اور ایک سال میں ایک مہینے کے روزے فرض ہوویں تو پھر بخوبی ادا ہو سکیں گے چنانچہ باری تعالیٰ سے حکم قبول ہوا کہ میں ارحم الراحمین ہوں اس وجہ سے اے میرے حبیب ﷺ جو دل میں تو نے ارادہ کیا ہے وہ میں نے قبول کیا اور پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزوں کا ثواب تجھ کو ملے گا۔ میں نے تجھ کو یہ بخشا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ الٰہی میری امت مجھ سے پوچھے گی کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہدیہ و تحفہ ہمارے واسطے عنایت فرمایا تو میں ان کو کیا خوشخبری دوں گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اول نماز پنج وقت کی اور روزے ایک مہینہ رمضان المبارک کے اور تیس ہزار کلمات دینی و دنیاوی ان کو دنیا اور تیس ہزار کلمات جو رازداری کے ہیں اس کا کسی سے نہ کہنا اور باقی تیس ہزار کلمات جو ہیں اس کو چاہو کہو یا نہ کہو۔ تب آنحضرت ﷺ نے قبول کیا اور پھر اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ یا الٰہی جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے یہ میں کس کو کہوں اور کون میری اس بات کا اعتبار کرے گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ پہلے تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو وہ تمہاری بات کو سچ جانے گا بعد اس کے ہر ایک مانے گا۔ آنحضرت ﷺ سجدہ شکر بجا لائے اور پھر بارگاہ الٰہی سے رخصت ہوئے اور رف رف پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہاں پر حضرت جبرائیل علیہ

Marfat.com

السلام منتظر تھے براق لے کر آگے بڑھے۔ پھر وہاں سے آنحضرت ﷺ سوار ہو کر بیت الاقصیٰ میں پہنچے اور نبی و مرسل علیہم السلام وہاں آپ کا انتظار کر رہے تھے ان سبھوں نے دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو مبارک باد دی اور معانقہ و مصافحہ کیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی اور آنحضرت ﷺ نے امامت کی اور جملہ انبیاء کرام نے مقتدی ہو کر نماز پڑھی اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے بی بی ام ھانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کا مکان پر پہنچا کر اور براق لے کر اپنی جگہ پر چلے گئے۔ آنحضرت ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لائے تو بستر کو گرم پایا اور جس جگہ پر وضو کیا تھا وہاں سے پانی کو بہتے اور حجرے کی زنجیر کو ہلتے دیکھا اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بیان کرنا حضور ﷺ کا معراج کی حقیقت کو اور یہودی کا مسلمان ہونا وغیرہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ بعد نماز فجر کے کچھ واقعات معراج شریف کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرما رہے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات صداقت آیات سنتے ہی کہا کہ صدقت یَارَسُوْلَ اللهِ اس سبب سے ان کا لقب بھی صدیق ہوا۔ اور ابوجہل وغیرہ نے یہ سن کر کہا کہ کَذَّبْتَ

اس واسطے خطاب ان کافروں کو کذاب و زندیق و معلون کا دیا گیا۔ اور جو کوئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے موافق رسول خدا ﷺ کی معراج پر تصدیق کرے گا وہ بیشک مثل ابوبکر صدیق کے صدیقوں کے مرتبے میں ہے اور جو کوئی منکر معراج کا ہو گا وہ یقیناً مطابق ابوجہل کے لعین اور مردود ہو گا۔ اور اس محفل میں ایک یہودی گنوار نے معراج کا حال سن کر حضور ﷺ کو جھوٹا کہا اور حضرت کے پاس سے اٹھ کر بازار میں آکر ایک بڑی مچھلی مول لے کر اپنی بیوی کو دی اور اس سے کہا کہ جلدی سے اس مچھلی کے کباب بنا میں بھوک سے بیتاب ہوں اور مجھے سخت بے قراری ہو رہی ہے اتنا دن آیا اب تک نہار منہ ہوں۔ جب میں دریا سے نہا کر آؤں گا تو پھر کھانا کھاؤں گا۔ وہ یہودی یہ کہہ کر لب دریا چلا گیا اور

Marfat.com

اپنے کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اترا اور پھر اس نے غوطہ لگایا اس نے اپنا سر اٹھایا اپنے آپ کو ایک عورت جوان خوبصورت پایا اور جو کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی اس کو نہ ملے۔ یہ ماجرا عجیب غریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور پھر اس نے اسی گرد اب تحیر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آکر آنکھوں سے اپنی آبرو پر رو رو کر آنسو بہایا۔ بار بار ہاتھ پر ہاتھ ملتا اور منہ سے ہیہات ہیہات پکارتا اور اپنا ننگا بدن دیکھ کر اس کو شرم آئی تو اس نے درختوں کے پتوں سے اپنی شرم گاہ چھپائی اور اتنے میں ایک گنوار جو گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گزرا کہ ایک عورت حسین خوبصورت ننگی بیٹھی ہے اس نے نہایت خوش اور شیدا ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اور پھر اس کو اپنے گھر میں لایا۔ غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گزرے اور تین فرزند بھی اس سے تولد ہوئے ایک دن وہ عورت اپنے ہمسایہ عورتوں کے ساتھ دریا میں نہانے کو گئی اور جس جگہ پر اس نے کپڑے رکھے تھے اسی جگہ پر اب کی بار بھی اتار کر کپڑے رکھے اور اپنے خیال سے وہ واردات بھول کر نہانے میں مشغول ہوئی جب اس نے غوطہ مار کر اپنا سر اٹھایا تو اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے تھے وہاں پر وہی پائے۔ اور جب وہ اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی جو بازار سے لا کر اپنی بیوی کو دی تھی وہ اب تک زندہ تڑپ رہی ہے اور اس کی عورت کے ہاتھ میں جو کام تھا وہی کام کر رہی تھی۔ اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ اس کی عورت سوت کات رہی تھی اور ابھی تک وہ پونی اس کے ہاتھ سے تمام نہ ہوئی تھی۔ پھر اس نے اپنی عورت سے جا کر کہا کہ تم نے ابھی تک مچھلی نہ پکائی اتنی دیر تو نے پکانے میں کیوں کی ہے۔ اس کی عورت بولی کیا خبر تو کچھ پی کر آئے ہو۔ ابھی مچھلی لائے ہو۔ ایک لحہ میں کہیں مچھلی پکتی ہے۔ پھر اس نے اپنی بیتی ہوئی واردات کو اس سے بیان کیا۔ وہ بولی اجی ابھی بہت دور ہو۔ اور معلوم ہوتا ہے تم نشے میں چور ہو۔ اس نے یہ بات سن کر اپنے جی میں جانا کہ میں نے حال معراج کا سچ نہ جانا تھا۔ اور میں نے رسول خدا ﷺ کو جھوٹا سمجھا تھا اسی سبب سے یہ حال مجھ پر گزرا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پس میں نے یقین کامل کیا کہ محمد ﷺ سچے رسول ہیں اور دین اسلام برحق ہے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت رسول خدا ﷺ کی

Marfat.com

معراج کی طرف آیا دیکھا کہ معراج شریف کا حال بیان فرماتے ہیں اور اس نے آکر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کو میں جھوٹا جانتا تھا میں نے اس کی تعذیر پائی۔ اس کے کہنے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس سے پوچھا تو نے کیا تعذیر پائی۔ تب اس یہودی نے سب حقیقت مچھلی اور غسل اور صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد پھر سات برس گزرنے اور پھر اصلی صورت میں آنے کی کیفیت بیان کی۔ یہ بات سن کر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سجدہ شکر جناب رب العالمین کا بجالائے اور پھر کہا یارسول اللہ ﷺ یہ معجزہ خاص کر آپ کے واسطے ہے ایسا معجزہ کسی دوسرے نبی کو عنایت نہیں ہوا۔ آخر وہ یہودی ایمان لایا اور ابو جہل کو کچھ اثر نہ ہوا۔

اور پھر اس نے کہا کہ یہ سب فریب بازی ہے اور افترا سازی ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

ترجمہ: یعنی جس کو اللہ تعالیٰ راہ دے پھر کوئی نہیں بہکانے والا اس کا اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکاوے پھر اس کو کوئی راہ دینے والا نہیں۔ اور جب خبر معراج شریف کی مکہ معظمہ میں مشہور ہوئی تب اکثر اہل مکہ متفق ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اگر آپ تمام احوال بیت المقدس کا ہم سب سے بیان کریں تو ہم آپ کو معراج کے حال پر ایمان لے آئیں گے اور صدق دل سے مسلمان ہو جائیں گے کیونکہ ہم لوگ بیت المقدس کی علامت کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اگر آپ آسمان پر گئے ہوں گے تو وہاں کا حال بھی آپ کو معلوم ہو گا اگر آپ سچے ہو تو نشانات بیت المقدس کے بیان کریں۔ یہ بات سن کر حضور ﷺ کو کچھ تامل سا ہوا اس واسطے کے احوال بیت المقدس کا بیان کرنا اس وقت کچھ ضروری نہ تھا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کی حکم سے بیت المقدس کو اپنے پروں پر اٹھا لائے اور حضور ﷺ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اس وقت جو لوگ جو حال بیت المقدس کا پوچھتے تھے تو پیغمبر خدا ﷺ ان کو بیان کرتے اس کے بعد جو لوگ نیک اصلی اور سعید ازلی تھے وہ تو ایمان لے آئے اور انہوں نے فوراً ہی صدقت یا رسول اللہ ﷺ کہا اور جو لوگ بدبخت ذاتی تھے انہوں نے جسم خاکی کا آسمان پر جانا خلاف قیاس سمجھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے غافل ہو کر انکار کیا۔ پس اے نیک طالع مہربانو ہیت اس دقیقہ کی بدرجہ احسن جانو کہ عالمیان ہیت و نجوم نے رصد اور ہندسہ کی دلیل سے ثابت کیا ہے کہ

Marfat.com

ماہتاب اگرچہ ستاروں میں چھوٹا ہے مگر حجم میں اس زمین سے بہت بڑا ہے اور بسبب گردش فلک کے ہزاروں برس کی راہ ایک ہی لحظ میں طے کرتا ہے اور اپنی حرکت سے مشرق و مغرب تک سینکڑوں برس کی راہ ایک گھڑی میں جاتا ہے۔ جب یہ سیر بسرعت ماہتاب کی عندالعقل محال نہیں ہے تو پھر آفتاب نبوت کا جس کے نور سے سب کچھ پیدا ہوا ہے اگر تھوڑی سی رات میں عرش تک جائے اور آئے تو کیا کوئی عجب بات ہے۔ اور پھر شیطان بدترین خلق اللہ سے ہے وہ ایک لحظے میں مشرق و مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جاتا ہے۔ اور جو شخص بہترین مخلوقات ہو اگر تھوڑی رات میں آسمان پر جائے اور پھر واپس آئے تو کیا محال ہے۔ اے نیک بختو ذرا غور کرو کہ فرشتے جبرائیلؑ وغیرہ ہزاروں بار زمین پر آتے ہیں اور جاتے ہیں اگر ایک بار حضور ﷺ کہ وہ تمام فرشتوں سے اور تمام مخلوقات سے بہتر اور افضل ہیں۔ زمین سے آسمان پر تشریف فرما ہوویں تو کیا بعید معلوم ہوتا ہے اے لوگو! ہوشیار دیندار سمجھو کہ نورالبصر سے پاکیزہ ہو وہ ایک رات میں طاقت الٰہی سے آسمان پر پہنچے کیا عجب ہے اسی طرح ہزاروں دلیلیں ہیں۔ حضور ﷺ کے معراج کی صداقت کی۔ میں اس جگہ پر طوالت کلام میں نہیں دیتا۔ بس اہل ایمان کے واسطے جو قدردان ہیں ان کے لیے اسی قدر ہی کافی ووافی ہے لہٰذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں' خداوند قدوس ہم سب کو پکا مسلمان بنائے اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

بیان معجزات اور بزرگی اور خصائل حمیدہ حضور ﷺ

معجزہ 1 | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بن قحافہ سے روایت ہے ایک دن حضور ﷺ ظلم و ستم سے قریشیوں کے گھر چھوڑ کر میدان میں جاکر ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے اور آپ نے اپنی تلوار کو اس درخت کی شاخ سے لٹکا دیا تھا۔ اچانک ایک یہودی اعرابی نے وہ تلوار لے کر حضور ﷺ کو مارنے کے واسطے اٹھائی فوراً درخت نے اپنی شاخ سے اس یہودی کو ایسا مارا کہ اس کا مغز منہ سے نکل پڑا اور پھر عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔

معجزہ 2 | حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رکانہ بن غبن اسفندیار جو بکریاں چراتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ کو دیکھ کر بولا اے محمد ﷺ تو ہمارے

Marfat.com

معبودوں کو باطل کہتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں بے شک تب اس نے کہا کہ ہم تم دونوں امتحان کریں۔ تو اپنے خدا کو پکار اور میں اپنے معبودوں کو پکارتا ہوں۔ اگر تو مجھ سے جیتا تو میں تجھ پر ایمان اور تیرے خدا پر ایمان لاؤں گا اور میں جیتا تو تم سب کو تسلیم کرلینا کہ سب میرے معبود بزرگ ہیں۔ یہ بات کہہ کر رسول خدا کو پکڑ کر ایسا زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اس کو بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ دیتا۔ مگر حضور ﷺ کے موئے مبارک کو جنبش نہ دے سکا پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے زور سے نبوت سے اس کو اٹھا کر ایسا پٹکا کہ جیسے دھوبی کپڑا پاٹ پر مارتا ہے تب اس نے جانا کہ محمد ﷺ صادق ہیں اور ان پر جو نازل ہوا وہ سب سچ ہے۔ اور ہمارے معبود سب جھوٹے ہیں۔ بالآخر ایمان لایا اور مسلمان ہوگیا۔

معجزہ 3 | اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مٹکا گھی کا حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی ماں کو عنایت کیا تھا کہتے ہیں کہ اس مٹکے سے تقریباً پینتالیس برس تک گھی خرچ کیا لیکن وہ خالی نہ ہوا مگر بعد اس کو ایک دھکا لگنے سے وہ مٹکا ٹوٹا۔ اس کے بعد وہ ختم ہوگیا۔

معجزہ 4 | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ کو چند خرمے بخشے تھے اور میں نے ایک ہانڈی میں تقریباً بیس برس تک رکھا تھا۔ اور میں بھی ان کو کھاتا تھا۔ اور دیگر لوگوں کو بھی خدا کی راہ میں دیتا تھا لیکن وہ کم نہ ہوتے تھے مگر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن سے وہ برکت جاتی رہی۔

معجزہ ۵ | جس دن مکہ فتح ہوا اور حضور ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک چابک تھا اس چابک سے بتوں کی طرف جو کعبے کے اندر تھے اشارہ کرتے اور پھر یہ آیت پڑھتے

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

ترجمہ:۔ یعنی حق آیا اور جھوٹ نکل بھاگا اسی وقت سب بت سرنگوں ہو کر گر پڑے۔

معجزہ ٦ | ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا اس کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم داہنے ہاتھ سے کھانا کھایا کرو اس شخص نے مکر و بہانہ سے کچھ عذر پیش کئے اور کہنے لگا اسی وجہ سے

Marfat.com

میں داہنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھا سکتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اب تو نہ کھا سکے گا پھر تا عمر وہ شخص اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھا سکا۔

معجزہ ۷ | رسول خدا ﷺ کے وقت پتھر بھی کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ جب کسی سنگریزے کو اپنے ہاتھ میں اٹھاتے تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا تھا۔

معجزہ ۸ | ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ایک ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے تھے بعد چند روز کے منبر تیار ہوا اس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اس وقت اس ستون سے آواز فریاد و زاری کی نکلی اس واسطے کہ حضرت کی پشت کی برکت سے محروم ہوا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی دست بوسی کی تب اس کو قرار آیا۔

معجزہ ۹ | ایک دن ایک ہزار چار سو آدمی لشکر حضور ﷺ کے پاس تھا۔ لیکن پانی نہ تھا۔ تمام کار ضروریات کے واسطے سب کے سب عاجز و مجبور تھے اس وقت حضور ﷺ نے اپنی انگلی شہادت کی زمین پر ٹیک دی اسی وقت اس سے پانی جاری ہو گیا۔ چنانچہ تمام لشکر وضو اور غسل اور کار ضروریات سے فارغ و آسودہ ہوا۔

معجزہ ۱۰ | ایک دفعہ خندق کی لڑائی کے دن چار سیر جو کی روٹی سے ہزار آدمیوں کے لشکر کو حضور ﷺ نے سیر کرایا اور وہ روٹی پھر اسی قدر موجود رہی۔

معجزہ ۱۱ | ایک دفعہ جنگ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کے لشکر میں ایک آدمی کے لائق پانی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے ایک تیر اسی میدان میں کھڑا کیا فوراً جوش و خروش سے پانی نکلا کہ سارا لشکر آسودہ ہوا۔

معجزہ ۱۲ | ایک مرتبہ کئی شخص انصار سے آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اونٹ بہت شوخی کرتے ہیں اور اپنی پیٹھ سے بوجھ نیچے ڈال دیتے ہیں حضور ﷺ نے ان اونٹوں کے پاس جا کر کچھ پڑھا پھر ان اونٹوں نے کبھی سرکشی نہ کی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب حیوان آپ کو سجدہ کرتے ہیں کیا ہم بھی آپ کو سجدہ کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اگر سجدہ کرنا آدمیوں کو روا ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

معجزہ ۱۳ | ایک مرتبہ ایک اونٹ نے حضور ﷺ کے پاس آکر اپنے مالک کا شکوہ کیا کہ

Marfat.com

وہ مجھ سے بہت محنت لیتا ہے اور مجھے پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا اور آپ رحمتہ للعالمین ہیں لہٰذا مجھ کو اس سے خرید لیجئے یا پھر میری طرف سے اس سے سفارش کیجئے۔ یہ سن کر سرکار ﷺ نے اونٹ کے مالک سے کہا کہ تو اونٹ کو قیمت واجبی پر بیچ دے یا تو اس کو پیٹ بھر کر کھانے کو دے۔

معجزہ ۱۴ ایک دن ایک اعرابی کو سرکار ﷺ نے اسلام کی دعوت دی اس نے کہا کہ آپ کی پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ درخت جو میرے سامنے ہے یہ گواہ ہے۔ تب حضور ﷺ نے اس درخت کو بلایا۔ چنانچہ وہ درخت خدا کے حکم سے حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور پھر تین مرتبہ اس درخت نے کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

تب وہ اعرابی یہ حال دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا۔

معجزہ ۱۵ ایک دن ایک اونٹ نے سرکار ﷺ کے حضور میں آکر عرض کی کہ میں جن لوگوں میں ہوں وہ لوگ نماز عشاء کی نہیں پڑھتے اور قبل نماز عشاء کے وہ لوگ سو جاتے ہیں پھر حضور ﷺ نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور نماز کی ادائیگی کی سخت تاکید فرمائی۔

معجزہ ۱۶ ایک دن حضور ﷺ نے حضرت عباس کے لڑکوں کے حق میں دعا فرمائی تو اس مکان کے در و دیوار اور پتھروں نے فصیح زبان سے کہا آمین۔

معجزہ ۱۷ ایک لڑکا جس دن تولد ہوا اسی دن اس کو حضور ﷺ کے سامنے لائے۔ حضرت نے پوچھا اے لڑکے! میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ محمد ﷺ ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے واسطے برکت کی دعا کی۔

معجزہ ۱۸ ایک شخص گونگا مادر زاد تھا حضور ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے بے تامل کہا آپ رسول خدا ہیں۔

معجزہ ۱۹ ایک عورت اپنے لڑکے کو سرکار ﷺ کے پاس لائی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اس لڑکے کو جنون ہے۔ حضور ﷺ نے دست مبارک اس کے سینے پر پھیرا فی الفور اس کا جنون جاتا رہا۔

Marfat.com

معجزہ ۲۰ | ایک شخص اپنے لڑکے کو حضور ﷺ کے پاس لایا اور کہا اے حضرت یہ لڑکا مثل گونگے کے چپ رہتا ہے اور بات نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے تھوڑا سا پانی اپنی کلی کا پلایا وہ فی الفور باتیں کرنے لگا اور پھر ایسا بڑا عالم اور عقلمند ہوا کہ اکثر لوگ اس سے تعلیم پاتے تھے۔

معجزہ ۲۱ | ایک شخص کو استقا کی بیماری تھی وہ قریب الہلاک ہو چکا تھا اس نے حضور ﷺ کے پاس آکر دعا کی درخواست کی اور اس مہلک بیماری سے شفا کی خواہش ظاہر کی۔ حضور ﷺ نی اپنا لعاب دہن تھوڑا سا خاک میں ملا کر اس کو دیا اس نے وہ خاک اپنی زبان پر رکھی بحکم خدا وہ فی الفور ٹھیک ہو گیا۔

معجزہ ۲۲ | غزوہ خیبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کی آنکھوں میں شدت کا درد تھا۔ حضور ﷺ نی ان کے واسطے شفا کی دعا کی اور پھر تھوڑا سا لعاب دہن مبارک کا آنکھوں میں لگایا۔ بحکم خدا آنکھوں کو فی الفور آرام آگیا۔

معجزہ ۲۳ | ایک شخص کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اور اس کو کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ وہ شخص سرکار مدینہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے اس کی آنکھوں پر کچھ پڑھ کر پھونکا بفضل خدا اس کی آنکھیں اپنی اصل حالت پر آگئیں اور وہ شخص اچھی طرح سے دیکھنے لگا۔

معجزہ ۲۴ | ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پر پھیرا بحکم خدا فورا جوڑ مل گیا اور اس نے بیماری سے شفا پائی۔

معجزہ ۲۵ | ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کو آپ زندہ کر دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ حضور ﷺ اس شخص کے ساتھ اس کی قبر پر گئے وہاں جا کر آپ نے اس لڑکے کو آواز دی کہ اے لڑکے کیا تیری خواہش ہے پھر دنیا میں آنے کی؟ اس نے کہا نہیں اور پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تیرے ماں باپ مشرف باسلام ہوتے ہیں اگر تیری خواہش دنیا میں آنے کی ہو تو اپنے ماں باپ کے ساتھ آکر رہ اس نے کہا ماں باپ سے زیادہ مہربان تو میں نے خدا کو پایا۔

معجزہ ۲۶ | ایک دن حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی

Marfat.com

اور اس میں ایک بکری ذبح کی تب حضرت جابر کے بیٹے نے کھیل سمجھ کر اپنے ایک چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا اس کی ماں یہ حال دیکھ کر دوڑی اور لڑکا مارے ڈر کے چھت پر چڑھ گیا۔ اور جب اس لڑکے نے اپنی ماں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بہت زیادہ ڈرا اور چھت پر سے کود کر وہ بھی مرگیا۔ اس عرصہ میں حضور ﷺ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر پر تشریف لے ائے آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ تمہارے لڑکے کہاں ہیں؟ اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے گمان کی کہ اگر میں ان دونوں کا مرنا بیان کروں گا تو حضور ﷺ کھانا نہیں کھائیں گے اور ناخوش ہوں گے مزید آپ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بھائی ان کو تلاش کر کے لاؤ ہم سب مل کر کھانا کھائیں گے۔ تب ناچار ہو کر لڑکوں کی ماں نے ان کے مرنے کا احوال بیان کیا۔ چنانچہ یہ بات سن کر حضور ﷺ بے قرار ہو کر ان دونوں کی لاش پر جاکر کھڑے ہوئے اور پھر دعا کی۔ چنانچہ فورا ہی دونوں لڑکوں نے زندہ ہو کر حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور پھر فرمایا حضور ﷺ نے کہ تم لوگ اس بکری کا گوشت کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ پھر بعد اس کے ہڈیوں کو جمع کیا اور اپنا دست مبارک اس پر رکھ کر کچھ کلام پڑھا اور پھر اس پر دم کیا۔ چنانچہ وہ بکری بھی فورا بھی زندہ بحکم خدا ہو گئی۔

معجزہ ۲۷ | ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ جس کے حق میں دعا فرماتے تھے ان کی تین پشت تک اس دعا کا اثر باقی رہتا تھا۔

معجزہ ۲۸ | ایک دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے واسطے کچھ دعا دنیا کی کیجئے۔ تو حضور ﷺ نے دعا کی یا الٰہی مال و اولاد میں انس رضی اللہ عنہ کو برکت دے حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دعا سے اس قدر دولت مند ہوا کہ دولت میری کبھی کم نہ ہوئی اور پھر جو عیش و خوشی میں نے کی سو کسی کو نصیب نہ ہوئی اور اولاد بھی میری تقریباً ایک سو سے زائد ہوئی۔

معجزہ ۲۹ | ایک بار حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے واسطے دعا برکت یک سو ان کے واسطے دروازہ روزی کا اس قدر کشادہ ہوا کہ اگر وہ پتھر اٹھاتے تو اس کے نیچے بھی سونا چاندی پاتے پہلے وہ فقیر تھے حضور ﷺ کی دعا سے ایسے امیر ہوئے کہ ان کی موت کے بعد پچار ہزار بموجب وصیت محتاجوں کو دیئے گئے اور چار لاکھ دینا چار بیبیوں

Marfat.com

کے حصے میں آئے حالانکہ وہ خود بھی بہت کچھ خیرات کر چکے تھے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کو بہشت کی بشارت دی تھی۔

معجزہ ۳۰ ایک دن حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہاتھ پھیرا اور پھر دعا اللہ تعالیٰ سے کی اس دعا کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر وقت جوان معلوم ہوتے تھے حالانکہ وہ اسی برس کی عمر رکھتے تھے۔

معجزہ ۳۱ ایک دن ایک شخص کی چہرہ پر دست مبارک پھیرا ایسی صفائی اور لطافت ان کے چہرے پر نمودار ہوئی کی دوسرے کا منہ اس کے منہ میں مثال آئینے کے نظر آتا تھا۔

معجزہ ۳۲ ایک دن تھوڑا سا پانی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے منہ پر حضور ﷺ نے ڈال دیا تب وہ بی بی ایک حسینہ اور خوبصورت ہو گئیں اور پھر ان کے حسن و جمال میں کسی کو نہ پایا۔

معجزہ ۳۳ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے عتبہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر واسطے دفع مرض کے اپنا ہاتھ پھیرا اس کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ بوئے مشک و عنبر پر غالب تھی ہر چند کہ عورتیں اس کے اقسام کی خوشبو ملتی تھیں لیکن وہ خوشبو پر غالب تھی۔

معجزہ ۳۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے تین دن سے کچھ کھانا نہیں کھایا یہ سن کر حضور ﷺ نے ان کو تسلی دی اور پھر اپنا شکم مبارک کا کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ میں نے بھی چار پتھر باندھے ہوئے ہیں تاکہ تم کو اچھی طرح سے تسکین و تسلی ہو جائے۔ یعنی چار دن سے کھانا تناول نہیں کیا پھر اس کے بعد اپنی صاحبزادی کی بھوک سے غمگین ہو کر صحرا کی طرف تشریف لے گئے وہاں ایک اعرابی اونٹوں کو پانی پلاتا تھا۔ اس کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا اے اعرابی کوئی مزدری بتا اس نے کہا کہ تم کنوئیں سے پانی نکالو ایک ڈول پر تین خرمے مزدوری کے دوں گا حضور ﷺ نے قبول فرمایا۔ جب پہلے ڈول کی اجرت میں تین خرمے ملے خود تناول فرما کر پھر پانی نکالنے میں مشغول ہوئے جب آٹھ ڈول اور نکالے قضاالٰہی سے رسی ٹوٹ کر ڈول کنوئیں میں گر پڑا۔ یہ دیکھ کر اعرابی بہت ہی غصہ ہوا اور گستاخی کی۔ پھر کسی ترکیب

Marfat.com

سے حضور ﷺ نے اس کا ڈول بھی کنوئیں سے نکالا اور چوبیس خرمے اپنی اجرت کے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے اعرابی نے جب حضور ﷺ کا صبر و تحمل دیکھا تو اس نے اپنی حرکت نامعقول سے نادم و پشیمان ہو کر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اس کے درد سے بے ہوش ہو گیا جب تھوڑا سا ہوش آیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر آکر شور غوغا کرنے لگ۔ حضور ﷺ اس اعرابی کی خبر سن کر باہر تشریف لائے اس اعرابی نے آپ سے بہت عذر پیش کیا تو حضور ﷺ نے اس اعرابی سے پوچھا ہاتھ اپنے سے تو نے کیا کیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری تقصیر معاف کیجئے میں نے نادانستہ گستاخی کی ہے اس کے خوف سے میں نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا آپ سے عفو تقصیر کا خواہاں ہوں آپ بے شک رحمتہ للعالمین ہیں لہٰذا میرے حال پر رحم کیجئے اور میرے کٹے ہوئے ہاتھ کو درست کیجئے پھر حضور ﷺ نے اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو ملا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پھونک دیا بحکم خدا اس کا ہاتھ بدستور سابق ہو گیا۔ اور پھر وہی اعرابی اس معجزہ کو دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا۔

معجزہ ۳۵ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضور رسول خدا ﷺ نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکڑیاں واسطے تعمیر مسجد مدینہ منورہ کے درکار ہیں یہ لکڑیاں کہاں ملیں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مکے میں میرا مکان ہے اس مکان میں لکڑیاں بہت عمدہ ہیں اگر وہ کسی طرح آسکیں تو پھر مسجد بہت آسانی سے تعمیر ہو جائے گی چنانچہ حضور ﷺ نے جناب باری تعالیٰ میں التجا کی خدا کے فضل و کرم سے از غیب وہ لکڑیاں مدینہ منورہ میں آگئیں اور پھر وہ مسجد نبوی میں لگائی گئیں۔

معجزہ ۳۶ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت کی شہرت کی وقت نبی اکرم ﷺ پر اہل قریش کے ظلم و ستم زیادہ ہو گئے تھے لیکن اس وقت ایک یہودی بڑا عقلمند تھا اور مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ ہمیشہ توریت کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ ایک دن توریت میں صف اور نام مبارک حضور ﷺ کا لکھا ہوا دیکھا مارے غصہ کے اپنی بیوی سے قینچی منگوا کر صفت و نام مبارک حضور ﷺ کاٹ دیا۔ پھر دوبارہ اپنے معمول کے مطابق توریت پڑھنا شروع کیا تو دیکھا کہ پھر اسی مقام میں نام مبارک موجود ہے۔ پھر نام کو کاٹنے پر مستعد ہوا

Marfat.com

فوراً ایک آواز غیب سے آئی اے ملعون اگر تو ایک ہزار بار بھی صفت اور نام حضور ﷺ مٹادے گا تو ہرگز ہرگز مٹا نہ سکے گا۔ تب یہودی ڈرا اور جانا کہ محمد ﷺ رسول خدا ہیں۔ اسی وقت وہ مدینہ منورہ جاکر رسول خدا ﷺ پر ایمان لایا اور سچا مسلمان ہوگیا۔

معجزہ ۳۷ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن سرکار ﷺ اپنے صحابہ کے پاس بیٹھے تھے ایک یہودی بکری کے کباب بنا کر گوشت میں زہر ملا کر جناب رسول خدا ﷺ کے حضور میں لایا اور پھر کہا کہ اے محمد ﷺ بن عبداللہ میں یہ کباب آپ کے واسطے لایا ہوں تناول کیجئے جب رسول خدا ﷺ نے ارادہ کھانے کا کیا تب وہ گوشت بولا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس گوشت کو نہ کھائیں کیونکہ اس گوشت میں زہر قاتل ملا ہوا ہے۔ تب حضور ﷺ نے کہا۔ اے یہودی اس گوشت میں تو زہر ملا ہوا ہے اس یہودی نے کہا کہ سچ فرمایا آپ نے۔ لیکن یہ بتائیے کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اس گوشت نے پھر اس یہودی نے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو اس گوشت کو کھائیے اور زہر آپ کو اثر نہ کرے تو پھر ہم جانیں گے کہ آپ بے شک نبی سچے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ٹکڑا اس میں سے کھایا اور بقیہ اپنے صحابہ کو تقسیم کر دیا اور سب صحابہ کرام بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر کھا گئے اور اس کی برکت سے کسی پر زہر نے اثر نہ کیا۔ پس اکثر یہودیوں نے اس معجزہ سے دین اسلام قبول کیا۔

معجزہ ۳۸ روایت ہے ایک مرتبہ بارہ ہزار آدمی اہل یمن کے واسطے حج کرنے کے معظمہ میں آئے تھے اور ان کے ساتھ ایک بت بھی تھا جس کا نام ہبل تھا۔ وہ بہت ہی جڑاؤ جواہرات سے مرصع تھا اور ریشمی کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا اور وہاں کے لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ اگر تمہارا ہبل میری پیغمبری کی گواہی دیوے تو تم سب مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ کہا انہوں نے ہاں اگر ایسا ہو جائے گا تو ہم ضرور سب ایمان لاویں گے۔ پھر حضور ﷺ نے اس ہبل بت کو اپنے پاس منگوایا اس نے آتے ہی آپ کے حضور لبیک کہا۔ پھر آپ نے اس سے کہا کہ اب تم ادھر کو آؤ۔ چنانچہ وہ ادھر کو

Marfat.com

لبیک یارسول اللہ کہتا ہوا آیا۔ اور پھر رسول خدا کے سامنے باادب کھڑا ہو گیا۔ پس اسی وقت حضور ﷺ نے اسے ایک لکڑی اس کو ماری اور پھراس سے فرمایا کہ تو کہہ کہ میں کون ہوں؟

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ:۔ یعنی آپ رسول خدا ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود لائق بندگی کے مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندے اللہ کے بھیجے ہوئے اللہ کے رسول ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں تو ایک پتھر ہوں اس لوگوں نے مجھے اپنے معبودی میں پکڑا ہے۔ اور یہ محض غلط ہے۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو وہ ایک بارگی ہی بارہ ہزار سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور اپنے اپنے گناہوں کی توبہ استغفار کرنے لگے۔ اور پھر اسی وقت کامل مسلمان ہو گئے۔

معجزہ ۳۹ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر اترے تو ان کی صرف ایک ٹکڑا زمین تھی اور اس میں غلہ وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے ایک مٹھی گیہوں اس زمین میں بکھیر دیئے۔ چنانچہ چند ہی ایام میں اگے اور پک کر تیار ہوئے کھیت کاٹا گیا اور پھر گندم کو پیس کر کھایا گیا اور اس کے کاٹنے کے بعد اس کی جڑوں سے بینگن کا درخت پیدا ہوا۔

معجزہ ۴۰ ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھانا پکاتی تھیں حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس چولھے میں کہ تیز آگ جلتی تھی داخل کیا اور پھر دیر تک اس کے اندر اپنا دست مبارک رکھے رہے لیکن آپ کے ہاتھ کو کسی طرح کی کچھ ضرر نہ ہوا۔

معجزہ ۴۱ روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص انصار میں سے حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ میری چار بیبیاں ہیں۔ لیکن فرزند ایک بھی نہ ہوا یہاں تک کہ وہ سب بوڑھی ہو گئیں۔ پھر حضور ﷺ نے ان کی بیویوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس دعا کی برکت سے ان کی بیویوں کو استقرار حمل ہوا اور پھر فرزند تولد ہوئے۔

Marfat.com

معجزہ ۴۲ | روایت ہے کہ حضور ﷺ تبوک کی راہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مقام پر اترے وہاں ساتھیوں نے شکایت کی یا رسول اللہ ﷺ کھانا پکانے کے واسطے لکڑیاں نہیں ہیں۔ حضور ﷺ نے بجائے لکڑیوں کے پتھر رکھ دیئے وہ مانند لکڑیوں کے جلتے رہے۔

معجزہ ۴۳ | روایت ہے کہ جب حضور ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر غار ثور میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کے ساتھ اس وقت درندے چرندے چلے آتے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔

معجزہ ۴۴ | ایک روایت میں ہے کہ اہل طائف نے رسول خدا ﷺ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار پیدا ہو تو ہم سب آپ پر ایمان لائیں گے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنا قدم مبارک اس پتھر پر رکھ دیا۔ قدرت الٰہی سے ایک درخت میداہ دار اس پتھر سے پیدا ہوا۔ پھر اہل طائف اس معجزے پر ایمان لائے۔

معجزہ ۴۵ | خبر ہے کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز حضور ﷺ نے امام حسن کو پکارا اور حضور ﷺ کئی دن راہ میں تھے انہوں نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ اس آواز کو سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ اے میرے اباجان میں بہت بھوکی ہوں۔

معجزہ ۴۶ | روایت ہے کہ خندق کی لڑائی کے روز حضور ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے مانند آفتاب کے روشنی ظاہر ہوئے اور اسی روشنی کی شعاع سے بہت سے لوگ غشی میں آگئے۔

معجزہ ۴۷ | ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری قوم خزرج میں مقتول ہوا تھا اور ان کو قاتل کا دریافت کرنا مشکل تھا تب انہوں نے حضور ﷺ کی جناب میں عرض کی حضور ﷺ نے اس مقتول پر کسی درخت کی شاخ رکھی تب اس مقتول نے حکم الٰہی سے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتلایا۔

معجزہ ۴۸ | ایک روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ مقام تبوک میں آئے تو وہاں آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ کہ ان کے ساتھ بت ہے اور وہ بت سونے کا ہے یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کیا یہ بت لکڑی کا ہے اور آپ نے اپنا دست مبارک اس بت پر رکھ دیا چنانچہ وہ بت لکڑی کا ہو گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر اکثر بت پرست ایمان لے آئے اور

Marfat.com

انہوں نے ہمیشہ کے لئے بت پرستی چھوڑ دی۔

معجزہ ۴۹ | ایک روایت میں ہے کہ جب سعد بن معاذ کے حکم سے بنی قریظہ قتل ہوئے خون سے ان کی زمین بھر گئی لیکن حضور کی دعا کی برکت سے بدبو جاتی رہی۔

معجزہ ۵۰ | ایک مرتبہ شہر جدہ سے رسول خدا ﷺ طائف کی طرف تشریف فرما ہوئے اور وہ اسی دن کی راہ تھی اللہ تعالیٰ نے مابین طائق اور جدہ زمین تہ بتہ قدم مبارک حضور ﷺ کی جمادی مانند تھا ان کپڑنے کے پھر حضور ﷺ ایک ساعت میں وہاں پہنچ گئے۔

معجزہ ۵۱ | ایک روایت میں ہے کہ جب رسول خدا ﷺ نے ابن یزدا لنخعی کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ وہ بولا پتھر کے معبودوں کو اگر تم سونا بنا دو تو ہم سب مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے جناب باری تعالیٰ میں دعا اس دعا کی برکت سے وہ سب سونے کے ہو گئے اس کو دیکھ کر وہ سب ایمان لے ائے اور سچے مسلمان ہو گئے۔

معجزہ ۵۲ | ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی یا رسول اللہ ﷺ حسنین بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے کی قسم موجود نہیں تب حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے ایک خوان کہ جس میں مچھلی تلی ہوئی اور اس کے علاوہ اس میں طرح طرح کی نعمتیں بھی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھیجا سب نے آسودہ ہو کر کھایا اور پھر دیکھا کھانا اسی طرح پھر موجود ہے کچھ بھی کم نہ ہوا۔

معجزہ ۵۳ | ایک بار لوگوں نے حضور ﷺ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ روٹی اور سالن کو ہوا پر پکا دو تو ہم سب ایمان لے آئیں گے۔ پھر اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی دعا کی اس برکت سے روٹی اور سالن ہوا اس سے پکایا گیا اور پھر سب نے اس کو کھایا اور سارے اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

معجزہ ۵۴ | ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے ایک انصاری کو جو کہ عرصہ سے برص اور جزام کی بیماری میں مبتلا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے شفا ہو گئی اور انصاری بھلا چنگا ہو گیا۔

معجزہ ۵۵ | ایک روایت میں ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے قوم عیسوی کو دعوت اسلام دی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام تو مٹی کی چڑیاں بنا کر پھونک

Marfat.com

مارتے تو وہ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ جاتی تھیں۔ اگر آپ بھی ہم کو ایسا معجزہ دکھائیں تو ہم لوگ آپ پر ایمان لاویں گے تب حضور ﷺ نے تھوڑی سی خاک اٹھا کر چڑیا کی ک بسم اللہ پڑھ کر پھونک ماری خدا کے حکم سے وہ زندہ ہو کر اڑ گئی۔

ت میں ہے کہ ایک روز حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے ایک مرد اللہ ابو جہل پر دس ہزار دینا میرے واجب ہیں اور وہ مجھے دیتا نہیں ہر رور ے۔ اور مجھے سخت حیران کرتا ہے کیونکہ وہ زبردست ہے اور میں کمزور ، جا کر دلا دیں تو مجھ پر بہت ہی احسان ہو گا یہ باتیں سن کر حضور ﷺ ا ر کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اور وہ اس وقت قریشیوں کے ساتھ بیٹھا ر تظیم و تکریم کی اور پھر کہا آپ کس ارادے سے تشریف لائے ہیں آپ ے ۔ ینا اس غریب کو کیوں نہیں دیتا۔ یہ سنتے ہی فورا ابو جہل نے دس ہزار دیہ پھر وہ مرد قریشی خوش ہو کر اسی وقت آپ پر ایمان لے آیا اور حضور ﷺ تشریف لائے۔ تو ابو جہل کی بیوی ابو جہل سے لڑنے لگی کہ کیوں تو نے اپنے دشمن کی خاطر و مدارت کی اور ان کے کہنے سے اپنا مال بھی اپنے ہاتھ سے کھویا۔ اس نے کہ جب محمد ﷺ ابن عبداللہ میرے پاس آئے تھے تو میں نے دیکھا کہ دو اژدہے ان کے دونوں کاندھوں پر موجود تھے۔ اور جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو قریب تھا کہ وہ مجھے اپنے منہ میں رکھ کر نگل جائیں۔ میں نے اس ڈر اور خوف کی وجہ سے اسی وقت اس مرد کی واجب الادا رقم دیکر فورا ہی رخصت کر دیا۔

معجزہ ۵۷ ایک روایت ہے کہ ابو جہل بارہا قریشوں کی مجلس میں کہا کرتا تھا کہ مجھید یکھنے محمد ﷺ ابن عبداللہ کے مجھے شدید خوف اور لرزہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ بہت نیزے بردار اور شیر اور سانپ گردا گرد ان کے مجھ کو نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص محمد ﷺ ابن عبداللہ کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی و نامعقول گفتگو کرے گا تو اس کو ہم سب مار ڈالیں گے بس اسی طرح کا جادو ہر وقت محمد ﷺ کے ساتھ رہتا ہے۔ سچ ہے خدا جس کو گمراہ کرے اس کو راہ پر کون لائے وہ لعین یہ سب معجزے دیکھ کر جادو ہی

Marfat.com

شمار کرتا تھا۔

معجزہ ۵۸ ایک روایت ہے کہ جب خبر نبوت پیغمبر کی اطراف عرب میں مشہور ہوئی تو اکثر لوگ ہر چہار طرف سے آنے لگے ایک مرتبہ بہت لوگ اعرابی .بقصد ایمان مکے کی راہ سے آرہے تھے۔ قریش اور ابو جہل نے کہا کہ تم محمد ابن عبداللہ کے پاس جاتے ہو۔ مگر تم ان پر بغیر معجزے کے ایمان نہ لانا۔ یہ سن کر ان سب نے کہا کہ معجزہ ان سے طلب کریں تو ان سب نے کہا کہ چل ہم سب بھی تمہار ساتھ مل کر کوئی معجزہ طلب کریں۔ تب وہ سب مل کر آئے اور پھر انہوں نے آکر کہا اے محمد ﷺ ابن عبداللہ اہل قریش اور اعرابی سب جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم ایک معجزہ دکھلاؤ تو ہم سب تم پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا معجزہ چاہتے ہو بیان تو کرو۔ انہوں نے کہا ایک پتھر سفید اس میدان میں پڑا ہے پتھر کا رنگ مثل گل سرخ کے ہو جائے اور پھر اس سے سونے کا درخت جس کی چھ شاخیں ہوں پیدا ہو اور اس کی ہر شاخ میں سو سو پتے ہوں اور وہ شاخیں پھولوں سے بھری ہوں اور ہر پتے پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہو اور اس کی ہر شاخ میں چھ قسم کے میوے اور مر میوے میں چھ قسم کا مزہ مانند کھجور کے اور امرود اور سیب اور انار ہوں اور وہ فصیح زبان سے تمہاری پیغمبری پر گواہی دے تو پھر ہم سب ایمان لے آئیں گے یہ باتیں ان کی جب رسول خدا ﷺ نے سنیں تو فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ ھٰذِہِ الْمُعْجَزَۃَ

ترجمہ:۔ یعنی خدایا مجھ کو یہ معجزہ بخش دے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جو آپ نے درخواست کی ہے وہ جناب باری تعالیٰ میں مقبول ہو گئی ہے اب جو آپ کو مطلوب ہو آپ پتھر سے طلب کیجئے خدا کے فضل و کرم سے وہ سب ظہور میں آئے گا۔ پھر حضور ﷺ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تو اس اشارہ سے اس پتھر پر درخت و چڑیا وغیرہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی موجود ہوا۔ یہ معبود برحق کا معجزہ دیکھ کر تمام اعرابی اسی وقت ایمان لے آئے لیکن اہل قریش پھر بھی ایمان نہ لائے اور پھر اہل قریش نے کہا کہ یہ سب جادو ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! یہ جادو نہیں یہ تو قدرت الٰہی ہے۔

Marfat.com

معجزہ ۵۹ | ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل لعین نے ایک دن کہا کہ میرے گھر میں ایک پتھر ہے اگر اس پتھر میں سے ایک عجیب قسم کا طاؤس نکالو میں پھر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اللہ رب العزت سے دعا کی تو وہ پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک طاؤس نکلا اور اس طاؤس کا سینہ سونے کا اور سر زمرد کا اور بازو اس کے موتی کے ابو جہل لعین نے یہ امر عجیب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بھی وہ اپنے ارادے سے نہ پھرا اور ایمان نہ لایا۔

معجزہ ۶۰ | ایک روایت میں ہے کہ ایک دن ابو جہل ایک یہودی کو اپنے ساتھ لے کر بوقت شب رسول خدا ﷺ کے پاس ایا اور کہا اے محمد ﷺ ابن عبداللہ اس وقت کوئی معجزہ ہم کو دکھاؤ نہیں تو تیغ بے دریغ سے تمہارا سر جدا کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہو کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو وہ یہودی ابو جہل سے بولا کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ تو سخت جادوگر ہے اور جادو جو ہے وہ آسمان پر نہیں چلتا چنانچہ ان سے کہو کہ چاند کو آسمان پر دو ٹکڑے کر دیں تب ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پاس جادو ہے یا معجزہ۔ پس ابو جہل کے کہنے سے حضور ﷺ نے شہادت کی انگلی اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ کی تو اسی وقت چاند شق ہو گیا۔ بحکم خداوند تعالیٰ کی یعنی اسی وقت دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک ٹکڑا مشرق کو اور دوسرا مغرب کو چلا گیا۔ پھر یہ دیکھ کر ابو جہل بولا کہ آپ پھر دونوں ٹکڑوں کو ملا دیں۔ چنانچہ آپ نے اشارہ فرمایا تو وہ دونوں ٹکڑے آپس میں آکر مل گئے بس وہ یہودی تو ایمان لے ایا اور ابو جہل کہنے لگا کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ نے ہماری آنکھیں جادو سے باندھ کر دو ٹکڑے دکھائے ہیں اب اس کی تحقیقات مسافروں سے کرنی چاہئے جو رات کو سفر میں تھے کہ فلاں تاریخ کو چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے تو لوگوں نے دیکھا ہے یا نہیں۔ الغرض اس نے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں فلاں رات کو ہم نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا جب لوگوں نے یہ گواہی تب بھی ابو جہل ایمان نہ لایا۔

معجزہ ۶۱ | حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نویں سال ہجری میں ایک دن رسول خدا ﷺ نے مدینے کی مسجد میں فرمایا۔ کہ اے میرے صحابیو! نجاشی بادشاہ نے وفات پائی ہے اور اس کی نماز جنازہ اسی وقت ہونی چاہئے۔ چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کھڑے ہوئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ بعد نماز کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے

Marfat.com

دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ نہیں۔ لیکن مجھ کو حضرت جبرائیل میں نے دیکھا اور اس واسطے

ئب میت پر نماز جنازہ واجب ہے تو آپ نے فرمایا لسلام نے اس کی لاش پیش کردی اور اس کی لاش کو زہ ادا کی پھر تمہاری بھی نماز جنازہ میری اقتداء میں درست ہوئی۔

الغرض جیسے معجزات غیر مرسل سے ظہور میں ہوئی ہیں در حقیقت وہ

پہلم سے ظاہر ہوئے ایسے معجزات اور کسی نبی یا مرسل یا ے اور جو جو کرامتیں اس امت کے اولیاء اللہ سے ظاہر ے قسم کے معجزات ہیں اور وہ قیامت تک اسی طرح درخشان رہیں گی۔

یں ہجرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی خبر حضور ﷺ کی ملک عرب میں ہر طرف مشہور ہوئی تب اکثر اہل عرب حضرات آپ پر ایمان لے آئے اور بعض شدید مشرک لوگ ایذا اور تکلیف دینے پر رسول خدا ﷺ کے مستعد ہو گئے اس لئے جناب باری تعالیٰ سے حضرت جبرائیلؑ آئے اور پھر فرمایا اے رسول مقبول ﷺ بعد سلام اور درود کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو مدینہ میں بھیجو سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بلایا تو ان میں حضرت مصعبؓ اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود اور عمار اور بلال اور سعد علیہم الرضوان وغیرہ تقریباً چھبیس صحابہ کرام کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور حضور ﷺ منتظر وحی الٰہی کے رہے اور ادھر ابو جہل لعین نے حضور ﷺ کے مار ڈالنے کا کافروں سے حتمی فیصلہ مشورہ کیا اس مشورہ میں ابلیس لعین خبیث علیہ اللعنتہ ایک پیر مرد نجدی کی صورت بن کر ان کافروں کے پاس آیا اور کہا اے صاحبو! میں بوڑھا ہوں اور نجد کا رہنے والا اور میں تمہاری مدد کے واسطے آیا ہوں اور میں مال اور آدمی بہت رکھتا ہوں پھر یہ سن کر انہوں نے اس ابلیس کو اپنے لوگوں میں بیٹھنے کی جگہ دی اور اپنی مجلس شوریٰ میں شریک کر لیا۔ اس وقت ابو جہل نے کہا اے بڈھے کہو کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تو اپنے باپ دادا کے دین کو جھوٹا کیا ہے اور وہ اپنے جھوٹے دین کو جادو

Marfat.com

کے ذریعے سے جاری کرنا چاہتا ہے اور تم حاکم مکہ ہو قوم تمہاری بے شمار ہے اور لشکر بھی کافی تعداد میں ہے اور محمد ﷺ ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ تو اس وقت تنہا ہیں کیونکہ اس وقت ان کے ساتھی بھی سب کے سب مدینہ چلے گئے ہیں اور جس وقت محمد ﷺ اپنے بستر پر سوتے ہیں ایک شخص اس وقت جاکر ان کا سر کاٹ لئوے اور اس طرح سے کسی کو خبر بھی نہ ہو گی۔ چنانچہ مجلس شوری نے یہ رائے پسند کی اور آپس میں یہ بات مقرر ہوئی۔ تب ابو جہل لعین نے کہا اے یارو آج کی رات محمد ﷺ ابن عبداللہ کا سر کاٹنا ضروری ہے۔(نعوذ و باللہ من ذالک) غرض اس کام کے لئے بیس آدمی جری بہادر کار آزمودہ کو قریش میں سے مقرر کیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضور ﷺ کو خبر دی کہ آج قریش کی مجلس شوری میں یہ بات قطعی مقرر ہوئی ہے کہ آج کی رات سر آپ کا تن سے جدا کریں گے اور حکم جناب باری تعالیٰ کو یوں ہوا ہے کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر مکے سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں اور اب تمام کام اسلام کے وہیں انجام پائیں گے۔ تب حضور ﷺ نے وحی الٰہی کی حقیقت حضرت ابی بکر صدیق سے بیان کی جب رات ہوئی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں ماہ ربیع الاول شب و دو شنبہ کو نبوت کے تیرھیوں سال اور شب معراج کے آٹھ مہینے کے بعد اس وقت حضور ﷺ کی عمر شریف ترپن برس کی تھی ہجرت فرمائی۔ اور اسی شب میں ان بیس آدمیوں کے جو ابو جہل لعین کے متعین کئے تھے انہوں نے رسول خدا ﷺ کے گھر پر جا کر محاصرہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہاں پر ان پر ایک خواب ایسا مسلط کیا کہ حضور ﷺ اس محاصرے سے نکل گئے اور ان کو اصلا خبر نہ ہوئی۔ پیچھے ایک ساعت کے ابلیس نے نیند سے اٹھا کر کہا کہ اے یارو محمد ﷺ ابن عبداللہ تو بھاگنا چاہتے ہیں۔ تب بیس آدمی اپنے ہاتھوں میں تلوار لے کر حضور ﷺ کے بستر پر آئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کے بستر پر سو رہے ہیں۔ انہوں نے ان کو اٹھایا اور ان سے پوچھا کہ محمد ابن عبداللہ کہاں ہیں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر انہوں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہیں پایا۔ پھر انہوں نے مجبور ہو کر اس امر کی خبر ابو جہل لعین کو کی۔ پھر شیطان نے کہا کہ اے ابو جہل میں جانتا ہوں کہ محمد ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف بھاگے ہیں تم

Marfat.com

لوگ اس کا جلدی سے پیچھا کرو یقیناً وہ تم کو ضرور ملیں گے وہ لوگ غار جبل ثور میں جا کر چھپ رہیں گے تم ان کو وہاں پاؤ گے۔ پس تمام قریش نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی خانہ تلاشی لی ان کو بھی نہ پایا تب پھر وہ لوگ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں حضرت جبرائیلؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ تمام قریش آپ کے پیچھے آتے ہیں اور وہ آپ کو ایذا دینا چاہتے ہیں۔ آپ اسی غار میں ہی چھپ رہیں۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکرؓ کے ساتھ اس غار میں جا کر چھپ گئے اور خدا کے حکم سے مکڑی نے اس غار کے منہ پر جالا بنا اور پھر دو کبوتروں نے اس میں دو انڈے بھی دیئے اور حضرت جبرائیلؑ نے آکر خاک وغیرہ بھی اس پر بچھا دی تاکہ وہ پرانا معلوم ہوا اسی طرح سے آنے والے کفار نہ پہچان سکیں۔ جب وہ بدخواہ غار میں پہنچ گئے اور ہر طرف تلاش کرنے لگے۔ ابلیس لعین کو معلوم تھا اس نے چاہا کہ صورت بن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلا دے اس وقت حضرت جبرائیلؑ نے اپنا پر شیطان کو مار کر دریائے محیط میں گرا دیا اور پھر وہ بدخواہ اس غار کے دروازے پر آکر تلاش کرنے لگے کوئی کہتا تھا کہ شائد اب غار کے اندر گھسے ہیں۔ اور کسی نے کہا کہ نہیں اس کے اندر کیونکر جائیں گے منہ تو اس کا بہت ہی چھوٹا ہے اور کسی نے کہا کہ پھر یہاں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہاں گئے چنانچہ اسی طرح کفار عرب آپس میں کہہ رہے تے کہ دو کبوتر اس غار کے منہ سے اڑ گئے جب کبوتر انڈے اور مکڑی کا جالا خاک اور کوڑا اس پر پڑا ہوا دیکھا تو وہ ناچار و مجبور ہو کر واپس لوٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن تک اسی غار کے اندر خدا کے آگے سجدہ ریز رہے اور حضرت ابو بکرؓ نے جو دیکھا کہ اس غار کے اندر چاروں طرف سانپ و بچھو اور سوراخ بہت ہیں تو انہوں نے اپنے کپڑے اور اپنی دستار کو پھاڑ پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ صرف ایک کپڑا زیر جامہ کو ثابت رکھا اور کپڑا نہ ہونے کے سبب ایک سوراخ باقی رہا اور وہ بند نہ ہو سکا۔ حکم الٰہی سے ایک مار زہردار نے چاہا کہ اس سوراخ سے نکل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک چومے اسی وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نظر اس پر پڑی چنانچہ انہوں نے اپنے پیر کو اس سوراخ پر رکھ دیا۔ اور اس کے باہر آنے کی راہ کو بند کر دیا پھر اس غار کے اندر سے سانپ نے حضرت ابو بکرؓ کے پاؤں میں کاٹا اور پھر زہر نے ان پر غلبہ کیا جس کی وجہ سے ان کے تمام بدن میں لرزہ پڑا۔ لیکن باوجود اتنی شدید تکلیف کے اپنا پاؤں اس غار کے منہ سے نہ ہٹایا اور مثل ستون کے

Marfat.com

قائم رکھا۔ ادھر جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے ابو بکرؓ کیا حال ہے تمہارا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ اس سوراخ سے باہر نکلتا تھا۔ اس واسطے میں نے اس سوراخ کو اپنے پاؤں سے بند کیا اور اس سانپ نے میرے پاؤں میں کاٹا اور اس کے زہر نے مجھ پر غلبہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لو۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لیا۔ یکایک وہ سانپ اپنے سوراخ سے نکل آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب میں نے دیکھا کہ ابو بکر صدیقؓ آپ کے قدم چومنے سے مجھے محروم کرتے ہیں اس واسطے میں نے ان کو کاٹا ہے یہ کہہ کر وہ ایمان لایا اور وہ پھر قدم بوس ہو کر اپنے سوراخ کے اندر گھس گیا۔ اور حضور ﷺ نے اس زخم پر تین بار لعاب دہن لگایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو شفا کامل بخشی اور پھر چوتھے روز حضور ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس غار سے نکل کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر ابو جہل نے سراقہ بن ابو جعشم کو یہ خط لکھا کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ یہاں سے بھاگ کر مدینے کی طرف جاتے ہیں لہٰذا مناسب ہے تم کو کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا۔ اس ہدایت پر سراقہ بن جعشم نے اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کو راہ میں گھیرا اور اپنا نیزہ داہنے ہاتھ میں پکڑا اور اپنے گھوڑے کو دوڑا کر ارادہ کیا کہ وہ دفعتہ رسول خدا ﷺ کے سامنے آئے اور پھر ان کو پکڑ لے۔ خدا کے حکم سے اس وقت زمین اس کے گھوڑے کو پیٹ تک نگل گئی اسی وجہ سے سراقہ نے سمجھا کہ محمد ابن عبداللہ سچے رسول ہیں اور پھر وہ اپنی عذر خواہی کرنے لگا اور اقرار کیا کہ اگر آپ مجھ کو چھڑا دیں گے تو اب واپس چلا جاؤں گا اور مزید کہنے لگا کہ جو بد خواہ آپ کے پیچھے آتے ہیں ان کو بھی پھیر دوں گا اور میں ان سے کہوں گا کہ میں نے اس طرف بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہیں پایا۔ پھر حضور ﷺ نے زمین کو فرمایا اَرْضُ خِلَیْہِ یعنی اے زمین اس کو چھوڑ دے تب زمین نے اس کے گھوڑے کے پاؤں کو چھوڑا اور سراقہ اس طرح خلاص ہو کر واپس گیا اور اس کی جب بد خواہوں سے ملاقات ہوئی تو سراقہ نے وہی باتیں کیں جو کہ حضور ﷺ سے وعدہ کیا تھا۔ جب حضور ﷺ وہاں سے نکل کر الغنم میں پہنچے تو وہاں کا سردار قوم بریدہ اسلمی رسول خدا ﷺ کی خبر سن کر اپنے ساتھ تقریباً سات سو آدمی لے کر پیغمبر خدا ﷺ کے استقبال کو

Marfat.com

آیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ وہاں سے روانہ الاول کی سولہویں تاریخ دو شنبہ کے روز قبا میں پہنچے قبا ایک گاؤں کا نام ہے مدینہ کے سر میں واقعہ ہے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ ایمان لائے وہاں چار روز پیغمبر خدا ﷺ رہے جب اہل مدینہ نے حضور ﷺ کے آنے کی خبر پائی تو وہاں کے تمام سردار معہ اپنے اصحابہ کے حضرت عمرؓ اور حضرت امیر حمزہؓ وغیرہ ہمار حضورؐ ﷺ کے استقبال کو آئے غرض ربیع الاول کی بیسویں تاریخ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں اترے اور پھر وہیں سے اشاعت اسلام و تبلیغ کے سلسلے کو جاری کیا۔ ہجرت کے بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان جنگ بدر الکبریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ ہجرت کے بعد ایک برس تک جہاد کا اتفاق نہ ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال ہی بدر الکبریٰ واقع ہوئی اور ہجرت کے پانچویں سال میں بدر الصغریٰ واقع ہوئی اور اسی طرح دس برس کے اندر پیغمبر خدا ﷺ کو پچیس لڑائیاں کفار سے لڑنا پڑیں اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ستائیس اور بعد نزول اس آیت کے

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

ترجمہ:۔ یعنی قتل کرو تم مشرکوں کو جہاں پاؤ لیکن ان میں سے سات لڑائیوں میں یعنی جنگ بدر، جنگ احد، غزہ خندق، بنی قریظہ، بنی مصطلق اور طائف میں آپ بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وادی القریٰ اور خابہ اور بنی نضیر میں گئے تھے۔ ایسی ہی اور پچاس لڑائیاں ہوئیں ان میں صرف لشکر ہی کو آپ نے بھیجا اور خود تشریف فرما نہ ہوئے اور اس مدت کے اندر حضور ﷺ کو سوائے دعوت اسلام اور تعلیم احکام دین کے اور کافروں سے جہاد کرنے اور مسجد بنانے کے کوئی دوسرا کام نہ تھا یہاں تک کہ دین کمال کو پہنچا اور لڑائی بدر الکبریٰ کے ہونے کا یہ سبب تھا۔ کہ ایک دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مکے کے مشرک سوداگر ابو سفیان اور عمرو بن العاص اس طرف آتے ہیں۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا تاکہ وہ ان سب کو ماریں اور مال غنیمت حاصل کریں اور ان سے کسی طرح کا خوف نہ کریں خدا

Marfat.com

کے فضل و کرم سے تم کو فتح و نصرت ہو گی۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام ؓ
فرمایا کہ ایک سو مرد مسلمان جمع ہوئے ان میں تیرہ آدمی گھوڑے پر سوار اور اسی آدمی ستر سوار اور باقی پا پیادہ تھے اور کسی کے پاس ہتھیار لڑائی کا نہ تھا۔ مگر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک لاٹھی تھی۔ ان کافروں سے لڑنے کے واسطے جب چاہ بدر کے نزدیک پہنچے تو ان سوداگروں کو یہ احوال کسی طرح معلوم ہو گا۔ آخر انہوں نے یہ خبر مکے میں پہنچائی کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ نے جماعت کثیر لے کر ہماری راہ بند کی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے وہ ارادہ تخت و تاراج کا رکھتے ہیں۔ پس ابو جہل نے یہ بات سن کر منادی کی تمام اہل مکہ ایک ہزار ایک سو سوار ہمراہ رکھتے تھے پس ابو جہل ان سواروں کو لے کر خود لڑنے کو آیا اور حضرت جبرائیل ؑ یہ خبر لے کر رسول خدا ﷺ کے پاس آئے کہ تم سے لڑنے کو ابو جہل کا اتنا بڑا لشکر آتا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے تمہاری ہی نصرت ہو گی اور وہ سب کے سب ذلیل و خائب و خاسر ہوں گے جو لوگ مومن تھے یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ادھر دوسرے ہی دن دونوں طرف سے لشکر جمع ہوئے اور جب ابو جہل نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو حضور ﷺ کا لشکر بہت ہی تھوڑا معلوم ہوا۔ اور اپنے لشکر کو دیکھا تو بہت بڑا معلوم ہوا۔ اس واسطے وہ خوش ہو کر کہنے لگا کہ میرے ساتھ اتنا لشکر ہے کہ ہم لوگ تو محمد ﷺ ابن عبداللہ کے خدا سے بھی لڑ سکتے ہیں اور اس لشکر کے واسطے تو ہمارا لشکر تھوڑا لشکر ہے جب یہ بات رسول خدا ﷺ کے کانوں تک پہنچی تو آپ اسی وقت سجدے میں گر پڑے اور اپنے خداوند قدوس سے التجائیں کرنے لگے کہ اے خداوندا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے سو وہ پورا فرما اور ہم کو اس جم غفیر لشکر پر فتح دے۔ پس اول لشکر سے ابو جہل کے عتبہ اور شیبہ اور ولید ابن مغیرہ جنگ گاہ میں آ کھڑے ہوئے اور لشکر محمد ﷺ سے عبداللہ ابن رواحہ اور عوف ابن حارث اور مسعود ابن حارث علیہم الرضوان لڑائی میں آئے۔ تب لشکر ابو جہل کے لوگ حقارت سے کہنے لگے کہ اول نام اپنا بتاؤ بعد میں ہم سے لڑو پھر ان تینوں مومنوں نے اپنا نام بتایا۔ تو مشرکوں نے کہا کہا کہ تم لوگ ہماری لڑائی کے قابل نہیں ہو واپس چلے جاؤ۔ اس کے بعد ایک بلند نعرہ مارا کہ اے محمد ﷺ ابن عبداللہ ہمارے مقابل میں ہمارا ہمسر بھیج پس آپ نے حضرت حمزہ، علی مرتضیٰ اور عبیدہ حارث علیہم الرضوان کو بھیجا۔ پھر دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی حضرت حمزہ ؓ ابو جہل کے لشکر سے شیبہ کا سر

Marfat.com

کاٹا اور علی مرتضیٰ ؓ نے مغیرہ کو مارا۔ اور عتبہ نے حضرت عبیدہ ؓ کا پاؤں توڑا لیکن پھر بھی حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ مردود کو قتل کیا اس کے بعد رسول خدا ﷺ کے حضور میں آئے تو آپ نے ان کو بہشت کی بشارت دی اور ان کے پیچھے مشرکوں نے تیر مار کر پانچ مومنوں کو شہید کیا۔ پھر پیغمبر خدا ﷺ نے سجدے میں آکر دعائے نصرف طلب فرمائی۔ تب خدا عزوجل نے ایک ہزار فرشتے بھیجے انہوں نے آکر مشرکوں کو جہنم واصل کیا۔ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جنگ گاہ میں ابو جہل کا سر کاٹا اور سجدہ شکر بجالائے اور اس دن بہت کافر مارے گئے اور بہت سے قید کر لئے گئے اور بہت سے شکست پا کر بھاگ گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جس دن کافروں نے حضور ﷺ کے لشکر کے مارنے کا قصد کیا تو خدا کے حکم سے اس دن خود بخود ان کافروں کے سر کٹ کر زمین پر گرے اور ان کافروں کی لاشوں کو خندق میں ڈال دیا گیا۔ پیغمبر خدا ﷺ نے اس کے کنارے کھڑے ہو کر کہا کہ اے بدبختو! اقارب ہمارے تم ہی تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ دیکھ کر متعجب ہو کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ مقتولوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ نے اس وقت فرمایا کہ مردے بات سنتے ہیں لیکن وہ بول نہیں سکتے پھر رسول خدا ﷺ اپنے فتح یاب صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ کے لشکر میں سے صرف تیرہ آدمی شہید ہوئے تھے اور حضرت محمد ﷺ نے ان اسیروں کو اپنے پاس بلایا عتبہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کی تکلیفیں دی ہوئی یاد آگئیں پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم عتبہ کو قتل کرو اسی وقت علی مرتضیٰ نے عتبہ کی گردن اڑا دی اور وہ ہمیشہ کے لئے داخل جہنم ہوا۔ اور پیغمبر خدا ﷺ کی ایک زوجہ نے کہ نام ان کو سودہ رضی اللہ عنہا تھا قیدیوں کو قتل کے وقت کہا کہ تم اگر لڑائی میں مارے گئے ہوتے تو اس وقت اس خرابی سے کیوں مارے جاتے۔ یہ بات سن کر رسول خدا ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پر غصہ ہوئے اور پھر ان کو طلاق دے دی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے غمگین ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت منتوں اور سفارش اور عفو تقصیر پر راضی کیا۔ چنانچہ سید عالم ﷺ نے سفارش منظور کرلی اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پھر نکاح میں لائے۔ اس کے بعد نبی کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو کہ اس وقت اسیر ہو کر آئے تھے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تم کو آزاد کردوں گا۔ اس وقت

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اور اس طرح سے دولت ایمان ان کے ہاتھ لگی اور وہ جنت کے مستحق ہوئے۔ چنانچہ میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

بیان احوال جنگ احد

ایک روایت میں آیا ہے کہ مشرکوں نے جنگ بدر کی ہزیمت کے بعد لڑائی کا سامان پھر تیار کیا اور اس وقت سردار قریش ابو سفیان تھے وہ کافر معہ جم غفیر و لشکر کثیر لے کر مدینہ کو بارادہ تاخت و تاراج آئے اور حضرت جبرائیل امین علیہ اسلام نے یہ خبر رسول خدا ﷺ کو پہنچائی۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کیا کہ فوج کفار کی مدینہ کے متصل آئی ہے۔ لہٰذا لشکر اسلام مسلح ہو کر ہمرکاب رسالت مآب ﷺ کے جبل احد پر آیا جو کہ مدینہ منورہ سے دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضور ﷺ نے عبداللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ کو ستر تن تیر انداز کے ساتھ ہی اسی کوہ پر لشکر وغیرہ کی حفاظت کو متعین کیا اتنے میں لشکر دونوں طرف سے صف کشیدہ ہوئے اول تیروں کا مینہ برسا پھر شمشیر و خنجر بجلی کی طرح چمکتے رہے اور خون کے دریا بہاتے رہے۔ الغرض اسلامی فوج نے پروردگار کے فضل و کرم سے لشکر کفار پر فتح نصرت پائی اور مشرکوں نے ہزیمت و شکست کھائی اور تقریباً ستر نگہبان کوہ احد کے باوجود ممانعت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے یہ ہزیمت دیکھ کر غنیمت لوٹنے کو دوڑے کفار کی فوج موقعہ غنیمت جان کر اس پہاڑ پر پہنچی اور پھر لشکر اسلام مغلوب ہوا اور پھر اس مغلوبیت میں ستر آدمی شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے اور حضور ﷺ کے دندان مبارک بھی اسی جگہ پر ایک پتھر کی ضرب شدید سے شہید ہوئے اور آپ کے دہن مبارک سے خون بہا ایک صحابی اپنی پگڑی سے آپ کو لہو مبارک پونچھتے تھے۔ ابلیس لعین نے یہ حال دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ کر پکارا کہ اے لوگو! محمد ﷺ ابن عبداللہ تو مقتول ہو گئے۔ یہ آواز سن کر کافروں نے خوش ہو کر لشکر اسلام پر حملہ کیا اس وقت بہت سے مسلمان مجروح ہوئے اور کتنے ہی شہید ہوئے اور چند لوگ غازی بنے اور بعضے بھاگے اصحاب کبار علیہم الرضوان وغیرہ حضور ﷺ کی خبر گیری کو آئے انہوں نے آکر دیکھا کہ آپ کا دندان مبارک شہید ہوا ہے۔ اس عرصہ میں حضرت حمزہؓ اور دو صحابہ کرام نے شہادت پائی اور کافروں نے اپنے ظلم و ستم سے ان کو مثلہ کیا۔ یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹے یہ دیکھ کر

Marfat.com

اصحاب کبار کی آتش خشم نے جوش مارا پھر فوراً اپنی فوج لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور مانند برق کے ان پر گرے اور نہایت جوشیلے فلک شگاف نعرے مار مار کر کفاروں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور جناب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھ کر کہا کہ اے چچا جان خدا کے حکم سے ستر آدمیوں کو تمہارے عوض مثلہ کروں گا یہ کہہ کر انہوں نے اپنے برق رفتار گھوڑے کو چمکایا اور اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر نعرہ بلند کیا۔ اور پھر اپنے گھوڑے کو برق کی طرح سے کفار پر ڈال دیا۔ اس وقت حضور ﷺ کے گھوڑے کی باگ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پکڑے ہوئے تھے کہ فوراً جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ ﷺ فرشتے آپ کی مدد کو آتے اور کافروں کا سر تن سے جدا کرتے تھے۔ غرض لشکر اسلام نے فتح و کامیابی پائی۔ جناب رسول خدا ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی وقت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں خوش خبری دینے کے لئے بھیجا۔ ادھر تمام اہل مدینہ اور اہل بیت آوازہ بدر سے گھبراتے تھے خبر ظفر و کامیاب کی سن کر شاد ہو گئے اور اس کے بعد حضور ﷺ نے بہت سے مسلمانوں کی لاشیں بعد نماز جنازہ دفنائیں اور کچھ لاشوں کو مدینہ منورہ میں لے آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بڑھیا نے اپنے بیٹے اور بھائی کو دیکھ کر کہا کہ اگر ہزار بیٹے اور بھائی بھی ہوتے تو بھی میں حضور ﷺ پر تصدق کرتی اور رسول مقبول ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے آپ نے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک آدمی اپنے مردوں کی تعزیت کرتا ہے حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی ہوتا تو ان کی بھی تعزیت کرتا۔ یہ فرمان سن کر سب مرد و زن اپنے مردوں کو چھوڑ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی بلکہ اب تک ملک عرب میں یہ رسم جاری ہے کہ کوئی بھی کسی مردے کی تعزیت کے واسطے آوے تو وہ پہلے تعزیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرے گا اور بعد میں اس کی کرے گا۔ جس کے واسطے وہ وہاں گیا ہے۔ اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان احوال جنگ بدر الصغریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنگ احد کی لڑائی سے اگلے سال مکہ معظمہ میں بڑا قحط پڑا سب لوگ وہاں کے خراب و تباہ ہوئے۔ پھر کافروں نے خوف اور ڈر سے حضور ﷺ کے مل کر آپس میں تدبیر و مصلحت صلاح ٹھہرائی اور ایک قاصد بنام مسعود کو مدینہ منورہ میں

Marfat.com

بھیجا اس شخص نے اپنے مکر و فریب سے حضور ﷺ کو ڈرایا۔ کہ یارسول اللہ گزشتہ سال باوجود کم جمیعتی کفار کے آپ کی فوج بہت ماری گئی اور سال تو ان کو زر و جمیعت خوب ہے ہرگز آپ اس طرف کا قصد نہ فرمائیں۔ لیکن آپ نے اس بات پر قطعاً عمل نہیں کیا اور آپ لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لے کر مکے کو جا کر محاصرہ میں لائے مگر کفار میں سے کوئی شخص لڑنے کو نہ آیا بلکہ بہت سے آدمی تو خفیہ طور پر آکر مسلمان ہو گئے۔ پھر فخر دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی اور پھر سال آئندہ میں حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ .بقصد حج اور اپنے ہمراہ شتر و دنبے قربانی کی لئے لے کر روانہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر اہل مکہ نے جمع ہو کر جنگ کا قصد کیا اور اس وقت تمام مسلمان احرام میں تھے ان کو کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ اتفاقیہ قضا الٰہی سے کفار کو لشکر اسلام دیکھ کر ایسا رعب غالب ہوا کہ وہ خود بخود بھاگ گئے۔ پھر ان کافروں نے دو قاصد ایک ابو مسعود ثقفی دوسرے سہیل بن عمرو کو بھیج کر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بارادہ حج تشریف لائے ہیں اور جنگ کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ تب وہ لوگ خوش ہو کر حرب صلح درمیان میں لائے اور انہوں نے آکر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس سال ہم قحط کے مارے ہوئے ہیں آپ کی خدمت بھی نہ ہو سکے گی اس واسطے یہ آرزو ہے کہ ابھی آپ مدینے کو پھر جائیں اور ایک تمنا صلح کی بھی ہے رسول خدا ﷺ کو ان پر رحم آگیا اور ان کی التماس قبول کرلی۔ پھر عہد و پیمان آتشی و صلح کا لکھا گیا۔ پھر پیغمبر خدا ﷺ نے بیت الحرام کو ہدیہ اور تحفہ بھجوایا اور بہت سے مساکین لوگوں کو خیرات دی اور اپنے صحابیوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منوہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

بیان احوال جنگ خیبر

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ساتویں ۷ھ میں حج مبارک سے فارغ ہو کر جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے مژدہ مسلمان ہونے نجاشی کا سنا۔ پھر خبر صلح پارس کی پہنچی۔ آپ نے خیبر کی طرف بارادہ جہاد کوچ فرمایا اور مع لشکر وہاں پہنچے اور ادھر خیبر کے یہود بھی فوج کثیر لے کر مقابلہ کو آئے۔ جب لشکر دونوں طرف کا صف کشیدہ ہوا۔ تب ایک مرد مسلمان نے ساتھ آدمی یہودی جہنم رسید کئے اور پھر شہادت پائی۔ پھر سرور عالم ﷺ نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو بلوا کر حکم جنگ کا صادر فرمایا اور اس وقت حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں شدید درد تھا حضور ﷺ نے ان کے واسطے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ آرام ہوتے ہی حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اپنے تیز برق رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنی تلوار کو اپنے ہاتھ میں لے کر میدان جنگ میں آکر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ یہ سنتے ہی یہودیوں نے آپ پر شدید حملہ کیا۔ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک ہی حملہ میں بہت سے کافروں کو فی النار والسقر کیا اس عرصے میں ایک یہودی پہلوان رستم زماں لاف مارتا ہوا آیا اس نے آتے ہی شیر خدا پر حملہ کیا۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک ہاتھ ایسا مارا کہ آپ کی تلوار سے وہ گھوڑے سمیت دو ٹکڑے ہوا۔ کافروں نے یہ حال دیکھ کر ہزیمت اور شکست کھائی اور پھر انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی پس اس وقت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے در خیبر کو پکڑ کر زور کو امت کا دکھایا تو تمام قلعہ میں لرز زلزلے کا سا پڑ گیا اور خدا کے حکم سے دروازہ اکھڑ کر حصار اور فصیل کے پیچھے گرا پھر تو لشکر اسلام بھی قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں مال و دولت بہت کچھ ہاتھ آیا۔ اور بہت سے یہودی قتل ہوئے اور کثیر تعداد میں مرد و زن گرفتار ہو کر قید ہوئے اس میں ایک عالی خاندان بی بی حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ ان بی بی کے ایک خط مہر میں رسول مقبول ﷺ سے موقوفی خراج میں لکھوا کر اپنی قوم کو دیا۔ چنانچہ وہ خط ان کے پاس اب تک موجود ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ

بیان وصال ظاہر حضور محمد مصطفی ﷺ

ایک روایت میں ہی کہ آٹھویں تاریخ ذوالحجہ کو خاتم الانبیاء نے اپنے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی اتنے میں حضرت جبرائیلؑ یہ آخر آیت لے کر حاضر ہوئے قولہ تعالیٰ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

ترجمہ:۔ یعنی آج کے دن کامل کیا میں نے دین تمہارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پھر میں راضی ہوا تمہارے دین اسلام سے۔

جب یہ آیت نازل ہوئے تو سید المرسلین ﷺ نے جان لیا کہ اب سفر آخرت میرا بالکل قریب آچکا ہے اسی واسطے آپ بعد فراغت حج بیت اللہ کے اپنے آباؤ اجداد کے

Marfat.com

مکانات دیکھنے گئے اور پھر مدینے کی طرف روانہ ہو کر آپ نے فرمایا کہ شائد دوسرے سال مکہ معظمہ میں میرا آنا نہ ہو گا یہ فرمان سن کر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم گریہ وزاری میں مصروف ہوئے اور حضور ﷺ کو اسی مقام پر درد پیدا ہوا۔ چنانچہ تیرہ نمازیں آپ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی اقتداء میں پڑھیں پھر مدینہ منورہ تشریف لائے الغرض ماہ صفر کو بروز بدھ کے میمونہ خاتون رضی اللہ عنھا کے گھر میں جو کہ زوجہ حضور ﷺ کی تھیں۔ درد سر اور بخار شروع ہوا۔ شدت مرض کی وجہ سے سب ازواج مطہرات تیمار داری کے واسطے وہاں آئیں پھر وہاں سے حضور اہل بیت میں سے کسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر عائشہ خاتون رضی اللہ عنھا کے حجرے میں تشریف لائے اور اپنا سر مبارک ان کے زانو پر رکھ کر آپ نے آرام فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بدن مبارک آپ کا بہت گرم ہے آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنھا تم سے مفارقت کا دن بالکل قریب آگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے یہ سن کر آہ سرد دل پر درد سے بھری آپ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنھا تم صبر شکر کرو کیونکہ موت کا شربت ہر ایک کو چکھنا ہے اور دوسرے دن جمعہ تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان سن کر سید المرسلین ؐ نے چند صحابہ کرام علیم الرضوان کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں باوقت نماز پہنچ کر فرمایا کہ مجھ کو بوجہ ضعف کے طاقت نہیں لہٰذا میری ہے کہ ابوبکر صدیق امامت کے فرائض انجام دیں۔ یہ فرمان آپ کا سن کر تمام صحابہ کرام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے فرمان سے امامت کرائی اور آپ نے ان کی اقتداء میں بدشواری نماز ادا کی اور پھر آپ نے چند امور کی وصیت فرمائی کہ اے میرے بھائیو میں نے وہی الٰہی کے موافق سب نیک و بد سے آگاہ کیا اب وقت میرا آخر آپہنچا ہے میں تم سے کہتا ہوں کہ نیک کاروبار کرتے رہنا اور اس کاروبار کو نہایت ہوشیاری سے میرے بعد کرنا۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں گریہ وزاری شروع ہوئی پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دست بستہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آج کی رات ایک خواب میں نے دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ یہ دیکھا ہے کہ چادر عائشہ رضی اللہ عنھا کے سر سے اڑ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تعبیر اس خواب کی اس کے بیوہ ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے پیچھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے

Marfat.com

یہ خواب دیکھا ہے کہ عدل میرا ٹوٹ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ عدل میں ہوں پھر حضرت عثمان غنی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک ورق قرآن شریف سے ہوا پر اڑ گیا ہے فرمایا آپ کے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اے عثمان ورق قرآن مجید کا عبارت میری روح سے اور تن سے مراد ہوا ہو گی۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ڈھال ٹوٹ گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سپر تیری میں تھا اور اس کا ٹوٹنا میرا اس سے دار فانی سے جانا ہے اس کے بعد حسنین رضی اللہ عنھما نے کہا یا جدی ہم نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت بزرگ گر پڑا آپ نے اس خواب کی تعبیریوں بیان فرمائی کہ اے میرے فرزند' وہ درخت میں ہوں کیونکہ میں اس جہان سے جانیوالا ہوں اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ خواب دیکھا کہ میرے گھر کا ستون گر پڑا آپ نے اس کی تعبیریوں بیان فرمائی کہ اے عائشہ رضی اللہ عنھا جو عورت یہ خواب دیکھے تو مستقبل قریب میں اس کا شوہر ہی مرتا ہے۔ اس وقت سب صحابہ کرام اور تمام بیبیاں اور سارے اہل بیت علیھم الرضوان زار زار روئے اور بہت ہی پریشان و مضطرب و بے قرار ہوئے۔ پھر رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابیو بیماری کی شدت مجھ پر بہت ہے آپ لوگ بلال رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ سارے مدینہ میں اعلان کر دیں کہ صرف دو روز رسول خدا ﷺ کے باقی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ جو شخص کو دعویٰ کی قسم کا مجھ پر ہو وہ آکر مجھ سے وصول کر لے اور اپنا حق قیامت کے دن پر موقوف نہ رکھے۔ الغرض ایک مرد عکاشہ رضی اللہ عنہ نامی نے دعویٰ تازیانے کا کیا اور کہا یا رسول اللہ جنگ احد میں آپ کے ہاتھ سے میری پیٹھ پر کوڑا لگا تھا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس کا عوض مجھے مل جائے چنانچہ یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنے گھر سے وہ کوڑا جو کہ سات سیر وزن کا تھا منگوایا اور تمام لوگوں کو عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بدلہ لینے کا معلوم ہوا تو ہر ایک صحابہ کبار وغیرہ اس سے کہتے تھے کہ اے عکاشہ حضور ﷺ کے بدلے ہمارے بدن پر دس دس بیس بیس چالیس چالیس کوڑے مار لے اور چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کوڑا اپنے ہاتھ میں لے اور جتنا چاہے مار آپ کے فرمان کے مطابق عکاشہ رضی اللہ عنہ نے درہ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر کہا کہ حضور ﷺ میں نے تو ننگی پیٹھ پر

Marfat.com

کوڑا کھایا تھا اور آپ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ نے اپنا پیراہن اتار دیا اور موجودہ حاضرین اس وقت زار و قطار روتے تھے اور اپنی زبان سے کہتے جاتے تھے۔

عکاشہ تو نے آخر بات ہم سب کی نہیں مانی
چوں کفر اور کعبہ بر خیزد کجا مانند مسلمانی!

چنانچہ عکاشہ رضی اللہ عنہ پشت مبارک کے قریب آکھڑا ہوا اور پھر اس نے مہر نبوت کو اپنی آنکھوں سے زیارت کی فوراً اس نے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پھر کوڑا ہاتھ سے پھینک کر آپ کے قدم مبارک پر گرا اور کہنے لگا اے سید المرسلین ﷺ مجھ کمینے کو کیا طاقت ہے کہ آپ کے غلاموں کی پشت تک بھی کوڑا لے جا سکوں۔ میں کمینہ نالائق آپ کی درگاہ کا ہوں میری پیٹھ پر جس روز تازیانہ لگا تھا میں نے اسی روز بخش دیا تھا۔ اب تو غرض میری یہی تھی کہ میں اس حیلہ سازی سے مہر نبوت کی زیارت کروں اور پھر آتش دوزخ سے بے فکر رہوں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے عکاشہ رضی اللہ عنہ زہے نصیب تیرے کہ آگ دوزخ کی تجھ پر حرام ہو گئی۔ پھر ربیع الاول بارہ تاریخ پیر کے روز اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو فرمایا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر ادب سے کھڑے رہنا اور بے اجازت ان کی جان قبض نہ کرنا چنانچہ ملک الموت نے اعرابی کی صورت بن کر حضور ﷺ کے دروازے پر آواز دی کہ میں اندر آنے کے واسطے حکم چاہتا ہوں اگرچہ ادب سے آواز آہستہ تھی تو بھی سب مکان گونج گئے اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اعرابی اس وقت حضور ﷺ پر بے ہوشی ہے اور تکلیف سے بے چین ہیں۔ اس نے ایک نہ سنی اور بار بار پکارتا رہا جب آپ ﷺ کے کان مبارک میں آواز پہنچی تو آپ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور پھر پوچھا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کیا ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی اپنے ہاتھ میں تلوار لئے دروازہ پر چلا آتا ہے اور گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے اس سے ہر چند کہتی ہوں مگر وہ واپس نہیں جاتا یہ سن کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ اے فاطمہ وہ اعرابی نہیں ہے کہ وہ چلا جائے بلکہ یہ شخص ہے کہ عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنائے تم اس کو اندر بلا لو۔ پھر ملک الموت علیہ السلام نے آکر سلام کیا اور نہایت مودبانہ طور پر کھڑا ہوا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے برادر عزرائیل علیہ السلام تم میری زیارت کو آئے ہو یا میری جان قبض کرنے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

میں تو آپ کی جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ مگر آپ کے حکم سے آپ کی جان قبض کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ٹھہرو حضرت جبرائیلؑ ابھی آئیں گے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں حضرت جبرائیلؑ آگئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے اخی جبرائیلؑ فرمان الٰہی تھا کہ میری عمر نوے برس ہو گی اور ابھی تو میری عمر کے صرف تریسٹھ ہی برس گزرے ہیں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ کے ستائیس برس معراج میں گزرے اور کہا حکم الٰہی یوں بھی ہے کہ اگر آپ دنیا میں رہنا منظور کریں تو جتنی عمر چاہیں عنایت کر دوں پھر حضور ﷺ نے پوچھا مرضی الٰہی کس میں ہے انہوں نے کہا مرضی الٰہی تو آپ کو جنت میں بلانے کی ہے کیونکہ دوزخ کی آگ سرد کی گئی ہے اور آپ کے واسطے جنت کو آراستہ کیا گیا ہے اور وہاں کے حور و غلمان آپ کے منتظر ہیں وہ تمام اپنا بناؤ سنگار کر کے مستعد خدمت کے ہیں یہ سن کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا میں بھی راضی برضائے مولا ہوں۔ پھر فرمایا اخی جبرائیلؑ میرے جانے کے بعد تم اس دنیا میں آؤ گے یا نہیں حضرت جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بعد دس بار اور دنیا میں آؤں گا ہر ایک بار ایک چیز دنیا سے لے جاؤں گا حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا کیا چیزیں ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اول نور گوہر صبر دنیا سے لے جاؤں گا اور دوسری بار گوہر شرم اور تیسری بار گوہر محبت اور چوتھی بار گوہر عدل اور پانچویں بار گوہر برکت چھٹی بار گوہر سخاوت اور ساتویں بار گوہر صداقت اور آٹھویں بار گوہر جلال اور نویں بار گوہر علم اور دسویں بار برکت قرآن مجید کو لے جاؤں گا۔ بس یہ دس چیزیں آپ کے بعد لینے آؤں گا پھر اس کے بعد آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور اسرافیل صور پھونکیں گے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ میرے بعد میری امت کا کیسا حال ہو گا۔

حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ اپنی امت کو میرے ذمے سونپ دو اور پھر میں بروز قیامت اس کو واپس کر دوں گا پھر آپ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ غسل میت میری کا کون دے گا اور کون کفن پہنچائے گا اور نماز جنازہ کون پڑھائے گا اور میں کہاں دفنایا جاؤں گا۔ یہ سن کر جبرائیلؑ دربار الٰہی میں گئے اور پھر وہاں سے واپس آئے اور آکر بولے کہ اللہ تعالیٰ کا یوں فرمان ہوا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کریں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ غسل دیں اور کفن پہنچائیں اور آپ حضرت

Marfat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن ہو کر آرام فرمائیں پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے وصیت فرمائی کہ اے میرے صحابیو! حلال و حرام میں فرق جاننا اور اپنے مال کی زکواۃ دینا اور فقیروں کو ان کے حق سے محروم مت کرنا اور زن و فرزند یتیم و ہمسایہ پر شفقت کرنا اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ دینا اور اس وقت سب حاضرین مجلس کا غم سے عجب حال تھا اور مانند نقش دیوار ہو گئے تھے خصوصاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ نے فرمایا اے جگر گوشہ میری رنج نہ کرنا کیونکہ بعد چھ ماہ کے تم بھی میرے پاس آجاؤ گی اس وقت خاتون جنت کو تسکین ہوئی۔ پھر حضرت پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اے عزرائیلؑ اب اپنے کام میں مشغول ہو۔ چنانچہ پھر ملک الموت نے اپنا ہاتھ حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھا پھر پیغمبر خدا صلعم نے ایک آہ بھری اور پھر فرمایا اے ملک الموت مجھ کو ایذا پہنچی میں نے جانا کہ ایک پہاڑ میری چھاتی پر آپڑا ہے اور پھر فرمایا کہ میری امت کو بھی ایسی ہی تکلیف ہو گی۔ عزرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ روح مبارک بہت آسانی سے قبض کر رہا ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے عزرائیل علیہ السلام جتنی سختی اور تکلیف جان کنی عالم میں ہے وہ تو مجھے ہی دے دے لیکن میری امت کو جان قبض کرنے کے وقت ذرا ایذا نہ دینا کیونکہ وہ بہت ہی ضعیف و کمزور ہے تب ملک الموت علیہ اللسام نے عہد کیا کہ جو کوئی آپ کی امت میں سے بعد نماز فراغت کہ آیتہ الکرسی پڑھے گا اس کی جان ایسی آسانی سے قبض کروں گا جیسے سوتے ہوئے بچے کے منہ سے ماں اس کی اپنی چھاتی نکال لیتی ہے اور اس بچے کو اس کی خبر نہیں ہوتی پھر حضرت خاتم النبیین ﷺ نے آخری وصیت یہ کی کہ اے میرے صحابیو! بدی اور گناہ کے کام مت کرنا اور اپنا آئینہ سینہ کو زنگ کینہ سے پاک رکھنا اس کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مودبانہ التماس کرتے ہوئے آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی حضور ﷺ نے اس کا جواب کچھ نہ دیا مگر اشارہ کے واسطے اپنی شہادت کی انگلی کو اٹھایا۔ کہ بعد ایک برس کے کوئی سمجھا بعد ایک ہزار برس کے اور کچھ لوگوں نے کہا یہ حال تو معبود برحق ہی جانتا ہے کسی کو کچھ خبر نہیں۔ بس اتنے میں حضور ﷺ نے اپنی جان مبارک بحق تسلیم کی اور تمام حاضرین نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اسی دم تمام صحابہ اور اہل بیت علیہم الرضوان وغیرہ کی جو غم سے کیفیت طاری ہوئی کیا ممکن کہ وہ بیان تحریر میں لا سکوں۔ اور کئی روز تک تمام صحابہ کرام

Marfat.com

علیہم الرضوان پر عالم بے ہوشی رہا۔ بہرصورت اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمانے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا اور کفن پہنایا اور جنازہ رسول اللہ ﷺ کا تیار ہوا۔ ملک ملک کے آدمیوں نے حضور ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی اور زمین و آسمان کے فرشتوں نے بھی نماز جنازہ پڑھی تھی پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیا۔ اور بموافق وصیت حضور ﷺ کے امامت اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔

چند اشعار برائے تعزیت

دفنجس دم کہ زمیں میں شہ لولاک ہوا
رتبہ روئے زمین غیرت افلاک ہوا
غم ہوا سب کو یہاں اور خلد میں آئی شادی
حور و غلماں نے دی مل کے مبارک بادی
بس اے غلام نبی دل سے ہو غلام نبی
برآویں کام تیرے سب طفیل نام نبی
اس غم سے دل قلم کا از بس چاک چاک ہے
جانا ضرور سب کے تئیں زیر خاک ہے
زبان خامہ کر اب اب دی نہ طول کلام
خدا کے فضل و کرم سے ہوئی کتاب تمام

بیان فضیلت حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ عابد و زاہد اور عارف اور خائف تھے۔ ریاضت و مجاہد و خلو و مشاہد ان کا خارج از بیان ہے۔ ان احوال عبادت کا تو یہ حال ہے کہ حماد بن سلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ تمام رات عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اول نصف شب وہ جاگتے ایک روز راہ میں تشریف لے رہے تھے اچانک ایک آدمی نے کہا یہ شخص تمام رات عبادت الٰہی کیا کرتا ہے۔ بعد اس کے وہ تمام رات عبادت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ لوگ

Marfat.com

میری ایسی توصیف بیان کریں جو مجھ میں نہ ہو اور ان کے احوال زہد کی یہ کیفیت تھی کہ ایک روایت ہے ربیع بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہ بلایا میرے تئیں یزید بن عمر بن میسرہ نے پس میں ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو لے گیا۔ پس یزید بن میسرہ ان کو بیت المال سونپنے لگے لیکن ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ اس شخص نے تقریباً بیس چابک مارے۔ پس آپ نظر کریں کہ کس طرح وہ ولایت سے بھاگے اور چند اصحاب رسول خدا ﷺ کو آپ نے دیکھا ہے چنانچہ انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ اور واثلہ بن الاسقع علیہم الرضوان سے نقل ہے کہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے روبرو کسی نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو برائی کے ساتھ یاد کیا اس وقت عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ تم ذکر ایسے شخص کا کہ تمام دنیا اس کی طرف متوجہ ہے اور وہ شخص دنیا سے بھاگتا ہے اس طرح نہ کرو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جب روضہ مقدس مطہر پر جناب رسول خدا ﷺ کے حاضر ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے کہا السلام علیکم یا سید المرسلین ﷺ ۔ اور آپ جواب سے بھی مشرف ہوئے اور آواز آئی کہ وعلیکم السلام یا اما المسلمین محمد بن شجاع سے ایک روایت ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر عباسی نے دس ہزار درہم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے ان کو لے کر اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان درہموں کو رکھ چھوڑو۔ اور جب میں مرجاؤں تو یہ درہم واپس کر دینا اور ان سے کہنا کہ یہ وہی تمہاری ودیعت ہے جو آپ نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ دی تھی۔ ایک روایت ہے کہ ان کو خلیفہ نے ولایت قضا دینے کے واسطے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ میں لائق قضا کے نہیں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے یہ کس واسطے فرمایا تو آپ نے اس سے کہا اگر یہ بات میری سچی ہے تو میں قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر یہ سچ نہیں ہے تو جھوٹا بھی قاضی ہونے کے لائق نہیں ہے ایک روایت شریک نخعی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کثیر السکوت تھے اور بہت کم سخن فرمایا کرتے تھے لیکن جب زیادہ ضروریات ہوتی تو آپ گفتگو فرمایا کرتے ورنہ خاموش اور سکوت فرمایا کرتے۔

بیان فضیلت حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر و عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ وہ رات کو تین حصوں پر تقسیم کرتے تھے ایک حصہ میں علم و تدریس کی تکرار وغیرہ رہتی تھی اور ایک

Marfat.com

ثلث میں نماز پڑھتے تھے اور ایک ثلث میں آپ آرام کیا کرتے تھے اور حضرت ربیع سے ایک روایت ہے کہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ رمضان المبارک میں سات قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور یہ ساتوں مرتبہ کا پڑھنا قرآن مجید کا نماز میں ہوتا تھا۔ حسین ترابی سے ایک روایت ہے کہ میں کئی رات امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ بقدر ثلث شب کے نماز پڑھتے تھے۔ کبھی آپ پچاس آیتیں اور کبھی سو آیتیں پڑھتے تھے۔ اور جب آپ آیاتِ رحمت پر پہنچے تو سوال کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کا واسطے اپنے اور سب مسلمانوں کے واسطے بھی اور جب گزرتے ایات عذاب سے تو اس جگہ نجات چاہتے تھے اور اپنے واسطے بھی اور جمیع مومنین کے واسطے گویا رجا اور خوف ان کی ذات شریف میں جمع تھا اور فرمای ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے دس برس کی عمر سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ اس واسطے کہ غذا بدن کو ثقل کرتی ہے اور دل کو سخت کرتی ہے اور دینی سمجھ بوجھ کو زائل کرتی ہے اور نیند کو بڑھاتی ہے اور عبادت الٰہی سے باز رکھتی ہے۔ پس غور کیجئے کہ شکم سیر ہونے میں کتنی خرابیاں بیان فرماتے ہیں اور کم کھانے کی کتنی بڑی حکمتیں مضمر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں قسم کھائی میں نے کبھی نہ سچی اور نہ جھوٹی پس نظر کیجئے ان کی حرمت و توقیر پر کہ ان کے تئیں خداوند قدوس کا کیا مرتبہ تھا اور یہ دلیل ان کے کمال پر جو ان کو جلال الٰہی سے حاصل ہوا تھا۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا ایک مسئلہ دریافت کرنے کے واسطے پس آپ نے اس سے سکوت فرمایا۔ کچھ دیر بعد اس شخص نے پوچھا کہ آپ جواب کس واسطے نہیں دیتے آپ نے اس سے کہا کہ میں سوچتا ہوں کہ میری فضیلت میری سکوت میں ہے یا جواب دینے میں اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ آپ کس وجہ سے محافظت زبان کی کیا کرتے تھے اور سکوت ان کا باعث فضیلت اور طلب ثواب تھا۔ ایک روایت حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے کہ ایک حکیم نے دوسرے حکیم کو لکھا تو کہ جب تجھ کو علم ملا تو اس کو آلودہ مت کر گناہوں کی ظلمت سے ورنہ تو پل صراط کی تاریکی میں حیرت زدہ رہے گا اور اہل علم آسانی سے گزر جائیں گے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دعویٰ حب دنیا اور حب خالق کا ایک دل میں رکھے تو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ حضرت حمید رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بعض

Marfat.com

والیان ملک کے ساتھ یمن کی طرف تشریف لے جاتے تھے وہاں سے دس ہزار درہم لے کر مکے میں تشریف لاتے تھے اور آپ نے مکے سے باہر ایک خیمہ استادہ کیا اور شام تک وہ سب درہم تقسیم فرمادیئے ایک بار آپ حمام مین تشریف لے گئے اور حمامی کو مال کثیر دے کر تشریف لے گئے ایک روز برسواری آپ کے ہاتھ سے چابک زمیں پر گر پڑا ایک شخص نے فورا اٹھا کر آپ کو دیا آپ نے اس کو اسی وقت پچاس دینار کا انعام دیا۔ اور سخاوت آپ کی بیان تحریر سے باہر ہے اور یہ سخاوت آپ کی زہد پر دلیل ثابت کرتی ہے اس واسطے کہ محبت و دنیاو دولت کا امساک کرتا ہے اور زاہد پاکباز ہوتا ہے اور شدت خوف خدا سے اس درجے پر تھی کہ سفیان بن عینیہ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روز حدیث شریف خوف دلانے والی پڑھی اس کے سنتے ہی حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کو غش آگیا۔ لوگوں نے سفیان رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ اس حدیث نے محمد رحمتہ اللہ علیہ بن ادریس کی جان قبض کی ہے فرمایا اگر سچ ہے تو افضل زمانہ میرا ہے عبداللہ بن محمد سے روایت ہے کہ میں بغداد میں نہر کے کنارے وضو کرتا تھا اور اس وقت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ عراق سے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے غلام پورے طور سے وضو کر اپنا تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے عقبیٰ میں نیکی کرے اور تجھ کو اپنا پسندیدہ بنالے چنانچہ میں وضو سے بافراغت ہو کر جلدی سے آپ کے پیچھے گیا۔ پھر انہوں نے میری طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھ کو کچھ حاجت ہے میں نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ تم مجھ کو سکھاؤ وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھایا۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جان تو جو کوئی سچ بولے گا یقیناً سخاوت پائے گا اور جو کوئی اپنے دین میں ڈرے گا وہ ہلاکت سے سلامتی میں رہے گا اور جس میں تین خصلتیں ہوں گی اس کا دین کامل ہو گا ایک جو دوسرے کو امر نیک بتائے اور خود اس پر عمل پیرا ہو۔ دوسرے وہ جو حدیں شرع میں باندھی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زاہد اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا رہا۔ وہ سخاوت پائے گا۔ کسی نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ریا کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ریا بذات خود ایک فتنہ ہے کہ خواہش نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور ان کی آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اسی وجہ سے وہ نفس کی بدی اور گناہ کا خیال کرتے ہیں اور اسی واسطے وہ اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے تئیں نگاہ رکھے

Marfat.com

اس کو علم کوئی نفع نہ دے گا اور جو کوئی علم میں اللہ تعالی کی اطاعت کرے گا تو اس پر اسرار الٰہی کھلیں گے اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سب احوال لکھ کر فرمایا کہ خلوص نیت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی اور بے ریائی ان کی درجے پر تھی کہ فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ لوگ میرے علم سے متمتع ہوں اور میری طرف وہ علم علم منسوب نہ ہو۔ پس غور کیجئے کہ آفت علم اور طلب شہرت اور اسم سے اس درجہ نفرت تھی کہ سوائے وجہہ اللہ کے دوسری طرف التفات ہی نہ تھا اور اسی قسم کی ایک روایت اور بھی ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کسی علمی بحث میں کبھی تکرار نہیں کی مگر اس وجہ سے تکرار کرتا تھا کہ خطا سے محفوظ ہو جاؤں اور تمنا یہ ہوتی تھی کہ اس نیک کام کے کرنے کی توفیق خداوند قدوس عنایت فرمائے اور یہ چاہتا تھا کہ اس تکرار سے حق ظاہر ہو جائے خواہ میری زبان سے ادا ہو یا دوسرے کی زبان سے اور جو شخص کہ بروقت مناظرہ کے حق بات کو مجھ سے قبول کرتا تھا تو اس کی ہیبت میرے دل میں آتی تھی اور میں اس کا معتقد ہوتا تھا اور جو کوئی مکابرہ کرتا تھا یعنی واسطے حق چھپانے کے حجتیں کرتا وہ میری نظروں میں حقیر ہو جاتا تھا۔ اور ایک روایت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں چالیس برس سے نماز کے بعد امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے دعا مانگتا ہوں اور ایک روز ان کے بیٹے نے کہا کہ اے ابا جان امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کون ہیں جس کے واسطے تم ہمیشہ دعا مانگتے ہو امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹے میرے وہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ دنیا کا امام تھا اور اس کے دل میں عافیت خلق کی ہر وقت موجزن رہتی تھی اور نہیں ہے کوئی شخص دنیا میں کہ دوات قلم واسطے قلم کے چھوٹے گا مگر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی سنت اس کی ڈگر پر ہوگی۔ حالانکہ امام احمد بن حنبل بذات خود تین لاکھ حدیث کے حافظ تھے باوجود ان فضائل کے پھر بھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے میں نے تو نہایت مختصر احوال امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ لکھے ہیں ورنہ مناقب شافعی کثیر ہیں۔

بیان فضیلت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ علم کی تعظیم میں نہایت ہی مبالغہ سے کام لیتے تھے اور جب آپ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھانے کو بیٹھتے تھے تو وضو کر کے خوشبو لگا کر کمال وقار سے اور نہایت شان و شوکت سے بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں

Marfat.com

کہ میں رسول خدا ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں اور نیز فرماتے تھے کہ علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ جہاں مناسب خیال کرتا ہے اس کو عنایت فرماتا ہے۔ اور انصاف بھی ان کا مسائل میں ایسا تھا کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امام مالک کے پاس حاضر تھا کہ کسی شخص نے ان سے اٹھائیس مسئلے پوچھے تو انہوں نے بیس مسئلوں میں فرمایا کہ لَآ اَدْرِیْ یعنی میں نہیں جانتا۔ جس شخص کو للہیت نہیں ہوتی اس کا نفس کب قبول کرتا ہے جو اقرار کرے کہ میں نہیں جانتا اس واسطے فرمایا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کہ جس وقت ذکر کیا جائے علماء کا پس امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ان میں سے مانند نجم کے ہیں اور نہیں ہے کسی احسان مجھ پر زیادہ امام مالک رحمت اللہ علیہ سے زہد بھی اس کا اس درجے پر تھا کہ امیر المومنین مہدی نے ان سے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں لیکن میں نے ربیع بن عبدالرحمن سے سنا ہے کہ فرماتے تھے نسبت آدمی کی اس کا گھر ہے۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں پس اس نے ان کو ایک ہزار دینا دیئے جب ہارون الرشید نے ارادہ مدینے سے جانے کا کیا تب امام مالک سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ میں لوگوں سے تمہاری کتاب مؤطا پر عمل کراؤں گا جس طرح کہ حضرت عثمان غنی نے اپنے جمع کئے ہوئے قرآن مجید پر لوگوں کو اکٹھا کیا۔

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ مؤطا پر عمل کروانے کی تو کوئی سبیل نہیں ہے اس واسطے کہ اصحاب رسول ﷺ کئی ملکوں میں متفرق ہوئے اور انہوں نے احادیث رسول اللہ ﷺ کی خدمات میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اور تمام اہل شہر کے پاس علم موجود ہے اور رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بہتر ہے واسطے لوگوں کے اگر وہ جانیں اس کی قدر و منزلت کو اور مدینہ میں یہ خاصیت ہے کہ آدمی کی خباثت کو ایسا نکالتا ہے جیسے بھٹی میں لوہے کا میل نکل جاتا ہے اور وہ جو آپ کے دینار ہیں سو وہ حاضر خدمت ہیں اگر مزاج چاہے تو اس کو لے جاؤ یا پھر اس کو چھوڑ جاؤ۔ یعنی مدینہ منورہ کی مفارقت مجھ کو تکلیف دیتی ہے بسبب اس مال کے اور میں مدینتہ الرسول پر کسی چیز کو اختیار نہ کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب ان کا علم دنیا میں منتشر ہوا تو ہر طرف سے لوگ مال کثیر بھیجتے تھے کہ نہ ہونا مال کا زہد نہیں ہے بلکہ زہد تو فارغ کرنا قلب کا ہے۔ اور محبت کرنا مال سے اس واسطے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس سلطنت ہفت اقلیم کے زاہد تھے۔ امام

Marfat.com

شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ میں نے دروازے پر امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے خراسان کے بچھڑے اور مصر کے خچر دیکھے کہ ان سے بہتر پھر کہیں نہیں دیکھے تھے میں نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ کیا خوب ہیں۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اپنی سواری کے واسطے رکھ لیجئے کہنے لگے کہ میں شرماتا ہوں خداوند قدوس سے کہ میں پامال کروں دابے سے اس خاک کو کہ جس جگہ قدم مبارک رسول اللہ ﷺ کا پڑا۔ نقل ہے کہ ایک روز ہارون رشید نے کہا کہ تم ہمارے یہاں آیا کرو تاکہ ہمارے لڑکے تم سے تمہاری کتاب موطا پڑھیں۔ یہ سن کر امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ اَعَزَّ اللّٰہُ الْاَمِیْرُ۔ یہ علم تمارے گھر سے نکلا ہے پس اگر تم عزت دو گے تو عزیز ہو گا اور تم ذلت دو گے تو ذلیل ہو گا۔ اور علم بذات خود کسی کے پاس نہیں جاتا بلکہ علم کے پاس سب آتے ہیں۔ یہ سن کر ہارون الرشید نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ پھر اپنے بیٹوں سے کہا کل سے تم بھی مسجد میں دیگر لوگوں کی طرح جایا کرو۔

بیان فضیلت حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ

کتاب تذکرۃ الاولیاء میں مذکور ہے کہ بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ میں ایسی خصلت ہے جو مجھ میں نہیں ہے کہ وہ وجہ الحلال کھاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتے ہیں۔ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ معتزلہ نے حاکم کوفہ کو ورغلا کر امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کو پکڑوا منگایا تاکہ ان سے قرآن مجید کو مخلوق کہلوائیں۔ چنانچہ امام موصوف رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہزار تازیانے مارے تاکہ وہ اس ناقابل برداشت سزا کو دیکھ کر قرآن مجید کو مخلوق کہیں۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ اور ہر وقت یہی کہا کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے میں کس طرح اس کو خدا مخلوق کہوں اسی حالت میں آپ کا ازار بند کھل گیا۔ ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے مگر غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہوا۔ اور اس نے آپ کا ازار باندھ دیا جب یہ حال کرامت دیکھی تو پھر آپ کو چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ اسی ضرب شدید کی وجہ سے اور اسی صدمہ سے آپ کی وفات ہوئی۔ نقل ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل کسی شہر میں وضو کرتے تھے اور دوسرا شخص بھی اسی جگہ سے وضو کرتا تھا اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ شائد امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کو یہاں میرے وضو کرنے سے کراہت آئے اس لیے اٹھ کر امام احمد بن حنبل

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کے قریب زیر دست بیٹھ کر اپنا وضو کیا۔ جب وہ مرگیا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا سلوک کیا اس نے اے یار کوئی سبب میری نجات کا نہ تھا بس یہی کہ ایک روز میں نے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ عیلہ کی حرکت و دفع کراہیت کے باعث زیر دست بیٹھ کر وضو کیا تھا وہی سبب میری رستگاری کا ہوا کہتے ہیں کہ آپ بغداد میں رہتے تھے مگر آپ نے روٹی بغداد کی کبھی نہ کھائی اس واسطے کہ بغداد کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غازیوں کے واسطے وقف کیا تھا آپ ہر روز موصل سے روٹی منگا کر کھاتے تھے ایک بیٹا جس کا نام صالح تھا وہ ایک سال اصفہان میں قاضی کے عہدے پر رہا تھا مزید واصلاح آراستہ وبہ تقوی وملاح پیراستہ صائم الدہر قائم اللیل تھے ایک دن اپنے سامنے روٹی رکھی ہوئی دیکھ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج روٹی روز جیسی نہیں ہے۔ اس کا کیا سبب ہے کیونکہ روٹی کی وضع بدلی ہوئی ہے۔ خادم نے کہا کہ آج کا خمیر آپ کے فرزند صالح کے گھر سے لائے تھے۔ فرمایا کہ وہ قاضی تھا اس کے یہاں کا خمیر میں نہ کھاؤں گا۔ لہٰذا اس روٹی کو دروازے پر رکھو اور جو سائل آئے اس سے کہہ دو کہ آٹا احمد کے گھر کا اور خمیر صالح کے گھر کا ہے۔ اگر تم چاہو تو اس کو لو کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وہ روٹی دھری رہی لیکن کو کسی محتاج نے نہ لیا۔ آخر الامر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔ اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ وہ روٹی کیا ہوئی تو عرض کیا کہ وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔ چنانچہ احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت سے اس دریا کی مچھلی بھی نہ کھائی۔ منقول ہے کہ آپ سے جو کوئی مسئلہ پوچھتا تھا جواب دیتے تھے اور اگر مسئلہ حقائق کا ہوتا تو بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کا حوالہ دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ رضا کے کیا معنی ہیں۔ جواب دیا کہ اپنے سب کام خدا کو سونپنا پھر پوچھا کہ محبت کے کیا معنی ہیں تو فرمایا اس مسئلہ کو بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کرلو پھر پوچھا کہ زہد کسے کہتے ہیں۔ فرمایا زہد کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو حرام کا ترک کرنا اور زہد عوام ہے دوسرا زیادتی حلال کی ترک کرنا اور یہ زہد خاص ہے۔ تیسرا اس چیز کا ترک کرنا جو خدا کو بھلا دے اور یہ زہد عارفاں ہے۔ جب امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اپنی وفات کے قریب پہنچے تو لوگوں نے انہیں زخموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ذکر کیا تو آپ نے بھی اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ ابھی مکمل آرام نہیں ہوا ہے پھر آپ کے فرزند نے پوچھا کہ آپ اس وقت کیا فرماتے ہیں۔ کہا

Marfat.com

میرے سامنے شیطان کھڑا ہے اور وہ ہاتھ مل مل کر نہایت افسوس سے کہتا ہے کہ اے احمد رحمتہ اللہ علیہ تو اپنا ایمان میرے ہاتھ سے بچالے گیا۔ تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ ابھی نہیں۔ ابھی تو چند تنفس باقی ہیں اے فرزند ابھی فریب شیطان اور سلب ایمان سے بہت نڈر نہیں ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ کے جنازے پر ہزارہا پرندے آکر رونے لگے اور اپنی بیتابیاں دکھانے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر چالیس ہزار گبرو ترساو یہود مسلمان ہوئے اور اپنی زناریں توڑ ڈالیں اور پکار پکار کر بولے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ﷺ محمد بن خزیمہ نے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کو بعد وفات کے خواب میں دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا یا امام المومنین اللہ تعالیٰ سے کیسا معاملہ رہا۔ تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افضال عمیم والطاف قدیم سے مجھے بخش دیا اور تاج کرامت کا میرے سر پر رکھا اور پھر فرمایا کہ یہ اسی کا بدلہ ہے جو تو میرے کلام کو مخلوق نہ کہا تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب کے لوگ کم ہیں لیکن ان کے ورع اور زہد کے احوال مشہور ہیں۔ اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ثم آمین

Marfat.com

Marfat.com

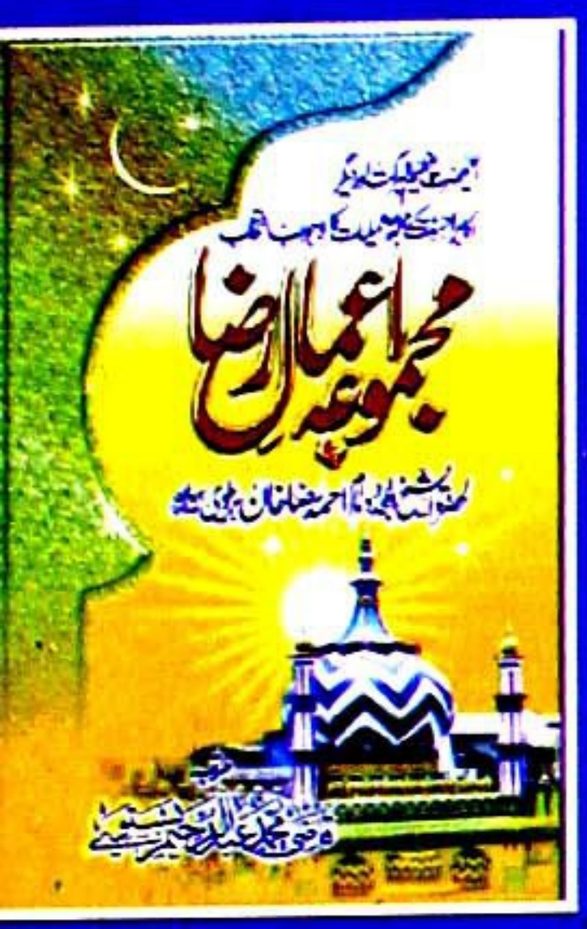

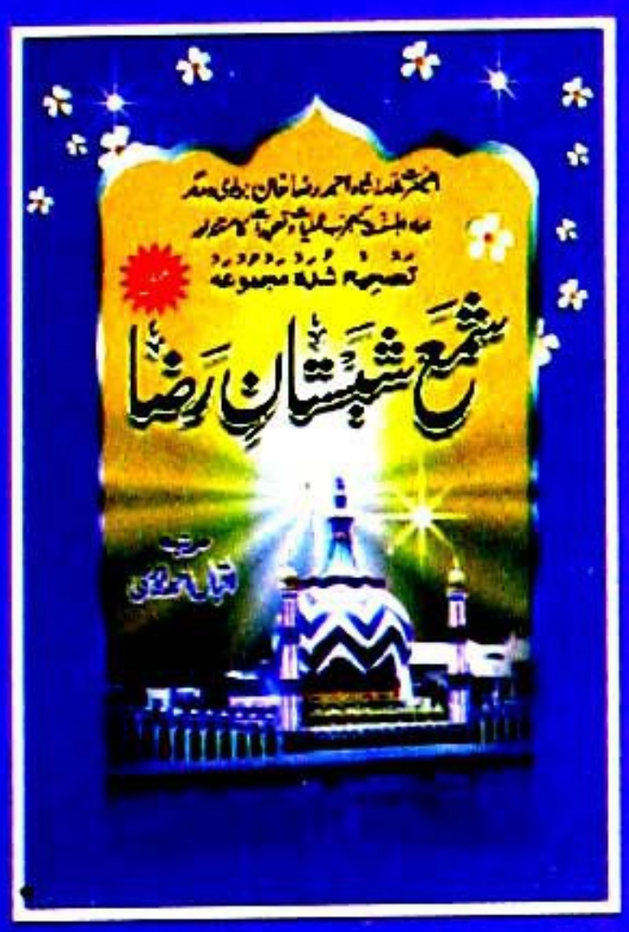

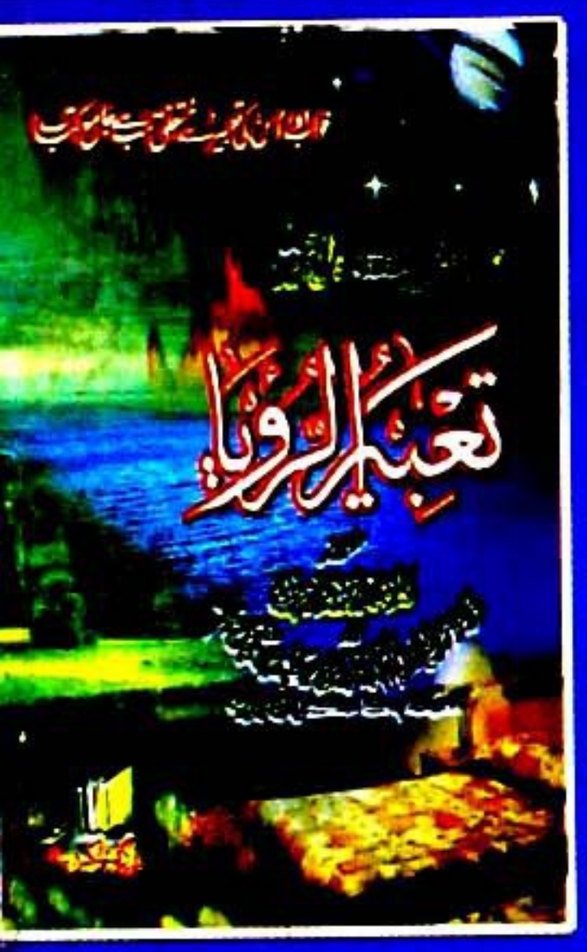

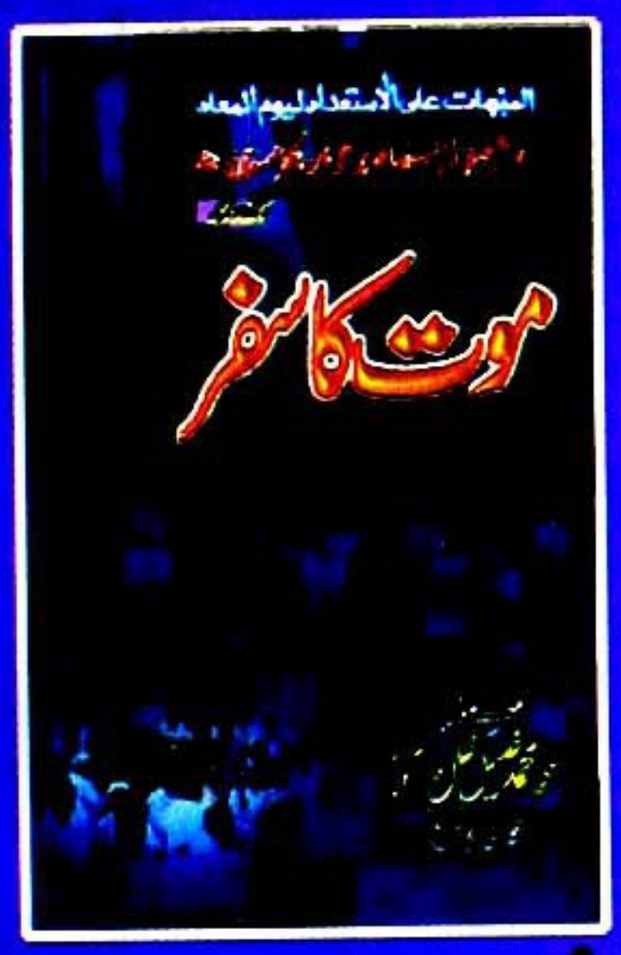

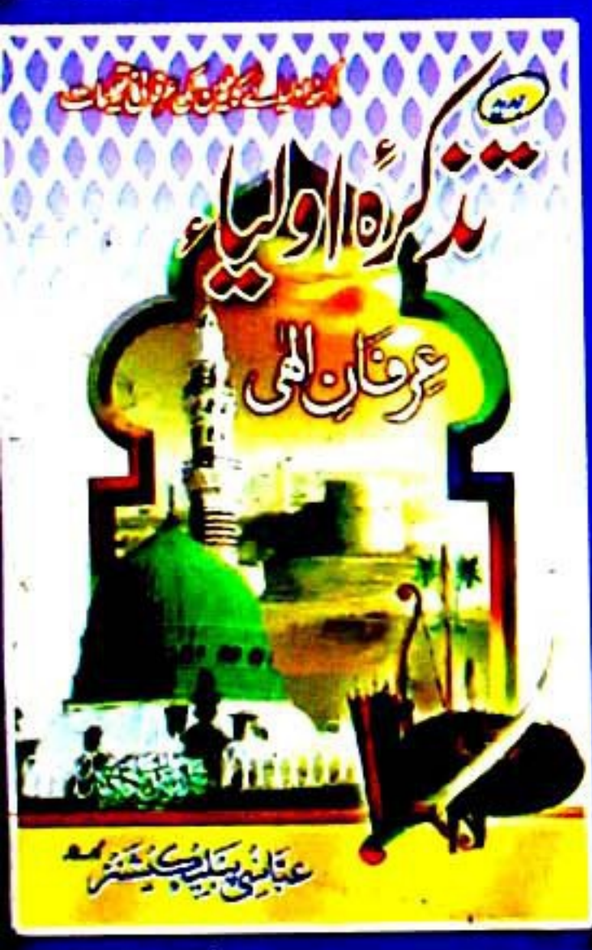

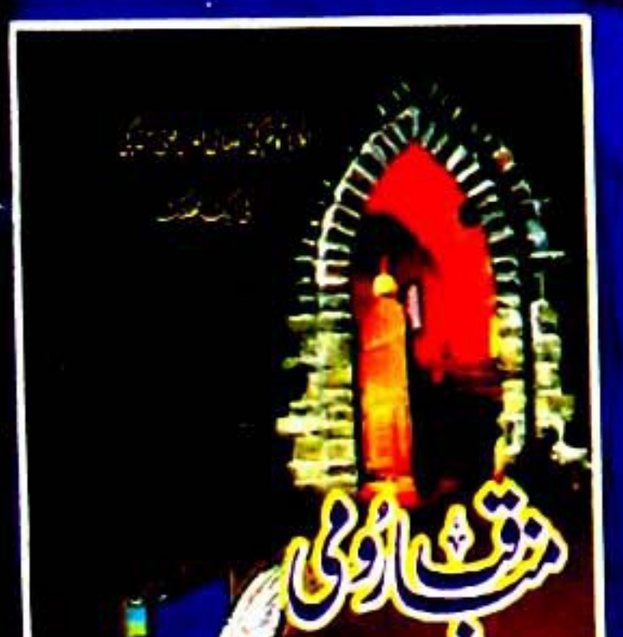

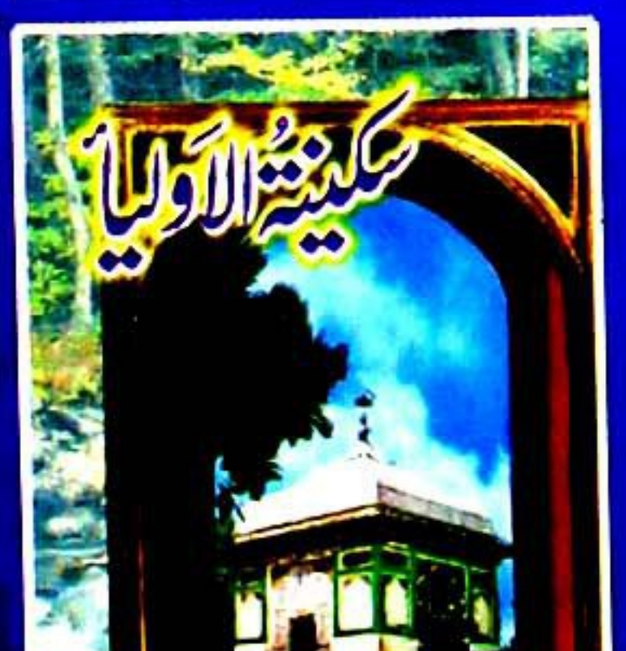

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
042-7352795 - 7124354

Marfat.com